مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

مظہرِ علم لاہور

احکامِ طہارت

مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

مظہرِ علم لاہور

عرضِ مؤلف

طبع دوم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سراپا شفقت واحسان شیخِ طریقت حضرت قبلہ حاجی پیر مولانا محمد عبدالواحد دامت برکاتہم القدسیہ کی فرمائش کے مطابق طہارت سے متعلقہ مسائل کا ایک مجموعہ مرتب ہوا، جو ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء میں ''احکام طہارت برائے خواتین'' کے عنوان سے اشاعت پذیر ہوا۔

اشاعت کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے بعض عنوانات کو ازسرِنو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے کرم سے امید ہے کہ اب حلقۂ افادیت وسیع تر ہو جائے گا، لہٰذا اس ایڈیشن میں کتاب کے عنوان سے ''برائے خواتین'' کے الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں۔

راقم عفی عنہ کی کوشش رہی کہ مسائل کو آسان پیرایہ میں بیان کیا جائے، چنانچہ مسائل کے ساتھ وضاحتوں اور مثالوں کے ضمنی عنوانات قائم کیے تاکہ وہ مزید قریب الفہم ہو جائیں، اس کے باعث کچھ جزئیات تکرار کے ساتھ آگئیں، فائدہ کے پیشِ نظر نہیں باقی رہنے دیا، اس کے باوجود عام لوگوں کو سمجھنے کے لئے اہلِ علم کی راہنمائی کی ضرورت ہوگی۔

قارئین، بالخصوص حضرات علمائے کرام سے التماس ہے کہ اگر غلطی دیکھیں تو ازراہِ عنایت مطلع فرمائیں تاکہ تدارک کی کوئی صورت پیدا ہو سکے۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّم

مؤلف عفی عنہ

۲۹ ماہ میلاد مبارک ۱۴۲۴ھ/ یکم جون ۲۰۰۳ء

فہرست، احکام طہارت

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۹۲	حکم نمبر ۱، نماز اور سجدہ کی حرمت	۱۹۶
۹۳	حکم نمبر ۲، قرآن مجید کے چھونے کی حرمت	۱۹۶
۹۴	حکم نمبر ۳، طواف کی حرمت	۱۹۶
۹۵	معذوروں کے احکام	۱۹۶
۹۶	جبیرہ کے احکام	۲۰۲
۹۷	پانی کے احکام	۲۰۶
۹۸	مطلق اور مقید پانی	۲۰۶
۹۹	مطلق پانی	۲۰۶
۱۰۰	مطلق پانی کا حکم	۲۰۷
۱۰۱	مطلق پانی کی تقسیم	۲۰۷
۱۰۲	مقید پانی	۲۰۷
۱۰۳	مقید پانی کا حکم	۲۰۷
۱۰۴	جاری پانی کے احکام	۲۰۸
۱۰۵	راکد یعنی ٹھہرے ہوئے پانی کے مسائل	۲۱۱
۱۰۶	کنویں کے پانی کے احکام	۲۱۶
۱۰۷	جانداروں کے جھوٹے کے احکام	۲۲۵
۱۰۸	دباغت کے مسائل	۲۳۲
۱۰۹	تحری کا بیان	۲۳۶
۱۱۰	تیمم	۲۳۸

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

مُقدّمہ

از علّامہ محمّد رشید نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ)

اُستاذ الحدیث والفقہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

فقہ اسلامی

﴿بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم﴾

اسلام نے علم اوراس کی ترویج کے لئے جتنا اہتمام فرمایا ہے' قرآن پاک کے صفحات اور احادیث کے دفاتر اس سے لبریز ہیں' اورانہی ارشادات کی برکت تھی کہ عرب کے گنوار اور جاہل دیکھتے دیکھتے اقوامِ عالم کے امام بن گئے' جہاں ان کی عظمت کا جھنڈا گڑا وہاں سے علم وحکمت کے چشمے پھوٹ نکلے' کوہ ودامن میں جہاں کہیں وہ خیمہ زن ہوئے مسجد ومدرسہ کے بلند مینار معرفت کی تجلیاں بکھیرنے لگے۔

حضور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا ارشاد ہے۔

﴿۱﴾ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ علم حاصل کرے۔

﴿۲﴾ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اُمَّتِيْ

جس طرح مجھے اپنی امت پر فضلیت حاصل ہے اسی طرح عالم کو عابد (جو عالم نہ ہو) پر فضیلت حاصل ہے۔

﴿۳﴾ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دینی بصیرت اور فقہی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

﴿۵﴾ اِنَّ رِجَالًا یَّاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ یَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّیْنِ فَاِذَا اَتَوْکُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَیْرًا

لوگ تمہارے پاس دین میں تَفَقُّہ (بصیرت) حاصل کرنے آئیں گے جب وہ آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(ترمذی شریف مشکوۃ شریف کتاب العلم)

نوٹ: دینی مدارس کے منتظمین کو اس ارشادِ چہارم (طالبِ علم وطالبِ دین کے ساتھ اچھا سلوک کرو) پر گہرا اور عمیق غور و فکر کرنا چاہیئے کہ کس قسم کے سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور وہ کیسا سلوک کرتے ہیں؟

﴿۶﴾ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَیْرُ فَقِیْهٍ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰی مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ

بہت سے فقہ کے محافظ حقیقۃً فقیہ نہیں ہوتے اور کئی فقیہ تو ہیں لیکن جن کی طرف منتقل کر رہے ہیں وہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں۔

اس ارشادِ پنجم کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بات بالکل ظاہر اور عیاں ہے کہ علمِ فقہ کا ایک شخص سے دوسرے شخص اور ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف انتقال جاری رہنا چاہیئے تاہم اس انتقال کو جاری رکھنے کے کئی طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ وذریعہ تصنیف وتالیف ہے۔

زیرِ نظر کتاب بھی اسی قسم کی ایک مبارک ومحمود کوشش وسعی ہے۔

راقم الحروف کو اس زیرِ نظر کتاب کے شروع میں چند سطور لکھنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن میری یہ بدنصیبی یا کم ظرفی بلکہ کم علمی ہے کہ اس حکم کی تعمیل میں مسلسل دیر ہوتی چلی گئی، کل بروز پیر ۲۸ صفر ۱۴۱۷ھ/ ۱۵ جولائی ۱۹۹۶ء لاہور الحمراء ہال نمبر ا میں حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک کانفرنس کا اہتمام فرمایا گیا اس کانفرنس میں حاضری کا شرف اور تقاریر ومقالات سننے کی سعادت حاصل ہوئی، شاید اسی کانفرنس کی برکت ہے کہ آج (۱۶ جولائی) یہ چند سطور لکھنے کی ہمت اور حوصلہ ہوا۔ آئندہ سطور میں......

﴿۱﴾ لفظِ فقہ کا قرآنِ پاک میں مادّہ

﴿۲﴾ اس لفظ کا صدرِ اوّل میں مفہوم

﴿۳﴾ مفہوم میں تدریجاً تنگی

﴿۴﴾ دورِ حاضر میں اس لفظ کا مفہوم (اور اصطلاحی تعریف)

﴿۵﴾ اصولِ فقہ اور قواعدِ فقہیۃ میں فرق

﴿۶﴾ محدث اور فقیہ میں فرق

﴿۷﴾ فقہ کی غرض وغایت

﴿۸﴾ موضوع کی تعریف

﴿۹﴾ فقہ کا موضوع

﴿۱۰﴾ فعلِ مکلف کے گیارہ عوارضِ ذاتیہ اور اوصاف

﴿۱۱﴾ فقہی مباحث کی تعداد

﴿۱۲﴾ اور زیرِ نظر کتاب پر مختصر سا تبصرہ...... قلم وقرطاس کی مدد سے سامنے لایا گیا ہے۔

لفظِ فقہ کا قرآنِ پاک میں مادہ

اس لفظِ فقہ کا مادہ (ف، ق، ہ) بقول علامہ رشید رضا مصری قرآنِ پاک میں مجموعی طور پر ۲۰ جگہ ذکر فرمایا گیا ہے، ایک جگہ "تَفْقَهُوْنَ" اور دوسری جگہ "تَفْقَهُ" تیسری جگہ "یَفْقَهُوْا" جبکہ تیرہ جگہ "یَفْقَهُوْنَ" اور تین جگہ "یَفْقَهُوْهُ" اور ایک جگہ "یَتَفَقَّهُوْا" آیا ہے، ان بیس میں سے انیس جگہ ایک خاص قسم کی علمی گہرائی اور دقتِ فہم اس لفظ کا مفہوم ومدلول ہے۔

اس لفظ سے فعلِ ماضی معروف مکسور، مفتوح اور مضموم العین تینوں طرح آتا ہے۔

فَقِہَ (بکسر القاف) اس وقت پڑھتے ہیں جب کوئی بات سمجھ لے۔

اور فَقَہَ (بفتح القاف) اس وقت جبکہ کوئی شخص بات سمجھنے میں کسی دوسرے سے سبقت کر جائے اور آگے بڑھ جائے۔

اور فَقُہَ (بضم القاف) اس وقت جبکہ "فقہ" کسی کی عادت اور طبیعت بن جائے۔

صَدرِ اوّل میں فِقہ کا مَفہُوم

صَدرِ اوّل میں فِقہ کا مَفہُوم نہایت وَسِیع اور اسلامی زندگی کے تمام شُعبوں پر حاوی تھا' جیسا کہ مُسَلَّمُ الثُّبُوتِ' شَرحِ مُسَلَّمُ الثُّبُوت اور تَوضِیح وتَلوِیح وغیرہا کُتُبِ اُصُول میں تصریح ہے کہ......

''قدیم زمانہ میں فِقہ' عِلمِ حَقِیقت' عِلمِ طَرِیقت اور عِلمِ شَرِیعت سب کو شامل تھا''

عِلمِ حَقِیقت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی ذات وصِفات کی مَباحِث والہِیّات اور عَقائِد وکلام کو علمِ حقیقت کہا جاتا ہے' دَورِ حاضِر میں اس کا مشہور ومعروف نام ''عِلمِ کلام'' ہے۔

عِلمِ طَرِیقت کیا ہے؟

نَجات دینے والے اَعمال واَفعال اور ہلاکت میں ڈالنے والی حَرَکات وکَیفِیّات کی مَباحِث کو عِلمِ طَرِیقت کہا جاتا ہے' آج کل اس کو اَخلاقِیّات کہتے ہیں' اور اس کے ایک خاص حصہ اور طریقہ کار کو ''تَصَوُّف'' کہا جاتا ہے۔

عِلمِ شَرِیعت کیا ہے؟

ظاہِری اَعمال واَفعال مثلاً وضو' نماز وغیرہ کے اَحکام' مَسائِل کو عِلمِ شَرِیعتِ ظاہِرہ کہا جاتا ہے' آج کل اسی کو فِقہ اور اس کے ایک حصہ کو اِسلامی قانُون کہا جاتا ہے۔

درج ذیل عَرَبی عِبارَت کی جو مُسَلَّمُ الثُّبُوت وغیرہ میں موجود ہے فِقہ کے اس وَسِیع مَفہُوم پر بڑی واضِح اور روشن دَلالت ہے۔

اِنَّ الْفِقْهَ فِی الزَّمَانِ الْقَدِیْمِ کَانَ مُتَنَاوِلًا..........

(۱) لِعِلْمِ الْحَقِیْقَةِ وَهِیَ الْاِلٰهِیَّاتُ مِنْ مَبَاحِثِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ

(ب) عِلْمُ الطَّرِیْقَةِ وَھِیَ مَبَاحِثُ الْمُنْجِیَاتِ وَالْمُھْلِکَاتِ

(ج) عِلْمُ الشَّرِیْعَةِ الظَّاھِرَةِ

اِس دور میں فقہ کی مشہور و مَنْقُول تعریف یہ ہے۔

"نفع اور نقصان پہنچانے والی چیزوں کی مَعْرِفَت وشناخت کا نام فقہ ہے"۔

جن چیزوں سے انسان کو دنیا اور آخرت میں نفع اور فائدہ ہو'ان چیزوں کو'مَالَھَا" سے تَعْبِیر کیا جاتا جبکہ نقصان وضَرر پہنچانے والی چیزوں کو'مَاعَلَیْھَا' سے تَعْبِیر کیا جاتا تھا'اس مفہوم ومعنی کو وہ حضرات مُخْتَصَر لفظوں میں یوں تعبیر فرماتے تھے۔

اَلْفِقْهُ مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَھَا وَمَاعَلَیْھَا

مُفِید و مُضِر کی مَعْرِفَت'فقہ ہے۔

فقہ کی اس مذکورہ تعریف میں کسی علم وفن کی تخصیص نہیں ہے' بلکہ ہر علم وفن (مثلاً عِلْمِ کَلَام' تَصَوُّف اور قَانُون) کو شامل ہے' یہی وجہ ہے کہ حضرت اِمَام اَبُوحَنِیْفَہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف مَنْسُوب کَلَام وعَقَائِد پر ایک کتاب کا نام "فِقْهُ اَکْبَر" رکھا گیا۔

صَدرِ اَوّل کے بعد فِقْہ کا مَفْھُوم

ایک عرصہ تک فقہ کا یہی مَفْھُوم جاری رہا اور اسی پر عمل درآمد ہوتا رہا بعد میں بَوُجُوہ اس مفہوم میں تَدْرِیْجاً تنگی ہوتی چلی گئی' یہاں تک کہ "عقائد وکَلَام" نے ایک علیحدہ فَنّ کی حَیْثِیَّت اِخْتِیَار کرلی اور اس فن کو"عِلْمِ کَلَام" کے نام سے شہرت ہوئی' دَرْسِ نِظَامِی میں شامل مشہور ومعروف کتاب "شَرْحِ عَقَائِد" اور اس کا حاشیہ "خَیَالِی" اسی فن کی کتابیں ہیں' جبکہ اُرْدُو زبان میں حضرت صَدْرُ الشَّرِیْعَہ عَلاَّمَہ مولانا امجد علی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور ومعروف تصنیف وتالیف "بہارِ شَرِیْعَت" کی جلد اول اور حضرت حَکِیْمُ الْاُمَّتْ مفتی اَحْمَد یار خَان گجراتی کی تصنیفِ لطیف "جَاءَ الْحَق" کو بھی اس فن میں شامل کیا جاسکتا ہے' اسی طرح حضرت مُجَدِّدِ اَلْفِ ثَانِی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے مَکْتُوبَات ورَسَائِل جن میں عَقَائِدِ حَقَّہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور باطل گروہ کا رد فرمایا گیا ہے' اسی گلدستہ کے پھول اور کلیاں ہیں۔

تاہم صَدرِ اوّل کے بعد بھی ایک مَرحَلہ تک ''وِجدَانیّات'' کا تَعلُّق فقہ ہی سے قائم رہا' چنانچہ ''شَرحِ مِنہاج'' وغیرہ کتابوں میں وِجدَانِی مَبَاحِث اور مَلَکَات نَفسَانِیَہ کو فقہ میں شمار کیا جاتا رہا' مثلاً اُس دَور میں حَسَد اور دِکھاوے کے حرام ہونے کو فقہی مسئلہ سمجھا جاتا تھا' جیسا کہ حسب ذیل عبارت سے صراحتہً یہ بات ثابت ہے۔

اِنَّ تَحرِیمَ الحَسَدِ وَالرِّیَاءِ مِنَ الفِقهِ (شرح مسلم الثبوت)

حَسَد اور رِیَا کی حُرمت کا تَعلُّق فِقہ سے ہے۔

حالانکہ حَسَد و رِیَا اور اسی قسم کی تمام برائیوں کا تعلق مَلَکَاتِ نَفسَانِیَہ سے ہے' جن کے اِزَالَہ کے لئے صِرف علم کافی نہیں' بلکہ خاص قسم کی تربیت بھی درکار ہے' اس مَرحَلَہ کے بعد آگے چل کر وِجدَانیّات نے بھی ایک علیحدہ فن کی حیثیت اختیار کرلی اور ''تَصَوُّف'' کے نام سے اس کو شہرت ہوئی' دَرسِ نِظامی میں شامل فارسی نظم کی سب سے پہلی کتاب ''کریما اور پندنامہ'' یا حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور و معروف کتاب ''کَشفُ المَحجُوب'' اسی چمن کی خوشبو مہک ہے' اس دور میں پہنچ کر فقہ کا مفہوم عَقَاید و اَخلَاق دونوں کی مَبَاحِث سے مُجَرَّد اور خالی ہوگیا۔

دَورِ حَاضِر میں فقہ کا مفہوم اور اِصطِلَاحی تَعرِیف

مذکورہ تَجرِیدِی عمل کے بعد فقہ کا جو مفہوم مُرَوَّج و مشہور ہوا اس کی مختلف تعریفیں اُصُول کی کتابوں میں ملتی ہیں' لیکن جمہور فُقَہَاء کے نزدیک مشہور و معروف تعریف یہ ہے۔

''اَحکَامِ شَرعِیَہ فَرعِیَہ کے اس عِلم کو ''فقہ'' کہتے ہیں جو ان اَحکَام کے تَفصِیلی دَلَائِل سے مُکتَسَب اور حَاصِل کیے گئے ہوں''

تفصِیلی دَلَائِل سے کیا مُرَاد ہے ؟

قُرآنِ پاک کی ایسی آیات یا ایسی اَحَادِیثِ نَبَوِیّہ کہ جن کا تَعلُّق کسی حکم فَرعی و فقہی یا اَحکَامِ فَرعِیَہ فِقہِیَہ سے ہو' کو تَفصِیلی دَلَائِل کہا جاتا ہے' مثلاً ''اَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ...... الخ''

حکم شرعی وفقہی کے حاصل کئے جانے سے کیا مراد ہے ؟

جب کسی حکمِ شَرعی وفقہی پر مَنطِق کی روشنی میں کوئی دلیل پیش کی جائے گی تو اس دلیل کا ایک حصہ اور ٹکڑا (صُغریٰ) متعلقہ آیت یا حدیث سے مَاخُوذ ہوگا جبکہ دلیل کا دوسرا حصہ اور ٹکڑا (کُبریٰ) فَنِ اُصُولِ فِقہ کا کوئی قاعِدہ اور قانُون ہوگا' اس اِستِدلالِی عمل کو "حکم شرعی کا حاصل کیا جانا" کہاجاتا ہے' اس استدلالی عمل کی مزید وضاحت کے لئے ضروری ہے کہ چند حسبِ ذیل اِصطِلاحات ذہن میں مُستَحضَر ہوں۔

﴿۱﴾ **آمِر:** شَارِع علیہ الصلوۃ والسلام اور حکم دینے والا۔

﴿۲﴾ **مَامُور:** مُکلّف اِنسَان یعنی جس انسان کو کوئی حکم اور آرڈر دیا گیا۔

﴿۳﴾ **مَامُوربِہ:** جس فعل وعَمَل اور کام کے کرنے کا کہا گیا ہے' مثلاً نماز' روزہ۔

﴿۴﴾ **اَمر:** وہ صِیغہ اور لَفظ جس کے ذریعے حکم اور آرڈر دیا گیا' مثلاً "اَقِیمُوا" (قائم کرو)

﴿۵﴾ **مَنہِیّ عَنہُ:** جس فِعل وعَمَل اور کام سے روکا گیا' مثلاً چوری' بدکاری اور غیبت۔

﴿۶﴾ **نہی:** وہ صیغہ اور لفظ جس کے ذریعے روکا گیا' مثلاً "لاتقربُوا" (قریب مت جاؤ)

﴿۷﴾ **دَلِیل:** وہ اَلفَاظ اور عِبَارت جس سے کسی حکم یا دعویٰ کو ثابت کیا جائے۔

﴿۸﴾ **صُغریٰ وکُبریٰ:** کوئی بھی دلیل دو جملوں (قضایا) کے ملانے سے بنتی ہے' پہلے جملہ کو "صغریٰ" اور دوسرے کو "کبریٰ" کہاجاتا ہے۔

مثلاً کسی کَالِج کا کوئی طالب علم ہے اور وہ کالج کی اِنتِظَامِیَہ سے مُطَالَبَہ کرتا ہے کہ اس (طالب علم) کو ہوسٹل میں کمرہ الاٹ کیا جائے' اس (طالب علم) کا یہ حق ہے' انتظامیہ پوچھتی ہے کہ کیوں؟ اور کس طرح تیرا حق ہے؟ وہ طالب علم کہتا ہے۔

میں اس کالج کا طالب ہوں اور اس کالج کے ہر طالب علم کا حق ہے کہ اس کو کمرہ دیا جائے۔

پہلا جملہ	دوسرا جملہ
میں اس کالج کا طالب علم ہوں	اس کالج کے ہر طالب علم کا حق ہے کہ اس کو کمرہ دیا جائے

لہٰذا میرا بھی حق ہے کہ مجھے کمرہ دیا جائے۔

تیسرا جملہ

اب پہلے جُملَہ کو صُغریٰ کہا جائے گا' اور دوسرے جملہ کو کُبریٰ کہا جائے گا اور ان دونوں (پہلے اور دوسرے) کے مجموعہ کو دلیل کہا جائے گا' جبکہ تیسرا جملہ دعویٰ یا مُطالبہ کہلائے گا۔

اس تمہید کے بعد آیئے دیکھتے ہیں کہ کوئی مجتہد کسی تفصیلی دلیل (آیت قرآنی یا حدیث) سے کسی حکم فقہی کو کس طرح حاصل کرے گا؟

مثلاً نماز کو لے لیجئے گا' یوں کہا جائے گا کہ ''نماز فرض ہے'' یہ ایک دعویٰ ہے' اس دعویٰ کی یہ دلیل ہے۔

پہلا جملہ/صُغریٰ	دوسرا جملہ/کُبریٰ	تیسرا جملہ/نتیجہ اور دعویٰ
نماز ''مَامُوربہ'' ہے۔	ہر ''مَامُوربہ'' فرض ہے۔	لہٰذا نماز فرض ہے۔

دلیل کا صُغریٰ (نماز مامور بہ ہے) قرآن پاک کے اس ارشاد سے اَخذ کیا گیا ہے کہ ''اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ'' نماز قائم کرو' جبکہ دلیل کا کُبریٰ (ہر مامور بہ فرض ہے) اُصُولِ فِقہ کے اس قاعدے اور قانُون سے لیا گیا ہے کہ ''اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ'' اَمر کا صیغہ فرضیت کے لئے ہے' اسی طرح مثلاً ''قتلِ اولادِ آدم حرام ہے'' اس فرض حکم کو مجتہد حسبِ ذیل طریقہ سے حاصل کرے گا۔

صُغریٰ	کُبریٰ	دعویٰ
قتلِ اولاد مَنْہِی عَنْہُ ہے	ہر مَنْہِی عَنْہُ حرام ہے	لہٰذا قتلِ اَولاد حرام ہے

اس حکم (قتلِ ولد کا حرام ہونا) کی دلیل کا پہلا جملہ اور صُغریٰ قُرآنِ پاک کے اس اِرْشاد سے اَخذ کیا گیا ہے کہ ''لَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ'' اس اِرْشادِ بارِی تعالیٰ کی روشنی میں اَوْلاد کے قتل کیے جانے سے روک دیا گیا ہے' (اپنی اولاد کو مت قتل کرو) لہٰذا اولاد کا قتل مَنْہِی عَنْہُ ٹھہرا' جبکہ حکم مذکورہ کی دلیل کے کُبریٰ کو اُصُولِ فقہ کے اس قاعدہ اور قانون سے لیا گیا کہ ''اَلنَّھْیُ لِلْحَرَامِ'' یعنی نہی کا صِیْغَہ کسی فعل اور کام کے حرام ہونے پر دلالت کرتا ہے' اسی طرح بیسیوں احکام شرعیہ

ہیں کہ جن پر پیش کیے جانے والے دلائل میں سے کسی بھی دلیل کا صُغریٰ کسی آیتِ کریمہ یا حدیثِ مُبارکہ سے لیا گیا ہے' جبکہ کُبریٰ اُصُولِ فقہ کے کسی قاعدہ و قانُون سے مَاخُوذ ہے' اس بیان وتقریر سے کسی حکمِ شرعی کے اِستنباط واِستخراج اور حاصل کیے جانے کا نہ صرف طریقہ کار واضح ہوگیا ہے بلکہ فَنِ مَنطِق اور فَنِ اُصُولِ فِقہ کی ضرورت واہمیت کا بھی اِحساس ہو رہا ہے' لہٰذا یہ حقیقت بھی کسی صورت میں فراموش نہیں کی جاسکتی کہ مَنطِق اور اُصُولِ فِقہ میں مہارت کے بغیر اِجتہاد نہیں کیا جاسکتا' بلکہ کئی دوسرے عُلُوم وفُنُون میں بھی مہارتِ تامہ کے ساتھ نُورِ بصیرت وفراست اور تقویٰ وطہارتِ قلبی کے بغیر اِجتہاد واِستنباط اور اِستخراجِ مَسائِل واَحکام ناممکن ہے' بلاشک وشبہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں کھلا ہوا ہے' اور کھلا ہی رہنا چاہیے' لیکن ہر کس وناکس اور فاجر وفاسق کہ جس کے گلے میں مَغرِب کی غُلامی کا طوق اور پاؤں میں مَرعُوبیت کی بیڑیاں پڑی ہوئی ہوں وہ اس دروازہ کے اندر داخل نہیں ہوسکتا' اگر اسمبلی کے دروازہ سے داخل ہونے کے لئے الیکشن جیتنا ضروری ہے تو اجتہاد کے دروازہ سے داخل ہونے کے لئے بھی مطلوبہ صَلاحیت وصالحیت ضروری ہے' ورنہ دَاخِلہ کی مذموم کوشش ایک کھلی ہوئی دھاندلی اور ڈاکہ ہے' لہٰذا اجتہاد کے لئے مطلوبہ صلاحیت وصالحیت موجود نہ ہونے کی صورت میں سوائے کسی ایک مجتہد کی تقلید کے عافیت ونجات کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

اُصُولِ فقہ اور قَوَاعِدِ فِقہیہ میں فرق

سطورِ بالا میں ''اُصُولِ فقہ'' کا ذکر آیا ہے' یہاں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے' جس کا اِزالہ کیا جانا مناسب ہے' غلط فہمی یہ ہے کہ بعض لوگوں نے ''اُصُولِ فقہ'' اور ''قَوَاعِدِ فِقہیہ'' کو ایک ہی فن کے دو نام سمجھ رکھا ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے' اُصُولِ فقہ الگ فن ہے اور قَوَاعِدِ فِقہیہ الگ فن ہے۔

اِستنباط واِستخراج کے قَوَاعِد کو ''اُصُولِ فقہ'' یا ''اَدِلّہءِ اِجمالیہ'' کہا جاتا ہے' جبکہ بہت سی اِستنباط کی ہوئی جُزئیات اور فُرُوع کو جن قَوَاعِد میں مُنضَبِط کیا گیا ہے' انہیں قواعدِ فقہیہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً ....

(ا) اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ — صیغہ امر سے وُجُوب (فرضیت) ثابت ہوتا ہے۔

(ب) اَلنَّهْيُ لِلتَّحْرِيْمِ — صیغہ نہی سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔

یہ دونوں قاعدے اُصُولِ فقہ اور اَدِلّہ اِجمالیہ شمار کئے جاتے ہیں' جبکہ.........

(ا) لَاضَرَرَ وَلَاضِرَارَ — نہ نقصان اٹھانا' اور نہ نقصان پہنچانا۔

(ب) اَلْيَقِيْنُ لَايَزُوْلُ اِلَّابِالْيَقِيْنِ — یقین کو یقین ہی زائل اور ختم کرسکتا ہے۔

(ج) اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ — مجبوری' ممنوع کو مباح کردیتی ہے۔

(د) اَلثَّابِتُ بِالْعُرْفِ كَالثَّابِتِ بِالنَّصِّ — عُرف ورَواج سے جو بات ثابت ہو وہ نص سے ثابت ہونے کی مثل ہے۔

یہ چاروں قواعد' قواعدِ فقہیہ شمار کئے جاتے ہیں' ان کو اُصُولِ فقہ میں شمار نہیں کیا جاتا' دوسرے لفظوں میں یوں فرق بیان کیا جاسکتا ہے کہ ''اُصُولِ فقہ'' کا قانون تو فقہی مسئلہ کی دلیل کا کُبریٰ بنتا ہے جبکہ ''قواعدِ فقہیہ'' کا کوئی قاعدہ ایسا نہیں بنتا' اُصُولِ فقہ کے ذریعہ اِستخراج کیا جاتا ہے' جبکہ فقہی قاعدہ کے ذریعہ اِنْضِبَاط کیا جاتا ہے' اِستخراج پہلے ہوتا ہے اور اِنْضِبَاط بعد میں ہوتا ہے' تاہم تمام قواعدِ فقہیہ کو اس طرح نہ سمجھا جائے ان میں سے بعض کسی حدیث شریف کا متن یا جزءِ متن ہیں' اُصُولِ فقہ اور قواعدِ فقہیہ میں مزید فرق یہ ہے کہ ہر ایک کی کتابیں الگ الگ ہیں' اُصُولُ الشَّاشِي' نُورُ الْاَنْوَار' حُسَامِي' مُسَلَّمُ الثُّبُوْت' تَوضِيح تَلْوِيح وغیرہ کتب اُصُولِ فقہ ہیں' جبکہ دبوسی کی تاسِیْسُ النَّظر' سیوطی اور اِبنِ نُجَیم کی اَلْاَشْبَاہ وَالنَّظَائِر اور اسی طرح امام کرخی کا ایک مشہور رسالہ ''اُصُولِ کَرخی'' یہ سب قواعد فقہیہ کی کتابیں ہیں (۱)' لیکن لفظ ''اصول'' (جو اصول کرخی میں ہے) کی وجہ سے بعض دانشوروں کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے ''اصول کرخی'' کو اصول فقہ کی کتاب شمار کیا۔

---

(۱) اِعْلَمْ اَنَّ الشَّرِيْعَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ اِشْتَمَلَتْ عَلٰى اُصُوْلٍ وَّفُرُوْعٍ وَاُصُوْلُهَا قِسْمَانِ اَحَدُهُمَا اُصُوْلُ الْفِقْهِ وَالثَّانِي هُوَالْقَوَاعِدُ الْكُلِّيَّةُ الْفِقْهِيَّةُ (تاسیس النظر' ص ۱' بزم رضا جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

نیز اصول فقہ از شاہ ولی اللہ' صفحہ ۸۹ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں ہے کہ.....

''اصول فقہ اور قواعد فقہیہ میں فرق ہے' استنباط کے قواعد کو اصولِ فقہ کہتے ہیں اور بہت سی مُستنبَط جزئیات کو جن قواعد میں مُنضبط کردیا انہیں قواعدِ فقہیہ کہتے ہیں' اس فرق کی وجہ سے دونوں کی کتابیں بھی جدا جدا ہیں''۔ (ابوزہرۃ' اصول فقہ' ص ۷)

مُحدِّث اور فَقیہ میں فرق

حضرت اَعمَش نے مُحدِّث اور فَقیہ میں نہایت اَہَم فرق بیان فرمایا ہے' جس سے فقیہ کی گہرائی اور نکتہ رسی کا ثبوت ملتا ہے' اور وہ یہ ہے کہ......

''مُحدِّثین کا کام اچھی دواؤں کو جمع کرنا ہے اور فُقہاء کا کام دوا کی جانچ پڑتال کرنا' مرض کا پتہ لگانا' مرض اور مریض کا مزاج معلوم کرنا اور پھر اس کی مناسبت سے مُوافق دوا تجویز کرنا ہے''۔

تاہم اس فرق کے باوجود یہ خیال کرنا درست نہیں ہے کہ مُحدِّث اور فقیہ میں مکمل جدائی ہے' اور کسی ایک شخصیت میں یہ دونوں خوبیاں اور کمالات جمع نہیں ہو سکتے ہیں' بلکہ کام کی نوعیت اور ذمہ داری کے پیش نظر یہ فرق بیان کیا گیا مُحدِّث کی اصل ذمہ داری حدیث شریف کی خدمت ہے جس کو اچھی دواء کے ساتھ تَشبِیہ دی گئی ہے جبکہ فقیہ کا مَنصَب اور ڈیوٹی اِستِخراج اور اِستِنباط ہے' لیکن عَالَمِ اِسلَام میں کئی ایسی شخصیات اور صاحبِ کمال حضرات گزرے ہیں جو بیک وقت محدث بھی تھے اور فقیہ بھی۔

غَرض وغَایت

ان دونوں (غَرض وغَایت) میں اگرچہ کسی قدر فرق ضرور ہے' لیکن اس کے باوجود حقیقت اور مِصدَاق کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں' مثلاً ایک کاریگر کسی مُحترَم شخصیت کے بیٹھنے کے لئے کرسی بنانا چاہتا ہے' اور پھر کرسی بنا بھی دی تو اب اس مُحترَم شخصیت کا ''بیٹھنا'' کرسی بنانے کی غرض اور علت کہلائے گا' غرض کا تصور و خیال فاعل سے فعل کے صُدُور سے پہلے ہوتا ہے' اور یہ تصور و خیال ہی اس فاعل کو فعل کے صُدُور پر تیار اور آمادہ کرتا ہے' لیکن اگر تصور و خیال سے ترقی کر کے غَرض خارجی کائنات میں موجود بھی ہو جائے تو اب اس کو غایت کہا جائے گا' مندرجہ بالا مثال میں ''بیٹھنا'' جب تک تصور کی حد تک تھا' تو وہ غَرض اور علّت تھا' لیکن جب کرسی مکمل تیار ہو گئی اور مُحترَم شخصیت اس پر تشریف فرما ہو گئی تو اب ''بیٹھنا'' غَایت کہلائے گا۔

''فقہ'' کی غَرض وغایت ''سَعادتِ دَارَین'' ہے یعنی دنیا میں جہالت کے اندھیروں سے نکل کر علم کی روشنی میں پہنچنا، ترقی کرنا، خود بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق کی شناخت ومَعرِفت اور عَمَل کرنا اور دوسروں کو بھی آگاہ کرنا اور یہ امرِ دُنیوی کامیابی اور اُخروِی فَوز وفَلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔

مَوضُوع

کسی بھی فرد (عَین ہو یا فعل ہو) کو کچھ عَوارِض اور اَوصاف لاحِق ہوتے رہتے ہیں ان میں سے بعض عَوارِض کو عَوارِض غَرِیبَہ کہا جاتا ہے، جبکہ بعض کو عَوارِضِ ذَاتِیَہ کہا جاتا ہے، جن کی مکمل تفصیل ووضاحت کا یہ مقام نہیں ہے، اگر تفصیل کا کسی کو شوق ہو تو ''مِیر زَاہد مُلّا جَلَال'' کا مطالعہ کرے، اس مسئلہ کی اس کتاب میں جس قدر شرح وبسط کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے، کسی دوسری جگہ نظر سے نہیں گزری۔

فقہ کا موضوع ''مُکَلَّف کا فعل وکردار'' ہے، مُکَلَّف سے مراد عَاقِل بَالِغ مسلمان مرد یا عورت اور فعل سے مراد کسی بھی عَاقِل بَالِغ مسلمان مرد یا مسلمان عورت کا کوئی بھی کام کاج، مثلاً کسی جگہ (مَسجِد میں یا سینما میں) جانا، کوئی چیز (بکرا یا کتا) کھانا، کوئی چیز (دودھ یا شراب) پینا۔

مُکَلَّف کے ''فعل'' کا کوئی نہ کوئی وصفِ ذَاتی اور عَارِضَہ ذَاتِیَہ ہے، مُکَلَّف کے فعل کے کل عَوارِض ذَاتِیَہ گیارہ ہیں۔

(۱) فَرض (۲) وَاجب (۳) سُنَّتِ مُؤَکَّدَہ (۴) سُنَّتِ غَیر مُؤَکَّدَہ

(۵) مُستَحَب (۶) حَرَام (۷) مَکرُوہ تَحرِیمی (۸) اِسَاءَة

(۹) مَکرُوہ تَنزِیہی (۱۰) خِلَافِ اَولیٰ

پہلے پانچ ثُبُوتی ہیں، جبکہ آخری پانچ سَلبی ہیں، یعنی پہلے پانچ کے کرنے میں ثواب ہے، جبکہ آخری پانچ سے رکنے میں ثواب ہے یہ کل دس ہوئے، اور گیارہواں ''مباح'' ہے، نہ کرنے میں کوئی ثواب اور نہ رکنے میں کوئی ثواب۔

''فقہ'' کے ہزاروں مسائل ہیں، لیکن وہ تمام کے تمام مذکورہ بالا گیارہ خانوں میں تقسیم ہیں، کسی بھی مُکَلَّف مرد یا عورت کا کوئی بھی کام وکردار اور عمل ان مذکورہ گیارہ اَوصاف وعَوارِض میں سے کسی ایک کے ساتھ ضرور مُتَّصِف ہوگا، ان سے باہر نہیں ہوسکتا، ان گیارہ اَوصاف وعَوارِض کو ''اَحکامِ شَرعِیَہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

مثلاً جب بھی کوئی سائل پوچھتا ہے کہ فلاں چیز (گندم یا تنا) کھانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ یا کہتا ہے کہ شرعی حیثیت کیا ہے؟ یا وہ پوچھتا ہے کہ فلاں مَشروب (دودھ یا شراب) کی شرعی حیثیت یا شرعی حکم کیا ہے؟ یا ریشم کا لباس پہننے کا شرعی حکم اور حیثیت کیا ہے؟ تو اس سائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ کام (کھانا' پینا' پہننا) فَرض ہے؟ یا حَرام ہے؟ وَاجِب ہے؟ یا مَکرُوہ تحرِیمی ہے؟ سُنّتِ مُؤکّدہ ہے؟ یا اِساءَۃ' سُنّتِ غیر مُؤکّدہ ہے؟ یا مَکرُوہ تنزِیہی؟ مُستحب ہے یا خِلافِ اَوْلیٰ؟ یا مُباح اور فقط جائز ہے؟ ساری فقہ کی حقیقت اسی ایک سوال کا جواب ہے۔ ''سمٹے تو دل عاشق' پھیلے تو زمانہ''

نامناسب نہ ہوگا اگر یہاں ان گیارہ اَوْصاف وعَوارِض کی تعرِیفات ذکر کردی جائیں' چنانچہ فِقہِ اِسلامی کی مشہور و معروف کتاب بہارِ شریعت جلد دوم میں ان کی حسبِ ذیل تعریفات ذکر کی گئی ہیں۔

فَرض! مصنفِ بہارِ شریعت نے فرض کی دو قسمیں فرضِ اِعتِقادِی وفَرضِ عَمَلی اور اسی طرح واجب کی دو قسمیں وَاجِبِ اِعتِقادِی اور وَاجِبِ عَمَلی کی ہیں' اور پھر ہر ایک قسم کی تعریف کی ہے۔

فَرضِ اِعتِقادِی! جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو' فُقہاء کی زبان میں اس قسم کی دلیل کو ''دلیلِ قَطعی'' کہا جاتا ہے' فَرضِ اِعتِقادِی کا اِنکار کرنے والا ائمۂ اَحناف کے نزدیک مُطلَقاً کافر ہے' اور اگر اس کی فرضیّت عام وخاص پر روشن ہو اور واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے مُنکِر کے کفر پر اِجماعِ قَطعی ہے' ایسا کہ جو اس مُنکِر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے' اور بہر حال جو کسی فَرضِ اِعتِقادِی کو بلا عُذرِ صحیح شرعی قصداً ایک بار بھی چھوڑے وہ فاسِق اور عذاب کا مُستحِق ہے' جیسے نماز' رکوع' سجود۔

فَرضِ عَمَلی! فرضِ عملی وہ ہے کہ جس کا ثُبوت تو ایسا قَطعی نہ ہو مگر نظرِ مُجتہِد میں بحکمِ دَلائِلِ شرعیّہ جزم ہے کہ اس کے کئے بغیر آدمی بَرِیُٔ الذِّمّہ نہیں ہوسکتا' یہاں تک کہ اگر وہ کسی عِبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت اس کے بغیر باطل اور کالعَدم ہے' اس قسم کے فرض کا بے وجہ اِنکار فِسق وگمراہی ہے۔

وَاجِبِ اِعتِقادِی! فرض کی طرح وَاجِب کی بھی دو قسمیں ہیں' ایک وَاجِبِ اِعتِقادِی اور دوسری وَاجِبِ عَمَلی' وَاجِبِ اِعتِقادِی وہ ہے کہ جس کی ضرورت دَلیلِ ظَنّی سے ثابت ہو۔

وَاجِبِ عَمَلی! جس کے کئے بغیر بھی بری الذِّمہ ہونے کا اِحتمال ہو' مگر غالب ظَن اس کی ضرورت پر ہے۔

سُنّتِ مُؤکّدہ! وہ جس کو حضورِ اقدس ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیانِ جواز کے لئے کبھی چھوڑا بھی ہو اس کو چھوڑ نے کی اگر عادت ہو جائے تو اِستحقاقِ عذاب جبکہ نادِراً چھوڑنے پر عتاب اور کرتے رہنے پر ثواب۔

سُنّتِ غیر مُؤکّدہ! وہ کہ نظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کا ترک اور چھوڑنا ناپسند ہو عام ازیں کہ حضورِ سیدِ عالم ﷺ نے اس پر مُداومت فرمائی یا نہیں اس کا کرنا ثواب اور چھوڑنا اگرچہ عادۃً ہو مُوجِبِ عتاب نہیں۔

مُستحب! وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہو مگر ترک اور چھوڑنا ناپسند نہ ہو خواہ حضورِ اقدس ﷺ نے اسے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی یا عُلمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ اَحادیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مُطلقاً کچھ نہیں۔

حَرامِ قطعی! یہ فرض کا مُقابل ہے اس کا ایک بار بھی کرنا گناہ کبیرہ اور فسق ہے جبکہ بچنا فرض و ثواب ہے۔

مَکرُوہ تحریمی! یہ واجب کا مُقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہگار ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ حرام سے کم ہو اور چند بار اس کا اِرتکاب کبیرہ ہے۔

اِساءَت! جس کا کرنا بُرا ہو اور نادِراً کرنے والا مُستحقِ عتاب ہو اور اِلتزام فعل پر اِستحقاقِ عذاب ہو یہ سُنّتِ مُؤکّدہ کا مُقابل ہے۔

مَکرُوہ تنزِیہی! جس کا کرنا شرع کو پسند نہ ہو مگر وعیدِ عذاب بھی نہ ہو یہ سُنّتِ غیر مُؤکّدہ کا مُقابل ہے۔

خِلافِ اَولیٰ! وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مُضائقہ و عتاب نہیں یہ مُستحب کا مُقابل ہے۔

مُباح! وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔ (بہارِ شریعت جلد دوم)

فقہی مَباحث کی تعداد

دورِ حاضر میں جُمہور فقہاء کے نزدیک جو مشہور و معروف تعریف ہے (جس کا ذکر مَسطُور بالا میں بالفاظ "اَلعِلمُ بِالاَحکَامِ الشَّرعِیَّۃِ الفَرعِیَّۃِ ......الخ آچکا) کے مطابق فن فقہ کا تعلق حسبِ ذیل مَباحث تک محدود ہو گیا ہے۔

﴿۱﴾ **عِبادات!** وہ اُمُور (نماز روزہ زکوٰۃ حج) جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تعلّقات استوار رکھتے ہیں اور زندگی کے میدان میں ایک خاص قسم کے زاویۂ نگاہ کا تعیّن کرتے ہیں۔

﴿۲﴾ **مُعَامَلات!** مُعاشرتی اور مالیاتی قوانین جو تعاوُن اور باہمی اِشتراکِ عَمل کے لئے مقرر ہیں' مثلاً خرید و فروخت' اِعارہ' اِجارہ' اَمانت' ضَمانت وغیرہ۔

﴿۳﴾ **مُنَاکَحَات!** نسلِ انسانی کی بَقا سے مُتعلّق قوانین جن میں نِکاح' طَلاق' عِدّت' نَسَب' وِلَایَت' وِرَاثَت وغیرہ سب شامل ہیں۔

﴿۴﴾ **عُقُوبَات!** اس میں جرائم اور ان کی سزا سے بحث ہوتی ہے' قتل' چوری' تہمت وغیرہ اسی طرح قِصَاص' تعزِیرات' خُون بہا وغیرہ۔

﴿۵﴾ **مُخَاصَمات!** اس میں عدالتی مَسَائِل' قانون مُدافعہ اور اُصُولِ مُحاکمہ کا بیان ہوتا ہے۔

﴿۶﴾ **حُکُومَت و خِلَافَت!** اس میں قومی و بَیْنَ الْاَقْوامی مُعَامَلات' صُلح' جنگ کے اَحکام' وِزارت' مَحاصِل وغیرہ کی تفصیلات کو بیان کیا جاتا ہے' ان مَبَاحِث کا تذکرہ کتابُ السِّیَر اور کتابُ الْاَحْکامِ السُّلْطَانِیہ میں آتا ہے۔

خُلَاصۂ کلام!

راقم الحروف کی ساری گفتگو (از لفظ فقہ تا فقہی مباحث) کا خلاصہ یہ ہے کہ یومِ پیدائش سے یومِ موت تک اور جھونپڑی سے محل تک' انسان خواہ مزدور ہو یا بادشاہ' مختلف اَحْوال و کَیفِیات مثلاً غُربت و امارت' مرض و صحت' جوانی بڑھاپا' تجرُّد و تزوُّج' سے گزرتا ہے' اور مختلف احوال و کیفیات میں وہ کئی اَفعال و اَعمال اور کام کرتا ہے' بحیثیت مسلمان ہونے کے ضروری ہے کہ وہ مسلمان انسان اپنے ایک ایک فِعل و عَمل اور کردار کا جائزہ لے کہ وہ فعل و عمل اور کردار گیارہ (فرض' حرام اور جائز و ناجائز وغیرہ) خانوں میں سے کس خانہ میں ہے؟ اور گیارہ صورتوں میں سے کس شکل و صورت اور گیارہ عَوارِض و اَوْصَاف میں سے کس صِفت سے مُتّصِف ہے؟

اس علم و معرفت اور فہم و ادراک کو فقہ کہا جاتا ہے' اور اس فقہ کی روشنی میں ہر عاقل' بالغ مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو اپنی زندگی کے شب و روز گزارنے چاہئیں اور سَعادَتِ دَارَین حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہئے۔

اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

زیرِ نظر کتاب پر مختصر تبصرہ

کتبِ فقہ میں سے بعض کتب وفتاویٰ جملہ فقہی مباحث پر مشتمل ہوتی ہیں جبکہ بعض میں صرف کسی ایک بحث و مُبحث اور نوع وقسم کے مسائل واحکام بیان فرمائے جاتے ہیں، بلکہ بعض رسائل وجرائد فقہیہ تو صرف اور صرف کسی ایک ہی جزوی مسئلہ کو شرح وبسط سے بیان کرتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب **(احکامِ طہارت برائے خواتین)** احکام طہارت ونظافت، وضو وغسل اور تیمم کے تفصیلی احکام ومسائل پر مشتمل ایک بہترین گلدستہ ہے، جس میں بعض پھول تو بہت ہی نادر الوجود ہونے کے باوصف انتہائی خوشبودار ہیں، امید ہے کہ اس کی خوشبو عرصۂ دراز تک سونگھی جاتی رہے گی، یہ ایک ایسا چشمۂ آبِ حیات ہے جو ہزاروں پیاسوں کی نہ صرف پیاس بجھاتا رہے گا، بلکہ حیاتِ جاوداں کا ذریعہ وسبب بھی بنے گا، یہ بالخصوص مسلمان خواتین کے لئے ایک ایسا ہار ہے جس کی نہ صرف ہر لڑی بہت ہی کمیاب اور قیمتی ہے، بلکہ ہر موتی انتہائی صاف وشفاف اور انمول ہے، تاہم معصوم صرف انبیائے کرام علیہم السلام ہی ہیں، لہٰذا قارئین کرام سے یہی توقع اور امید ہے کہ اگر ان کو کوئی نقص وعیب نظر آیا تو وہ بغرضِ تصحیح ودرستگی، انتہائی خلوص وہمدردی کے ساتھ ضرور مطلع فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلۂ جلیلہ سے حضرت مصنف ومؤلف، حضرت مُحرّک ومُعاوِن اور حضرت کاتب وناشر اور مُعلّم ومُعلّمہ اور مُتعلّم ومُتعلّمہ اور ناظرین وقارئین اور عاجز وقاصر راقم الحروف (محمد رشید نقشبندی) کی بخشش ومغفرت فرمائے۔

آمِینَ ثُمَّ آمِینَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِینَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِینَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ

طالب دعا! محمد رشید نقشبندی، خادمِ جامعہ نظامیہ

(فی الحال) در حجرہ جامع مسجد بلال، مصری شاہ لاہور

بتاریخ ۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ/۱۶ جولائی ۱۹۹۶ء/ یکم ساون بکرمی بروز منگل بوقت دن کے تین بجکر دس منٹ۔

طہارت...... معنیٰ، اہمیت اور شرائط

وضاحت (۱): طَہارت (طاء کی زبر کے ساتھ) کا معنیٰ نَظافت ہے، اور طِہارت (طاء کی زیر کے ساتھ) کا معنیٰ طہارت اور نَظافت کا ذریعہ ہے، اگر اس کو طاء کی پیش کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنیٰ ہے جس چیز سے طہارت حاصل کی جائے اس کا بقیہ۔ (فتح المعین، ج ۱، ص ۲۷، ردالمحتار، ج ۱، ص ۸۳)

وضاحت (۲): شریعتِ مُطہّرہ میں حَدَث اور خُبث سے پاک ہو جانے کو طَہارت کہا جاتا ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۸۳) حَدَث سے مراد بے وضو ہونے یا غسل کے واجب ہونے کی حالت ہے اور خُبث سے مراد نجاست ظاہری ہے، جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ۔

وضاحت (۳): عِبادات میں نماز کی اہمیت سب سے زیادہ ہے، قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں اس کو ایمان سے مُتّصل ذِکر کیا گیا ہے، نیز ایمان قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے بِالعموم یہی عِبادت واجب ہوتی ہے، کیوں کہ یہ عِبادت دن میں پانچ مرتبہ فَرض ہے، باقی عبادات زکوۃ، روزہ اور حج اتنی جلدی فرض نہیں ہوتیں، علاوہ بر آں اِسلام میں سب سے پہلے لوگوں پر شہادَتین (یعنی توحید باری تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کے برحق رَسُول ہونے کا اقرار) فرض ہوئی تھیں، اس کے بعد نماز فرض کی گئی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۷۹)

وضاحت (۴): طَہارت نماز کی چابی اور اس کے لئے ایسی شرط ہے جو (شاذ و نادر حالات کے بغیر) کبھی ساقط نہیں ہوتی، نیز آغازِ نماز سے لے کر آخر تک اس کا باقی رہنا ضروری ہے، نیت بھی نماز کی ایسی شرط ہے جو کبھی ساقط نہیں ہوتی، لیکن اس کا نماز کی ابتداء کے وقت پایا جانا لازِم ہے، تمام اَرکان میں اس کا پایا جانا صحتِ نماز کے لئے شرط نہیں، نیز نیت صرف نماز سے مخصوص نہیں وہ تو ہر عبادت کے لئے شرط ہے، ان وُجُوہات کی بنا پر کتبِ فقہ میں نماز کے مسائل سے پہلے طہارت کے مسائل کو بیان کیا جاتا ہے۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۸، عینی شرح کنز، ج ۱، ص ۱۱)

وضاحت (۵): طَہارت کی بہت سے حکمتیں ہیں' چند ایک یہ ہیں۔

﴿۱﴾ گناہوں کا کَفّارہ ہوتی ہے۔

﴿۲﴾ شَیطٰان کو اس سے روکا گیا ہے۔ (یعنی اس کے نصیب میں نہیں)

﴿۳﴾ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ اَعْضاء (وغیرہ) صاف ہو جاتے ہیں۔ (صفائی کے فوائد واضح ہیں)

﴿۴﴾ اُخْرَوِی فائدہ یہ ہے کہ وضو کے اَعْضاء چمکیں اور آراستہ ہوں گے۔ (ردالمحتار' ج ا' ص ۸۴)

مسئلہ: طَہارت کے وُجُوب کا سبب ہر وہ فعل ہے جس کا کرنا اس کے بغیر جائز نہ ہو۔

وضاحت: طہارت کے بغیر جن کاموں کا کرنا جائز نہیں وہ فَرض بھی ہیں جیسے نماز' غیر فرض بھی ہیں جیسے قرآن مجید کا چھونا۔

(الدر المختار مع ردالمحتار' ج ا' ص ۸۴)

مسئلہ: طہارت کی شَرائِط دو قسم کی ہیں۔

﴿۱﴾ شَرائِطِ وُجُوب ﴿۲﴾ شَرائِطِ صحت

شرائِطِ وُجُوب نو ہیں' جو یہ ہیں۔

﴿۱﴾ اِسْلَام ﴿۲﴾ عقل ﴿۳﴾ بُلُوغ ﴿۴﴾ حَدَث کی موجودگی

﴿۵﴾ طَہُور اور مُطْلَق پانی کی اتنی مقدار کا موجود ہونا جو طَہارت کے لئے کافی ہے۔

﴿۶﴾ پانی کے استعمال پر قادِر ہونا ﴿۷﴾ حَیْض سے پاک ہونا ﴿۸﴾ نِفاس سے پاک ہونا

﴿۹﴾ نماز کا وقت اتنا تنگ ہو جانا کہ اب طہارت کر کے نماز ادا کرنے کے بعد وقت ختم ہو جائے گا۔

صِحتِ طَہارت کی شَرائِط چار ہیں۔

﴿۱﴾ طَہُور اور مُطْلَق پانی کا تمام اَعْضاء پر استعمال کرنا ﴿۲﴾ حَیْض سے پاک ہونا

﴿۳﴾ نِفاس سے پاک ہونا ﴿۴﴾ طَہارت حاصل کرنے کے دوران طَہارت کے نَاقِض اُمُور کا نہ ہونا۔

(البحر الرائق ومنحة الخالق' ج ا' ص ۰ ! فتح المعین' ج ا' ص ۲۸ . درمختار مع الشامی' ج ا' ص ۸۶'۸۷)

وضاحت (ا): یہ دونوں قسموں کی شرائط' دونوں قسموں کی طہارت' طَہارتِ صُغریٰ یعنی وضو' طَہارتِ کُبریٰ یعنی غسل کے لئے ہیں۔

(ردالمحتار' ج ا' ص ۸۶)

وضاحت (۲): شرائطِ وُجُوب سے مراد وہ اُمُور ہیں کہ جب وہ جمع ہو جائیں طہارت وَاجِب ہو جاتی ہے' اور شرائطِ صحتِ طہارت سے مراد ایسے اُمُور ہیں کہ جن کی موجودگی کے بغیر طہارت ہوتی ہی نہیں۔

(ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۶)

وضاحت (۳): حَیض اور نِفَاس کا موجود نہ ہونا دونوں قسم کی شرائط میں شامل ہے' شرائطِ وجوب میں اس لئے داخل ہے کہ حَیض و نِفَاس کی موجودگی میں (عورت طہارت کی مُکلَّف نہیں طہارت کے حصول کا) خطاب اس کی طرف رَاجِع نہیں' اور شرائطِ صحت میں اس لئے شامل ہے کہ ان کی موجودگی میں طہارت حاصل کرنے کا وُجُوب اس سے ساقط نہ ہوگا۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۶)

وضاحت (۴): کَافِر اور مجنون (پاگل) پر طہارت واجِب نہیں' کیوں کہ کُفَّار عِبَادَات کے مُخَاطَب نہیں' وہ پہلے ایمان کے مُکلَّف ہیں' اس کے بعد عبادات ان پر فرض ہوں گی۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۶)

وضاحت (۵): جو آدمی طہارت کے ذریعہ (یعنی وضو' غسل کے پانی اور تیمم کے لئے مٹی) کے استعمال پر (بیماری وغیرہ وجوہات کی بنا پر) قَادِر نہیں' اس کے ذِمّہ طہارت حاصل کرنا واجب نہیں۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۶)

وضاحت (۶): جس آدمی کو پانی اور پاک مٹی دستیاب نہیں' اس پر بھی طہارت حاصل کرنا واجب نہیں۔

(ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۷)

وضاحت (۷): نابالغ بچے پر طہارت فرض نہیں۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۷)

وضاحت (۸): جو آدمی طہارت کے ساتھ ہے' اس کے ذمہ بھی طہارت نہیں ہے۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۷)

وضاحت (۹): جس عورت کو حَیض یا نِفَاس جارِی ہو' اس پر بھی طہارت فرض نہیں۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۷)

وضاحت (۱۰): نماز کا وقت اگر وسیع ہے تو بھی طہارت کا حاصل کرنا ضروری نہیں (ہاں جب وقت اتنا تنگ رہ جائے کہ طہارت کر کے صرف نماز ادا کرسکتا ہو تو اس وقت طہارت کا حاصل کرنا فرض ہو جائے گا)۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۷)

وضاحت (۱۱): طہارت کے ہر محل پر پانی کا اس طرح استعمال کہ اس کا کوئی حصہ رہ نہ جائے صحتِ طہارت کے لئے ضروری ہے۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۸۷)

وضاحت (۱۲): صحتِ طہارت کی آخری شرط سے معذور مستثنیٰ ہے۔ (البحر الرائق مع منحۃ الخالق' ج ۱' ص ۱۰)

مسئلہ: نماز کے لئے طہارت فرضِ قطعی ہے، نماز فرض ہو یا نفل، طوافِ کعبہ معظمہ کرنے اور قرآنِ مجید کو چھونے کے لئے واجب ہے۔ (الدر المختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۸۹)

وضاحت (۱): فرضِ قطعی کا اِنکار کفر ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۸۹)

وضاحت (۲): فرض کی دو قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ قطعی (یا اِعتقادی) اس کا حکم بیان ہو چکا۔

﴿۲﴾ عملی اس کا اِنکار کفر نہیں، اور یہ واجب کی اعلیٰ قسم ہے، قرآنِ مجید کو چھونے کے لئے طہارت کا ہونا اسی قبیل سے ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۸۹)

مسئلہ: طہارت کے تین ارکان ہیں۔

﴿۱﴾ دھونا ﴿۲﴾ مسح ﴿۳﴾ نجاست کو زائل کرنا، اس کے ذرائع پانی مٹی وغیرہ ہیں۔

(الدر المختار، ج ۱، ص ۸۹)

وضاحت (۱): نظر آنے والی نجاست میں اس کو زائل کرنا ضروری ہے، نہ دکھائی دینے والی نجاست اور حدثِ اکبر میں جگہ اور بدن کو دھونا ہے، حدثِ اصغر میں اعضا کو دھونا اور مسح ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۹۰)

وضاحت (۲): (نجاست غیر مرئیہ میں) نچوڑنا اور تین دفعہ دھونا شرط ہے، (رکن نہیں)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۹۰)

وضاحت (۳): اس مسئلہ کی مزید توضیحات کتاب میں جابجا آرہی ہیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔

مسئلہ: حدث دو طرح کا ہے۔ ﴿۱﴾ اصغر ﴿۲﴾ اکبر

حدثِ اصغر وضو سے دور ہوتا ہے اور حدثِ اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل کی ضرورت ہوتی ہے۔

مسئلہ: وضو اور غسل مکہ مکرمہ میں نماز کی فرضیت کے ساتھ فرض ہوئے، حضرت جبریلِ امین علیہ السلام نے ان کی تعلیم فرمائی، وضو کے بغیر نبی پاک ﷺ نے کوئی نماز ادا نہیں فرمائی، وضو کے ارکان پر مشتمل آیہ مبارکہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ (درمختار، ج ۱، ص ۹۰)

وضاحت: آیہ مبارکہ کا نزول پہلے حکم کو پختہ کرنے کے لئے ہوا، وضو کی فرضیت تو پہلے سے تھی۔

اس آیہ مبارکہ کے نزول کی مزید حکمتوں کے لئے ملاحظہ ہو درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۹۱.....۹۳

وُضُو

وضاحت (۱): وُضُوْ وَضَاءَۃ سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے نَظافت اور حُسن۔ (طِلبۃُ الطَّلبَہ ص ۴)

وضاحت (۲): وُضُوْ واؤ کے پیش کے ساتھ مصدر ہے اور واؤ کی زبر کے ساتھ اس پانی کو کہتے ہیں جس سے وضو کیا جائے۔

(البحرالرائق ج ۱ ص ۱۱)

وضاحت (۳): اصطلاحِ شرع میں تین اَعضاء یعنی چہرہ ہاتھوں اور پاؤں کو دھونے اور سر کا مسح کرنے کو وُضُو کہتے ہیں۔

(البحرالرائق ج ۱ ص ۱۱)

وضاحت (۴): کتبِ فقہ وغیرہ میں وُضُو کے بیان کو غُسل سے مُقدّم بیان کیا جاتا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں چند ذیل میں درج ہیں۔

(ا) وُضُو کی ضرورت غُسل کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

(ب) وضو کے اَعضاء غُسل کے اَعضاء کا حصہ ہیں (جزو کل سے مُقدّم ہوتا ہے)۔

(ج) قُرآنِ مجید میں وُضُو کا بیان غُسل سے مُقدّم ہے۔

(د) حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اس کی تعلیم غُسل سے پہلے کی۔ (البحرالرائق ج ۱ ص ۱۰)

فَرائضِ وُضُو

مسئلہ: فرض ایسے حکم کو کہتے ہیں جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو جسے بغیر عذر مکمل طور پر ترک کرنے والا عذاب کا مُستحق ہوتا ہے۔ (منحۃ الخالق ج ۱ ص ۱۰)

مسئلہ: فرض کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ قطعی (اِعتقادی) ۲۔ ظنی (عملی)

ظنی فرض بھی قطعی کی مانند لازِمُ العمل ہوتا ہے (جس طرح قطعی فرض کے فوت ہونے سے چیز کا جواز فوت ہو جاتا ہے اسی طرح) اس کے فوت ہو جانے سے بھی عمل کی صحت ختم ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۹۴)

وضاحت (۱): دَلائِلِ سَمعِیّہ (نَقلیّہ) چار طرح کے ہوتے ہیں۔

(ا) ثُبوت اور دَلالت دونوں اِعتبارات سے قَطعی، جیسے قرآن مجید کی مُفسَّر اور مُحکَم آیات، نیز ایسی سنت مُتَواتِرہ جس کا مفہوم قطعی ہو۔

(ب) ثُبوت کے اِعتبار سے قطعی لیکن دَلالت کے لحاظ سے ظنی، وہ آیاتِ قرآنیہ جو ماَوّل ہیں۔

(ج) ثُبوت کے لحاظ سے ظنی اور دلالت کے اعتبار سے قطعی، جیسے اخبار احاد جن کا مفہوم قطعی ہو۔

(د) ثُبوت اور دَلالت دونوں اِعتبارات سے ظنی، جیسے اَخبار اَحاد جن کا مفہوم ظنی ہو۔

پہلی قسم کے دلائل سے فرض اور حرام ثابت ہوتے ہیں۔

دوسری اور تیسری قسم سے وَاجِب اور کَراہتِ تحریمی کا اِثبات ہوتا ہے۔

اور چوتھی قسم کے دَلائِل سے سُنَّت اور مُستَحب ثابِت ہوتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱ ص ۹۵)

وضاحت (۲): مُجتَہِد کے نزدیک کبھی دلیلِ ظنی اتنی قوی ہو جاتی ہے کہ وہ قطعی کے قریب ہو جاتی ہے، جو حکم اس قسم کی دلیل سے ثابت ہوتا ہے اسے فرضِ عَملی (فرضِ ظنی) کہتے ہیں، کیوں کہ اس پر عَمل فرض (قطعی) کی مانند لازم ہوتا ہے، اس کو کبھی کبھی وَاجِب بھی کہہ دیتے ہیں، کیونکہ اس کی دلیل تو بہر حال ظنی ہوتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ فرضِ عَملی واجب کی قوی قسم اور فرض کی ضَعِیف قسم ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱ ص ۹۵)

مسئلہ: فرضِ قطعی کا منکر دائرۂ اِسلام سے خارِج ہو جاتا ہے۔ (جس پر اس فرض کو بجالانا ضروری ہے، اسی طرح اس کی فرضیت کا یقین کرنا بھی ضروری ہے) فرضِ عَملی کا انکار کفر نہیں، کیوں کہ اِعتِقاد کی بنیاد یقین ہوتی ہے، اور یہ دلیلِ ظنی سے ثابِت ہوتا ہے، اس کو ثابِت کرنے والی دلیل ظنی میں تاوِیل کی بنا پر اس پر عَمل نہ کرے تو اس کو فاسِق یا گمراہ نہیں کہا جائے گا، اگر اسے ہلکا جان کر اس پر عَمل نہ کرے تو گمراہ ہے، اور اگر (ویسے ہی) تاوِیل اور اِستِخفاف کے بغیر عَمل نہ کرے تو فاسِق ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱ ص ۹۵)

مسئلہ: وضو کے چار فرض ہیں۔ ﴿۱﴾ چہرہ دھونا۔ ﴿۲﴾ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔
﴿۳﴾ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ﴿۴﴾ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

وضاحت (۱): قرآن مجید میں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ

اے ایمان والو! جب تم نماز کا اِرادہ کرو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو اپنے سروں کا مسح کرلو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو۔

وضاحت (۲): وضو کا فرض دراصل ایک ہے یعنی تین اَعْضا کا دھونا اور سر کا مسح کرنا' اس ایک فرض کے چار اَجزاء ہیں' ان چاروں میں کسی کا حکم مُسْتَقِل فرض کا حکم نہیں ہے' (مثلاً کسی نے چہرے کو دھولیا تو ایک فرض کی ادائیگی کا ثواب اس کو نہ مل سکے گا' مگر صرف بیان کرنے اور سمجھانے میں سہولت کے پیش نظر اس کے اَجزاء کو مستقل فرض شمار کیا جاتا ہے)۔

(ردالمحتار' ج ۱' ص ۱۰۳)

مسئلہ: وضو کا پہلا فرض چہرے کا ایک بار دھونا ہے۔

وضاحت (۱): (کسی چیز کو) دھونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس پر پانی اس طرح بہایا جائے کہ اس کے تمام اَجزاء پر ایک یا دو قطرے پانی بہ جائے' اگر پانی نہ بہے کہ پانی کو تیل کی طرح اِسْتِعْمال کرکے اس سے اَعْضاء کو چُپڑ لیا تو دھونا نہ ہوگا' اور فرض ادا نہ ہوگا' مثلاً برف سے وضو کرلیا اس طرح کہ اَعْضا (تو گیلے ہوگئے لیکن ان) پر پانی کے قطرے نہ بہے' تو وضو نہ ہوا۔ (درمختار مع ردالمحتار' ج ۱' ص ۹۵'۹۶)

وضاحت (۲): ایک یا دو قطرے بہانا وہ مِقْدار ہے جس کے بغیر فرض ادا نہیں ہوتا' وضو میں کنجوسی کرنا مکروہ ہے' اس مِقْدار سے کم کو کنجوسی نہیں کہہ سکتے' لہٰذا کنجوسی کی مقدار یہی ایک یا دو قطرے بہانے پر اکتفا کرنا ہے' جو کَراہت سے خالی نہیں' لہٰذا کَراہت سے بچنے کے لئے پانی کا اِسْتِعْمال اس طرح کرنا چاہیے کہ دھونے کے اَعْضا کے تمام اَجزا پر قطرات ظاہر ہوں تاکہ دھونے کا یقین حاصل ہو جائے' اس کے بغیر تو بعض اَوقات تمام اَجزاء پر پانی بہ جانے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار' ج ۱' ص ۹۶)

وضاحت (۳): سردی کے موسم میں وضو کرنے والے کو چاہیئے کہ پہلے اَعضا کو پانی سے تیل کی مانِند استعمال کر کے تر کرے اس کے بعد پانی بہائے، کیوں کہ سردیوں میں پانی (جلد کی خشکی کے باعث) اَعضاء سے الگ الگ رہتا ہے۔ (البحر الرائق ج ا ص ۱۱)

وضاحت (۴): ملنا دھونے کے مفہوم میں داخِل نہیں ہے لہٰذا اگر کسی نے ملے بغیر اَعضاء پر پانی بہالیا تو فرض ادا ہو جائے گا، ملنا مستحب ہے خُلاصہ میں اسے سُنّت قرار دیا گیا ہے۔ (البحر الرائق ج ا ص ۱۱)

مسئلہ: چہرے کی حد طُول میں پیشانی کی بالائی سطح سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں دونوں کانوں کی لووں کے درمیان ہے۔ (در مختار ج ا ص ۹۶، ۹۷)

وضاحت (۱): ٹھوڑی نچلے دانتوں کے اُگنے کی ہڈی (نچلے جبڑے) کی نچلی طرف کو کہتے ہیں۔ (ردالمحتار ج ا ص ۹۷)

وضاحت (۲): (پیشانی کی بالائی سطح سے مُرادوہ جگہ ہے جہاں بالعموم سر کے بال ختم ہو جاتے ہیں) جس آدمی کے سر کے سامنے کے بال یا پیشانی کے اَطراف میں سر کے بال گر گئے ہوں اس کی پیشانی کی حدود وہی مقام ہوگا جہاں تک عموماً سر کے بال ہوتے ہیں لہٰذا ایسے اَفراد کو پیشانی کی حدود سے اُوپر سر کا حصہ دھونا لازم نہیں ہوتا اور وہ آدمی جن کے سر کے بال پیشانی کی حدود میں جہاں بالعموم بال نہیں ہوتے اُگے ہوئے ہوں تو ان کو اتنے بالوں کی جڑوں میں پانی بہانا ضروری ہے جہاں تک عام لوگوں کی پیشانی کی حد ہوتی ہے۔

(عالم گیری مصری ج ا ص ۴۔ در مختار مع ردالمحتار ج ا ص ۹۷۔ فتح المعین ج ا ص ۳۱)

وضاحت (۳): ناک کی جانب آنکھ کے کونوں، منہ بند کرتے وقت ہونٹوں کے دکھائی دینے والے حصّوں، نیز کان کے بالمقابل رُخسار پر اُگے بالوں اور کنپٹیوں کی درمیانی جگہ کو دھونا فرض ہے۔ (در مختار ج ا ص ۹۷)

وضاحت (۴): آنکھ کے کونوں میں کیچڑ (گدیں) اگر آنکھ کے بند کرنے کی صورت میں باہر رہیں تو ان کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے اور اگر وہ باہر نہ رہیں تو ان کے نیچے پانی بہانا ضروری نہیں۔ (البحر الرائق ج ا ص ۱۲)

وضاحت (۵): چہرے پر داڑھی نہ ہو یا داڑھی کے بال اتنے پتلے ہوں کہ چہرے کی جلد دکھائی دے تو چہرے کی جلد دھونا فرض ہے، اگر داڑھی کے بال اتنے گھنے ہوں کہ چہرے کی جلد نظر نہ آتی ہو تو جلد کا دھونا فرض نہ ہوگا، مونچھوں اور اَبرُوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (البحر الرائق ج ا ص ۱۲۔ فتاوی عالم گیری مصری ج ا ص ۴)

وضاحت (۶): صحیح مُفتیٰ بہ اور مَرجُوعٌ اِلَیہ قول کی رو سے پوری گھنی داڑھی کا دھونا فرضِ عملی ہے (چہرے کی حُدُود سے) لٹکے ہوئے بالوں کا دھونا یا ان پر مسح کرنا واجب نہیں' بلکہ سنت ہے' چہرے سے لٹکے ہوئے بالوں سے مراد وہ بال ہیں کہ داڑھی کے بالُوں کو نیچے (ٹھوڑی) کی جانب پھیلایا جائے تو جو بال چہرے کے دائرے سے باہر ہوں گے وہ لٹکے ہوئے بال ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ جو بال ٹھوڑی کے نیچے اُگے ہوئے ہوں ان کا دھونا واجب نہیں کیوں کہ وہ اُگنے کے ساتھ ہی چہرے کی حُدُود (جو کہ ٹھوڑی ہے) سے خارِج ہو جاتے ہیں' اسی طرح وہ بال جو نچلے جبڑے کے اَطْراف (دائیں بائیں جانب) اُگے ہوں ان کو دھونا بھی واجب نہیں' ہاں وہ بال جو رُخساروں پر اُگے ہوں اور چہرے کے دائرے میں آتے ہوں ان کا دھونا واجب ہے' اور ان میں سے جو چہرے کے دائرے سے خارج ہیں ان کا دھونا واجب نہیں ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار' ج ا' ص ۱۰۰' ۱۰۱)

وضاحت (۷): داڑھی کے جو بال چہرے کی حُدُود سے خارِج ہوں ان کا دھونا مُستحَب ہے۔ (جدالممتار' ج ا' ص ۹۳)

وضاحت (۸): وضاحت (۶'۵'۷) کا ماحَصَل یہ ہے کہ جو بال چہرے کی حُدُود میں داخل نہیں ان کو دھونا مُستحَب ہے' اور جو بال چہرے کی حدود میں داخل ہیں ان کو دھونا واجب ہے' لیکن چہرے کی کھال اور بالوں کی جڑوں کو پانی پہنچانا واجب نہیں' ہاں اگر داڑھی پتلی ہو (چہرے کی جلد نظر آتی ہو) تو چہرے کی کھال کو دھونا اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچانا واجِب ہے۔ (جدالممتار' ج ا' ص ۹۳)

وضاحت (۹): داڑھی کے ظاہر بالوں کا دھونا ضروری ہے (اندرونی بالوں کو دھونا ضروری نہیں)۔ (عالم گیری' ج ا' ص ۴)

وضاحت (۱۰): پیشانی کی بالائی جانِب دائیں بائیں دونوں اَطْراف میں سر کے بال گرے ہوئے ہوں اور نوکیں سر کی حدود میں بالوں سے خالی ہوں تو وہ نوکیں چہرے کی حُدُود میں داخل نہیں ان کو دھونا بھی فرض نہیں۔
(البحر الرائق' ج ا' ص ۱۲)

وضاحت (۱۱): آنکھوں' ناک اور منہ کے اندر پانی بہانا فرض نہیں۔ (فتح المعین' ج ا' ص ۳۱)

ناک اور منہ میں پانی بہانا سُنّت ہے' لیکن آنکھوں میں نہیں۔ (جدالممتار' ج ا' ص ۹۲)

پلکوں کی جڑوں اور آنکھوں کے کناروں تک پانی پہنچانے کے لئے کھولنے اور بند کرنے کا تَکَلُّف نہ کرے۔
(عالم گیری' کلکتہ' ج ا' ص ا)

وضاحت (۱۲): کانوں کی لوؤں سے مراد ان کا نرم حصہ ہے۔ (البحرالرائق ج ۱ ص ۱۲)

وضاحت (۱۳): رُخسار اور کان کے درمیانی جگہ پر پانی بہانا واجب ہے (اگر چہرے پر داڑھی کے بال نہیں تو ظاہر ہے کہ یہ جگہ چہرے کی حُدُود میں داخل ہے اور اگر داڑھی چہرے پر ہے تو اگر وہ پتلی ہے تو بھی بالوں کے نیچے چہرے کو دھونا واجب ہے اور اگر داڑھی گھنی ہے تو داڑھی کے بالوں کے نیچے پانی بہانا اب ضروری نہیں ہاں جو جگہ داڑھی اور کانوں کے درمیان بالوں سے خالی ہے اس کو دھونا واجب ہوگا)۔ (درمختار مع ردالمحتار ج ۱ ص ۹۷)

وضاحت (۱۴): مکھیوں کی بِیٹ پسوؤں (اور مچھروں) کا خون (اگر چہرے یا کسی اور جگہ پر ہو تو اس) کے نیچے پانی بہانا حَرَج کے باعث مُعاف ہے۔ (فتح المعین ج ۱ ص ۳۱)

وضاحت (۱۵): آنکھوں کو خوب بند کر کے چہرہ دھویا تو ظاہر روایت کی رو سے وضو جائز ہے۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۹۷) (آنکھوں کو خوب زور سے بند کرنے کی حالت میں کچھ حصہ بند ہو جاتا ہے جو اعتدال کے ساتھ آنکھیں بند کرنے کی صورت میں ظاہر رہتا ہے اگر اتنا حصہ دُھلنے سے رہ گیا تو ظاہر روایت کے مطابق وضو درست ہوگا)

وضاحت (۱۶): ماتھے پر جُرم (جسم) دار تلک یا افشاں وغیرہ اور ہونٹوں پر لِپ سٹک لگا رکھی ہو اور ان کی وجہ سے اَعضا پر پانی نہ بہا تو وضو نہ ہوگا۔

وضاحت (۱۷): چہرے کی جلد کا وہ حصہ جسے بالوں نے ڈھانپا ہوا نہ ہو اس کا دھونا واجب ہے اور جو حصہ بالوں میں چھپا ہوا ہو اس کا دھونا (فرضیت سے) ساقط ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار ج ۱ ص ۱۰۱)

وضاحت (۱۸): اگر کسی نے مونچھیں لمبی رکھی ہوئی ہوں جو ہونٹوں کی سُرخی کو چھپا لیتی ہوں تو مونچھوں کے نیچے چُھپی ہوئی جگہ دھونا ضروری ہے ایسی صورت میں اُنگلیوں سے مونچھوں کا خلال کر کے نیچے چھپی ہوئی جگہ تک پانی پہنچائے۔

(ردالمحتار ج ۱ ص ۱۰۱)

مسئلہ: وضو کا دوسرا فرض ہاتھوں کو کہنیوں تک ایک بار دھونا ہے۔ (درمختار ج ۱ ص ۹۸)

وضاحت (۱): (کہنیاں دھونے کے فرض میں مکمل طور پر داخل ہیں) یہ فرضِ عَمَلی ہے اِعتقادی نہیں۔ (ردالمحتار ج ۱ ص ۹۹)

وضاحت (۲): انگوٹھی (چوڑیاں وغیرہ زیورات) اگر تنگ ہوں کہ ان کو حَرَکت دیئے بغیر ان کے نیچے پانی نہ پہنچ سکے تو حَرَکت دے کر پانی پہنچانا فرض ہے۔ (درمختار مع شامی ج ۱ ص ۱۲۶، عالمگیری مصری ج ۱ ص ۵، تاتار خانیہ ج ۱ ص ۹۰)

وضاحت (۳): (پانچ انگلیوں سے) زائد انگلی اور اسی طرح اگر کسی کی زائد ہتھیلی ہو تو اسے دھونا بھی وَاجب ہے۔

(فتاوی تاتار خانیہ' ج ا' ص ۹۰)

اگر کسی شخص کے ایک کندھے سے دو ہاتھ پیدا ہوئے ہوں تو مکمل ہاتھ اصلی ہوگا' اس کا (کُہنیوں تک) دھونا واجِب (فَرض) ہے' اور دوسرا زَائد ہوگا' اس کا جو حصہ اصلی ہاتھ کے اس مقام کے برابر ہو جسے دھونا فرض ہے تو اسے دھونا وَاجِب (فرض) ہوگا' اور جو ایسے مقام کے برابر نہ ہو اسے دھونا فَرض نہ ہوگا۔ (عالم گیری مصری' ج ا' ص ۴)

بلکہ اس کا دھونا مندوب ہے۔ (البحر الرائق' ج ا' ص ۱۴)

وضاحت (۴): وضو کے (فرض) مقام کی جگہ سے اگر کوئی سوئی کے سرے کے برابر جگہ رہ جائے یا ناخن کی جڑ میں خشک یا تَرمٹی رہ جائے تو وضو جائز نہ ہوگا' اور اگر ہاتھ میں خَمِیر یا مہندی لگی ہے تو جائز ہے' ناخنوں کی جڑ میں اگر گوندھا ہوا آٹا (وغیرہ) ہو تو اس سے نیچے پانی پہنچانا وَاجِب ہے۔ (عالم گیریہ' ج ا' ص ۴)

وضاحت (۵): ناخن اتنے طَوِیل کہ پَورے کے سر کو ڈھانپ لیں تو اس کے نیچے پانی پہنچانا واجب ہے۔

(عالم گیری مصری' ج ا' ص ۴)

وضاحت (۶): بڑے ناخنوں کے نیچے میل یا مٹی کا کام کرنے والے مزدور' عورت جس نے اپنی انگلیوں پر مہندی لگا رکھی ہے' چَرم فروش' رنگریز اور نَانبائی (کے ناخنوں میں اگرچہ جرم دار مادے ہوں) ان کا وضو درست ہے' دیہاتی اور شہری سب کے لئے یہی حکم ہے۔ (فتاوی عالم گیری مصری' ج ا' ص ۴)

وضاحت (۷): وہ خِضَاب جو جسم دار ہو اور خشک ہو جائے (جیسے ناخنوں کی پَالش وغیرہ) وہ وضو اور غسل کا مَانِع ہے (اس کی موجودگی میں نہ وضو ہوگا اور نہ ہی فرض غسل ادا ہوگا)۔ (عالم گیری مصری' ج ا' ص ۴)

وضاحت (۸): وضاحت (۴) اور (۶) میں کوئی مُنَافَات نہیں' کیونکہ وضاحت (۴) میں مسئلہ کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ آٹا وغیرہ ناخنوں کے اوپر جڑ میں لگا ہو اور وضاحت (۶) کا تعلق اس صورت سے ہے جب آٹا وغیرہ ناخنوں کے نیچے ہو۔

وضاحت (۹): ہاتھ کہنی سے اور پاؤں ٹخنوں سے اس طرح کٹا ہوا ہو کہ کہنی اور ٹخنے کا کوئی حصہ باقی نہ ہو تو ان کا دھونا ساقط ہو جائے گا' اگر ان کا کچھ حصہ باقی ہو تو دھونا وَاجِب ہے۔ (البحر الرائق' ج ا' ص ۱۴)

وضاحت (١٠): انگلیوں کے درمیان پانی پہنچانا واجب ہے، ہاں اگر پیدائشی طور پر جڑی ہوئی ہوں تو اب واجب نہیں ہے۔
(البحر الرائق، ج ١، ص ١٤)

وضاحت (١١): انگلیوں میں (سردی اور خشکی کے باعث) پھٹن (بوائیاں) ہوں (اور پانی نقصان نہ کرتا ہو) تو ان میں پانی پہنچانا واجب ہے۔
(البحر الرائق، ج ١، ص ١٤)

مسئلہ: وضو کا تیسرا فرض چوتھائی سر کا ایک بار مسح کرنا ہے۔

وضاحت (١): مسح کا لُغوی معنی ہے، کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا، عرفِ شرع میں کسی عضو پر پانی پہنچا دینے کو مسح کہتے ہیں۔
(ردالمحتار، ج ١، ص ٩٩)

وضاحت (٢): چوتھائی سر کا مسح فرضِ عَملی ہے، لیکن اعتقادی فرض سر کے کسی جز یا کھال یا بال پر مسح ہے۔
(فتاوی رضویہ، ج ١، ص ٢٠٨، ٢١٨. ردالمحتار، ج ١، ص ٩٩)

وضاحت (٣): سر کے مسح میں ہاتھ کی تین انگلیوں (یا ان کی مقدار) کا اِستعمال کرنا واجب ہے، اگر شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو کھول کر ان سے مسح کیا اور ان کے ساتھ ان کے درمیان کی ہتھیلی کی جگہ بھی ساتھ استعمال کی تو مسح جائز ہے، کیوں کہ ان کے درمیان کی جگہ تیسری انگلی کے برابر ہے، لہٰذا اب (گویا کہ) تین انگلیاں ہوگئیں۔
(عالم گیریہ، ج ١، ص ٥)

وضاحت (٤): انگلیوں کے سروں سے مسح کیا (ان کا پیٹ استعمال نہ کیا) تو اگر پانی کے قطرے (ہاتھ سے) جاری ہوں (اور ان سے چوتھائی سر کی مقدار میں مسح ہوگیا) تو جائز ہے، اگر قطرات جاری نہ ہوں تو جائز نہیں۔
(عالم گیریہ، ج ١، ص ٥. تاتار خانیہ، ج ١، ص ٩١)

وضاحت (٥): سر پر لمبے بال ہوں اور تین انگلیوں سے مسح کیا اگر مسح بالوں کے ایسے حصہ پر ہو جس کے نیچے سر ہے تو جائز ہے، اور اگر بالوں کے ایسے حصہ پر مسح ہو جس کے نیچے پیشانی یا گردن ہے تو مسح جائز نہیں۔
(عالم گیریہ، ج ١، ص ٥)

وضاحت (٦): بالوں کی چوٹی جو سر کے اردگرد بندھی ہوئی ہو اس پر مسح کیا تو مسح ادا نہ ہوا۔ (ردالمحتار، ج ١، ص ٩٩)

وضاحت (٧): (ہاتھوں کو) دھونے کے بعد جو تری (ہاتھوں پر) باقی ہے (بشرطیکہ اس کو کہیں اور استعمال نہ کیا ہو) اس سے مسح کیا تو درست ہے، کسی دوسرے (دھلے ہوئے) عضو سے تری لی تو جائز نہیں۔
(فتح القدیر، ج ١، ٣١، ٦٢، ١٠٢. البحر الرائق، ج ١، ص ١٤)

وضاحت (۸): (جَبِیْرَہ وغیرہ پر) مسح کے بعد باقی تری سے سر کا مسح کرنا جائز نہیں' اگر مسح کے بعد (ہاتھوں سے) قطرات جاری ہوں تو اب سر کا مسح کیا جاسکتا ہے' قطرات کا جاری رہنا اب نئے سرے سے پانی حاصل کرنے کی مانند ہو جائے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار' ج ۱' ص ۹۹)

وضاحت (۹): ہتھیلی سمیت ایک یا دو انگلی کے ساتھ مسح کیا تو درست ہے' کیوں کہ اب تین انگلیوں یا اس سے زائد کی مقدار ہوگئی' جب ان کو سر پر رکھ کر کھینچا اور چوتھائی سر کی مقدار کا مسح ہوگیا۔

(درمختار مع ردالمحتار' ج ۱' ص ۹۹)

وضاحت (۱۰): ایک یا دو انگلیوں سے مسح کیا (جب کہ ان کے ساتھ ہتھیلی کا کوئی حصہ شامل نہ ہو) اگرچہ ان انگلیوں کو سر پر کھینچا کہ چوتھائی سر کی مقدار کا مسح ہوگیا تو مسح جائز نہیں' (کیوں کہ مسح میں تین انگلیوں کا استعمال وَاجِب ہے)۔

(درمختار مع ردالمحتار' ج ۱' ص ۹۹)

وضاحت (۱۱): اگر ایک (یا دو) انگلی سے سر کا مسح تین (یا دو) بار کیا اور ہر بار اسے پانی میں ڈبو کر مسح کے لئے استعمال کیا اگر اس طرح مسح کی فرض مقدار کے برابر مسح ہوگیا تو جائز ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار' ج ۱' ص ۱۰۰)

وضاحت (۱۲): کسی بے وضو نے اپنا سر یا مَوْزَہ یا جَبِیْرَہ پانی کے برتن میں ڈالا' اگر پانی فرض کی مقدار کے برابر مذکورہ اَعْضَاء تک پہنچ گیا تو سر یا موزہ یا جَبِیْرَہ کے مسح کے لئے کافی ہے (دوبارہ مسح کی ضرورت نہیں) پانی بھی مُسْتَعْمَل نہ ہوگا۔

(درمختار مع ردالمحتار' ص ۱۰۰' جدالممتار' ج ۱' ص ۹۳)

وضاحت (۱۳): اگر سر کے اگلے حصہ میں مسح نہ کیا بلکہ پچھلی یا دائیں یا بائیں جانب درمیان میں مسح کیا تو جائز ہے۔

(فتاویٰ تاتار خانیہ' ص ۹۱)

وضاحت (۱۴): سر کے اگلے حصہ سے بال منڈوائے ہوئے ہیں' اگر اس جگہ مسح کیا (اور فرض مقدار کے برابر مسح کرلیا) تو مسح ادا ہوگیا۔ (تاتار خانیہ' ج ۱' ص ۹۲)

وضاحت (۱۵): سر پر مہندی لگائی' وضو کے وقت اس پر مسح کیا' مسح ادا نہ ہوگا' اگرچہ پانی بالوں تک پہنچ جائے' کیونکہ پانی جب مہندی سے ملا تو مطلق پانی کے حکم سے خارج ہوگیا (اور وضو کے لئے مطلق پانی کی ضرورت ہے لہٰذا) مسح جائز نہ ہوا۔ (تاتار خانیہ' ج ۱' ص ۹۲)

وضاحت (۱۶): عورت نے اوڑھنی کے اوپر سے سر کا مسح کیا' اگر مسح کے وقت پانی کے قطرات اس طرح بہہ رہے تھے کہ پانی بالوں تک پہنچ گیا' مسح درست ہے ورنہ نہیں۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۲)

وضاحت (۱۷): وضو کرنے والا سر کا مسح بھول گیا' بارش کا اتنا پانی سر کو پہنچا کہ تین انگلیوں (فرض) کی مقدار ہو گیا اس نے اپنا ہاتھ اس پر پھیر لیا یا نہ پھیرا بہر صورت سر کے مسح سے کفایت کرے گا۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۲)

وضاحت (۱۸): سر کا مسح کرنے کے بعد سر کے بال منڈوا دیئے' مسح کا اِعادَہ نہ کرے۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۳)

وضاحت (۱۹): برف کے ساتھ سر کا مسح کیا' اس سے قطرے گر رہے ہوں یا نہ' دونوں صورتوں میں درست ہے۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۳)

وضاحت (۲۰): پگڑی' ٹوپی' برقعہ پر مسح جائز نہیں۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۴)

(ہاں اتنی مقدار میں مسح کے لئے پانی استعمال کیا کہ سر تک فرض کی مقدار میں پہنچ گیا تو درست ہے) بشرطیکہ پانی کپڑے کے رنگ سے رنگین نہ ہو۔ (اگر پانی رنگین ہو جائے تو وہ مُطلَق پانی نہ رہے گا لہٰذا اس سے مسح درست نہ ہوگا)۔ (علم گیری مصری' ج ا' ص ۶)

وضاحت (۲۱): سر میں درد ہے' جس کے باعث سر پر مسح کی اِستِطاعَت نہیں تو یہ فرض سَاقِط ہو جائے گا۔ (فتح المعین' ج ا' ص ۳۳)

وضاحت (۲۲): اَعضَا میں زخم ہیں' اگر دھونے پر قدرت ہے تو دھوئے ورنہ ان پر مسح کرے' اگر مسح بھی نُقصَان کرتا ہو تو ترک کر دے' وہ بھی مُعَاف ہے۔ (فتح المعین' ج ا' ص ۳۳)

مسئلہ: وضو کا چوتھا فرض پاؤں کو ٹخنوں سمیت ایک بار دھونا ہے۔

وضاحت (۱): دھونے کے فرض میں ٹخنے بھی شامل ہیں' لیکن ٹخنوں کا دھونا فرضِ عَمَلی ہے' فرضِ قَطعی (اِعتِقادِی) نہیں (ٹخنوں کے نیچے باقی قدم کا دھونا فرضِ قطعی ہے) جس طرح کہ سر کے چوتھائی حصہ تک کا مسح کرنا فرضِ عَمَلی ہے' اعتقادی نہیں۔ (ردالمحتار' ج ا' ص ۹۹)

وضاحت (۲): ٹخنے کو عربی میں کَعب کہتے ہیں' لیکن لفظ کَعب جب طَہارت کے باب میں استعمال ہو تو اس سے مراد ٹخنہ ہوتا ہے' اور حج کے باب میں مذکورہ مسئلہ کہ "جب احرام باندھنے والے کو جوتے نہ مل سکیں تو اپنے موزوں کو کَعب کے نیچے سے کاٹ دے" اس سے مراد قدم کی پشت پر ابھری ہوئی ہڈی ہوتی ہے' جہاں عربی جوتوں کے تسمے ہوتے ہیں۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۴)

وضاحت (۳): جس آدمی کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں اگر وضو کرانے والا مل سکے تو اسے منہ دھونے اور سر کا مسح کرنے کا حکم دے' ہاتھوں اور پاؤں کی وہ جگہ بھی دھوئے جہاں سے وہ کٹے ہوئے ہیں' (مزید وضاحت آئندہ ملاحظہ ہو) اور اگر اسے کوئی آدمی وضو کرانے کے لئے میسر نہ آئے تو اپنے منہ اور سر کو پانی میں رکھے' (تاکہ دھونے اور مسح کی فرض مقدار ادا ہو جائے) یا پھر اپنے چہرے کو دِیْوار پر ملے اور کٹی ہوئی جگہ کا مسح کرے (اس طرح اس کا تَیَمُّم ہو جائے گا)۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۳)

وضاحت (۴): ہاتھوں اور پاؤں کی کٹی ہوئی جگہ کا دھونا اس صورت میں واجب ہے جب کہ پاؤں ٹخنوں سے اور ہاتھ کہنیوں سے کٹے ہوں اور نصف حصہ ٹخنے اور کہنی کا کٹنے سے بچ گیا ہو' اگر پاؤں ٹخنے سے اوپر اور ہاتھ کہنی سے اوپر کٹا ہو تو اب کٹی ہوئی جگہ کو دھونا واجب نہیں ہے۔ (تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۴. عالم گیری مصری' ج ا' ص ۵)

وضاحت (۵): کسی آدمی کا پاؤں (یا ہاتھ) بے کار ہو گیا اور یہ حالت ہو گئی کہ اگر اس کو کاٹ دیا جائے پھر بھی اس آدمی کو احساس نہ ہو تو بھی اس پاؤں (یا دوسرے عضو) کا وضو میں دھونا ضروری ہے۔

(تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۴. عالم گیری مصری' ج ا' ص ۵)

وضاحت (۶): کسی آدمی نے اپنے پاؤں (یا دیگر اَعْضَا) پر تیل (یا گھی وغیرہ) لگایا اور وضو کیا' پاؤں پر پانی بہایا لیکن تیل کی چکناہٹ کے بَاعِث جلد پانی کو قبول نہیں کرتی تو وضو درست ہے۔

(تاتارخانیہ' ج ا' ص ۹۴. عالم گیری مصری' ج ا' ص ۵)

وضاحت (۷): پاؤں پر شرعی مَوْزے پہن رکھے ہوں تو ان کا دھونا سَاقِط ہو جائے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار' ص ۹۸)

وضاحت (۸): پاؤں میں زخم (بوائیاں) ہیں' ان بوائیوں میں چربی بھری ہوئی ہے' پاؤں دھوئے' پانی چربی کے نیچے جلد تک نہ پہنچا' اس صورت میں اگر جلد تک پانی پہنچانا نقصان دہ ہو تو وضو جائز ہے' اور اگر جلد تک پہنچانا نقصان دہ نہ ہو تو وضو جائز نہیں (بلکہ چربی وغیرہ اتار کر پانی جلد تک پہنچانا واجب ہے)

(اگر زخم میں چربی وغیرہ رکھ کر) اس (کے اَطْرَاف) کو سوئی سے سی دیا ہو تو اب وضو بہرصورت جائز ہے' (چربی وغیرہ کو ہٹا کر پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے)۔ (عالم گیری مصری' ج ا' ص ۵)

وضاحت (۹): (دھونے کے) اعضا میں زخم ہیں، جن کے باعث دھونے سے عاجز ہے، تو دھونے کا فرض ساقط ہو جائے گا، صرف پانی بہانا لازم ہے، اگر پانی بہانے سے بھی عاجز ہو تو مسح کافی ہے، اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو یہ بھی ساقط ہو جائے گا، اب زخم کے اردگرد کی جگہ کو دھولے اور زخم کی جگہ کو چھوڑ دے۔

(عالم گیری مصری' ج ۱' ص ۵)

وضاحت (۱۰): جسم پر زخم ہے، زخم کی جگہ (پیپ خون بھرنے کی وجہ سے) باقی جسم سے ابھر آئی، لیکن اس کے اطراف جسم سے ملے ہوئے ہیں، ہاں ایک طرف جسم سے اُکھڑی ہوئی ہے، جس جانب سے پیپ خون نکلتا ہے، ایسے زخم کے مقام سے جلد کو دھولیا اور پانی زخم کے نیچے جلد تک نہ پہنچا تو بھی وضو جائز ہے، کیوں کہ اس زخم کے نیچے (صحت مند) جلد ظاہر نہیں، لہٰذا اس کا دھونا فرض نہیں (صرف ظاہری جلد کو دھونے سے فرض ادا ہو جائے گا)۔

(عالم گیری مصری' ج ۱' ص ۵)

وضاحت (۱۱): کسی عضو پر پھوڑے وغیرہ کی مانند زخم ہے، اس کے اوپر جلد کا پتلا سا چھلکا ہے، وضو کیا اس چھلکے پر پانی بہادیا، پھر اس چھلکے کو اتارا، اگر اس کے نیچے سے پیپ وغیرہ بہہ نکلی تو وضو ٹوٹ گیا، اگر نہ بہی تو اس چھلکا اتری ہوئی جگہ کو دھونا لازم نہیں، خواہ اُتارنے سے تکلیف ہوئی ہو یا نہ۔ (عالم گیری مصری' ج ۱' ص ۵)

وضاحت (۱۲): (دھونے کے) کسی عضو پر مکھی یا پسّو کی بیٹ تھی، وضو کیا لیکن پانی بیٹ کے نیچے عضو تک نہ پہنچا، تو بھی وضو جائز ہے، کیوں کہ اس سے بچنا ممکن نہیں۔ (عالم گیری مصری' ج ۱' ص ۵)

وضاحت (۱۳): کسی عضو پر مچھلی کا چھلکا یا چبائی ہوئی روٹی کا حصہ لگ کر خشک ہو گیا، وضو کیا اور پانی چھلکے یا چبائی ہوئی روٹی کے حصے کے نیچے نہ پہنچا تو وضو نہ ہوا کیوں کہ اس سے بچنا ممکن ہے۔ (عالم گیری مصری' ج ۱' ص ۵)

وضاحت (۱۴): بارش کا پانی سارے جسم تک پہنچ گیا، یا آدمی جاری نہر میں گر گیا تو اس کا وضو ہو گیا (فرض ادا ہو گئے) غسل اگر واجب ہو تو اس پر کلّی اور ناک میں پانی چڑھانا لازم ہے۔ (عالم گیری مصری' ج ۱' ص ۵)

وضاحت (۱۵): پاؤں کی انگلیاں اس طرح ملی ہوں کہ خلال کیے بغیر پانی ان پر نہ بہتا ہو تو خلال کرنا فرض ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار' ج ۱' ص ۱۱۸)

سُنَنِ وُضُو

وضاحت (۱): پہلے گذر چکا ہے کہ فَرض کی دو قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ فرضِ اِعتقادی یا فرضِ قطعی ﴿۲﴾ فرضِ عَملی یا فرضِ ظنی

فرائض وضو کے ضمن میں جا بجا وضاحت ہو چکی ہے کہ فلاں چیز فرضِ اِعتقادی ہے اور فلاں فرضِ عملی، نیز یہ بھی مذکور ہو چکا کہ فرضِ عَملی، واجبِ شرعی کی اعلیٰ قسم ہے۔

وضاحت (۲): وضو اور غسل (دونوں قسم کی طہارتوں) میں کوئی چیز وَاجب نہیں ہے، اس سے مراد فرضِ عَملی سے کم تر درجے کا وَاجب ہے، ورنہ اعلیٰ درجہ کا واجب یعنی فرضِ عَملی وضو اور غسل دونوں میں موجود ہیں، غسل میں فرضِ عَملی منہ اور ناک کا اندر سے دھونا ہے، یہ دونوں امر غُسل میں فرضِ قطعی نہیں کہ ان کا اِنکار کفر ہو۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۰۳)

وضاحت (۳): خود وضو کبھی فرض ہوتا ہے، مثلاً نماز کی ادائیگی کے لئے یا نمازِ جنازہ یا سجدۂ تلاوت یا قرآنِ مجید چھونے کے لئے وضو کرنا، بشرطیکہ بے وضو ہو، کبھی وَاجب جیسے طوافِ خانہ کعبہ کے لئے اور کبھی مَندُوب ہوتا ہے جیسے باطہارت سونے کے لئے، نیند سے جاگ کر، وضو پر مُداوَمت کے لئے، وضو پر وضو کرنا، غیبت، جھوٹ، چغلی وغیرہ کے بعد۔ (ان کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آئے گی اِن شَآءَ اللہُ تعالٰی) (فتح المعین، ج ۱، ص ۳۴)

وضاحت (۴): سنت کی دو قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ **مُؤَکَّدہ**، وہ جس کو حضورِ اَقدس ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیانِ جَواز کے لئے کبھی چھوڑا بھی ہو اس کو چھوڑنے کی عادت اگر ہو جائے تو اِستحقاقِ عَذاب، جب کہ نادراً چھوڑنے پر عِتاب اور کرتے رہنے پر ثواب۔

﴿۲﴾ **غیر مُؤَکَّدہ**، وہ کہ نَظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کا ترک اور چھوڑنا ناپسند ہو، عام ازیں کہ حضور سَیِّدِ عالَم ﷺ نے اس پر مُداوَمت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور چھوڑنا اگرچہ عادۃً ہو مُوجبِ عِتاب نہیں۔

(فقہ اسلامی تقدیم کتاب ہذا)

سنتِ مُؤَکَّدَہ کو سُنَّتِ ہُدیٰ اور سُنّتِ غیر مُؤَکَّدَہ کو سُنّۃُ الزَّوائِد بھی کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۰۳، ۱۰۴)

وضاحت (۵): وضو کے تمام فرض (درحقیقت) ایک فرض (کے اجزا اور حصے) ہیں، یعنی وضو کا فرض تین اَعْضا کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے، ان میں ہر ایک حِصّہ مُسْتَقِل فرض نہیں، یعنی اس کے ادا کرنے یا ترک پر مستقل حکم مُتَرتّب نہیں ہوتا (صرف بیان اور سمجھانے کی سہولت کے لئے اس کے اَجْزاء کو الگ الگ فرض شمار کیا جاتا ہے، اور یوں بھی نہیں، اگر اس نے چہرہ کو دھولیا تو ایک فرض ادا کرنے کا ثواب اس کو مل گیا بلکہ چاروں اجزاء ادا کرے گا تو فرض ادا کرنے کا ثواب عطا ہوگا) وضو کی تمام سنتوں میں سے ہر ایک مُسْتَقِل سنت ہے، اس کی ادائیگی پر مستقل سنت کا ثواب اور ترک پر مستقل سنت کے ترک کا عِتاب ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۰۳، ۱۰۴)

وضاحت (۶): وضو کے تمام فَرائِض کی ایک دلیل (یعنی آیۂ وضو) ہے، اور اس کی سنتوں میں سے ہر سنت کی مستقل اور الگ دلیل ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۰۳)

وضاحت (۷): وضو کی سنتوں کی تعداد کے بارے میں عُلَماء کے مختلف اَقْوال ہیں، اگلے صفحات میں وضو کی تیرہ سُنَّتوں کے بارے میں تفصیلی وَضاحَات درج ہیں، فتاویٰ عالم گیری میں وضو کی سنتوں کی تعداد تیرہ ہی درج ہے، اس بارہ میں مزید وضاحتیں کتاب کے مختلف مقامات پر درج ہوں گی اِنْ شَاءَ اللہُ تَعَالیٰ، جن سنتوں کے مُؤَکَّدَہ ہونے کی تَصْرِیْح کُتُبِ فقہ میں مل سکی اس کو درج کردیا گیا ہے۔

پہلی سنت۔ اِبْتِداء میں اللہ کا نام لینا

مسئلہ: ہر وضو کرنے والے کے لئے بسم اللہ کا ابتداء میں پڑھنا سنت ہے۔ (عالم گیری مصری، ج ۱، ص ۶)

وضاحت (۱): یہ سنت صرف جاگنے والے کے ساتھ خاص نہیں، جو آدمی بھی وضو کرنے لگے خواہ وہ سو کر اٹھے یا نہ، اس کے لئے یہ سنت ہے۔ (عالم گیری، مصری، ج ۱، ص ۶)

وضاحت (۲): اگر ابتداء میں کسی نے بُھول کر بسم اللہ نہ پڑھی اور کچھ اَعضَا دھونے کے بعد پڑھی' یہ سنت اس سے ترک ہوگئی' ہاں کھانے وغیرہ کے آغاز میں یاد نہ رہی' درمیان میں پڑھ لی تو کھانے وغیرہ کی سنت ادا ہوگئی۔

(عالم گیری' مصری' ج ا' ص ٦)

اس کی وجہ یہ ہے کہ پورا وُضُوا ایک عَمل ہے اور کھانے کا ہر لُقمہ کھانا نیا عَمل ہے' اگر کسی نے نذر مانی کہ جب میں گوشت کھاؤں گا ایک درہم صدقہ کروں گا تو اس کو گوشت کے ہر لقمہ پر ایک درہم صدقہ دینا واجب ہے۔

(ردالمحتار' ج ا' ص ۱۰۹)

وضاحت (۳): طہارت (وضو) کے آغاز میں اگر کوئی بِسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو مناسب یہ ہے کہ فراغت سے پہلے اس کو پڑھ لے تا کہ (اگر چہ یہ سنت اس سے بھول کر ترک ہوگئی لیکن) وضو اس سے خالی نہ رہے۔

(عالم گیری' مصری' ج ا' ص ٦)

ایسا کرنا مَندُوب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۰۹)

وضاحت (۴): بسم اللہ اِستِنجاء کے لئے جانے سے پہلے اور بعد میں (وضو شروع کرنے سے پہلے) کہے، ستر کھولنے کی حالت یا نجاست کے مقام پر بسم اللہ نہ کہے۔ (عالم گیری، ج ا، ص ٦)

اگر ستر کھولنے یا نجاست کے مقام سے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھنا یاد نہ رہا تو اب زُبان کو حَرَکت دیئے بغیر دل سے بِسْمِ اللہ پڑھ لے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۰۹)

وضاحت (۵): اَسلاف سے وضو کی اِبتدَا کے لئے یہ اَلفاظ مَنقُول ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ

معراج الدرایہ میں فتاویٰ حبازیہ سے یوں نقل ہے کہ نبی پاک ﷺ سے بھی یہی منقول ہے۔

(عالم گیری، ج ا، ص ٦)

نبی کریم ﷺ سے " بِاسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ " الفاظ مروی ہیں۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۰۹)

وضاحت (٦): اگر کسی شخص نے "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... یا ...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ...... یا ...... اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھ لیا تو سنت ادا کرنے والا ہوگیا۔ (عالم گیری، ج ا، ص ٦، درمختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۰۹)

وُضُوکی دوسری سُنَّت......نیّت

وضاحت (۱): نیّت یا کی تَشْدِید کے ساتھ ہے، کبھی اسے بغیر تَشْدِید کے بھی پڑھا جاتا ہے، نیّت ،لُغت میں دِل کے عَزْم کا نام ہے، اِصْطِلاحِ شَرع میں کام کرتے وقت اَللہ تعالیٰ کے قُرب اوراس کی اِطَاعَت کااِرَادہ کرنے کونیت کہتے ہیں (خواہ وہ کام اللہ تعالیٰ کے اَوَامِر سے ہوکہ اس کو بجالاتے وقت اس کی اِطَاعت اور قُرب کاارادہ کیا جائے ،خواہ وہ نَوَاہِیْ سے ہوکہ اس کام سے بچتے وقت یہ اِرَادہ کرلیا جائے) تو اس میں مَنْہِیَات بھی داخل ہوگئے ، کیوں کہ اس صورت میں بھی مسلمان کوایک فِعل کامُکلّف کیا گیا ہے جواس کام سے رُکنا ہے۔(ردالمحتار، ج۱،ص۱۰۵)

مسئلہ: آغازِ وُضُو میں وضوکرنے یارفعِ حَدَث یاحکمِ رَبّانی بجالانے یاایسی طاعت کے لئے طہارت حاصل کرنے کا اِرَادہ کرنا مَسْنُوْن ہے جوبغیر طہارت کے جائزنہیں ہے۔ (درمختار. ردالمحتار، ج۱،ص۱۰۶)

وضاحت (۱): بغیرنیت وضو کے کسی نے اَعْضَائے وضوکودھولیاتو اس سے نماز درست ہے، وُضُو میں نیت صرف سنت ہے (فرض، وَاجِب یاشرط نہیں) ہاں نیت کے بغیر وضوکرنا عبادت نہیں (یعنی اس پر ثواب نہ ہوگا) لیکن تَیَمُّم میں نیت صحتِ نماز کے لئے شرط ہے۔مزید تفصیل کے لئے تَیَمُّم کا باب مُلاحَظہ ہو۔(ردالمحتار، ج۱،ص۱۰۶)

وضاحت (۲): کسی نے دھکادیااور پانی میں گرگیا، یاٹھنڈک حاصل کرنے کی غَرض سے پانی میں داخل ہوا، یا میل کچیل دورکرنے کے اِرَادَہ سے اَعْضَائے وضوپر پانی اِسْتِعْمال کیا،جس سے وضو کے اَعْضَاء دُھل گئے تواس سے نماز درست ہے۔ (ردالمحتار، ج۱،ص۱۰۷)

وضاحت (۳): وضُو کے لئے نیت سُنَّتِ مُؤکَّدہ ہے، کیوں کہ نبی پاک ﷺ نے اس پر مُوَاظَبَت فرمائی ہے،اس کواِصْرار کے ساتھ ترک کرنے پرتھوڑا ساگناہ ہوگا،نیت ترک کرنے والے کوفرض ترک کرنے والے کاساعَذاب نہ ہوگا۔ (ردالمحتار، ج۱،ص۱۰۷)

وضاحت (۴): گدھے کے جُھوٹے پانی اور نَبِیذِ تَمْر سے وُضُوکرنے کی صُورت میں نیت کرنالازم ہے۔ (ردالمحتار، ج۱،ص۱۰۷)

وضاحت (۵): تمام سُنتوں حتیٰ کہ استنجا سے پہلے بھی وضوکی نیت کرلےتاکہ وضومیں سنتوں کی ادائیگی کابھی ثواب ملے۔ (درمختار. ردالمحتار، ج۱،ص۱۰۷،۱۰۸)

وضاحت (۶): نیت کا مَحَل دل ہوتا ہے، صرف زُبان سے تَلَفُّظ دل کے اِرادہ کے بغیر نیت کے لئے کافی نہیں، ہاں وہ آدمی جو کثرتِ ہُمُوم واَوْہام کے باعث حضورِ قلب پر قادِر نہ ہو یا اسے اپنی نیت میں شک پڑ جاتا ہو، اس کے لئے صرف زُبان سے تَلَفُّظ ہی کفایت کرتا ہے، زُبان سے تَلَفُّظِ نیّت ہونے کے لئے شرط نہیں، ہاں دِل کے اِرادہ کے ساتھ زُبان سے تَلَفُّظ کر لینا مُستَحَب ہے (یہ حکم لوگوں کے حَالات کی تبدیلی کے باعث ہے ورنہ) نبی پاک ﷺ، صَحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اَئِمہ اَرْبَعَہ سے زُبان کے ساتھ تَلَفُّظ مَنْقُول نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۰۸)

وضاحت (۷): درج ذیل طریقوں میں کسی کو تَلَفُّظ کے لئے اَپنایا جا سکتا ہے۔

(ا) اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کی غَرَض سے وضو کے لئے نیت کرتا ہوں۔

(ب) رَفْعِ حَدَث کی نیت کرتا ہوں۔

(ج) طہارت کی نیت کرتا ہوں۔

(د) نماز مُباح کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۸)

وُضُو کی تیسری سُنَّت ...... دونوں ہاتھوں کو دھونا

مسئلہ: دونوں ہاتھوں کو کلائیوں کے جوڑوں سمیت تین بار دھونا سنت ہے۔ (درمختار بردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۰، ۱۱۱)

وضاحت (۱): ہاتھوں پر اگر نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو ان کو اِبتِدَائے وُضُو میں تین بار دھونا سنت ہے، اگر ان پر نَجَاست لگی ہوئی ہو تو ان کو دھونا واجب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۰)

اگر چہ نجاست کی مقدار ایک دِرْہَم سے کم ہو، کیوں کہ ہاتھ دوسرے اَعْضاء کو دھونے کا آلہ ہیں، جب ان پر نجاست ہو گی اور ان پر پانی بہے گا تو نجاست پھیل کر دِرْہَم سے زائد ہو جائے گی۔

(ماخوذ از طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح، ص ۲۵)

وضاحت (۲): کلائیوں کے جوڑوں سمیت ہاتھوں کو تین بار اِبتِدَائے وضو میں دھونا کمالِ سُنَّت ہے، اگر تین سے کم بار دھوئے تو بھی سُنَّت ادا ہو جائے گی، لیکن تین سے کم بار دھونے میں کمالِ سُنَّت ادا نہ ہو گی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۰)

وضاحت (۳): اِستنجا سے پہلے ہاتھوں کو تین بار دھونا الگ سُنّت ہے اور وُضُو سے پہلے تین بار دھونا الگ سنت ہے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۱۰)

وضاحت (۴): یہ سنت جس طرح سو کر اٹھنے والے کے لئے ہے اسی طرح اس کے علاوہ باقی اَفراد کے لئے بھی ہے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۱۰)

وضاحت (۵): برتن چھوٹا ہو کہ اسے اُٹھا کر اور اس سے پانی اُنڈیل کر وضو کیا جاسکتا ہو یا وہ بڑا ہو کہ وضو کرنے کے لئے اس میں ہاتھ ڈالنا ضروری ہو بہر صورت وضو کی ابتداء میں ہاتھ دھونا سُنّت ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۱۰)

وضاحت (۶): اگر پانی کا برتن اتنا چھوٹا ہو کہ اسے ایک ہاتھ سے اُٹھایا جاسکے یا پانی تو بڑے برتن میں ہے لیکن اس کے پاس چھوٹا برتن بھی ہے تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ کو تین بار دھوئے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو تین بار دھولے، اور اگر برتن بڑا ہے اسے ایک ہاتھ سے اٹھایا نہیں جاسکتا تو اپنے بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں مِلا کر پانی میں اس طرح ڈالے کہ ہتھیلی نہ ڈُوبے، چلّو میں پانی لے کر دائیں ہاتھ کو پہلے تین بار دھوئے، پھر دایاں ہاتھ اِستِعمال کر کے پورے بائیں ہاتھ کو دھولے، اگر پانی لینے کے لئے بائیں ہاتھ کی اُنگلیاں ہتھیلی سمیت ڈال لیں تو مَکرُوہ تَنزِیہی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۱۱، ۱۱۲، عالم گیری، ج ا، ص ۶، البحر الرائق، ج ا، ص ۱۸)

وضاحت (۷): نیند سے جاگ کر کسی آدمی نے پانی میں ہاتھ ڈالا یا پانی میں بچّے نے ہاتھ ڈالا تو اس سے وُضُو مکروہ (تنزیہی) ہے کیوں کہ اِحتِمال ہے کہ ان کے ہاتھوں میں نجاست ہو، اگر کوئی آدمی اِستنجا کر کے سویا اور ہاتھوں پر نجاست نہ (ہونے کا یقین) ہے تو اس کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالنا نیز ایسے پانی سے جس میں اس نے ہاتھ ڈالا ہو وضو کرنا مکروہ نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۱۲، البحر الرائق، ج ا، ص ۱۹)

وضاحت (۸): ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونے کی سُنّت ادا کرنے سے دھونے کی فَرضِیّت بھی ادا ہو جاتی ہے، یہ ایسی سنت ہے جو فرض کی ادائیگی کے قائم مَقام ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۱۲)

وضاحت (۹): (چہرہ دھونے کے بعد) بازُو دھونے کے وقت دوبارہ ہاتھوں کو پہنچوں سمیت دھونا سنت ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۱۳)

وضاحت (۱۰): اِستنجا سے پہلے اور وضو کے آغاز میں، دونوں موقعوں پر ہاتھوں کا دھونا مَسنُون ہے۔

(عالم گیری، ج ۱، ص ۶)

مسئلہ: دھونے کی نیّت سے پانی میں ہاتھ ڈالا، پانی مُستَعمَل ہو جائے گا (اس سے وضو اور غسل نہ ہو سکے گا) اور چُلّو سے پانی لینے کے اِرادے سے ہاتھ ڈالا تو مُستَعمَل نہ ہوگا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۲، البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۹)

وضاحت (۱): برتن بڑا ہونے کی صورت میں بائیں ہاتھ کی انگلیاں چُلّو حاصل کرنے کی غَرَض سے ڈالتے وقت دھونے کی نیت نہ کرے، بلکہ پانی حاصل کرنے کی نیّت کرے، ورنہ وضو نہ ہوگا۔

وضاحت (۲): ہاتھ ناپاک ہوں اور بڑے برتن سے پانی لینے کے لئے چھوٹا برتن موجود نہ ہو اگر چُلّو حاصل کرنے کے لئے پانی میں انگلیاں ڈالے گا تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۲)

وضاحت (۳): درجِ بالا صُورت میں اگر کوئی اور آدمی موجود ہے تو اس کو پانی نکالنے اور ہاتھوں پر ڈالنے کے لئے کہے، اگر آدمی ساتھ نہ ہو تو اپنا رُوْمَال (وغیرہ) پانی میں ڈالے اور اس کے قطرات سے ہاتھوں کو دھوئے، اگر یہ صُورت بھی ناممکن ہو تو پانی اپنے منہ میں لے اور ہاتھ دھوئے، اگر یہ صورت بھی میسر نہ ہو سکتی ہو تو تیمّم کر کے نماز ادا کرے، بعد میں اِعادہ بھی نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۲)

مُنہ میں پانی لے کر ہاتھ دھونے کی صُورت میں ان پر لگی نجاست دور ہو جائے گی (لیکن حَدَث دور نہ ہوگا، حَدَث دور کرنے کے لئے دوبارہ ان کو دھونا پڑے گا کیوں کہ) مُنہ میں پانی لینے سے صحیح قول کے مطابق وہ مُستَعمَل ہو جاتا ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۹)

وضاحت (۴): بے وضو یا جُنُبی کے ہاتھ پر نجاست نہیں، چُلّو حاصل کرنے کے لئے پانی میں ہاتھ ڈالا تو پانی مُستَعمَل نہ ہوگا۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۹)

وضاحت (۵): پاک لوٹا (یا کوئی اور برتن) پانی کے برتن (ڈرم وغیرہ) میں گر پڑا، اسے نکالنے کے لئے ہاتھ کُہنیوں (یا اس سے اوپر) تک ڈالا تو پانی مُستَعمَل نہ ہوگا۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۹)

وضو کی چوتھی اور پانچویں سُنَّت ...... کُلّی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا

وضاحت (۱): کُلّی کرنے کو عربی زبان میں "مَضْمَضَہ" کہتے ہیں، جس کا لغوی معنیٰ حَرَکت دینا ہے، اور اِصْطِلاحِ شرع میں پورے منہ میں پانی بہانا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

وضاحت (۲): وضو کے فرائض سے پہلے ہاتھ دھونے کُلّی اور ناک میں پانی چڑھانے کو سنت قرار دینے میں حکمت یہ ہے کہ فرائض میں استعمال ہونے والے پانی کے اَوْصاف کو معلوم کرلیا جائے کہ دیکھنے سے اس کی رَنگت معلوم ہو جاتی ہے، کُلّی کرنے سے اس کے ذائقہ کا پتہ چل جاتا ہے اور ناک میں اِسْتِعمال کرنے سے اس کی بُو کا علم ہو جاتا ہے، پانی کے اَوْصاف تین ہی ہوتے ہیں، رَنگ، بُو اور مزہ۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)

مسئلہ: تین دفعہ کلی کرنا سنت ہے، اور ہر دفعہ نیا پانی لینا سنت ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)

وضاحت: صرف تین دفعہ کلی کرنا سنت نہیں، بلکہ ہر دفعہ نیا پانی لے کر کلی کرنا سُنَّت ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)

وضاحت: ناک میں پانی چڑھانے کو عربی میں "اِسْتِنْشَاق" کہتے ہیں، جس کا لغوی معنیٰ ہے ناک کی ہوا (سانس) کے ذَرِیعَہ سے پانی یا کسی اور چیز کو اَندر کھینچنا، اور اِصْطِلاحِ فقہ میں پانی کو ناک کی نرم ہڈی تک پہنچانا ہے۔
(البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۱، ۲۲. ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

مسئلہ: ہر دفعہ نیا پانی لے کر تین بار ناک میں پانی چڑھانا سنت ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)

وضاحت (۱): کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا دونوں مُؤَکَّدہ سنتیں ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)
غسل میں یہ دونوں فَرض ہیں۔ (تاتارخانیہ، ج ۱، ص ۱۰۷)

وضاحت (۲): جب ان سنتوں کے ترک کی عَادت بنالے تو گُنہ گار ہوگا، اسی طرح اگر تین سے کم مرتبہ کلی کرنے یا تین سے کم مرتبہ ناک میں پانی چڑھانے کی عادت بنالے تو بھی گُنہ گار ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)

وضاحت (۳): یہ دونوں سنتیں مزید پانچ سنتوں پر مشتمل ہیں، جو یہ ہیں۔

(ا) ترتیب یعنی پہلے کلی کرے بعد میں ناک میں پانی چڑھائے۔

(ب) تین بار کلی اور ناک میں پانی چڑھانا۔

(ج) ہر بار نیا پانی لینا۔

(د) دائیں ہاتھ سے کرنا، ناک میں پانی دائیں ہاتھ سے چڑھائے، لیکن بائیں ہاتھ سے جھاڑے۔

(ہ) مُبَالَغَہ کرنا، کلی میں مُبالغہ سے مُراد غرغرہ کرنا یا مُنہ میں اتنا پانی لینا کہ مُنہ پانی سے بھر جائے، ناک میں پانی چڑھانے میں مُبَالَغَہ سے مُراد ہے کہ پانی ناک کی نرم ہڈی سے تجاوُز کر جائے، کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مُبالَغہ کرنا رَوزہ دار کے لئے مَسنُون نہیں، کیونکہ اس سے روزہ ٹوٹ جانے کا خدشہ ہے، غیر روزہ دار کے لئے یہ دونوں کام سُنّت ہیں۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱٦)

نَاک میں پانی چڑھانے میں مُبَالَغہ کا مَطلَب یہ بھی ہے کہ (ہاتھ میں پانی لے کر) اپنی ناک میں رکھے اور اسے کھینچے یہاں تک کہ پانی ناک کی سَخت ہَڈی تک پہنچ جائے (پانی اگر اتنا لیا کہ منہ بھر گیا تو غَرغَرہ کی ضرورت نہیں) اگر مُنہ بھر پانی نہ لیا تو غرغرہ کرے۔ (تارتار خانیہ، ج ۱، ص ۱۰۸)

مسئلہ: پانی کم ہے کہ اگر کُلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے تو اَعضاء کو ایک بار دھویا جاسکتا ہے اور اگر کُلی نہ کرے اور نَاک میں پانی نہ چڑھائے تو اَعضاء کو تین بار دھو سکتا ہے تو کُلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے اور اَعضاء کو ایک ایک بار دھولے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱٦)

وضاحت: نبی کَرِیم ﷺ سے کُلی اور ناک میں پانی چڑھانے کو ترک فرمانا مَنقُول نہیں، جب کہ یہ مَنقُول ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایک بار اَعضَا کو دھویا اور فرمایا اس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱٦)

مسئلہ: پانی لے کر کچھ حصہ سے پہلے کلی کی پھر باقی پانی ناک میں چڑھایا تو درست ہے، اس کا الٹ کیا تو درست نہیں۔

وضاحت (۱): ناک میں پانی پہلے چڑھایا تو اس سے ہاتھ میں موجود سارا پانی مُستَعمَل ہو جائے گا، کیونکہ ناک میں پانی کو روکا نہیں جاسکتا، یعنی جونہی پانی ناک میں داخل ہوا واپس آگیا، سارا پانی مُستَعمَل ہوگیا، اس سے کُلی درست نہ ہوگی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱٦. فتاوی تارتار خانیہ، ج ۱، ص ۱۰۸)

وضاحت (۲): درست ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کی سنت ادا ہو جائے گی لیکن ایسا کرنے سے نیا پانی لینے کی سُنّت ترک ہو جائے گی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)

وضاحت (۳): اگر ناک میں پانی پہلے چڑھایا تو اس سے یہ سُنّت تو ادا ہو جائے گی، لیکن کُلّی درست نہ ہوگی، اور اگر کُلّی کو بعد میں ادا کرے گا تو ترتیب بھی فوت ہو جائے گی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶)

وضاحت (۴): ہاتھ میں پانی لیا اس سے تین بار مُنہ میں پانی لے کر کُلّی کی تو درست ہے اور اگر ایک دفعہ پانی لے کر تین بار ناک میں پانی چڑھایا درست نہ ہوگا، کیونکہ ناک کا پانی اسی وقت ہتھیلی میں واپس لوٹ آئے گا لیکن منہ میں لیا ہوا پانی واپس نہیں آتا۔ (تاتارخانیہ، ج ۱، ص ۱۰۸۔ عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۵): ایک دفعہ پانی لے کر اس سے تین دفعہ کلی کی تو ہر دفعہ جدید پانی لینے کی سُنّت کا تارِک ہوگا۔

(البحرالرائق، ج ۱، ص ۲۲)

مسئلہ: کلی کرتے وقت اور ناک میں پانی چڑھاتے وقت منہ اور ناک میں اُنگلی بھی داخل کرے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۶، ۱۱۷)

ایسا کرنا اولیٰ ہے۔ (تاتارخانیہ، ج ۱، ص ۱۰۸)

وضاحت (۱): مُنہ میں اُنگلی داخل کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ مسواک کرنے کی صورت میں مسواک کے بقیہ اَجزاء کو اس کی مدد سے نکالا جاسکے گا اور ممکن ہے کہ کھانے کا اثر جو مسواک کے ذریعہ خارِج نہ ہو اس کی مدد سے خارِج کیا جاسکے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

وضاحت (۲): منہ میں دائیں ہاتھ کی اُنگلی داخل کرے اور ناک میں بائیں ہاتھ کی چھنگلی داخل کرے، اس طرح ناک کی سُوکھی غلاظت صاف کرنے میں آسانی ہوگی اور پانی اوپر تک پہنچ سکے گا۔

وضاحت (۳): کُلّی کے بعد پانی کو گرانا (اس کے صحیح ہونے کے لئے) شرط نہیں، اگر کوئی کلی کے بعد پانی کو پی لے تو درُست ہے، ہاں گرا دینا اَفضل ہے۔ (فتح المعین، ج ۱، ص ۳۸۔ البحرالرائق، ج ۱، ص ۲۲)

وُضُو کی چھٹی سُنّت......مِسْوَاک کرنا

وضاحت (۱): لفظ سِوَاک دو مَعْنُوں میں اِسْتِعْمَال ہوتا ہے۔

﴿۱﴾ وہ لکڑی جس سے دانت صاف کئے جاتے ہیں۔

﴿۲﴾ مَصْدَر، یعنی مِسْوَاک کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۳)

سِوَاك بروزن كِتَاب، اس کی جمع کُتُبٌ کے وزن پر سُوُكٌ آتی ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۱)

وضاحت (۲): مِسْوَاک کرنا قَدِیم شریعتوں میں بھی تھا، اس کے بارے میں بقولِ امام نَوَوِی ایک حَسَن حَدِیث مَرْوِی ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں رَسُولوں کی سنت ہیں، ان میں سے آپ ﷺ نے مِسْوَاک کو بھی شُمار فرمایا۔ (منحة الخالق علی هامش البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۱)

مسئلہ: وضو میں مِسْوَاک کرنا سنت مُؤَکَّدَہ ہے، یہ وضو کی سنت ہے، نماز کی سُنّت نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۳)

وضاحت (۱): اِرْشَادِ نَبَوِی ﷺ ہے کہ مِسْوَاک کر کے نماز ادا کرنا مِسْوَاک کئے بغیر نماز ادا کرنے سے ستر گنا افضل ہے۔

(مسند احمد، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۳)

وضاحت (۲): وضو میں مِسْوَاک استعمال کی، اس سے چند نمازیں ادا کیں تو ہر نماز پر درج بالا حدیث مبارکہ میں بیان شدہ ثواب حاصل ہوگا، اس فَضِیْلَت کو حَاصِل کرنے کے لئے ہر نماز کے لئے نئے سرے سے مِسْوَاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۳)

وضاحت (۳): وضو سے ایک نماز ادا کرلی، اس میں مِسْوَاک استعمال کی تھی، وہ وضو ابھی باقی ہے تو اگلی نماز ادا کرنے سے قبل مسواک کر لینا مُسْتَحَب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۳)

وضاحت (۴): کلی کے دوران مسواک استعمال کرنا چاہئے کیوں کہ اس طرح سے مُنْہ کی صفائی پوری طرح ہو جاتی ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۳)

وضاحت (۵): دورانِ وضو مِسْوَاک کرنا یاد نہ رہا تو نماز کی ادائیگی سے قبل مِسْوَاک کر لینا مستحب ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۳)

وضاحت (٦): دانتوں کے پیلا ہونے کے وقت، منہ میں بدبو پیدا ہونے کے وقت، قرآنِ مجید کی تلاوت کے وقت، نیند سے بیدار ہونے کے وقت، گھر میں داخل ہونے کے وقت اور لوگوں کے اجتماع میں جانے کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ١، ص ١١٣، ١١٣)

وضاحت (٧): حصولِ سنت کے لئے اس کے استعمال کی کوئی تعداد مقرر نہیں، سنت یہ ہے کہ مسواک اس وقت تک جاری رکھے جب منہ کی بُو اور دانتوں کا پیلا پن ختم ہونے کا اطمینان ہو جائے، ہاں اگر تین دفعہ سے کم استعمال میں یہ اطمینان حاصل ہو جائے تو تین دفعہ پورا کرلینا مستحب ہے۔ (ردالمحتار، ج ١، ص ١١٤)

وضاحت (٨): پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف اوپر کے دانتوں میں مسواک کرے، پھر نیچے کے دانتوں میں اسی طرح کرے۔ (ردالمحتار، ج ١، ص ١١٤)

وضاحت (٩): ہر دفعہ مسواک کو پانی سے تر کرے۔ (ردالمحتار، ج ١، ص ١١٤)

وضاحت (١٠): خشک، تر، پانی سے تر کرکے یا سوکھی، روزے کی حالت میں یا اس کے الٹ، صبح یا شام جب اور جیسی چاہے کرے، سنت ادا ہو جائے گی۔ (تارتار خانیه، ص ١٠٧)

وضاحت (١١): حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے اگر کسی بستی والے مسواک ترک کرنے پر متفق ہو جائیں تو ہم ان سے جنگ کریں گے، جس طرح مرتدوں سے جنگ کی جاتی ہے، تاکہ لوگ اسلام کے احکام ترک کرنے پر جرأت نہ کریں۔ (تارتار خانیه، ص ١٠٧)

وضاحت (١٢): جس کو مسواک سے قے آنے کا خوف ہو تو وہ اسے ترک کردے۔ (عالم گیریه، ج ١، ص ٧)

مسئلہ: مسواک کو دائیں ہاتھ میں پکڑنا، اس کا نرم ہونا، گرہ دار نہ ہونا یا کم گرہ والا ہونا، موٹائی میں چھنگلیا کے برابر ہونا، لمبائی میں ایک بالشت کے برابر ہونا مستحب ہے، مسواک دانتوں کے عرض میں کرے طول میں نہ کرے، لیٹ کر مسواک نہ کرے، مٹھی بند کرکے اس میں مسواک کو نہ پکڑے، نہ ہی اسے چوسے، استعمال کے بعد اس کو دھولے، ایک بالشت سے لمبی مسواک استعمال نہ کرے، استعمال کے بعد اس کو کھڑا رکھے، ویسے نہ ڈال دے، ایذا دینے والی لکڑی وغیرہ سے مسواک کرنا مکروہ ہے، زہریلی مسواک کرنا حرام ہے۔
(درمختار، ردالمحتار، ج ١، ص ١١٤)

وضاحت (۱): مسواک اِتنی تر اور نرم بھی نہ ہو کہ دانتوں کی مَیل کو نہ اُکھاڑے اور نہ ہی اِتنی خُشک اور کُھردری ہو کہ مسوڑوں کو زخمی کردے (بلکہ ایسی ہونی چاہئے کہ دانتوں کے مَیل کو اُتارے اور مسوڑھوں کو زخمی نہ کرے)۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۴)

وضاحت (۲): ابتدائے اِسْتِعْمال میں بالشت بھر لمبی ہونے چاہئے اگر استعمال کے بعد اس سے کم رہ جائے تو حرج نہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۴)

وضاحت (۳): دانتوں کے عَرض میں مِسْوَاک کرے کیوں کہ ان کے طُول میں کرنے سے دانتوں کا گوشت زخمی ہو جائے گا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۴)

وضاحت (۴): زبان پر اس کے طُول میں مِسْوَاک کرے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۴)

وضاحت (۵): مِسْوَاک نرمی سے دانتوں کے باہر، اندر، اوپر، جڑوں میں، داڑھوں کے سروں اور ہر دو دانتوں کے درمیان کرے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۴)

وضاحت (۶): مسواک ہاتھ میں لے کر مٹھی میں بند کر کے پکڑنا خلاف سنت ہے، نیز اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے۔
(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۴)

مسواک اس طرح پکڑے کہ خِنْصَر (چھنگلیا) کو نیچے رکھے اور انگوٹھے کو اس کے سرے کے نیچے رکھے باقی انگلیوں کو مسواک کے اوپر رکھے۔
(جدالممتار، ج ۱، ص ۹۷)

وضاحت (۷): لیٹ کر مسواک کرنے سے تلی بڑھ جاتی ہے۔
(درمختار، ج ۱، ص ۱۱۴)

وضاحت (۸): مسواک چُوسنے سے اَندھا پن پیدا ہوتا ہے، چوسے بغیر تھوک نگلنے میں حرج نہیں۔

وضاحت (۹): مِسْوَاک اِسْتِعْمَال کے بعد عَرضاً نہ رکھے بلکہ طُولاً کھڑا کرے، نبی پاک صَاحِبِ لَوْلَاک ﷺ مسواک استعمال کے بعد کان پر اس طرح رکھتے جیسے کاتب اپنا قَلَم رکھتا ہے، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کانوں کے پیچھے رکھتے، بعض صحابہ اپنے عماموں میں رکھتے تھے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

وضاحت (۱۰): مسواک کو استعمال کے بعد زمین پر ڈال دینے سے جنون ہو جانے کا خدشہ ہے، اِرشَادِ نبوی ہے۔
''جو اپنی مسواک زمین پر ڈال دے اور اس کو جنون (پاگل پن) کی بیماری ہو جائے تو اپنے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے''۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

اگر اونچی جگہ پر عُضار رکھے تو بھی حرج نہیں، وعید زمین پر ڈال دینے کی صُورَت میں ہے، زمین پر ڈالنے کی صورت میں اس کا وہ حصہ مٹی سے لُتھڑ جائے گا جسے آدمی مُنہ میں ڈالتا ہے، زَمین پر نَجاسات پڑتی رہتی ہیں، اس فعل کو کوئی عقل مند پسند نہیں کرتا، اگر ایسے کرنے والے کو جنون کا عارضہ ہوجائے تو وہ اسی کے لائق ہے۔

(جدالممتار، ج ۱، ص ۹۷)

وضاحت (۱۱): انار، رَیحان اور بانس کی مسواک نقصان دہ ہے، بہتر مسواک پیلو کی ہے، پھر زیتون کی، اِرشادِ نبوی ہے، زَیتُون کی مسواک بہت خوب ہے وہ بَرَکت والے درخت کی ہوتی ہے، وہ میری مسواک ہے اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی مسواک ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

وضاحت (۱۲): استعمال کے بعد مسواک کو دھولے ورنہ اسے شیطان استعمال کرے گا۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

وضاحت (۱۳): بالشت سے زائد مسواک ہو تو اس پر شیطان سوار ہوتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

بالشت سے مراد استعمال کرنے والے کی بالشت ہے۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۹۶)

وضاحت (۱۴): مسواک کرنے کے بہت سے فوائد ہیں، چند درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ موت کے سوا ہر بیماری سے شِفا ہے۔

﴿۲﴾ اس کے استعمال سے بڑھاپا دیر سے آتا ہے۔

﴿۳﴾ نظر کو تیز کرتی ہے۔

﴿۴﴾ پُل صراط پر سے جلدی چلنے میں مدد دے گی۔

﴿۵﴾ منہ کو صاف رکھتی ہے۔

﴿۶﴾ رب تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔

﴿۷﴾ فرشتوں کو فَرحت دیتی ہے۔

﴿۸﴾ منہ کی بدبُو اور دانتوں کی زَردی کو ختم کرتی ہے۔

﴿۹﴾ دانتوں کو سفید کرتی ہے۔

﴿۱۰﴾ مسوڑوں کو مضبوط رکھتی ہے۔

﴿۱۱﴾ کھانا ہضم کرتی ہے۔

﴿۱۲﴾ بَلغم کا خاتمہ کرتی ہے۔

﴿۱۳﴾ نماز کے اَجر کو بڑھاتی ہے۔

﴿۱۴﴾ فَصاحت میں اِضافے کا باعِث ہوتی ہے۔

﴿۱۵﴾ مِعدہ کو مَضبُوط رکھتی ہے۔

﴿۱۶﴾ شیطان کی ناراضگی کا باعث ہے۔

﴿۱۷﴾ نیکیوں میں اِضافہ کرتی ہے۔

﴿۱۸﴾ صَفرا کو ختم کرتی ہے۔

﴿۱۹﴾ سر کی رگوں اور دانتوں کے دَرد کو تسکین دیتی ہے۔

﴿۲۰﴾ مُنہ کی بُو کو خُوشگوار بناتی ہے۔

﴿۲۱﴾ رُوح کے نکلنے میں آسانی کا باعث بنتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

مسئلہ: جب مسواک میسر نہ ہو یا دانت ہی نہ ہوں تو کھردرا کپڑا یا انگلی مسواک کے قائم مقام ہو جاتی ہے، عورت کے لئے مَصطگی مسواک کے قائم مقام ہوتی ہے اگر چہ انہیں مسواک میسر آئے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

وضاحت (۱): مِسواک مُیَسّر نہ ہو تو جس اُنگلی سے بھی دانتوں کو صاف کرے درست ہے، بہتر یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی شہادت کی اُنگلیاں استعمال کرے، بائیں ہاتھ کی انگلی سے آغاز کرے پھر دائیں ہاتھ کی اُنگلی استعمال کرے اگر چاہے تو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادَت کی اُنگلی استعمال کرے، انگوٹھے سے دائیں جانب اوپر نیچے کے دانتوں کو ملے پھر انگلی سے بائیں جانب کے اوپر نیچے کے دانتوں کو صاف کرے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

مسواک مُیَسّر ہونے کی صورت میں اُنگلی اس کے قائم مَقام نہ ہوگی۔ (تارتار خانیہ)

وضاحت (۲): عورت مَصطگی چبَاتے وقت مِسْواک کی نیت کرلے تو اس کو مسواک کرنے کا ثواب ملے گا، کیوں کہ مِسْواک پرمُداوَمت کرنا دانتوں کو کمزور کردیتا ہے، اس لئے یہ عورت کے حق میں مُستحب ہے، اس کو چبَانا کلی کے وقت سے مقید نہیں (جب بھی نیت سے چبائے گی ثواب پائے گی)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۵)

وُضو کی ساتویں سُنّت......دَاڑھی کا خِلَال کرنا

مسئلہ: چہرے کو تین بار دھونے کے بعد دَاڑھی کا خِلَال کرنا سُنّت ہے۔
(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۷. درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

وضاحت (۱): دَاڑھی کا خِلَال نیچے (جانبِ حلق) سے اوپر کی طرف سے بالوں کی تفرِیق ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷. البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۲)

وضاحت (۲): گھنی داڑھی ہو تو یہ سنت ہے، داڑھی اگر پتلی ہو تو اس کے نیچے (جلد کو) پانی پہنچانا (دھونا) وَاجب ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

وضاحت (۳): یہ حکم اس وقت ہے جب کہ آدمی نے اِحرَام پہنا ہوا نہ ہو اگر اِحرَام پہنا ہوا ہو تو دَاڑھی کا خِلَال مکروہ ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷. البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۲)

وضاحت (۴): وضو کرنے والا ہاتھ کی پُشت کو اپنی طرف کرے، ہاتھ کی سیدھی طرف کو دوسری جانب رکھ کر اُنگلیوں کو بالوں کے درمیان نیچے (حَلق کی جَانِب) سے دَاخِل کرکے اوپر کو لائے، نبیِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ایک ہاتھ میں پانی لیا، اسے ٹھوڑی کے نیچے تک پہنچایا، پھر اس کے ذریعہ سے داڑھی مبارک کا خِلَال فرمایا، پھر اِرشَاد فرمایا مجھے میرے پروردگار نے اِسی طرح حکم دیا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

نبی کریم ﷺ (چہرہ دھونے کے بعد) جدید پانی لے کر ٹھوڑی مُبارَکہ کے نچلے حصہ کو تر فرماتے، اس کے بعد اوپر مذکور طریقہ سے خِلَال فرمایا کرتے تھے۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۹۷)

وضاحت (۵): داڑھی کا خِلَال دائیں ہاتھ سے کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

وضاحت (۶): داڑھی کے خِلَال کے وقت اُنگلیوں سے پانی کے قطرے ٹپکنے کی کوئی قید نہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷. البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۲)

وُضُو کی آٹھویں سُنّت......اُنگلیوں کا خِلال کرنا

وضاحت (۱): انگلیوں کے خِلال کا مَطلَب یہ ہے کہ پانی سے ایسی تر انگلیوں کو جن سے قطرے گر رہے ہوں، دوسری اُنگلیوں میں دَاخِل کرنا۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۳. ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷. عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۲): انگلیوں کو پانی میں دَاخِل کر دینا خِلال کرنے کے قائم مقام ہے، اگرچہ پانی جاری نہ ہو۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۳. ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷. عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

مسئلہ: ہاتھوں اور پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال سنّتِ مُؤکّدہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

اس کے سُنّتِ مُؤکّدہ ہونے پر اِتِّفاق ہے۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۱): ہاتھوں کی انگلیوں کے خِلال کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی اُنگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں دَاخِل کرے، اس طرح کہ ایک ہاتھ کی پُشت اور دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی کی جانب سے اُنگلیوں کو دَاخِل کرے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

وضاحت (۲): پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا انگلی سے کیا جاتا ہے، اس کا آغاز دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے کیا جاتا ہے اور ترتیب کے ساتھ بائیں پاؤں کی چھنگلیا پر اِختِتام ہوتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی چھنگلیا اُنگلی کو پاؤں کی پُشت سے اُنگلیوں کے درمیان دَاخِل کرے اور پھر اس اُنگلی کو نیچے سے اوپر کی طرف لائے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷، ۱۱۸. البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۳)

وضاحت (۳): انگلیوں کا خِلال ان کے درمیان پانی دَاخِل ہونے کے بعد سُنّت ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۸)

وضاحت (۴): (اُنگلیوں کا) خِلال تین بار (ہاتھوں اور پاؤں کو) دھونے کے بعد سنت ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۷)

وضاحت (۵): اگر اُنگلیاں آپس میں جُڑی ہوئی ہوں (کہ پانی ان پر نہ بہہ سکتا ہو) تو اس صورت میں خِلال کرنا فرض ہے، کیوں کہ اس صورت میں پانی پہنچانا اس کے بغیر ممکن نہیں۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۸. عالم گیری، ج ۱، ص ۷. تاتارخانیہ، ج ۱، ص ۹۴)

وُضُو کی نو ویں سُنَّت......اَعْضَا کو تین بار دھونا

مسئلہ: جن اَعْضَا کا وضو میں دھونا فرض ہے ان کو تین تین بار دھونا سُنّت ہے، وہ تین اَعْضَاء یہ ہیں۔

﴿۱﴾ دونوں ہاتھ (کُہنیوں سمیت) ﴿۲﴾ چہرہ ﴿۳﴾ دونوں پاؤں (ٹخنوں سمیت)۔

(عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۱): جن اَعْضَا کا دھونا فرض ہے ان کو ایک ایک بار کامل طور پر دھونا فرض ہے، مزید دو بارہ دھونا (کہ کل تین بار ہو جائے) سُنّتِ مُؤکّدہ ہے۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۲): کامِل طور پر دھونے کا مَطْلَب یہ ہے کہ پانی عضو کو پہنچے، اس پر بہہ کر کئی قطرے اس سے گریں۔

(عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۳): ہر بار ہر دھونے والے عُضو کو اس طرح دھوئے کہ پورے عضو تک پانی پہنچے (کر بہہ جائے) اگر پہلی دفعہ اس طرح دھویا کہ اس کا کچھ حصہ خشک رہ گیا پھر دوسری دفعہ بھی بعض حصہ پر پانی پہنچا پھر تیسری دفعہ دھونے سے پانی وضو کے مقامات تک مکمل طور پر پہنچا تو ایسا دھونا تین دفعہ دھونا نہ ہوگا۔

(عالم گیری، ج ۱، ص ۷. ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۸)

تین بار مکمل دھونا سنت ہے (اگر چہ اس کے لئے تین سے زائد بار پانی لینا پڑے) تین بار پانی لینا سنت نہیں۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۴. ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۸)

وضاحت (۴): پانی کی کمی، سردی یا ضرورت کے باعث (اَعْضَاء کو) ایک بار (دھو کر) وضو کیا تو یہ عَمَل نہ مکروہ ہے نہ ہی ایسا کرنے سے گُنَہ گار ہوگا۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۵): اِطْمِینانِ قلب یا وضو پر دوسرے وضو کی نیت سے تین سے زیادہ بار دھویا تو کوئی حرج نہیں۔

(عالم گیری، ج ۱، ص ۷. فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۰. نهایه علی هامش فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۰)

وضو پر وضو کی نیت سے تین سے زائد بار دھونا اس وقت دُرُسْت ہوگا جب مَجْلِس تَبْدِیل ہو جائے، ایک ہی مَجْلِس میں وضو کا تکرار مسنون نہیں، بلکہ مکروہ ہے، کیوں کہ اس میں اِسْرَاف ہوگا۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۴)

وضاحت (۶): نبیِ کریم رؤف رحیم ﷺ نے ایک ایک بار اَعْضَاء کو دھو کر وضو فرما کر اِرْشَاد فرمایا! اللہ تعالیٰ اس کے بغیر

نماز قبول نہیں فرماتا، دو، دو بار اَعْضَاء کو دھوکر وضو فرما کر اِرْشَاد فرمایا یہ ایسے آدمی کا وضو ہے جس کو اللہ تعالیٰ دوگنا ثَواب عَطا فرماتا ہے، پھر تین تین بار اَعْضَاء کو دھوکر وضو فرمایا اور اِرْشَاد فرمایا یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کا وضو ہے، جس نے اس سے زیادہ یا کم کیا اس نے تَعَدِّی اور زیادتی کی۔

(ھدایہ مع فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۰)

وضاحت (۷): مذکورہ بالا حدیث پاک کی وَعِید اس شخص کے لئے جو تین دفعات سے کم یا زیادہ کو سُنّت سمجھے۔

(ھدایہ مع فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۰)

وضاحت (۸): دھونے کے اَعْضَاء میں تین بار تکرار سُنّت ہے، اَعْضَاء کے مسح میں تکرار سنت نہیں ہے۔

(فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۰. البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۴)

وضاحت (۹): وضو میں اَعْضَاء کو صرف ایک بار دھونے کی عَادَت بنالینا گُناہ ہے اگر بغیر عادت کے کبھی ایسا کرلیا تو گناہ گار نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۸)

وضاحت (۱۰): تین دفعہ دھونے پر اِطْمِینَانِ قَلْب ہوگیا، اس سے زیادہ دھونا بغیر کسی وجہ کے منع ہے، جس طرح اس سے کم دھونا منع ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۸)

وضاحت (۱۱): تین سے زیادہ بار دھونا اِطْمِینَانِ قَلْب کے لئے اس کے لئے جائز ہوگا جس کو وَسْوَسَہ کا مَرَض نہ ہو، جسے یہ مَرَض ہو وہ تین بار دھولے اور شک کی طرف توجہ نہ دے، کیوں کہ وہ شیطان کا فعل ہے اور ہمیں اس کی مُخَالَفَت اور عَدَاوَت کا حکم ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۱۸، ۱۱۹)

وُضُو کی دسویں سُنَّت...... پورے سر کا ایک بار مسح کرنا

مسئلہ: ایک دفعہ پانی لے کر سارے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۰)

وضاحت (۱): پانی ایک بار لے کر سارے سر کا تین بار مسح کرے تب بھی سنت ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۰. منحۃ الخالق، ج ۱، ص ۲۷)

یعنی ہاتھ اٹھائے بغیر تین بار سر پر پھیر لے، اس طرح کہ پہلے آگے سے پیچھے کی طرف، پھر پیچھے سے آگے کی طرف اور آخر میں آگے سے پیچھے کی طرف ہاتھ لے جائے، اگر ہاتھ اٹھالے گا تو اب وہ پانی مُستَعمَل ہوگیا اس سے مَزید مسح نہیں کرسکتا۔

وضاحت (۲): اگر پورے سر کے مسح کو مُداوَمت کے ساتھ ترک کرے (صرف چوتھے حصہ پر اِکتِفا کرے) تو گناہ گار ہوگا۔ (یعنی یہ سنتِ مؤکدہ ہے)۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۱)

وضاحت (۳): پورے سر کے مسح کا (ایک) طریقہ ہے کہ (ہاتھ گیلے کرکے) ہتھیلیوں اور اُنگلیوں کو سر کے اگلے حصہ پر رکھے، ان کو کھینچ کر گدی تک لے جائے اس طرح کہ سارے سر پر ہاتھ پھر جائے پھر (ہاتھ اٹھائے بغیر) دونوں کانوں کا مسح کرے (پھر گردن کا مسح کرے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۱، البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۷)

وضاحت (۴): پورے سر کا مسح کرنے کا دوسرا (مَسنُون) طریقہ یہ ہے کہ ہر ہتھیلی کی تین انگلیوں کا پیٹ سر کے اگلے حصہ پر رکھے، دونوں شہادت کی انگلیوں، انگوٹھوں کو الگ کرلے اور ہتھیلیوں کو بھی ہٹا کر رکھے، ان کو کھینچ سر کے پیچھے کی طرف آخر تک لائے پھر ہتھیلیوں (کو سر پر جمالے اور ان) کے ذریعے سے سر کے دونوں طرفوں کا مسح کرے اور اس کے بعد کانوں کی باہر کی جانب کا مسح انگوٹھوں کے اندرونی طرف سے اور کانوں کے اندر کا مسح شہادَت کی اُنگلیوں کے اَندرونی جَانِب سے کرے اور آخر میں گردن کا مسح ہاتھوں کی پشت سے کرے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے مسح کا طریقہ اسی طرح روایت فرمایا ہے۔ (منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۷)

وُضُو کی گیارہویں سُنّت......کانوں کا مسح کرنا

مسئلہ: شہادَت کی اُنگلیوں کی اندرونی طرف سے کانوں کے اندر اور انگوٹھوں کے اندر کی جَانِب سے کانوں کی بیرونی جَانِب کا مسح یک بارگی مَسنُون ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۱، عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۱): کانوں کے مسح میں پہلے دائیں کان، پھر بائیں کان کا مسح کرنا مسنون نہیں، بلکہ دونوں کانوں کا مسح ایک بار ہی کرنا مسنون ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۱)

وضاحت (۲): سر کے مسح کے لئے تر کئے ہوئے ہاتھوں سے کانوں کا مسح کرنا مسنون ہے، ان کے لئے الگ پانی لے کر مسح کرنا مسنون نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۱)

وضاحت (۳): شہادت کی انگلیوں اور انگوٹھوں سے عمامہ (یا کسی اور چیز کو) چھولیا تو اب کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینا ہوگا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۲)

وضاحت (۴): دونوں ہاتھوں (کی تمام انگلیوں) سے سر کا مسح کیا، کانوں کا مسح کرنے سے پہلے ان کو اٹھالیا تو کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لے، اگر چہ ہاتھوں پر تری باقی ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۲)

وضاحت (۵): اگر کانوں کے اگلے حصہ کا مسح منہ دھوتے ہوئے اور ان کی پچھلی سمت کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کرلیا تو درست ہے لیکن اَفضَل یہ ہے کہ ان کی اگلی طرف اور پچھلی طرف کا مسح کانوں کے لئے حاصل کئے ہوئے پانی کے ساتھ کرے۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۷)

وضاحت (۶): چھنگلی اُنگلی کانوں میں ڈال کر اسے حرکت دے۔
(البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۸. فتاوی تارتارخانیہ، ج ۱، ص ۱۱۰)

نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۸)

اِبنِ مَاجہ میں حضرت اِبنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مَروِی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کانوں کا مسح فرمایا اور سَبّابَہ (شہادت) کی اُنگلیوں کو کانوں میں دَاخِل فرمایا، ہمارے مَشَائخ سے وہ علماء جو فرماتے ہیں کہ شہادت کی انگلیوں کو سر کے مسح کے وقت الگ رکھے ان کے نزدیک شہَادَت کی انگلیوں کا دَاخِل کرنا سنت ہے اور یہی اَوْلٰی ہے۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۸)

وُضُو کی بارہویں سُنّت ...... ترتیب

مسئلہ: صحیح قول کی رُو سے وُضُو کے اَعضَا کے دھونے اور مسح کرنے میں ترتیب سنت ہے۔
(عالم گیری، ج ۱، ص ۸. درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۲)

وضاحت (۱): آیۂ وُضُو میں پہلے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونے کا ذکر ہے پھر سر کے مسح کا حکم ہے اور آخر میں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونے کا بیان ہے۔

وضاحت (۲): نبی کریم ﷺ کے فعل سے بھی ترتیب معلوم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم اسے سُنّت قرار دیتے ہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۲، البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۸)

وضاحت (۳): صحیح یہ ہے کہ ترتیب سے وضو کرنا سُنّتِ مُؤکّدہ ہے، اس کا تارِک اِساءَت کا مُرتکِب ہے۔
(البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۸)

وضاحت (۴): وضو کی طرح تَیَمُّم میں بھی ترتیب سنت ہے۔ (تارتار خانیہ، ج ۱، ص ۱۰۶)

وضاحت (۵): پہلے ہاتھوں کو کلائیوں تک پھر چہرے، اس کے بعد بازوؤں کو دھوئے پھر سر کا مسح کر کے پاؤں کو دھوئے۔
(تارتار خانیہ، ج ۱، ص ۱۰۶)

وضاحت (۶): وضو میں تین امور میں ترتیب کا لحاظ رکھے۔

(ا) قرآنِ مجید میں جس عضو کا پہلے ذکر ہے اسے پہلے دھوئے۔

(ب) دائیں جانب سے آغاز کرے یہ فَضِیلَت ہے۔

(ج) مُستَحَب یہ ہے کہ ہاتھوں اور پاؤں کو اُنگلیوں کے سروں سے دھونا شروع کرے اور کہنیوں اور ٹخنوں تک دھوئے۔ (تارتار خانیہ، ج ۱، ص ۱۰۷)

وضاحت (۷): ترتیب سے وضو کرنے میں اگر ضَرَر کا خُدشہ ہو تو ترتیب کو ترک کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ کسی آدمی کو بحالت نماز حَدَث لاحق ہو گیا اور پانی کا برتن مسجد میں ہے (اس کا ارادہ بنا کا ہے) اس نے اس برتن کو وضو کرنے کے لئے مسجد سے باہر نکالا، اسے خُدشہ ہے کہ اگر وضو کے بعد برتن کو باہر چھوڑ دیا تو ضائع ہو جائے گا (تو برتن کی حِفاظَت کی غَرَض سے اسے اِجازَت ہے کہ) چہرہ ہاتھ اور پاؤں دھولے (مسجد سے باہر) سر کا مسح نہ کرے بلکہ برتن اُٹھا کر مَسجِد میں لے آئے پھر مَسجِد میں اس سے پانی لے کر سر کا مسح سب سے آخر میں کرے، اس طرح مسجد کے باہر سے برتن اُٹھا کر مسجد کے اندر لانے کے باعث اس کی نماز باطل نہ ہوگی، کیوں کہ وہ مَسجِد کے باہر سے مَسجِد کے اندر اس لئے اسے لا رہا ہے کہ اس سے وضو (مکمل) کرے۔ (تارتار خانیہ، ص ۱۰۷)

وُضُو کی تیرہویں سُنّت...... پَے دَر پَے وُضُو کرنا

مسئلہ: وضو کو پے دَر پے کرنا سنت ہے۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۸)

وضاحت (۱): پَے دَر پَے وضو کرنے کا مَطْلَب یہ ہے کہ مُعْتَدِل (موسم اور) زمانہ میں پہلا عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرے عضو کو دھولے۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۸)

وضاحت (۲): وضو کرنے والے کی اِعْتِدَال (کی رَفتار اور) حالت کا اِعْتِبَار ہے، گرمی اور ہوا کی شِدَّت (جن میں اَعْضاء جلد خشک ہو جاتے ہیں) اسی طرح سردی کی شِدَّت (جس کے باعث اَعْضاء دیر سے خشک ہوتے ہیں) کا اِعْتِبَار نہیں۔

(عالم گیری، ج ۱، ص ۸)

وضاحت (۳): (ایک عُضْو دھونے کے بعد دیر سے دوسرے عُضْو کو دھونا جس سے) اَعْضَاء کے دھونے میں تَفْرِیق (واقع ہو) اس وقت مَکْرُوہ ہے جب اس کے لئے کوئی عُذر نہ ہو، اگر عُذر ہو صحیح قول کی رو سے تَفْرِیق میں کوئی کراہت نہیں، مثلاً دَوْرَان وضو، وضو کا پانی برتن سے گر گیا تو پانی لینے کے لئے گیا اس وقت میں پہلا دھویا ہوا عضو خشک ہو گیا، اس کی مانند اور بھی عذر ہو سکتے ہیں۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۸)

وضاحت (۴): غُسل اور تَیَمُّم میں بھی اگر عُذر کے بَاعِث تَفْرِیق ہو تو کَرَاہَت نہیں ہے۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۸)

وضاحت (۵): وضو کے اَعْمَال کا پَے دَر پَے مَسْنُون ہونا صرف فَرَائِض میں نہیں بلکہ سُنَن وغیرہ میں بھی ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۲)

ضروری نوٹ: وضو کی سُنّتوں کی تعداد ۱۳ ہونا فتاویٰ عالم گیری، جلد اول، صفحہ ۶ پر مندرج ہے، ان میں ہر ایک سنت کے بارے میں تفصیلات مختلف کتب فقہ کی مدد سے درج کی گئی ہیں، بعض علمائے کرام نے ان کے علاوہ اُمُور کو بھی وضو کی سنتیں قرار دیا ہے، جن میں سے بعض کا ذکر توضیحات کے ضِمْن میں آچکا ہے، ان کے علاوہ اَعْضَاء کو دھوتے وقت مَلْنَا، پانی کو فُضُول خرچ نہ کرنا، چہرہ دھوتے وقت پانی کا منہ پر اس طرح نہ ڈالنا کہ چھینٹے اُڑیں اور وضو سے پہلے پانی سے اِسْتِنْجَاء کرنا وغیرہ کو عُلَمَاء نے سنت قرار دیا ہے۔

مزید وَضَاحَت کے کے لئے ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۳۔ فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۳ وغیرہ کتب مُلَاحَظَہ فرمائیں۔

وُضُو کے مُستحَبات

وضاحت (۱): وہ فِعل جس پر نبی کریم ﷺ نے مُواظَبَت فرمائی ہو اور عُذر کے بغیر کبھی کبھی ترک کردیا ہو سنت ہے، اور جس فِعل پر مُواظَبَت نہ فرمائی ہو (کبھی کیا ہو کبھی چھوڑ دیا ہو) اور جس فعل کی جانب رَغبَت کا اِظہار فرمایا ہو اگر چہ نہ کیا ہو نیز جس فعل کو سَلَفِ صالحین نے پسند فرمایا ہو مُستحَب ہوتا ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت (۲): مُستحَب کو مَندُوب، اَدَب، نَفل اور تطوُّع بھی کہا جاتا ہے، یعنی فِعل ایک ہی ہے مختلف وُجُوہات کی بِنا پر اس کے کئی نام ہیں۔

مُستحَب اس لئے نام ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پسند فرمایا ہے، اس کے کرنے کو نہ کرنے پر ترجیح دی ہے۔

مَندُوب، نَدَبَ الْمَیِّتَ سے مَاخُوذ ہے، جس کا معنیٰ ہے مَیِّت کے مَحاسِن کو بیان کرنا، چوں کہ نبی پاک ﷺ نے اس کے ثواب اور فضِیلَت کو بیان فرمایا ہے اس لئے اس نام سے مَوسُوم ہے۔

نَفل کا معنیٰ ہے زائد، چوں کہ یہ فِعل فَرض اور واجِب سے زائد ہوتا ہے نیز اس کے کرنے سے ثواب میں اِضافہ ہوتا ہے اس لئے اس کو نَفل کہا جاتا ہے۔

تطوُّع کا معنیٰ ہے رِضا کارانہ کام کرنا، چونکہ اس کو کرنے والا بغیر (وُجُوبی) حکم کے خُوشی سے کرتا ہے اس لئے اس کو تطوُّع کہتے ہیں۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۳)

اَدَب کا معنیٰ ہے ایسا اَخلاقی مَلَکہ جو اِنسان کو ہر ناشائستہ بات سے بازرکھے، اچھی رَوِش۔ (المنجد اردو ترجمہ) اس نام سے مَوسُوم ہونے کی وجہ ظاہر ہے۔

وضاحت (۳): مُستحَب کا حکم یہ ہے کہ اس کے کرنے پر ثواب ہے اور نہ کرنے پر مَلامَت نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۳)

وضاحت (۴): ترکِ مُستحَب و مَندُوب مکروہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۶۷۰۔ ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

خلافِ اَولیٰ، مُستحَب کا مُقابِل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۶۷۴۔ ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۳)

مسئلہ: مُستحباتِ وُضُو مُندرجۂ ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ پاؤں اور ہاتھ دھونے اور ان پر مسح کرنے میں داہنے ہاتھ اور پاؤں سے آغاز کرنا۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت (۱): نبی کریم ﷺ ہر شیٔ، حتی کہ وُضُو فرمانے، نَعلَین زیب تن فرمانے، کنگھی کرنے اور دیگر تمام مُعاملات میں دائیں جانب سے آغاز کو پسند فرماتے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت (۲): جَبِیرَہ پر مسح کرنے میں دَاہنے ہاتھ اور پاؤں سے آغاز کرنا مُستحب ہے، اسی طرح تَیَمُّم میں دائیں ہاتھ پر پہلے مسح کرنا سُنّت ہے، لیکن موزوں پر مسح میں دائیں پاؤں سے آغاز کرنا مُستحب نہیں، کیونکہ اس کی کَیفِیَّت عُلَماء نے یوں بیان فرمائی ہے کہ دَائیں ہاتھ کی اُنگلیوں کو دائیں مُوزَہ کی اَگلی جَانِب اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں مُوزَہ کی اَگلی جانِب رَکھ کر پِنڈلی کی جَانِب کھینچے، ظاہر ہے اس میں دَائیں جانب سے آغاز مَذکُور نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت (۳): چہرہ دھونے اور کانوں کا مسح کرنے میں بھی دَائیں جَانِب سے آغاز مُستحب نہیں، (یعنی یہ مستحب نہیں کہ پہلے دَائیں رُخسار کو دھوئے پھر بائیں کو یا پہلے دائیں کان کا مسح کرے پھر بائیں کا) بلکہ دونوں رُخساروں کو یَکبارگی دھوئے اور دونوں کا مسح یَکبارگی کرے (ہاں اگر چہرے کے دونوں رخساروں کو یک بارگی دھوئے لیکن یہ خیال رکھے کہ پہلے دائیں رُخسار پر پانی پڑے، اس طرح کہ دیکھنے والا یہی سمجھے دونوں رُخساروں کو یَک بارگی دھو رہا ہے، جیسا کہ حضرت مُجَدِّدِ اَلفِ ثانی قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیز کا مَعمُول تھا، تو یہ امر بھی خالی از اِستحباب نہیں ہے، سَلَفِ صَالِحِین کا پسندیدہ عَمَل بھی مُستحب ہوتا ہے) اگر کسی کا صرف ایک ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ میں کچھ تکلیف ہو تو اس صُورت میں پہلے دائیں کان کا مسح کرے (اور دَائیں رُخسارے کو دھوئے) پھر بائیں کو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۲﴾ گردن کا مسح کرنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت (۱): گردن کا مسح ہاتھوں کی پُشت سے کرے اگر پُشت کی تَری مُستَعمَل نہیں ہوئی تو اسی سے مسح کرے نیا پانی لینے کی حَاجت نہیں ہاں اگر وہ تَری مُستَعمَل ہو چکی ہو (یا ختم ہو چکی ہو) تو نئے سرے سے ہاتھوں کو گیلا کرلے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت (۲): گلے کا مسح کرنا مُستحب نہیں، بلکہ بِدْعَت ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۳﴾ پانی کے اِسْراف اور ضرورت سے کم خرچ کرنے سے بچنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۴﴾ جس کپڑے سے اِسْتِنْجاء کی جگہ کو دھونے کے بعد پونچھا ہو اس سے باقی اَعْضاء کو پُونچھنے سے پَرْہیز کرنا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۵﴾ وضو کے لئے پانی خود بھرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۶﴾ اِسْتِنْجاء کے بعد ستر ڈھانپنے میں دیر نہ کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۷﴾ اِسْتِنْجاء کے وقت ایسی اَنگُشْتَرِی اُتار لینا جس پر اَللہ تعَالیٰ یا اس کے کسی نبی کا نام لکھا ہو۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۸﴾ مٹی کے برتن سے وُضُو کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۹﴾ لوٹے کے دستے کو (وُضُوء سے پہلے) تین بار دھو لینا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۱۰﴾ وضو کے لوٹے کو اپنے بائیں ہاتھ رکھنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت: اگر برتن بڑا ہو اور اس سے چُلّو لے کر وضو کرنا ہو تو اس کا دائیں جانِب ہونا مُستحب ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۱۱﴾ اَعْضاء کو دھوتے وقت ہاتھ لوٹے کے سرے پر نہ رکھنا بلکہ اس کے دستے پر رکھنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

وضاحت: سر پر رکھنے کی صورت میں ہاتھ سے مُسْتَعْمَل پانی کے قطرات لوٹے کے اندر پڑیں گے۔

﴿۱۲﴾ وضو کے تمام اَفْعال کے دَوْران نیت کا دل میں حاضِر رکھنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۴)

﴿۱۳﴾ (اگلے وضو کی نِیّت سے) لَوٹا بھر کر رکھنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۱۴﴾ بائیں ہاتھ سے ناک صَاف کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۱۵﴾ وَقار کے ساتھ وُضُو کرنا (جَلْد بازی نہ کرنا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۱۶﴾ دھونے سے پہلے اَعْضاء پر گیلا ہاتھ پھیر لینا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۱۷﴾ اَبروؤں اور مُونچھوں کے نیچے کی جِلد کو دھونا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۱۸﴾ پاک جگہ پر وضو کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

وضاحت: وضو کا پانی قابلِ اِحترام ہے (اس کو ناپاک جگہ گرانا مناسب نہیں)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۱۹﴾ چہرے کو اُوپر کی جانب سے دھونا شروع کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۰﴾ بَیْتُ الْخَلَا میں سر ڈھانک کر داخل ہونا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۱﴾ دھوپ سے گرم کردہ پانی سے وضو نہ کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۲﴾ ہر عُضو پر کلمۂ شہادت پڑھنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۳﴾ اپنے وضو کے لئے برتن کو خاص نہ کرلینا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۴﴾ (دَوَرانِ اِستنجاء) شرمگاہ پر نظر نہ ڈالنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۵﴾ تھوک اور ناک کی غلاظت پانی میں نہ ڈالنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۶﴾ وضو کا پانی ایک مُد سے کم نہ ہونا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۷﴾ کُلّی اور ناک میں دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۸﴾ وُضو پر وُضو کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۲۹﴾ چہرہ دھوتے وقت پانی میں پھُونک نہ مارنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۰﴾ اِستنجاء کے وقت باتیں نہ کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۱﴾ بَیْتُ الْخَلَا میں قبلہ کی جانب چہرہ یا پیٹھ نہ کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۲﴾ چاند اور سورج کی جانب (بَیْتُ الْخَلَا میں) چہرہ یا پیٹھ نہ کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۳﴾ فراغت کے بعد شرمگاہ کو نہ چھونا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۴﴾ بائیں ہاتھ سے اِستنجا کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۵﴾ (اِستنجا کے بعد بائیں ہاتھ کو) دِیوار (زمین وغیرہ) پرمَل کر دھولینا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۶﴾ وضو کے بعد شَلوار کے (اورنہ بند کے) شرمگاہ کے مقام پر پانی کا چھینٹا مارلینا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۷﴾ عام وُضُوگاہ پر وضو کرلینا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۸﴾ دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۳۹﴾ مکروہاتِ وضو کو ترک کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۴۰﴾ رقبلہ رُو ہو کر وضو کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۴۱﴾ مسح کے وقت چھنگلیا اُنگلی تر کر کے کانوں کے سوراخوں میں داخل کرنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

﴿۴۲﴾ غیر مَعذُور کے لئے وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرلینا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

وضاحت (۱): وقت سے پہلے وضو کرنے والا نماز کے اِنتِظار میں ہوتا ہے اور نماز کے اِنتِظار کرنے والے کو اتنا ثواب عَطا ہوتا ہے گویا وہ نماز میں مَصرُوف ہے، یہ صحیح حَدیث سے ثابِت ہے، نیز شیطان کا طمع اس سے مُنقطِع ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۵)

وضاحت (۲): جس کو پانی ملنے کی اُمید نہ ہو اس کے لئے تَیَمُّم کا بھی یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

﴿۴۳﴾ کھُلی اَنگوٹھی (اور دیگر کھُلے زیورات) کو حَرَکت دینا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت (۱): غُسل میں کانوں کی بالیوں کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر اُن کے سوراخ کھلے ہوں تو حَرَکت دینا مُستَحَب ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت (۲): اَنگشتری تنگ ہے لیکن یہ یقین ہو چکا ہے کہ پانی اس کے نیچے پہنچ چکا ہے تو بھی حَرَکت دینا مُستَحَب ہے اور اگر تنگ انگشتری میں پانی پہنچنے کا یقین نہ ہوا ہو تو حَرَکت دینا فرض ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

﴿۴۴﴾ وضو میں دوسرے سے مدد نہ لینا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت (۱): یہ اس صورت میں ہے جب کہ عُذر نہ ہو اگر عُذر ہو تو دوسروں کی مدد حاصل کرنے میں کوئی حَرَج نہیں۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت (۲): صَحِیحَین اور ان کے علاوہ دیگر کُتُب کی کثیر اَحادِیث میں وارِد ہے کہ نبی پاک صاحبِ لَولاک ﷺ کی طَلَب اور غیرِ طَلَب دونوں صورتوں میں صَحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کے لئے پانی ڈالا، یہ تعلیمِ جَواز کے لئے ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت (۳): اعضاء پر پانی ڈالنے، (لوٹے وغیرہ برتن میں) پانی بھرنے اور اس کو لانے میں کسی سے مدد حاصل کرنا مکروہ نہیں خواہ ان اُمُور کی وضو کرنے والا فرمائش کرے یا مدد کرنے والا اپنی خُوشی سے یہ اُمُور سَرانجام دے، ہاں اَعْضاء کو دھونے اور مسح کے لئے بغیر عُذر کے دوسروں کی مدد لینا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

﴿۴۵﴾ دنیوی گُفتگُو نہ کرنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت: اگر ضرورت ہو تو دُنیوی گُفتگُو کرنے میں حَرَج نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۶)

﴿۴۶﴾ کپڑوں کو مُسْتَعْمَل پانی سے بچانا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۱): مُسْتَعْمَل پانی کے حکم میں عُلَماء کا اِخْتِلَاف ہے، بعض کے نزدیک یہ ناپاک ہوتا ہے، (اگرچہ یہ مُفْتیٰ بِہٖ قول نہیں ہے)، اسی طرح اس کو پینا یا اس سے آٹا گوندھنا بھی مکروہ ہے، صحیح قول یہ ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے، لیکن طَبِیعَت کو اس سے گھن آتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۲): بلند جگہ پر بیٹھ کر وضو کرے (تو مقصد بآسانی حاصل ہو سکتا ہے)۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

﴿۴۷﴾ دل اور زُبان دونوں سے نیت کرنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۱): بعض عُلَماء نے زُبان سے نِیَّت کے اَلْفاظ ادا کرنے کو سُنَّت قرار دیا ہے اور بعض کے نزدیک یہ فعل مکروہ ہے، کیونکہ سَلَفِ صَالِحِیْن سے یہ اَمر مَنْقُول نہیں، اس کا مُسْتَحَب قرار دینا دونوں اَقْوال کے درمیان اِعْتِدَال کی راہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

﴿۴۸﴾ ہر عضو کو دھوتے وقت یا مسح کے وقت تَسْمِیَہ کہنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۱): وضو میں تَسْمِیَہ کے یہ اَلْفَاظ وَارِد ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ. (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۲): اِرْشادِ نَبَوِی ہے۔ جو آدمی وُضُو کے وقت بِسْمِ اللہ کہے پھر ہر عضو پر......

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عِبادَت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت سیدنا) محمد ﷺ اللہ کے خاص بندے اور رَسُول ہیں۔)

......پڑھے اور فراغت کے بعد یہ پڑھے......

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

(اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک ہونے والوں میں سے کردے۔)

......تو اس کے لئے جنّت کے آٹھوں دَرْوَازے کھول دیئے جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہوجائے، پھر اسی وقت اٹھ کر دو رکعتیں پڑھے اور ان میں قرأت کرے اور جو پڑھے اسے جانے (یعنی مَعْنُوں میں غَور کر کے پڑھے) جب وہ نماز سے فارِغ ہوگا گُناہوں سے وہ اس طرح پاک ہوگا جس طرح پیدائش کے وقت وہ گناہوں سے پاک تھا، پھر اسے کہا جاتا ہے اب نئے سرے سے عَمَل کرو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

﴿۴۹﴾ ہر عضو پر وَارِد دُعَائیں پڑھنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۱): کلی کرتے وقت یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

(اے اللہ! قرآن مجید کی تلاوت، اپنے ذِکر، شُکر اور اچھی عِبادَت پر میری مدد فرما) (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۲): ناک میں پانی چڑھاتے وقت یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَاتُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ

(اے اللہ! جنت کی خُوشبُو مجھے سونگھا اور دوزخ کی بُو مجھے نہ سونگھا۔) (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۳): چہرہ دھوتے ہوئے یہ دُعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ

(اے اللہ! میرے چہرے کو رَوشَن فرما جس دن کئی چہرے رَوشَن ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۴): دایاں بازو دھوتے ہوئے یہ کہے۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

(اے اللہ! میرا نامۂ اَعْمَال میرے دَاہنے ہاتھ میں دینا اور مجھ سے آسان حِساب لینا۔) (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۵): بایاں بازُو دھوتے ہوئے یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ لَاتُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَامِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ

(اے اللہ! میرا نامۂ اَعْمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور نہ ہی پیٹھ پیچھے عطا فرمانا۔) (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۶): سر کا مسح کرتے وقت یوں دُعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّ عَرْشِکَ

(اے اللہ! اس دن مجھے اپنے عَرْش کا سَایہ نصیب فرما جس دن تیرے عَرْش کے سَائے کے بغیر کوئی سَایہ نہ ہوگا۔)

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۷): کانوں کے مسح کے دَوران یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

(اے اللہ! مجھے ان لوگوں سے بنا جو باتوں کو سُنتے ہیں اور ان میں اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔)

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۸): گَرْدن کا مسح کرتے ہوئے یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ

(اے اللہ! مجھے دُوزَخ سے آزادی عطا فرما۔) (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۹): دَایاں پاؤں دھوتے وقت یوں پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ

(اے اللہ! مجھے پُلِ صِراط پر ثابت قَدَمی نصیب فرما جس دن کئی قدم لڑکھڑا جائیں گے۔)

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۱۰): بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ

(اے اللہ! میرے گُناہ مُعاف کردے میری کوشش بارآور فرما اور میری تجارت تباہ حال نہ بنا۔)

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۱۱): ہر عضو پر درج بالا دعاؤں سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ کے الفاظ کے ساتھ جو نمبر ۴۸ میں گذر چکے ہیں پڑھے، پھر مذکور دعا پڑھے اور بعد میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت (۱۲): مذکورہ بالا دُعاؤں کو ابنِ حِبّان وغیرہ مُحَدِّثِین نے نبی پاک ﷺ سے کئی طریقوں سے روایت فرمایا ہے جو ایک دوسرے کو تقوِیَت دیتے ہیں اس طرح یہ روایت درجۂ حَسَن تک پہنچ چکی ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۷)

﴿۵۰﴾ وضو سے فَراغت کے بعد نبی پاک ﷺ پر دُرُود وسَلام عَرض کرے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۸)

﴿۵۱﴾ بعدازاں یہ دُعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ

(اے اللہ! مجھے تَوبہ کرنے والوں اور پاک ہونے والوں میں سے بنا، مجھے اپنے نیک بندوں میں سے بنا اور مجھے ان لوگوں میں سے بنا جن پر کوئی خَوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غَمناک ہوں گے۔)

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۸، ۱۲۹)

﴿۵۲﴾ اس کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی قِبلہ رُو ہوکر پیئے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۹)

وضاحت (۱): زَمزَم شریف کا پانی بھی رُو بقِبلہ کھڑے ہوکر پیئے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۹)

وضاحت (۲): زمزم شریف اور وضو کے بچے ہوئے پانی کے سوا باقی پانیوں کو کھڑے ہوکر پینا مکروہ تَنزِیہی ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۹)

وضاحت (۳): حضرت سَیِّدِی عَبْدُ الغَنِی نَابُلُسی رحمۃ اللہ علیہ نے ہَدِیّۂ ابنِ عِمَاد کی شرح میں لکھا، میرا تجربہ ہے کہ جب مجھے کوئی بیماری لاحق ہوئی میں نے شفا کے اِرادے سے وضو کا بچا ہوا پانی پیا تو مجھے شِفا ہوجاتی ہے، میرا یہ طریقہ نبی پاک ﷺ کے اِرشادِ مُبارک پر اِعتِماد کے بَاعِث ہے (کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس میں ستر بیماریوں سے شِفا ہے، ان میں کم از کم تھکاوٹ کے باعث سانس ٹُوٹ جانا ہے'')۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۰)

وضاحت (۴): لوٹے وغیرہ برتن میں وضو سے بچے ہوئے پانی سے پینے کی مانند اس حوض سے جو وضو کے لئے بنایا گیا ہے اس میں سے وضو کے بعد پانی پینا مُستحَب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۹)

وضاحت (۵): یہ مُستحَب درحقیقت دو مستحبوں کا مَجمُوعہ ہے۔

(۱) وضو کا پَس مَاندہ پینا۔

(۲) اسے کھڑے ہو کر پینا۔

﴿۵۳﴾ دھونے میں آنکھوں کے ناک کی جانب کونوں، ایڑیوں، ٹخنوں اور قدموں کی انگلیوں کی نچلی جانب وہ جگہیں جو زمین پر نہیں لگتیں، کا دھیان رکھے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۰)

وضاحت: آنکھوں کے ناک کی جانب کونوں میں بعض اوقات کیچڑ (گِدّیں) جمی ہوئی ہوتی ہیں جو آنکھوں کے بند کرنے کی صورت میں بھی بَاہر رہتی ہیں ان کو ہٹا کر جب تک نیچے پانی نہ بہایا جائے وضو نہیں ہوتا، اور جو آنکھوں کے بند کرنے کی صورت میں اندر ہی رہتی ہوں ان کو ہٹا کر نیچے پانی بہانا وَاجب نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۰)

﴿۵۴﴾ ہاتھوں کو کُہنیوں سے آگے اور پاؤں کو ٹخنوں سے اُوپَر تک دھونا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۰)

﴿۵۵﴾ پاؤں دھونے میں بَایاں ہاتھ اِستِعمال کرنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۰)

وضاحت (۱): پاؤں پر پانی دائیں ہاتھ سے ڈالے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۰)

وضاحت (۲): پاؤں کو بائیں ہاتھ سے مَلے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۰)

﴿۵۶﴾ سَردِی کے مَوسِم میں اَعضا کو دھونے سے پہلے ان کو پانی سے اس طرح تَر کرے جیسے کہ اَعضا پر تیل لگایا جاتا ہے پھر دھوئے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت: سَردِی کے مَوسِم میں اَعضاء کی خشکی کے باعث پانی اَعضاء سے الگ الگ رہتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

﴿۵۷﴾ اَعضاء کو (وضو کے بعد) رُومَال سے پونچھ لے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت (۱): نبی پاک ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت (۲): غُسل کے بعد اَعضاء کو پُونچھنے میں کوئی حرَج نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت (۳): اَعضا کو پونچھنے میں مُبَالغہ نہ کرے بلکہ وضو کا کچھ اثر اَعضاء پر باقی رہنے دے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

﴿۵۸﴾ وقت مکروہ نہ ہوتو (وضو کے بعد) دو رکعت (تَحِیَّۃُ الوضو) ادا کرے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت: نوافل کے لئے مکروہ اوقات پانچ ہیں۔

(۱) صُبحِ صَادِق سے طُلُوعِ آفتاب تک

(۲) طُلُوعِ آفتاب کے وقت (اور اس کے بعد اِشْرَاق کی نماز کے وقت تک)

(۳) سُورَج کے سر آنے کے وقت

(۴) نمازِ عَصْر ادا کرنے کے بعد غُرُوبِ آفتاب تک

(۵) غُرُوبِ آفتاب کے وقت۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت (۲): مکروہ فعل کو ترک کرنا، مستحب کام کرنے سے اَوْلیٰ ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

﴿۵۹﴾ غَضَبِ الٰہی کا نشانہ بنی ہوئی زَمین کے پانی اور مٹی سے طہارت نہ کرنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

﴿۶۰﴾ ہاتھوں کو نہ جھاڑنا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت: ہاتھ کے ذَرِیعہ سے (اعضاء پر موجود) پانی کو جھاڑنا اور ہے اور ہاتھوں پر سے پانی کو جھاڑنا اور ہے (پہلا مکروہ نہیں، دوسرا مکروہ ہے)۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۹۹)

﴿۶۱﴾ وُضُو سے فَرَاغت کے بعد (اگلے وضو کے لئے) برتن کو بھر لینا۔ (تارتار خانیہ، ج ۱، ص ۱۱۳)

وضاحت: یہ اس وقت مستحب ہے جب کہ وضو کرنے کے لئے تالاب یا نہر نہ ہو، اگر تالاب یا نہر موجود ہو تو ان سے وضو کرنا برتن سے وضو کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۰)

مکروہاتِ وُضو

وضاحت (۱): مَکرُوہ مَحبُوب کی ضِد ہے، مکروہ کا اِطلاق کبھی حَرام پر ہوتا ہے، جیسا کہ اِمام قُدُورِیؒ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن، اپنے گھر میں، اِمَام کی نماز سے قبل، نمازِ ظہر پڑھنا، بغیر عُذر کے مکروہ ہے، (یعنی ایسا کرنا حرام ہے)۔ اس کا اِطلاق مکروہ تحریمی پر بھی ہوتا ہے، مکروہ تحریمی حَرام کے قریب ہوتا ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کو حَرامِ ظَنّی کہتے تھے، نیز اس کا اِطلَاق مکروہ تنزیہی پر بھی ہوتا ہے، مکروہ تنزیہی وہ فعل ہوتا ہے جس کا ترک کرنا، کرنے سے بہتر ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱)

وضاحت (۲): اَحکَام (شرعیہ) گیارہ ہیں، پانچ جَانِبِ فعل میں مُتَنَازِلاً (۱) فرض۔ (۲) وَاجب۔ (۳) سُنّتِ مُؤَکّدہ۔ (۴) سُنّتِ غیرِمُؤَکّدہ۔ (۵) مُستَحَب۔ اور پانچ جَانِبِ ترک میں مُتَصَاعِدًا (۱) خِلافِ اَولٰی۔ (۲) مکروہ تنزیہی۔ (۳) اِسَاءَت۔ (۴) مکروہ تحریمی۔ (۵) حرام۔

اور ان سب کے بیچ میں گیارہواں مُبَاحِ خَالِص۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۶۷۶)

وضاحت (۳): خِلَافِ اَولٰی، مکروہ تنزیہی سے عَام تر ہے۔ (یعنی ہر مکروہ تنزیہی خِلَافِ اَولٰی ہے، لیکن ہر خلافِ اَولٰی مکروہ تنزیہی نہیں ہے)۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۹۹)

مَکرُوہِ تَنزِیہِی کے لئے نہی کا ہونا ضروری ہے۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۳۱۲)

وضاحت (۴): (جب) مکروہ (کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس) سے مُرَاد (بِالعُمُوم) مکرہ تحریمی ہوتا ہے، لیکن بہت مقامات پر عُلَماء اس سے مراد مکروہ تنزیہی بھی لیتے ہیں، لہٰذا جب لفظ مکروہ بولا جائے گا اور اس کے ساتھ تحریمی یا تنزیہی کی وَضَاحت مذکور نہ ہوگی تو اس کے تحریمی یا تنزیہی ہونے کے فیصلہ کے لئے اس کی دَلِیل کی قُوّت کو دیکھا جائے گا (جو مُجتَہِد کا کام ہے، رَاقِمُ الحُرُوف کو جہاں صَرَاحت ملے گی درجِ کِتَاب کردی جائے گی، بہر حال مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ان سے بچنا ضروری ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲)

مسئلہ: چہرے اور دیگر اَعضاء پر پانی زور سے ڈالنا کہ چھینٹے اُڑیں مکروہ تنزیہی ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۱، ۱۳۲)

وضاحت (۱): اَعضاء دھوتے ہوئے چھینٹے اُڑنے سے مُستَعمل پانی کپڑوں پر گرتا ہے، اس کا ترک اَولیٰ ہے، نیز یہ سکُون اور وَقار کے مُنافِی ہے، اس وجہ سے یہ فعل مکروہ تنزیہی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲)

مسئلہ: پانی کے اِستِعمال میں کنجوسی اور اِسراف کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲، ۱۳۳)

وضاحت (۱): پانی کے اِستِعمال میں کنجوسی یہ ہے کہ پانی اس طرح استعمال کرے کہ وہ تیل سے چُپڑنے کی مانند ہو (یعنی پانی بہانے کا فرض جو کہ ہر حصہ پر ایک یا دو قطرے ہیں بہہ جائے) ان کا بَہاؤ ظاہر نہ ہو، بلکہ (کنجوسی سے بچنے کے لئے) مُناسِب یہ ہے کہ اَعضاء کو تین دفعہ دھونے کے دَوران ہر دَفعہ عُضو کے تمام اَجزا پر پانی کا بَہاؤ ظاہِر ہو تا کہ ان کے دُھلنے کا یقین ہو جائے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲)

وضاحت (۲): حاجتِ شَرعِیّہ سے زائد پانی کو اِستِعمال کرنا اِسراف کہلاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲)

وضاحت (۳): ایک دفعہ حضرت نبیِ اَکرم ﷺ حضرت سَعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے جب کہ وہ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا "یہ اِسراف کیوں ہے؟" انہوں نے عَرض کیا! "کیا وضو میں بھی اِسراف ہوتا ہے؟" فرمایا! "ہاں اگرچہ تم جارِی نہر پر سے وُضو کرتے ہو"۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲)

وضاحت (۴): اَعضاء کو تین دفعہ دھولیا، یعنی ہر بار ان کے تمام اَجزاء پر ایک یا دو قطرے بہہ گئے پھر تین سے زائد مرتبہ کو سُنّت سمجھتے ہوئے مَزید دھویا تو یہ اِسراف ہوگا اگر یہ اِعتِقاد نہ ہو بلکہ پانی کے بہہ جانے میں شک تھا اور اس کو ختم کرنے کے لئے تین سے زائد بار پانی بہایا یا ایک دفعہ مکمل وضو کرنے کے بعد دوبارہ وضو کی نیت سے اَعضاء کو دھویا تو کراہت نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲)

وضاحت (۵): حدیثِ مُبارک میں اِسراف سے نہی (جس کا مفاد مکروہ تحریمی ہے) اس صورت پر محمُول ہے جب کہ وضو

کرنے والا تین سے زائد بار دھونے کو سنت اِعتِقاد کرتا ہو، جو آدمی تین بار دھونے کو سُنّت اِعتِقاد کرتا ہے لیکن پانی تین سے زَائِد بار اِستِعْمال کرتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی نہر سے برتن میں پانی بھرے اور پھر اسی میں اُنڈیل دے، ایسا کرنے میں اس کے سوا کوئی وجہ مُمانَعت نہیں کہ وہ شُغلِ عَبث اور بے فائدہ ہے (اس سے کراہتِ تحریمی کا اِثبات نہیں ہوتا بلکہ تنزیہی کا ثُبوت ہوتا ہے) اور وُضُو میں چونکہ وہ حکم سے زَائِد بار پانی اِستِعمال کرتا ہے اس لئے اسے اِسْراف سے تعْبِیر کیا گیا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۲)

وضاحت (۶): طہارت کے لئے وَقْف شدہ پانی کو تین بار سے زَائِد بار اِستِعمال کرنا حَرام ہے، کیونکہ وَاقِف نے اس کی اِجازَت نہیں دی، وہ پانی تو صرف شرعی وُضُو کے لئے وَقْف ہوتا ہے اس کے سوا کے لئے وہ مُباح نہیں ہوتا، یہ حکم اس صورت میں ہے، جب کہ وَقْف شُدہ پانی جَارِی نہ ہو، جیسے حوض یا (کسی برتن مثلاً) لوٹے وغیرہ کے اندر پانی وقف ہو، اگر جاری ہو تو وہ (وضو کے علاوہ دیگر اُمُور میں اِستِعْمال کے لئے) مُباح ہوتا ہے (لہٰذا اس وقت تین سے زَائِد بار دھونا مکروہ تحریمی نہ ہوگا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳)

مسئلہ: سر کا تین بار اس طرح مسح کرنا کہ ہر بار مسح کے وقت نیا پانی لے مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳)

وضاحت: ایک بار پانی لیا اسی سے تین بَار سَر کا مسح کیا (دوبارہ نیا پانی نہ لیا) تو یہ مُستَحَب یا مَسْنُوْن ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳)

مسئلہ: مَسْجِد میں اور ناپاک مقام پر وُضُو کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار، ج ۱، ص ۱۳۳)

وضاحت (۱): مَسْجِد میں کسی برتن میں وُضُو کرنا مکروہ نہیں (جب کہ مُسْتَعْمَل پانی کے قطرات مَسْجِد میں نہ گریں)۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳)

وضاحت (۲): مَسْجِد میں کوئی جگہ اگر وضو کے لئے بنی ہوئی ہو تو اس میں وُضُو کرنا بھی مکروہ نہیں۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳)

وضاحت (۳): ناپاک مقام پر وُضُو کرنا اس لئے مکروہ ہے کہ وضو کا پانی قَابِلِ اِحْتِرام ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳)

مسئلہ: پانی میں منہ کی بَلْغم یا ناک کی غَلَاظَت گرانا مکروہ ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۳)

نَواقِضِ وُضُو

وضاحت: نَقض (توڑنا) کی نِسبَت جب کسی جِسم کی طرف ہوتواس کا مَعنیٰ ہوتا ہے اس کی ترکیب کو باطِل کر دینا، اور جب اس کی نِسبَت اَجسَام کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف ہوتو اس وقت اس کا مَعنیٰ ہوتا ہے چیز کے مَطلُوب سے چیز کو خَارِج کر دینا، یہاں وُضُو جِسم نہیں ہے، بلکہ جِسم کے علاوہ اورشیٔ ہے، اور وُضُو سے مَطلُوب نَماز کا مُبَاح کرنا ہے، تو نَواقِضِ وضو سے مراد وہ مُؤَثِر اَسبَاب ہیں جو وُضُو کو اس کے مَطلُوب (نماز کے مُبَاح ہونے) سے خَارِج کر دیں۔ (عنایه شرح هدایه، ج ۱، ص ۲۴. البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۱)

اس فصل میں اُن اَسبَاب کا بیان ہوگا جن کے وُقُوع کے بعد وُضُو کا مَطلُوب ختم ہو جاتا ہے یعنی نماز کی ادائیگی دُرُست نہیں رہتی۔

مسئلہ: زندہ باوضو اِنسان کے جسم سے کسی نجس چیز کا نکل کر ایسی جگہ تک پہنچ جانا جس کو پاک کرنے کا حکم ہو، وُضُو کو توڑ دیتا ہے۔ (تنویر الابصار، الدر المختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

وضاحت (۱): مُردَہ کے وُضُو (اور غُسل) کے بعد اگر اس کے جِسم سے ناپاک شیٔ خَارِج ہو تو وُضُو (یا غُسل) کا اِعادہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس چیز کو دھو دیا جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

وضاحت: (۲): نجس چیز عَین نجاست ہو جیسے پیشاب، خُون اور پاخانہ یا اس کی ذات تو نجس نہ ہو جب جِسم سے نکلے تو اس پر نجاست لگی ہوئی ہو جیسے کنکر جو پاخانے کے مقام سے نکلے، دونوں صورتوں میں وُضُو ٹُوٹ جاتا ہے، دوسری صورت میں وضو کو توڑنے والی وہ نجاست ہے جو اس کنکر وغیرہ پر لگی ہوئی ہے۔ (اگر چہ وہ قلیل ہو، سَبِیلَین سے ظُہُورِ نجاست وُضُو توڑ دیتی ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

وضاحت (۳): آنکھ، زَخم یا ذَکَر کے اندر خُون یا پِیپ وغیرہ بہا اور آنکھ یا زَخم یا ذَکَر سے باہر نہ نکلا، تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

وضاحت (۴): وضاحت نمبر۳ میں زَخم سے مراد ایسا زَخم ہے جسے دھونے سے نُقصان ہوتا ہو، اگر زخم کو دھونے سے نُقصان نہ ہو اور اس میں خُون بہہ جائے تو اس سے وُضُو ٹُوٹ جائے گا، کیونکہ دھونے کا حکم اس سے ساقط نہیں ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

وضاحت (۵): غُسل یا وُضُو میں، دھونا یا مسح کرنا وُجُوبی طور پر ہو یا اِستِحبابی طور پر، سب صُورتیں پاک کرنے کے حکم میں داخِل ہیں، لہٰذا وضو یا غسل میں جس مقام کو دھونا واجِب ہو یا مُستحب ہو اور پانی بہانے سے مَعذُوری کی صورت میں مسح کرنا ضروری ہو اگر خُون یا دیگر نجاسات بہہ کر اس تک پہنچ جائیں وُضُو ٹوٹ جائے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

وضاحت (۶): کسی نے فَصد لگوائی اس سے کَثِیر خُون خارِج ہوا (اور زمین یا کپڑے وغیرہ پر گرا) لیکن زَخم کے سرے سے خُون مُتجاوِز نہ ہو تو بھی وُضُو ٹُوٹ جائے گا، اسی طرح وہ خُون جو نہر (وغیرہ جارِی پانی یا دَہ دَر دَہ یعنی حکمی طور پر جارِی پانی) میں گرا تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

وضاحت (۷): روزہ دار کے علاوہ باقی لوگوں کے لئے ناک میں نرم بانسہ سے اوپر سخت ہڈی تک پانی پہنچانا مَسنُون ہے، لہٰذا دِماغ سے خُون بہا اور ناک میں سَخت ہَڈی کے اس مقام تک پہنچا جس کو دھونا سُنّت ہے تو وُضُو ٹوٹ جائے گا، اگر اس سے اوپر رہا تو وُضُو نہ ٹوٹے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴)

بعض کُتُبِ فقہ میں ناک کی سخت ہَڈی تک خُون کے پہنچنے کو ناقِضِ وُضُو اور بعض کتابوں میں غیر ناقِضِ وُضُو قرار دیا گیا ہے، دونوں روایتوں میں مُوافقت کی صُورت یہی ہے کہ اگر نرم بانسہ کے قریب سخت ہڈی کے اس حصہ تک پہنچا جس کو دھونا مَسنُون ہے تو وُضُو ٹوٹ جائے گا اور اگر اس سے اوپر ہی رہے جس کا دھونا مَسنُون نہیں تو وُضُو نہ ٹوٹے گا۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۳)

وضاحت (۸): پیشاب اور پاخانے کے مقام سے اگر نجاست صرف ظاہر ہو تو وُضُو ٹُوٹ جائے گا، اس کا بہنا شرط نہیں، پیشاب مَثانے سے نکل کر ذَکَر میں آ گیا لیکن اس سے خارِج نہیں ہوا تو وُضُو نہ ٹوٹے گا، اگر اس کے سُوراخ کے سرے پر ظاہِر ہو جائے تو وُضُو ٹُوٹ جائے گا، اگر سوراخِ ذَکَر سے پیشاب نکل آیا لیکن آدمی کا ابھی خَتنَہ نہیں ہوا اور اس گوشت کے اندر ہی رہا جس کو خَتنَہ کے وقت کاٹ دیا جاتا ہے تو بھی وُضُو ٹُوٹ جائے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۵. عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۰،۹)

وضاحت (۹): بہہ جانے کامَفْہُوم یہ ہے کہ خُون وغیرہ زخم کے مقام سے اُبھر کرنیچے ڈھلک جائے، خواہ حقیقی طور پر خواہ حکمی طور پر، مثلاً اگرایک آدمی کے جِسْم پر زخم تھااس سے خون بہہ رہا تھا لیکن جونہی خون رِستا وہ اسے پُونچھ دیتا، اب دیکھا جائے گا کہ پُونچھا ہوا خون اگراِتنی مِقْدار میں ہوکہ اگر وہ زخم سے نہ پُونچھا جاتا تو بہہ جاتا تو یہ حکمی طور پر بہنے والاخُون ہوگا، خُون وغیرہ حقیقی طور پر بہہ جائے یا حکمی طور پر دونوں صورتوں میں وُضُوٹُوٹ جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵، مع الوضاحت)

وضاحت (۱۰): اگرزخم کے سرے پر رُوئی یا کپڑا وغیرہ کوئی چیز رکھ لی اوراس کوتبدیل کرتا رہا، یابار بار مٹی ڈالتا رہا تو یہ بھی پُونچھنے کے حکم میں ہوگا، پھر بہہ چکنے والے خون کی مِقْدار میں اِجْتِہاد اورظَنِّ غَالِبْ کار آمد ہوگا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵)

وضاحت (۱۱): وَضَاحت نمبر ۹، ۱۰ میں بَار بَار پُونچھنے وغیرہ مَذْکُور حکم کاتَعَلُّق ایک مَجْلِس کے ساتھ ہوگا، اگر مَجْلِس مُخْتَلِف ہو جائے تو پہلا پُونچھا ہوا خُون شُمار نہ ہوگا، اس سے اس زخم کا حکم معلوم ہوگیا جو مُسَلْسَل رِسْتا رہتا ہے، زخمی آدمی اسے پُونچھتا رہتا ہے یا اس پر کپڑا باندھ دیتا ہے، اور وہ اس میں جَذب ہوتا رہتا ہے، توایک مَجْلِس میں پُونچھا ہوا یا کپڑے میں جذب شُدہ خُون کا اِعْتِبار کیا جائے گا، اگر بہنے کی مِقْدار کوپہنچ جائے تو وضوٹوٹے گا ورنہ نہیں، ایک مَجْلِس میں پونچھا ہوا خون دوسری مَجْلِس کے خُون میں جمع نہیں کیا جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵)

وضاحت (۱۲): آنسُو جو آنکھ سے بغیر بیماری یعنی آشوب کے نکلیں اسی طرح پسینہ نکلنے سے وضونہیں ٹوٹتا (کیونکہ یہ دونوں نَاپَاک نہیں ہیں، آشوبِ چشم میں آنکھوں سے نکلنے والے آنسُووضوکوتوڑ دیتے ہیں)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵)

وضاحت (۱۳): خُون، پِیپ وغیرہ خود بخود نکلیں یا انہیں زخم کو دَبا کر نچوڑ کر نکالا گیا ہو دونوں صُورتوں میں وضوٹُوٹ جاتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

یہی اَصَحّ اور اَشْبَہ ہے، اسی پر فَتْویٰ ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۱۳۷)

(اس سے معلوم ہوا کہ رگ میں اِنجکشن لگوانے سے وُضُوٹُوٹ جاتا ہے، کیونکہ خون جسم سے نکل کر سرنج میں آجاتا ہے)

وضاحت (۱۴): زخم کے سرے پر وَرَم ہوگیا، اس سے پِیپ وغیرہ خارِج ہوئی تو جب تک وَرَم کی جگہ سے مُتجاوِز نہ ہو وضو نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ وَرَم والی جگہ کو دھونا ضروری نہیں تو پِیپ اگر چہ مُتوَرِّم جگہ پر آ گئی لیکن یہ ایسے مَقام پر نہیں پہنچی جس کو دھونا ضروری ہو، لہٰذا وُضُو نہیں ٹوٹے گا، یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ وَرَم والی جگہ کو دھونا یا اس پر مسح کرنا نُقصان دِہ ہو، اور اگر اس جگہ کو دھونا یا اس پر مسح کرنا نُقصان دِہ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۱۵): زخم پر پٹی باندھی، زخم کی تَرِی (پِیپ، خُون) پٹی سے باہر آ گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا، یونہی جب پٹی دو تہہ کی ہو اور زخم کی تَرِی ایک تہہ سے گُذر جائے تو وُضُو جاتا رہے گا، اسی طرح زخم پر راکھ یا مٹی ڈالی اس نے تَرِی کو جَذب کرلیا اور تَرِی اُوپر دِکھائی دینے لگی تو وُضُو ٹوٹ جائے گا، یہ حکم اس صورت میں ہوگا جب زخم کی تَرِی (خُون، پِیپ وغیرہ) ایسی ہو کہ اگر اس پر پٹی نہ باندھی جاتی یا راکھ، مٹی وغیرہ نہ ڈالی جاتی تو وہ بہہ پڑتی، اگر تَرِی اِتنی مِقدار میں نہ ہو تو وُضُو نہ ٹوٹے گا، یہی حکم اس صُورت میں بھی ہوگا جب کہ جسم پر زخم تھا قمیص (یا کوئی دوسرا کپڑا) بار بار اس پر لگتے رہے، تو جب تک زخم کا خون بہنے کی مِقدار میں نہ ہو وضو نہ ٹوٹے گا، اگر چہ کپڑے پر خُون کے نِشانات زیادہ پڑ جائیں۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۱۶): زخم سے نکلنے والا خُون، پِیپ، وغیرہ اگر اتنی مِقدار میں ہو کہ اگر اس کو (پُونچھا نہ جائے اور اسے) یونہی چھوڑ دیا جائے تو بہہ نہ سکے بلکہ وہ صِرف تَرِی سی ہو جو زخم سے رِس رہی ہو تو اس سے وُضُو نہ ٹوٹے گا، اگر چہ وہ تَرِی کپڑے کے بہت سے حصہ کو لگ جائے، اور اگر اتنی مِقدار میں نہ ہو بلکہ وہ اتنی ہو کہ بہہ سکے تو جونہی اس پر باندھی ہوئی پٹی تر ہوگی وضو ٹوٹ جائے گا، پہلے بیان شدہ وَضاحت کو ذہن میں رکھیں کہ صرف ایک مَجْلِس میں رِسنے والے خُون کو جمع کیا جائے گا، اگر وہ اِتنا ہو کہ بہہ سکے تو وضو ٹوٹے گا ورنہ نہیں، اور دو مَجْلِسوں میں نکلنے والے خُون وغیرہ کو جمع نہیں کیا جائے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۱۷): زخم سے نکلنے والا صَاف پانی (جس میں خُون اور پِیپ کی رَنگت وغیرہ نہ ہو) اس کا حکم خُون کی مانند ہے (اس سے وُضُو ٹوٹ جاتا ہے) اِمَام حَسَن بن زِیاد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسے پانی کا نکلنا وضو کو نہیں توڑتا، صحیح پہلی رِوَایَت ہے، لیکن دوسری رِوَایَت میں اس آدمی کے لئے وُسْعَت ہے جسے چیچک یا خَارِش ہو، ضرورت کے وقت اس پر عَمَل کرنے میں کوئی حَرَج نہیں ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

مسئلہ: بہتا خُون مُنہ سے نکلا ہو یا پیٹ سے نکلا ہو تھُوک پر غالب ہو یا دونوں برابر ہوں تو وُضُو ٹُوٹ جائے گا، اگر تھُوک غالِب ہو اور خُون مَغلُوب ہو تو وُضُو نہ ٹوٹے گا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸، ۱۳۸)

وضاحت (۱): یہاں پر بہتے خُون کا حکم بیان کیا گیا ہے، اگر خُون مُنجمِد ہو تو اس کا حکم قَے کے بیان میں آئے گا (کہ اگر وہ قَے میں نکلے تو مُنہ بھر ہو تو وضو ٹوٹے گا ورنہ وضو نہ ٹوٹے گا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۲): خون کے غَلَبہ کی عَلامت یہ ہے کہ تھُوک کا رَنگ سُرخ ہوتا ہے، اور مَغلُوب ہونے کی صُورت میں تھُوک کی رَنگت زَرد ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۳): دونوں کے برابر ہونے کی صورت میں وضو کے ٹوٹ جانے کا حکم مَبنی براِحتِیاط ہے کیونکہ اس صُورت میں خُون میں سَیلَان ہونے کا اِحتِمال ہوتا ہے تو جانِبِ وُجُود کو ترجیح دے کر وُضُو کے ٹوٹ جانے کا حکم دیا گیا ہے، اگر چہ ایک جُزئِیّہ یُوں ہے کہ وُضُو ہونا یاد ہو اور ٹُوٹنے کا شک ہو شک کے ساتھ یَقِین زائل نہیں ہوتا اس لئے وضو کے ٹوٹنے کا حکم نہ دیا جائے، زیرِ نظر مَسئَلہ میں ایسا نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۴): تھُوک میں پِیپ اور ناک کی ریزِش میں (تازہ) خُون کی آمیزِش کا بھی یہی حکم ہے، یعنی تھوک اور ریزِش کے غَلَبہ کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا اور ان کے مَغلُوب ہونے کی صُورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۵): ناک کو جھاڑا، اس سے خُون کا ایک لوتھڑا نِکلا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

مسئلہ: جونک نے کسی عُضو سے خُون چُوسا اور خون سے بھر گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا، چیچڑیاں جب کہ بڑی ہوں ان کا حکم بھی یہی ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۴، ۱۳۹)

وضاحت (۱): جونک کا خُون سے بھر جانا وُضُو کے ٹُوٹنے کے لئے شَرط نہیں، بلکہ اگر اس نے اِتنا خُون چُوسا کہ اگر اس کا پیٹ چاک کیا جائے تو خُون اس سے بہہ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر چہ وہ خُون سے بھری ہوئی نہ ہو، یہی حال بڑی چیچڑی کا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۲): جونک یا بڑی چیچڑی نے جسم سے خون چُوسا لیکن اتنا نہیں کہ اگر اس کا پیٹ چاک کیا جائے تو بہہ سکے یا چیچڑی چھوٹی ہو تو اس کے خون چُوسنے سے وُضُو نہ ٹوٹے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

وضاحت (۳): مچھر یا مکھی کے خون چوسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ یہ اتنی مقدار میں نہیں ہوتا جو بہہ سکے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۹)

مسئلہ: پاخانہ کے مقام سے ہوا، کیڑے یا کنکر کا نکلنا بھی وضو توڑ دیتا ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵، ۱۳۶۔ البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۱)

وضاحت (۱): پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی ہوا خود ناپاک نہیں ہوتی بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہوتی ہے، حتی کہ کسی نے شلوار پہن رکھی ہو یا اس کے سرینوں اور پاخانہ کے مقام پر پاک پانی کی تری ہو اور ہوا خارج ہو تو یہ ناپاک نہ ہوں گے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵، ۱۳۶۔ البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۱)

وضاحت (۲): پاخانہ کے مقام کے علاوہ ذکر اور فرج سے نکلنے والا کیڑا اور کنکر بھی وضو کو توڑ دیتے ہیں، کیونکہ ان پر نجاست ہوتی ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۳): پچھلے مقام میں انگلی داخل کرنے کی کوشش کی، اگر پوری غائب نہ ہوئی تو دیکھا جائے گا کہ انگلی پر رطوبت اور بدبو ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ غائب ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا، حقنہ کا آلہ اگر داخل کیا پھر نکالا اگر اس پر تری نہیں تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ دوبارہ وضو کرے (اگر تری ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا)۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۱)

وضاحت (۴): پیشاب گاہ کے سوراخ میں تیل (یا کسی اور شئ) کے قطرے ٹپکائے اگر باہر نکل آئے تو وضو نہ ٹوٹے گا، لیکن اگر حقنہ کرایا اور تیل وغیرہ باہر آ گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۱)

مسئلہ: مرد یا عورت کے اگلے مقام اور زخم سے نکلنے والی ہوا نیز زخم، کان، ناک یا منہ سے نکلنے والے کیڑے اور جسم سے صرف گوشت کے الگ ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۱): مرد اور عورت کے اگلے مقامات سے اگر ہوا خارج ہو تو اول تو وہ ہوا ہے ہی نہیں اگر ہوا ہو بھی تو محل نجاست سے پیدا ہونے والی نہیں ہے، بلکہ وہ اعضا کا اختلاج ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶۔ البحر الرائق، ج ۱، ص ۳۱)

وضاحت (۲): وہ عورت جس کا اگلا اور پچھلا مقام درمیانی پردہ کے پھٹ جانے سے مل گئے ہوں، اگر اس کے اگلے مقام سے ہوا خارج ہو تو احتیاطاً اسے وضو کرنا واجب ہے۔

(فتاویٰ عالمگیریہ، ج ۱، ص ۹ میں جَوہرہ نَیّرہ کے حوالہ سے اِجتِناب کا قول درج ہے، لیکن وُجُوب کا قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مَروی ہے، امام اَبُو حَفص نے اسی کو اخذ فرمایا اور فتح القدیر میں اسی کو رَاجح قرار دیا ہے، کیونکہ ہوا غالبًا دُبُر ہی سے آتی ہے)۔

ایسی عورت کو اگر خاوند تین طلاقیں دے تو دوسرے خاوند کے نکاح میں جب تک وہ حاملہ نہ ہو پہلے خاوند کے لئے حَلال نہیں ہوتی، کیونکہ ممکن ہے کہ وطی دُبُر میں ہوئی ہو، جب حمل ٹھہر جائے تو یقین ہو جائے گا کہ وطی دُبُر میں نہیں ہوئی، نیز اس کے ساتھ صرف اس صورت میں وطی جائز ہے جب کہ بغیر کوشش کے اس کے قبل میں وطی ہو سکتی ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۳): جس عورت کا پیشاب اور وطی کا مَقام پھٹ کر ایک ہو چکا ہو تو اس کے اگلے مقام سے نکلنے والی ہَوا وضو کو نہیں توڑتی، اور نہ ہی اس کے لئے وہ بقیہ اَحکام لاگو ہیں جن کو وضاحت نمبر ۲ میں بیان کیا گیا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۴): ہوا پاخانہ کے مقام سے خارج ہوئی، لیکن آدمی کو ظَنِّ غَالِب ہے کہ یہ اوپر سے نہیں آئی تو یہ بھی اِختِلاج میں شُمار ہوگی، اور اس سے وُضُو نہ ٹوٹے گا، اس بارے میں غَالِب ظَن کافی ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۵): کیڑا جو زخم، کان، ناک وغیرہ سے نکلتا ہے وہ پاک ہوتا ہے، لہٰذا اس کے نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا، (اور اس کے اوپر زخم کی رُطُوبت سَیَلان کے قَابل بھی نہیں ہوتی) اسی طرح جو گوشت اس کے جِسم سے جُدا ہو گا وہ اس کے حق میں پاک ہوتا ہے، اس کی نجاست غیر کے حق میں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۶): فُقہاء نے فرمایا ہے کہ زِندہ چیز سے جو حصہ گوشت کا جدا ہوتا ہے اس کا حکم اس کے مُردار کا سا ہوتا ہے لیکن یہ حکم اس کے غیر کے لئے ہوتا ہے خود اس کے اپنے حق میں وہ جدا ہونے والا حصہ پَاک ہوتا ہے، حتیٰ کہ کوئی شخص اپنے جسم سے الگ ہونے والے حصہ کو اٹھا کر نماز ادا کرے تو نماز دُرُست ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

(غیر کے حق میں وہ جدا ہونے والا حصہ مُردار کی مَانِند ناپاک ہوگا، نیز اگر جدا ہوتے وقت خون بہے تو وُضُو خُون کے بہنے کے بَاعِث ٹوٹ جائے گا، نہ کہ جُدا ہونے کے بَاعِث)

وضاحت (۷): پیٹ کے زخم سے ہَوا خَارِج ہونے سے وُضُو نہیں ٹُوٹتا، جس طرح بَدبُودار ڈکار سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۹)

وضاحت (۸): عورت کے فَرْجِ دَاخِل سے پیشاب نکل آیا لیکن فَرْجِ خَارِج سے باہر نہیں آیا تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۰)

وضاحت (۹): جس کا ذَکَر کٹا ہوا ہو اس کے جِسْم سے پیشاب کی مَانِنْد رُطُوبت نکلے، اگر اس کو روکنے پر قادر ہے تو وہ پیشاب ہے (اس کے نکلتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا) اگر روکنے پر قادر نہیں ہے تو جب تک بہہ نہ جائے وضو نہ ٹوٹے گا۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۰)

وضاحت (۱۰): مُخَنَّث شرعی طور پر مرد ثَابِت ہو تو اس کی دوسری شرمگاہ کا حکم زخم کا سا ہوگا، پیشاب جب تک اس سے بہہ نہ جائے وُضُو نہ ٹوٹے گا۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۰)

وضاحت (۱۱): اگر مرد کے ذَکَر پر زخم کے دو سرے ہوں، ایک سرے سے پیشاب کی نالی کی رُطُوبَت نکلتی ہو اور دوسرے سرے سے وہ رُطُوبَت نکلے جو پیشاب کی گذرگاہ میں نہیں بہتی، اس صورت میں پہلا سِرَا پیشاب کی نالی کا سِرَا قرار پائے گا، یعنی اگر رُطُوبت اس سرے سے ظاہر ہو جائے تو وُضُو ٹوٹ جائے گا، اگرچہ وہ رُطُوبَت نہ بہے، اور دوسرے سرے سے جب تک رُطُوبَت بہہ نہ جائے وُضُو نہ ٹوٹے گا۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۰)

وضاحت (۱۲): کسی کو پیشاب کے (بے اِختیار) نکل جانے کا خَوف ہو، وہ اپنی پیشاب گاہ کے سُورَاخ میں رُوئی دَاخِل کرے، اگرچہ حَالت یہ ہو کہ اگر رُوئی نہ دَاخِل کی جائے تو پیشاب بہہ نکلے ایسا کرنے میں کوئی حَرَج نہیں، جب تک اس رُوئی پر پیشاب ظَاہِر نہ ہو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۰)

وضاحت (۱۳): پاخانہ کا مَقام بَاہر نکل آیا، اسے اپنے ہاتھ یا کپڑے سے اندر کیا، اس عَمَل سے وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ ایسی صورت میں اس کے ہاتھ (یا کپڑے) پر کچھ نجاست لگ جاتی ہے۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۰)

مسئلہ: کسی نے اپنے ذَکَر کے سُورَاخ میں رُوئی ڈال لی، اگر رُوئی کا ایک سرا ذَکَر سے خَارِج ہے یا ذَکَر کے سُورَاخ کے بَرَابَر ہے اس صورت میں اگر رُوئی کی باہر والی طرف تَر ہو گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا، اگر صرف اندر والی طرف تر ہوئی تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۴۸، ۱۴۹)

وضاحت (۱): رُوئی کا وہ حصہ جو ذَکَر سے خارِج ہے یا اس کے سُوراخ کے برابر ہے اس تک تری کے سَرایَت کرنے سے نجاست کے خُرُوج کا تحقُّق ہوگا، اس لئے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ روئی سُوراخِ ذَکَر میں غائب ہو اس کے برابر یا باہر نہ ہو تو اس کے تر ہونے سے خُرُوجِ نجاست مُتحقِّق نہ ہوگا لہٰذا وضو نہ ٹوٹے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۸)

وضاحت (۲): دُبُر اور فَرْجِ دَاخِل میں رُوئی یا کپڑا ہونے کی صُورت میں یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

وضاحت (۳): فَرْجِ خارِج میں کپڑا یا روئی وغیرہ رکھی، اس کے اندرونی جانب نجاست سے تر ہوگئی تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا، خواہ اوپر کی جانب تری کا نُفُوذ نہ ہو، اس صورت میں فَرْجِ دَاخِل سے نجاست کے خُرُوج کا یقین ہو گیا ہے، اور وضو کے ٹوٹنے میں فَرْجِ دَاخِل سے خُرُوجِ نجاست کا ہی اِعْتِبار ہے، کیونکہ عورت میں فَرْجِ خارِج کی حیثیت وہی ہے جو مرد کے قُلْفَہ کی ہوتی ہے، اگر ذَکَر سے نجاست خارِج ہوئی، قُلْفَہ میں آگئی وضو ٹوٹ جائے گا، اگرچہ اس سے باہر نہ نکلے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

وضاحت (۴): درجِ بالا صُورت میں رُوئی اگر نجاست سے تر ہوگئی تو وضو ٹوٹے گا ورنہ نہیں، نجاست، حَیض، نِفاس یا اِسْتِحاضَہ کا خون ہے، اگر رُطُوبتِ فَرْج سے تر ہوگئی تو وضو نہ ٹوٹے گا کیونکہ رُطُوبتِ فَرْج پاک ہوتی ہے، اس صورت میں فَرْجِ دَاخِل سے خُرُوجِ نجاست نہ ہوگا، لہٰذا وضو نہ ٹوٹے گا۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۱۰۸)

وضاحت (۵): فَرْجِ خارِج پر روئی یا کپڑا رکھا تھا وہ گر گیا اگر اس میں نجاست کی تَرِی ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر تَرِی نہیں تو وہ نہ ٹوٹے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

وضاحت (۶): سُوراخِ ذَکَر سے رُوئی نکلی اگر اس پر تَرِی ہے اگرچہ بہت قَلِیل ہو وضو ٹوٹ جائے گا، اگر اس پر نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

وضاحت (۷): سُوراخِ ذَکَر میں تیل ٹپکایا وہ واپس نکل آیا اگر اس میں نجاست کا اثر (تَرِی یا بَدبُو) ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

وضاحت (۸): پاخانے کے مَقام میں تیل ڈالا، وہ باہر آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ اس میں رُطُوبَت نہ ہو، کیونکہ یہ تیل آنتڑیوں کی غَلاظَت سے مل کر واپس آیا ہے اور آنتڑیاں محلِ نجاست ہیں، جب کہ ذَکَر محلِ نجاست نہیں،

اسی طرح حُقنَہ کے بعد دُبُر سے تیل وغیرہ خارِج ہو وضوتوڑ دے گا، اس سے روزہ بھی ٹوٹ جائے گا، روزہ کا ٹُوٹنا حُقنَہ لینے کے بَاعِث ہے اور وُضُو کا ٹُوٹنا نجاست کے خُرُوج کے بَاعِث ہے۔(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

مسئلہ: اُنگلی کا کچھ حصہ پَاخَانے کے مَقَام میں دَاخِل کیا (اور نکالا) اگر اس پر رُطُوبَت ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اور اگر پوری انگلی داخل کی یا اِستِنجَاء کرتے وقت انگلی دَاخِل کی تو وضو اور روزہ دونوں ٹوٹ جائیں گے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

وضاحت (۱): حُقنَہ کے آلے کا سِرَا دَاخِل کیا، باہر نکالنے پر اس پر رُطُوبَت ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، لیکن اِحتِیَاط اس میں ہے کہ وُضُو کرلے (اگرچہ اس پر رُطُوبَت نہ ہو)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹)

کیونکہ بعض اَوقَات اتنی قَلِیل نجاست ہوتی ہے کہ جس کے ساتھ اس کی تمیز نہیں ہوتی۔(جد الممتار، ج ۱، ص ۱۰۹)

(انگلی کا حصہ داخل کرنے کی صورت میں بھی اِحتِیَاطًا دوبارہ وُضُو کرلینا چاہیے اگرچہ اس پر رُطُوبَت نہ دکھائی دے)۔

مسئلہ: ذَکَر پر زخم ہو اس کے دَوسرے ہوں، ایک سرے سے رُطُوبَت نکلے جو پیشاب کی گذرگاہ سے آتی ہو اور دوسرے سرے سے وہ رُطُوبت نہ نکلے تو پہلا سِرَا اِحلِیل کے قَائِم مَقَام ہوگا اگر اس پر پیشاب ظاہر ہو جائے تو وُضُو ٹوٹ جائے گا اگرچہ وہ نہ بہے اور دوسرے سرے سے نجاست جب تک بہہ نہ جائے وضو نہ ٹوٹے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت: دوسرے سرے کا حکم زخم کا سا ہوگا (نجاست بہے تو وضو ٹوٹے گا ورنہ نہیں)۔الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

مسئلہ: خنثیٰ مُشکِل کے دونوں فَرجوں سے جو نجاست ظاہر ہوگی اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، اور خُنثیٰ غیرِ مُشکِل کا دوسرا فَرج زخم کی طرح ہوگا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

مسئلہ: صَفرَاء، سَودَاء، کھانے اور پانی کی قے وضو کو توڑ دیتی ہے جب کہ وہ مُنہ بھر ہو۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۷)

وضاحت (۱): مُنہ بھر قے وہ ہوتی ہے جس کو تَکَلُّف کے ساتھ روکا نہ جاسکے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۷)

وضاحت (۲): خُون کی قے کی چار صورتیں ہیں۔

﴿۱﴾ سر کی جانب سے ہو اور خون جما ہوا ہو، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، منہ بھر کر ہو یا نہ ہو۔

﴿۲﴾ سر کی جانب سے ہو اور خُون بہنے والا ہو، وُضُو ٹُوٹ جاتا ہے، مُنہ بھر ہو یا کم۔

﴿۳﴾ پیٹ سے ہو اور خُون جما ہوا ہو جب تک منہ بھر نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا۔

﴿۴﴾ پیٹ سے ہو اور خون بہنے والا ہو وضو ٹوٹ جاتا ہے منہ بھر ہو یا اس سے کم ہو۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۷)

وضاحت (۳): کھانے اور پانی کی قے اس وقت وُضُو کی ناقِض ہوگی جب کہ مِعْدہ سے نکل کر اُوپر آئی ہو، اگر چہ معدہ میں پہنچتے ہی قے ہوگئی اور معدہ میں نہ ٹھہری ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۷)

وضاحت (۴): قے مُنہ بھر (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) نجاستِ غَلِیظَہ ہوتی ہے اگر چہ وہ بچے کی ہو اور اس نے دودھ پینے کے ساتھ ہی قے کر دی ہو، کیونکہ نجاست اس میں ملی ہوتی ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

وضاحت (۵): کھانا یا پانی ابھی غذا کی نالی میں تھا (معدہ میں نہیں پہنچا تھا) اُچھُو آیا (چھینک آئی) اور منہ سے باہر آگیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

وضاحت (۶): کسی نے سانپ کی قے کی، یا بہت سے کیڑے اس کی قے کے ذریعے خارِج ہوئے تو وضو نہ ٹوٹے گا، کیونکہ ان کے ساتھ جو رُطُوبت ہوتی ہے وہ اتنی مِقْدار میں نہیں ہوتی جو منہ بھر قے قرار پائے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

وضاحت (۷): سوئے ہوئے آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہوتا ہے، سر کی جانب سے ہو یا معدہ کی جانب سے، زَرْد رنگ کا بَدْبُودار ہو یا نہ ہو۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

وضاحت (۸): مَیِّت کے مُنہ سے نکلنے والا پانی ناپاک ہوتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

وضاحت (۹): شَراب کی قے وضو کو توڑ دیتی ہے، اور وہ ناپاک ہوتی ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

مسئلہ: بَلْغَم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

وضاحت (۱): خالِص بَلْغَم کی قے منہ بھر ہو یا کم، پیٹ سے آئے یا سر سے اُترے کسی صورت میں وضو نہیں توڑتی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

وضاحت (۲): بَلْغَم کی قے میں کھانا بھی شامل ہو تو غالب کا اِعْتِبار ہوگا، یعنی اگر کھانا غالِب اور اِس قدر ہو کہ منہ بھر کی

مقدار ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اور اگر بلغم کا غَلَبہ ہو تو بھی وضو نہیں ٹوٹے گا، اور اگر دونوں برابر ہوں تو ہر ایک کا الگ الگ اعتبار ہوگا، یعنی دونوں منہ بھر کی مقدار ہوں تو کھانے کی قے کے منہ بھر ہونے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا اگر دونوں منہ بھر نہ ہوں تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۸)

مسئلہ: اگر ایک بار کے جی مَتلانے سے (جو قے کا سبب ہے) تھوڑی تھوڑی بار بار قے ہوئی تو اس کو جمع کیا جائے گا (یعنی ساری قے اتنی مقدار میں ہو کہ منہ بھر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ٹوٹے گا)۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۰)

وضاحت: ایک بارِ جی مَتلانے کا مَعنٰی یہ ہے کہ جی مَتلایا قے آئی ابھی طَبِیعَت کو سکون نہ ہو پھر قے آئی تو یہ ساری قے ایک بار کے جی مَتلانے کے بَاعِث ہوگی، اس ساری قے کو جمع کیا جائے، اگرچہ مجلس تبدیل ہو جائے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۰)

مسئلہ: ہر وہ چیز جو (انسانی بدن سے خارِج ہو اور) کسی وقت بھی حَدَث نہ ہو، ناپاک نہیں ہوتی۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۰)

وضاحت (۱): حَدَث سے مُراد ہے بے وضو ہونے یا غسل کے وَاجِب ہونے کا سبب ہونا۔

وضاحت (۲): مَعذُور (مثلاً ہر وقت رِستے رہنے والا زخم، مُسَلسَل دستوں والا، پیشاب کے مُسَلسَل قطروں والا وغیرہ) کے جسم سے جو ان بیماریوں کے باعث خُون، پِیپ، پاخانہ اور پیشاب وغیرہ خارِج ہوتے ہیں جب تک وقت باقی رہتا ہے وہ حَدَث کا باعث نہیں ہوتے، لیکن وقت کے گذرنے سے ان کا وضو ٹوٹ جائے گا (لہٰذا یہ ناپاک ہیں)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۰)

وضاحت (۳): تھوڑی قے (جو مُنہ بھر نہ ہو) اور تھوڑا خُون (یا پِیپ وغیرہ) جس کو اگر چھوڑ دیا تو نہ بہے ان سے وضو نہیں ٹوٹتا تو یہ چیزیں ناپاک بھی نہیں ہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۰)

وضاحت (۴): کسی نے شراب پی، یا پیشاب پی لیا اور قے کر دی، تو یہ قے اگرچہ قلیل ہو نجس ہے، یہ چیزیں قے کے باعث نجس نہیں ہوئیں بلکہ ان کا اصل ناپاک ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۰)

مسئلہ: نیند جس سے بدن کی قُوّتِ ماسِکہ زائل ہو جائے، وُضُو کو توڑ دیتی ہے، اگر نیند میں قُوّتِ ماسِکہ زائل نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

وضاحت (۱): نیند وہ طبعی فتور ہے جو انسان میں اس کے اختیار کے بغیر پیدا ہو جاتا ہے، جس سے حواسِ ظاہری اور حواسِ باطنی باوجود تندرست ہونے کے کام کرنے سے رُک جاتے ہیں، اسی طرح عقل کے موجود ہونے کے باوجود اس کا استعمال رُک جاتا ہے، ان تمام اُمور کے نتیجہ میں آدمی حقوق کی ادائیگی سے عاجز رہ جاتا ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

وضاحت (۲): ایک کروٹ، ایک سُرین، چِت اور مُنہ کے بَل سونے سے بدن کی قوّتِ ماسِکہ زائل ہو جاتی ہے، (لہٰذا ایسی نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

وضاحت (۳): ایک سُرین کی جانب جھکاؤ کی حالت میں سونے سے خواہ کہنی کا سہارا لیا ہو یا نہ، مَقعد زمین سے اُٹھ جاتی ہے، (اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

وضاحت (۴): مندرجہ ذیل صورتوں میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

﴿۱﴾ بیٹھے ہوئے سونا (جب کہ دونوں سُرین نیچے جمے ہوئے ہوں) اگرچہ کسی چیز کے ساتھ اس طرح ٹیک لگائی ہو کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو آدمی گر پڑے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

﴿۲﴾ کھڑے کھڑے سو جانا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

﴿۳﴾ بحالتِ رُکوع سونا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

﴿۴﴾ سجدہ میں اس حالت پر سونا جو مَرد کے لئے مسنون ہے، مرد کے لئے مسنون حالت یہ ہے کہ پیٹ رانوں سے بلند ہو بازو کروٹوں سے جدا ہوں، اس کیفیت پر سونا نماز کے اندر ہو یا بیرون نماز دونوں صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۱)

﴿۵﴾ اگر دونوں سُرین زمین پر جمے ہوئے ہوں اور دونوں پاؤں ایک جانب نکال کر سوئے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱۴۲)

﴿۶﴾ دونوں سُرین زمین پر جمے ہوں، گھٹنے کھڑے ہوں پنڈلیوں پر بازؤں سے حلقہ بنالے یا کوئی کپڑا وغیرہ پیٹھ کے پیچھے سے گذار کر پنڈلیوں کو باندھ لے، ان دونوں صورتوں میں سر گھٹنوں پر ہو یا نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۲)

﴿۷﴾ گھوڑے کی زِین یا گدھے کی پیٹھ پر ڈالے ہوئے کپڑے پر سویا (جب کہ مُرین جمے ہوئے ہوں) تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۲)

﴿۸﴾ چوپائے (گھوڑے گدھے وغیرہ) کی ننگی پیٹھ پر سویا اگر جانور چڑھائی چڑھ رہا ہے یا ہَموار زمین پر چل رہا ہے تو وضو نہ ٹوٹے گا، اگر جانور چڑھائی سے اُتر رہا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۲)

مسئلہ: بیٹھا ہوا تھا نیند سے جھونکے آئے اور زمین پر گر پڑا اگر گرنے کے ساتھ ہی جاگ پڑا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

(الدر المختار، ج ۱، ص ۱۴۲)

وضاحت (۱): گرنے سے پہلے جتنی دیر بحالتِ نیند بیٹھا رہا وضو نہ ٹوٹے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۲): (اگر صرف نیند کے جھونکے آئے اور زمین پر نہ گرا تو بھی وضو نہ ٹوٹے گا اسی طرح) گرنے کے دَوران اگر بیدار ہو گیا تو بھی وضو نہ ٹوٹے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۳): گرنے کے متصل بعد بغیر کسی وَقفہ کے بیدار ہو جائے تو بھی وضو نہ ٹوٹے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۲، ۱۴۳)

وضاحت (۴): زمین پر گرنے کے کچھ وَقفہ بعد بیدار ہوا تو وضو جاتا رہے گا کیونکہ اس طرح لیٹ کر سونے کی کیفیت پائی گئی ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

مسئلہ: (لیٹ کر یا ان جن صورتوں میں نیند سے قُوّتِ ماسِکہ زائل ہو جاتی ہے) اُونگھ آئی وضو نہ ٹوٹے گا۔

(الدر المختار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۱): اُونگھ (نیند کی وہ اِبتدائی صُورت ہوئی جس) میں آدمی پاس کی جانے والی گفتگو کا اکثر حصہ سنتا رہتا ہے۔ (اگر گفتگو کا زیادہ حصہ نہ سنے تو اس کا حکم نیند کا سا ہوگا، یعنی وضو ٹوٹ جائے گا)۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۲): (اس صورت میں سخت اِحتیاط کی ضرورت ہے) لہٰذا اپنے آپ پر بھروسہ کر کے دھوکے میں نہ رہے کیونکہ اکثر انسان نیند میں مُستغرق ہو (چکا ہوتا ہے لیکن جاگ) جانے کے بعد اس کے خِلاف گمان کرتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

مسئلہ: عتہ سے وُضُو نہیں ٹوٹتا۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۱): عتہ ایک بیماری ہوتی ہے، جس سے عقل میں خَلَل آجاتا ہے، حیرانگی کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، کلام گڈمڈ ہوجاتی ہے، اور اس کی تدابیر بگڑ جاتی ہیں، لیکن آدمی مارتا پیٹتا اور گالی گلوچ نہیں کرتا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۲): عتہ میں مُبتَلا آدمی کی عبادات کی ادائیگی دُرُست ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

مسئلہ: ہمارے نبی کریم ﷺ کی نیند ناقِضِ وضو نہ تھی۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۱): بعض علماء نے لکھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نیند ایسی ہی ہوتی تھی کہ اس سے ان کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا، لیکن البحر الرائق میں قنیہ کے حوالے سے ہے کہ یہ ہمارے نبیِ پاک صاحبِ لَوْلاک ﷺ کا خاصہ تھا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۲): بُخاری و مُسلم میں ہے کہ نبیِ کریم ﷺ سوئے یہاں تک خرّاٹوں کی آواز آنے لگی، آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور وُضُو نہ فرمایا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۳): حدیث مبارک میں وارِد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں دِل جاگتا رہتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۴): بعض رِوایات میں آیا ہے کہ ایک رات نبیِ کریم ﷺ پچھلی رات لشکر سمیت اُترے اور سو گئے، اس وقت جاگے جب سورج طُلُوع ہوچکا تھا، اس حدیثِ پاک اور ماقبل درج شدہ حدیثِ مبارک میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ دِل کی بیداری سے حَدَث وغیرہ بدن سے تعلق رکھنے والے حالات کا عِلم ہوتا ہے، اور طُلُوعِ فجر اور طُلُوعِ شمس ان اُمُور سے نہیں جن کا اِدراک دِل سے ہوتا ہے ان اُمُور کا اِدراک تو آنکھوں سے تعلّق رکھتا ہے، جو اس وقت محوِ خواب تھیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

مسئلہ: بے ہوشی اور غشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۳)

وضاحت (۱): دِل یا دِماغ کی وہ آفت جس سے اِدراک اور اَفعال کے وقت حرکت دینے کے قُویٰ مُعطّل ہوجاتے ہیں، عقل باقی رہتی ہے لیکن وہ مغلوب ہوجاتی ہے، ایسی کیفیت کو غشی کہتے ہیں، بشرطیکہ یہ دِل کے ضُعف اور

کسی ایسے سَبَب سے رُوح کے اس کی طرف مُجتمِع ہوجانے کے بَاعِث ہوجو ہیں اس کو دُبالے اور اسے باہر نکلنے کا راستہ نہ مل سکے، اور اگر اِدْرَاک اور حَرَکت دینے کے قُویٰ کا تَعَطُّل دِماغ کے بُطُون بَلغَم سے بھر جانے کے بَاعِث ہوتو اسے بے ہوشی کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۲): جب مِرگی سے اَفاقہ ہوتو بھی وضولازم ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

مسئلہ: جُنُون یعنی پَاگل پَن سے وُضُو ٹوٹ جاتا ہے۔ (الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۱): جُنُون وہ کَیفِیَّت ہوتی ہے جس میں عقل سلب ہوجاتی ہے، جب کہ بے ہوشی اور غَشی میں عقل باقی رہتی ہے صرف مَغلُوب ہوجاتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۲): جُنُون کم ہو یا زیادہ وضو کو توڑ دیتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

مسئلہ: نشہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۱): شَراب وغیرہ پینے کے بعد ان سے اُٹھنے والے بُخارات کے بَاعِث دِماغ کا اس طرح بھر جانا کہ اچھے بُرے مُعَامَلات کے دَرمیان تمیز کرنے والی عقل مُعَطَّل ہوجائے ایسی کَیفِیَّت کے طَارِی ہونے کو نشہ کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۲): اگر عقل پر مندرجہ بَالا کیفیت کا غَلَبہ اس حد تک ہو کہ کَلَام کا زیادہ حصہ ہَذَیان پر مشتمل ہو تو مُفتیٰ بِہ قول کے مطابق وہ نشہ میں داخل ہے، ایسی حالت میں آدمی چلتے ہوئے لڑکھڑاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۳): قسم اور حَد کے بارے میں بھی اسی قول پر فَتْویٰ ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۴): نشہ اگر چہ بھنگ کے اِستِعمال سے ہو وضو ٹوٹ جائے گا اور ایسی حَالَت میں دی ہوئی طَلاق زَجْراً واقع ہوجاتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

مسئلہ: بَالِغ جاگتے ہوئے رُکُوع وسُجُود والی یعنی کَامِل نماز میں قَہْقَہہ لگائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴، ۱۴۵)

وضاحت (۱): جس طرح مَقتُول مُوَرِّث کی وِرَاثَت سے قَاتِل کا حصہ بَاطِل ہوجاتا ہے اسی طرح قَہْقَہہ کی صورت میں وضو کا بَاطِل ہونا بھی زَجر کے طور پر ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۲): قہقہہ آواز کے ساتھ ہنسنا ہوتا ہے جو خود بھی سُنے اور ساتھ والے بھی سُنیں، خواہ دانت ظاہر ہوں یا نہ۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۴)

وضاحت (۳): ضحک وہ ہنسی ہوتی ہے جس کی آواز صرف خود ہنسنے والا سُنے، ساتھ والے کو اس کی آواز سُنائی نہ دے، اور تبسّم وہ ہنسی ہوتی ہے جس میں آواز نہ ہو بلکہ صرف دانت ظاہر ہوں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۴): (قہقہہ سے نماز اور وُضُو دونوں ٹوٹ جاتے ہیں) ضحک سے صرف نماز باطل ہوتی ہے، وُضُو نہیں ٹوٹتا اور تبسّم سے نہ نماز ٹوٹتی ہے اور نہ ہی وُضُو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۵): قہقہہ کے ساتھ وُضُو ٹوٹنے کے حکم میں مرد اور عورت برابر ہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۶): قہقہہ سہو سے ہو یا نسیان سے وُضُو ٹوٹ جاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۷): نابالغ بچّہ یا سویا ہوا آدمی ہنسے تو وُضُو نہیں ٹوٹتا، کیونکہ وُضُو ٹوٹنا زجر اور سزا کے طور پر ہوتا ہے اور یہ دونوں سزا کے مستحق نہیں ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۸): کسی کو حدث لاحق ہوا، بنا کے ارادہ سے اس نے وضو کیا اور واپس آتے ہوئے رستہ میں قہقہہ لگایا تو وُضُو ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی باطل ہو جائے گی (نئے وُضُو کے بعد بنا نہیں کرسکتا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۹): رکوع اور سجود والی نماز اگر کوئی شخص عذر کے باعث اشارہ سے ادا کر رہا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۱۰): نمازِ جنازہ اور سجدۂ تلاوت میں اگر کوئی قہقہہ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن نمازِ جنازہ اور سجدۂ تلاوت باطل ہو جائیں گے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۱۱): کسی آدمی نے سواری پر شہر یا گاؤں کے اندر نمازِ نفل ادا کرنے کے دوران قہقہہ لگایا تو وضو نہ ٹوٹے گا کیونکہ شہر اور گاؤں کے اندر سواری پر نماز درست ہی نہیں ہوتی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۱۲): رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ سلام سے بعد تشہد سے پہلے ہو یا سجدۂ سہو کے دوران (اور اس کے بعد سلام سے پہلے) بہر صورت وُضُو ٹوٹ جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۱۳): قَعدۂ اَخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھنے کے بعد اگرچہ عمداً قہقہہ لگایا وضو ٹوٹ جائے گا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

مسئلہ: اِمام نے قہقہہ لگایا یا عمداً حَدث لاحق کرلیا، اس کے بعد مُقتَدِی نے قہقہہ لگایا، اس صورت میں مقتدی کا وضو نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح اگر اِمام کے عمداً کلام یا سَلام کے بعد مُقتَدِی نے قہقہہ لگایا تو مُقتَدِی کا وُضُو نہ ٹوٹے گا۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵، ۱۴۶)

وضاحت (۱): اگر اِمام سے پہلے یا اس کے ساتھ مُقتَدِی نے قہقہہ لگایا تو اس کا وُضُو بھی ٹوٹ جائے گا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۵)

وضاحت (۲): مُقتَدِی اگرچہ مَسبُوق ہو، اگر اس نے اِمام کے قہقہہ کے بعد قہقہہ لگایا تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۶)

وضاحت (۳): دَرجِ بالا صُورت میں مُقتَدِی کے وضو نہ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ جب اِمام نے قہقہہ لگایا تو مُقتَدِی کی نماز بَاطِل ہوگئی، اب اس کا قہقہہ نماز کے بَاطِل ہونے کے بعد ہے (اس سے وُضُو نہیں ٹوٹتا)۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۶)

مسئلہ: نمازِی کا وضو ٹوٹ گیا وہ بِنا کے اِرادہ سے وضو کرنے کے لئے آیا وضو میں وہ مُوزہ یا سَر یا جَبِیرہ کا مسح بھول گیا یا کسی عُضو کو دھونا بُھول گیا، پھر نماز دوبارہ شروع کرنے سے پہلے اس نے قہقہہ لگایا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر نماز کے آغاز کے بعد اس کو یاد آیا کہ میرا مسح یا عضو کا دھونا باقی ہے پھر قہقہہ لگایا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۶)

وضاحت (۱): (بِنا کے اِرادہ سے وُضُو کے لئے آنے والا وضو کر کے دوبارہ شُرُوع کرنے تک) حُکماً نماز کی حالت میں ہوتا ہے (اور حالتِ نماز میں قہقہہ ناقضِ وضو ہوتا ہے اس لئے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۶)

وضاحت (۲): نماز شروع کرنے کے بعد جب یاد آگیا کہ میرا مسح رہتا ہے یا کوئی عُضو دھونے سے رہتا ہے تو اس کی نماز بَاطِل ہوگئی، اس کے بعد قہقہہ نماز کے اندر نہیں بلکہ خارِجِ نماز ہے لہٰذا وُضُو نہ ٹوٹے گا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۶)

(دوبارہ نماز شروع کرنے کے بعد اگر یاد نہ بھی آیا کہ میرا مسح یا عُضو کا دھونا رہتا ہے اور قہقہہ لگایا تو بھی وُضُو نہ ٹوٹے گا کیونکہ وہ نماز ہی نہیں ہوتی جو طَہارت مکمل ہونے کے بغیر ہو لہٰذا قہقہہ خارِجِ صَلٰوۃ ہوگا)

مسئلہ: مرد اور عورت یا دو مردوں یا دو عورتوں کی مُباشَرتِ فَاحِشَہ دونوں کے وُضُو کا نَاقِض ہے، اگر چہ تَرِی نہ دیکھیں۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۱): مُباشَرَت، بَشَرَہ سے ہے جس کا مَعنیٰ ظَاہِری جِلْد ہے اور فَاحِشَہ لفظ فُحْش سے بنا ہے جس کے دو مَعنیٰ ہیں، ایک اس کا مَعنیٰ ظُہور ہے اس صورت میں مرد اور اس کی عورت کے ننگے اَعضاء کا آپس میں مِلنا ہے، دوسرا مفہوم اس کا ہے وہ اَمر جو شرعاً مَمْنُوع ہو تو اس صورت میں مرد اور اَجْنَبی عورت یا دو مردوں یا دو عورتوں کے اَعضا کا آپس میں ملنا ہے (کیونکہ یہ صورتیں شَرعاً ممنوع ہیں)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۲): مُباشَرتِ فَاحِشَہ وضو کا حُکمی نَاقِض ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۳): مُباشَرتِ فَاحِشَہ سے مُرادِ طَرَفَین کی شَرمگاہوں یا قُبُل اور دُبُر کا بغیر پَردَہ کے مِلنا جب کہ مرد کے آلہ میں اِنْتِشار ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۴): طَرَفَین کی شرمگاہوں یا قُبُل اور دُبُر کے بے پردہ مِلنے سے وُضُو ٹوٹتا ہے اگر دُخُول ہو تو غُسل وَاجب ہو جاتا ہے اگر چہ اِنزال نہ ہو۔

وضاحت (۵): وضو کے ٹوٹنے کے لئے طَرَفَین کا بحالتِ شَہْوَت ہونا شَرط ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت (۶): ایسی صُورت میں مَذِی کا اِخراج بِالعُمُوم ہو جاتا ہے اس لئے اِحْتِیاطاً وضو کے ٹُوٹنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۶)

مسئلہ: ذَکر اور عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۷)

وضاحت (۱): ذَکَر (یا فَرْج) کو ہاتھ لگنے کے بعد ہاتھ کو دھو لینا مُسْتَحَب ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۷)

وضاحت (۲): عورت اور مرد کا قریبُ البُلُوغ بچے کو ہاتھ لگنے کے بعد وُضُو کر لینا مُسْتَحَب ہے، اِمَامت کرانے والے کے لئے یہ اِسْتِحْباب زیادہ مُؤکّد ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۱۴۷)

مسئلہ: نماز کے لئے وضو کے مُنکِر کی تَکْفِیر کی جائے گی، نماز کے لئے دیگر عِبادات (جن کی ادائیگی کے لئے وضو ضروری ہے) مثلاً قرآنِ مجید چھُونے کے لئے مُنکِر کی تَکْفِیر نہ کی جائے گی۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

مسئلہ: دَوْرانِ نَماز کچھ اَعْضَائے وُضُو کے دھونے میں شک ہوا تو وضو کا اِعادہ کرکے دوبارہ نماز ادا کرے بشرطیکہ شک کی عَادَت نہ ہو، اگر شک اس کی عَادَت ہو تو نماز جَارِی رکھے، نماز سے فَرَاغت کے بعد اگر یہ شک واقع ہو تو اِعَادَہ نہیں ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

مسئلہ: یہ یقین ہے کہ کوئی عضو وضو میں دھلنے سے رہ گیا لیکن وہ عضو مُتَعَیَّن نہیں تو بایاں پاؤں دھولے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت (۱): یہ حکم اس صُورت میں ہے جب اس کو وضو سے فَرَاغَت کے بعد یاد آیا اگر دَوْرانِ وضو یاد آیا مثلاً پاؤں نہ دھوئے تھے کہ یاد آیا کہ ایک عُضْو دُھلنے سے رہ گیا تو اب سر کا مسح کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت (۲): اس صورت (میں ضابطہ یہ ہے کہ) دُھلے ہوئے عُضْو سے پہلا عُضْو دھویا جائے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

مسئلہ: طہارت کا یقین ہے لیکن بعد میں حَدَث لَاحِق ہونے کا شک ہے یا اس کے بَرعکس معاملہ ہے (کہ حَدَث کا یَقِین ہے لیکن طہارت کا شک ہے) تو یَقِینی اَمْر کو لیا جائے گا (یعنی پہلی صورت میں اپنے آپ کو باوضو جانے اور دوسری صورت میں بے وضو) اور اگر دونوں (وضو اور حَدَث ہونے) کا یقین ہے لیکن شک اس میں ہے کہ پہلے کون سا ہوا تو اب اپنے آپ کو باوضو جانے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت (۱): جب ایک امر یعنی وضو یا حَدَث کا پہلے ہونا یَقِینی ہے اور دوسرے یعنی بعد میں ہونے والے اَمْر کے بارے میں شک ہے تو یَقِینی امر کو لیا جائے گا کیونکہ وہ پہلے سے ہے، لیکن اگر دوسرے امر جو کہ مَشْکُوک ہے کی تَائِید کسی اور وجہ سے ہوجائے تو وہ رَاجِح ہوجائے گا۔

مثال اول: باوُضُو آدمی کو بَحالتِ طہارت بَیْتُ الْخَلَاء میں دَاخِل ہونے کا یقین ہے لیکن وہاں سے بَاہر آنے سے پہلے قَضَائے حَاجَت کا شک ہے تو اس کے ذمہ دوبارہ وضو کرنا ہے۔

مثال ثانی: بے وضو کو یقین ہے کہ وہ پَانی کا بَرتَن لے کر وضو کے لئے بیٹھا تھا، اسے شک ہے کہ اس نے اٹھنے سے پہلے وضو کیا یا نہیں تو اس کے ذمہ (دوبارہ) وضو نہیں (وہ اپنے آپ کو باوضو جانے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت (۲): درجِ بالاصُورتوں میں حدَث سے مُرادحقیقی بھی ہوسکتا ہے حکمی بھی، مثلاً شک ہوا کہ سویا تھا، یاسُرینوں کو جما کرسویا تھایا نہیں، یااس کے سُرینوں میں سے ایک اُٹھ گیا تھایا نہیں۔ (ردالمحتار، ج ا،ص ۱۵۰)

مسئلہ: پانی یا کپڑے کے ناپاک ہونے، طلاق یاغُلام کوآزادکرنے میں شک ہوتواس کااِعتبارنہیں، یہی حکم کنوئیں، حَوض، راستوں میں رکھے ہوئے مٹکے جن سے چھوٹے، بڑے، مُسلمان اورکافرپانی بھرتے ہیں، مُشرکوں اور جاہلوں کے تیارکردہ گھی، روٹی، کھانوں اور کپڑوں کا ہے (یعنی شک کی بِناپراُن کی ناپاکی کاحکم نہیں دیاجاسکتا)۔

(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ا،ص ۱۵۰)

☆☆☆☆☆

وضاحت: (پیشاب یاپاخانہ کے) خُرُوج کے رَستہ سے نجاست کوزائل کرنااِستنجاء کہلاتا ہے۔

(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ا،ص ۳۳۵)

مسئلہ: اِستنجاء پانچ طرح کا ہوتا ہے۔

﴿۱﴾ جَنابت، حَیض اورنِفاس کی صُورت میں مَخرَج کودھونا تاکہ نجاست باقی بدن پرنہ پھیل جائے، یہ واجب ہے۔

﴿۲﴾ نجاست مَخرَج سے تجاوُزکرجائے وہ تجاوُزکم ہویازیادہ، اَحوَط یہ ہے کہ اس صورت میں اِستنجاء واجب ہے۔

﴿۳﴾ نجاست مَخرَج سے تجاوُزنہ کرے، اس صورت میں مَسنُون ہے۔

﴿۴﴾ پیشاب کرے یاخانہ نہ پھرے توقُبُل کودھونا مُستحَب ہے۔

﴿۵﴾ ہَواکے خُرُوج پراِستنجاء کرنابِدعت ہے۔ (ردالمحتار، ج ا،ص ۳۳۶)

اسی طرح پتھرنکلنے یاسونے یافصدلگوانے کے بعداِستنجاء کرنابِدعت ہے۔

(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ا،ص ۳۳۵)

وضاحت (۱): ہَوا خُودِ پاک ہوتی ہے، اس سے وضوٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مَوضع نجاست سے پیدا ہوتی ہے، ہَوا کے خارِج ہونے سے جِسم پر کچھ نجاست نہیں لگتی لہٰذا اس وقت استنجاء سُنّت نہ ہوگا بلکہ بِدعَت ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۵)

وضاحت (۲): پتھر پر اگر تَرِی نہ ہو یا تَرِی تو ہو لیکن اس سے دُبُر پر نجاست نہ لگے تو اِستنجا فُضُول ہے، اور اگر اس پر تری ہو اور نجاست جسم پر لگ جائے تو اس صورت میں اِستنجا نجاست کے لگ جانے کے باعِث کیا جائے گا پتھر لگنے کی وجہ سے نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۵)

وضاحت (۳): فصد لگوانے سے مَوضِعِ فصد پر نجاست (خُون) ہوگا سَبِیلَیْن پر نجاست نہیں ہوگی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۵)

مسئلہ: اِستنجاء کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔

﴿۱﴾ اِستنجاء کرنے والا

﴿۲﴾ اِستنجاء کرنے کا ذَرِیعَہ پانی اور پتھر وغیرہ

﴿۳﴾ دو رستوں میں کسی رستہ سے نکلنے والی نجاست، اسی طرح باہر سے نجاست استنجاء کے مقام پر لگ جائے۔

﴿۴﴾ استنجاء کا مقام قُبُل یا دُبُر۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۶)

وضاحت (۱): غیر مُعتَاد نجاست مثلاً خُون یا پِیپ اگر پیشاب یا پَاخَانَہ کے مَقام سے نکلیں تو اس صورت میں پتھر کے اِستِعمال سے مَوضِعِ استنجاء پاک ہو جاتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۶)

وضاحت (۲): بَاہر سے مَوضِعِ اِستنجاء پر نجاست لگ جائے تو پتھر (وغیرہ سے پونچھنے سے) اِستنجاء درست ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۶)

مسئلہ: اِستنجاء کے لئے (پانی یا) پتھر وغیرہ جو خود پاک ہو نجاست کو زَائِل کرنے والا اور مقام کو صاف کرنے والا ہو نیز بے قیمت ہو استعمال کیا جائے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

وضاحت (۱): استنجاء کے لئے پاک چیزیں مثلاً پتھر، ڈھیلے، مٹی اور پُرانے کپڑے اِستِعمال کرنا مَسنُون ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

وضاحت (۲): (استنجاء کی اشیاء بے قیمت ہونی چاہئیں لیکن) پانی اس سے مُستَثنٰی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

وضاحت (۳): دِیوار کے ساتھ استنجاء کرنا درست ہے، کرائے پر مکان لیا تو اس کی دیوار سے اِستنجاء سُکھانا جائز ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

وضاحت (۴): اِستنجاء کے بعد پسینہ آئے، اور مَوضعِ استنجاء سے بہ کر بدن یا کپڑے پر دِرہَم کی مقدار سے زائد لگ جائے وہ نجس نہ ہوں گے، اسی طرح استنجاء کے بعد کوئی آدمی قلیل پانی میں داخل ہو تو پانی ناپاک نہ ہوگا، پتھر سے استنجاء کے بعد بھی شَرِیعَت اِستنجاء کے مَقام کو پاک قرار دیتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

مسئلہ: استنجاء کا مَقصُود مقامِ استنجاء کو صاف کرنا ہے، گرمیوں یا سردیوں میں اس کا کوئی خاص طریقہ نہیں، یہی اَوجَہ ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

مسئلہ: اس میں پتھروں کی تعداد مَسنُون نہیں ہے بلکہ تین پتھروں سے کرنا مُستَحَب ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

وضاحت (۱): سنت سے مراد سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے، (یعنی تین پتھروں سے استنجاء کرنا سُنَّتِ مُؤَکَّدہ نہیں ہے، اگرچہ) حدیثِ مُبارکہ میں تین پتھروں سے استنجاء کا حکم مَذکُور ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

طَاق پتھروں کے اِستِعمال کا حکم وُجُوب کے لئے نہیں جیسا کہ اَلفاظ حَدیث سے ظاہر ہے۔

"مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ فَمَنْ فَعَلَ فَحَسَنٌ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ"

جو استنجاء کرے اُسے طاق بار کرنا چاہئے جس نے ایسا کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا اس پر کوئی حَرَج نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

مسئلہ: پتھروں کے اِستِعمال کے بعد پانی سے استنجاء کرنا سنت ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

وضاحت (۱): مُطلَق پانی سے استنجا کرنا ڈھیلوں کے استعمال کے بعد سُنَّت ہے، اگرچہ ہر مائع جس سے نجاست کو زائل کیا جا سکتا ہے، سے استنجا درست ہے لیکن پانی کے علاوہ دیگر مائعات کا اِستِعمال مکروہ ہے کیونکہ اس میں بلاضرورت اِضاعَتِ مال ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۷)

وضاحت (۲): پانی سے اِتنا دھوئے کہ دِل کو اِطمینان ہو جائے کہ مَقامِ استنجاء پاک ہو چکا ہے، وَسوَسہ کا مریض صِرف تین بار دھوئے، کیونکہ پیشاب نجاست غیرِ مَرئی ہے اور پاخانہ اگر چہ نجاستِ مَرئی ہے لیکن استنجاء کرنے والے کی نظروں سے اَوجھل ہوتا ہے لہٰذا اسے بھی اس صورت میں نجاستِ غیرِ مَرئیہ کے قائم مَقام کر دیا گیا ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

وضاحت (۳): پانی کے ساتھ دھونا تب جائز ہے جبکہ بے پردہ دھو سکے، اگر پردہ مُیَسّر نہ آسکے تو پانی سے دھونا ترک کر دے اگر چہ نجاست مَخرَج سے قدرِ دِرہم تجاوُز کر جائے، اس صورت میں پتھر وغیرہ استعمال کرے اور نماز وقت کے اندر اسی حالت میں ادا کرے لیکن بعد میں اِعادہ کر لے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

وضاحت (۴): بے پردگی کی صورت میں پانی سے استنجاء کرنے کو ترک کرنے کا حکم مرد، عورت سب کے لئے ہے اگر چہ وہ صِرف مردوں، صرف عورتوں یا مردوں کے ملے جلے مَجمع میں ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

وضاحت (۵): اِستنجاء کے لئے بے پردہ ہونے سے آدمی فاسِق ہو جاتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

وضاحت (۶): اگر پاخانہ کے لئے مجبوراً بے پردہ ہوا تو فاسِق نہ ہوا کیونکہ یہ اَمرِ طَبعی ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

وضاحت (۷): پانی اور پتھر دونوں سے استنجا کرنا سب سے بڑھ کر فضیلت والا ہے، اس سے کم صرف پانی سے اور اس سے کم صرف پتھر سے استنجاء کرنا ہے، سنت کی ادائیگی تمام صُورتوں میں ہو جاتی ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

مسئلہ: نجاست اگر مَقامِ اِستنجاء کے اِردگرد ایک دِرہم سے زائد مقدار تجاوُز کر جائے تو دھونا فرض ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

وضاحت (۱): اگر سوراخِ ذَکَر سے پیشاب اتنا تجاوُز کر جائے تو بھی دھونا فرض ہے، پتھر وغیرہ سے اِستنجا کفایت نہیں کرے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۸)

وضاحت (۲): اگر مَخرَج کے علاوہ نجاست اِردگرد ایک دِرہم سے زائد تجاوُز کر گئی تو بالاِتِّفاق دھونا فرض ہے، اور اگر مَخرَج اور اِردگرد کی نجاست کی مَجموعی مقدار ایک دِرہم تک پہنچتی ہے تو صحیح یہ ہے کہ اس صُورت میں پانی سے دھونا فرض نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹)

مسئلہ: ہڈی، کھانے، لید، اینٹ، ٹوٹے ہوئے برتن کے ٹکڑے، شیشے، محترم شی جیسے کہ ریشم کے ٹکڑے، دائیں ہاتھ، کوئلے اور جانوروں کے چارے سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱)

وضاحت (۱): ہڈی جنّوں کی خوراک ہے، نبی کریم ﷺ نے اس سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے، ارشادِ نبوی ہے۔

لَاتَسْتَنْجُوْابِهَافَاِنَّهُمَاطَعَامُ اِخْوَانِكُمْ

ہڈی اور لید سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں کی خوراک ہے (ہڈی جنوں کی خوراک ہے، اور لید ان کے چوپایوں کی خوراک ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹)

وضاحت (۲): جب جنّوں اور ان کے چوپایوں کی خوراک سے اِستنجاء کی ممانعت ہے تو انسانوں اور ان کے چوپایوں کی خوراک سے اِستنجاء بدرجۂ اَولیٰ ممنوع ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹)

وضاحت (۳): دائیں ہاتھ سے اِستنجاء کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔ صحیحین میں ہے۔

''جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو اپنے عضوِ تناسُل کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے، اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے اِستنجاء کرے''۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹)

وضاحت (۴): اینٹ، برتن کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے سے، شیشے اور کوئلے سے مَقامِ اِستنجاء کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹)

وضاحت (۵): محترم شی سے اِستنجاء کی صُورت میں اِضاعتِ مال ہوتی ہے جو کہ ممنُوع ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹)

وضاحت (۶): جو چیز دوسرے کا حق ہے اس سے استنجاء کرنا بھی ممنوع ہے، اگرچہ وہ مسجد کی دیوار ہو یا کسی کی مِلک چیز ہو۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۹)

وضاحت (۷): لید اگرچہ سُوکھی ہوئی ہو اس سے اِستنجاء جائز نہیں، اسی طرح سُوکھے ہوئے پاخانہ سے بھی اِستنجاء درست نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۰)

وضاحت (۸): پتھر جس کو استنجاء میں استعمال کیا گیا ہو، سے بھی اِستنجاء درست نہیں ہاں اس کی دوسری طرف سے جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۰)

وضاحت (۹): مَسجد کے کُوڑے، زَمزَم شریف، لکھنے کے قَابِل کاغذ، تحرِیر شُدہ کاغذ سے اِستنجاء کرنا ممنوع ہے۔

وضاحت (۱۰): نئے یا قیمتی کپڑے سے پیشاب یا پَاخَانَہ پُونچھنا اور اس کے بعد اس کو دھولینا درست ہے جب کہ اس طرح اس کی قیمت میں کمی واقع نہ ہوتی ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۰)

وضاحت (۱۱): اگر بائیں ہاتھ سے مَعذُور ہو دائیں ہاتھ سے اِستنجاء درست ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۰)

وضاحت (۱۲): مَرِیض مرد جو وُضُو پر قادِر نہیں ہے اس کی بیوی نہ ہو تو اس کا بھائی اور بیٹا اس کو وُضُو کرائیں، لیکن اس کو اِستنجاء نہیں کرا سکتے، اِستنجاء اس سے سَاقِط ہے، اسی طرح مَرِیض عورت جو وُضُو پر قدرت نہ رکھتی ہو اس کا خَاوَند نہ ہو تو اس کی بیٹی یا بہن اسے وُضُو کرائے گی اِستنجاء اس سے سَاقِط ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

وضاحت (۱۳): مَسْئَلہ میں درج چیزوں سے کسی نے اِستنجاء کرلیا تو اِستنجاء ہو جائے گا اگرچہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

مسئلہ: پیشاب، پَاخَانَہ کے وَقت شرمگاہ کا قِبلَہ کی جَانِب کرنا یا اس حَالَت میں قِبلَہ کی جَانِب پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اگرچہ عِمَارَت کے اندر ہو، اگر بھول کر اس حَالَت میں شرمگاہ کو قِبلَہ کی جَانِب کر کے یا پیٹھ کر کے بیٹھ گیا تو یاد آنے پر پھر جائے، اگر پھرنے پر قُدرَت نہ ہو تو کوئی حَرَج نہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

وضاحت (۱): قِبلَہ کی جَانِب سے وہی مراد ہے جو بحَالَتِ نَماز مُرَاد ہوتی ہے (یعنی عَینِ قِبلَہ سے پینتالیس دَرَجہ دائیں اور بائیں قبلہ کی سمت ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

وضاحت (۲): قِبلَہ کے مُشتَبِہ ہونے کی صُورَت میں تَحرِّی کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

وضاحت (۳): قِبلَہ کی دائیں یا بائیں (شَمال اور جُنُوب) کی جَانِب سے ہَوا چل رہی ہو اور غَالِب گُمان یہ ہو کہ اِن سمتوں میں رُخ کرنے سے (ہَوا کے دَباؤ کی وجہ سے) نجاست واپس اس پر آئے گی تو اس صورت میں قِبلَہ کی جَانِب پیٹھ کر کے بیٹھ جائے، مُنہ کر کے نہ بیٹھے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

وضاحت (۴): اِستنجاء اور غُسل کی حَالَت میں قِبلَہ رُو ہونا مکروہ تحریمی نہیں، ترکِ اَدَب ہے، بحَالتِ غُسل با پَردَہ ہو تو قِبلَہ رُو ہونا مکروہ نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

وضاحت (۵): نیند کی حالت میں پاؤں عمداً قبلہ کی جانب پھیلانا اور جماع کے وقت قبلہ رُو ہونا مکروہ ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۱)

وضاحت (۶): حدیثِ پاک میں ہے جو شخص قبلہ رُو ہو کر پیشاب کرنے لگے پھر یاد آجائے اور قبلہ کی تعظیم کی خاطر قبلہ سے مُنہ پھیر لے تو اس کے اُٹھنے سے پہلے اس کے گُناہ مُعاف کردیئے جاتے ہیں۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۲)

وضاحت (۷): اگر قبلہ سے رُخ پھیرنے پر قُدرت نہ ہو تو کَراہت نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۲)

وضاحت (۸): چھوٹے بچے کو پکڑ کر پیشاب پاخانہ کرانے میں اس کا رُخ قبلہ کی جانب کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۲)

مسئلہ: پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں سُورج اور چاند کی طرف رُخ کرنا بھی مکروہ ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۲)

درجِ ذیل مَقامات پر پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔

﴿۱﴾ پانی میں، رُکا ہوا ہو یا جارِی ہو، رُکے ہوئے پانی میں مکروہ تحریمی اور جاری پانی میں مکروہ تنزیہی ہے۔

﴿۲﴾ نہر، کنویں، حوض اور چشمے کے کنارے پر

﴿۳﴾ پھل دار اور سایہ دار درخت کے نیچے جس کے نیچے لوگ بیٹھنے سے نفع اُٹھاتے ہوں۔

﴿۴﴾ مسجد، عیدگاہ کے قریب۔

﴿۵﴾ قبروں اور چوپایوں کے درمیان۔

﴿۶﴾ لوگوں کی گذرگاہ میں۔

﴿۷﴾ ہوا کے رُخ پر۔

﴿۸﴾ چوہے، سانپ اور چیونٹی کے بل اور دوسرے سوراخوں میں۔

﴿۹﴾ لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ پر۔

﴿۱۰﴾ رستے، قافلے اور خیمے کے پاس۔

﴿۱۱﴾ ڈھلوان پر بیٹھ کر اونچی جگہ۔

﴿۱۳﴾ بلاعُذر کھڑے، لیٹ کر، کپڑے اتار کر۔

﴿۱۴﴾ وُضو اور غُسل کی جگہ میں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۱): نبیِ کریم ﷺ نے رُکے ہوئے اور جارِی پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۲، ۳۴۳)

وضاحت (۲): قلیل رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا حَرام ہے، کیونکہ اس سے وہ ناپاک ہوجائے گا اس کی مالِیّت تَلَف ہوجائے گی اور کوئی اور دھوکے میں آکر اسے اِستِعمال کرسکتا ہے، پاخانہ پھرنا پیشاب کرنے سے زیادہ بُرا ہے، اسی طرح برتن میں پیشاب کرکے اس کو پانی میں ڈال دینا یا نہر کے قریب پیشاب کرنا کہ پیشاب بہہ کر نہر میں چلا جائے سب عَمَل مَذمُوم قَبیح اور مَمنُوع ہیں، اِستِنجا کا ڈھیلہ قلیل پانی میں پھینکنا بھی حَرام ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۲)

وضاحت (۳): کشتی میں سَواری کی صُورت میں سمندر (اور دریا) میں پیشاب اور پاخانہ پھرنا ضرورت کی بنا پر مکروہ نہیں ہے، جارِی نہر کے اوپر بَیتُ الخَلاء تعمیر کرنا یا گندے نالوں کا پانی اس میں ڈالنا مکروہ ہے، گندے نالوں میں پاخانوں (اور گندی نالیوں) کا پانی ڈالنا (یا ان پر بَیتُ الخَلاء تعمیر کرنا) مکروہ نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۴): نہر وغیرہ کے کناروں پر پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے، اگرچہ نجاست نہر تک نہ پہنچے، کیونکہ اس سے پانی کے پاس سے گذرنے والوں کو اِیذا ہوگی نیز وہاں سے پانی تک نجاست پہنچنے کا اِمکان ہے، نیز نبیِ کریم ﷺ نے پانی پر آنے کے رَستوں پر پیشاب پاخانہ سے منع فرمایا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۵): پھل دار درخت کے نیچے پیشاب پاخانہ ممنوع ہے کیونکہ اس سے گرنے والے پھل ناپاک اور ضائع ہوں گے، پھل پکنے سے پہلے بھی ممنوع ہے کیونکہ بِالعُمُوم نجاست بارِش اور دھوپ وغیرہ سے زائل نہیں ہوتی، اسی طرح سبزیوں پر پیشاب اور پاخانہ بھی ممنوع ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۶): لوگوں کے بیٹھنے کی جگہوں میں پیشاب وغیرہ ممنوع ہے جب کہ ان کا اِجتماع حَرام یا مکروہ کے لئے نہ ہو اگر ان کا اِجتماع حَرام یا مکروہ ہو تو ان کو روکنے کے لئے ایسا کرنا مَطلُوب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۷): قبرُوں کے درمیان پیشاب وغیرہ مکرُوہ تحریمی ہے، کیونکہ میت کو ان اشیاء سے ایذا ہوتی ہے جن سے زندہ کو تکلیف پہنچتی ہے، عُلماء نے تصریح فرمائی ہے کہ (پُرانے) قبرستان کے اندر نئے رستے پر چلنا حرام ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۸): جانوروں کے بِلُوں اور سوراخُوں میں پیشاب وغیرہ منع ہے کیونکہ ممکن ہے کوئی چیز نکل کر اسے کاٹ کھائے، نیز نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، علاوہ ازیں یہ جِنُّوں کی اِقامت گاہیں ہوتی ہیں، حضرت سَعد بن عبادہ خزرجی رضی اللہ عنہ کو بل میں پیشاب کرنے کے باعث ایک جن نے قتل کر دیا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۹): جن مُحترم چیزوں سے اِستنجاء کرنا منع ہے ان پر پیشاب وغیرہ کرنا بھی ممنُوع ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۱۰): کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکرُوہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳)

وضاحت (۱۱): بغیر عُذر لیٹ کر یا کپڑے اُتار کر پیشاب وغیرہ کرنا ممنوع ہے، کیونکہ یہ یہُود و نصاریٰ کا عمل ہے (یہ مُمانعت اس صُورت میں ہے جب کہ صرف پیشاب وغیرہ کے لئے کپڑے اُتارے اگر کسی اور مقصد کے لئے کپڑے اُتارنے پڑے اور پیشاب کرلیا تو مُمانعت نہ ہونی چاہئے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۴)

وضاحت (۱۲): وُضُو اور غُسل کی جگہ پر پیشاب کرنے سے وَسوسہ پیدا ہوتا ہے، یہ مُمانعت اس صُورت میں ہے جب کہ پیشاب کے باہر نکل جانے کا رستہ نہ ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۴)

مسئلہ: پیشاب اور پاخانہ کے دَوران گُفتگو کرنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ عمل از رُوئے ارشادِ نبوی اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے، یہ کراہت صرف پیشاب اور پاخانہ کی صورت سے خاص نہیں بلکہ بے پردہ ہونے کی صُورتوں میں بھی ہے، اسی طرح بغیر ضرورت کے اس حالت میں کھانسنا بھی درست نہیں اگر ضرورت ہو مثلاً کوئی اس حالت میں اس کے پاس آرہا ہو تو اسے روکنے کے لئے کھانسنے سے (یا گفتگو کے ذریعہ سے) روکنا درست ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۳، ۳۴۴)

مسئلہ: پیشاب کے بعد قطرات کے خاتمہ کے لئے کھانسنا، کچھ چلنا، بائیں کروٹ پر لیٹنا وغیرہ اَعمال کرنا واجب ہیں، حتّٰی کہ یقین ہوجائے کہ پیشاب کا کوئی قطرہ جسم میں باقی نہیں (اس کا طریقہ ہر شخص کی اپنی طبیعت پر موقوف ہے کیونکہ) اس بارہ میں لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۴، ۳۴۵)

مسئلہ: اِستنجاء میں جب مقامِ اِستنجاء پاک ہوگیا تو ہاتھ بھی پاک ہوجاتا ہے، لیکن اِستنجاء کے بعد ہاتھ کو دھولینا سُنّت ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۵)

مسئلہ: باوُضُو آدمی اگر جسم کو مسنون طریقہ پر ڈِھیلا چھوڑ کر اِستنجاء کے لئے بیٹھا تو وُضُو ٹُوٹ گیا، اگر جسم کو ڈِھیلا نہ چھوڑا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۵)

اِستنجاء کا طَرِیقہ

پیشاب پاخانہ کے غلبہ سے پہلے ہی بَیتُ الخلاء میں جانا چاہئے، ایسی چیز جس پر کوئی مُعظّم نام لکھا ہو ساتھ نہ لے جائے، ننگے سر نہ جائے، ٹوپی کے اوپر کوئی کپڑا ڈال کر داخل ہو، جب دَروازے پر پہنچے دُعا سے پہلے بِسمِ اللّٰہ پڑھے، یوں کہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

بایاں پاؤں پہلے اندر رکھے، بیٹھنے کے قریب ہونے پر ستر کھولے اس سے پہلے نہ کھولے، دونوں پاؤں کو کُھلا رکھے، بائیں پاؤں کی جانب جُھک کر بیٹھے، اُمُورِ آخرت کے بارے مثلاً مسائلِ شرعیہ اور علم میں غور نہ کرے، سلام اور اَذان کا جواب نہ دے، چھینک آئے تو دِل میں اَلحمدُ لِلّٰہ کہے، شرم گاہ کو نہ دیکھے نہ ہی خارِج ہونے والی نجاست کو دیکھے، پیشاب (پاخانے) میں نہ تھوکے نہ ناک کی غلاظت ڈالے، دیر تک نہ بیٹھے کیونکہ اس سے بَواسیر کا عارضہ پیدا ہوجاتا ہے، نہ کھانسے، کثرت سے اِدھر اُدھر نہ دیکھے، اپنے بدن سے نہ کھیلے، اپنی نظر آسمان تک نہ اٹھائے، حیاء سے اپنا سر جُھکا لے، خارِج شُدہ نجاست کو دفن کردے (یا پانی سے بہادے) فَراغت میں کوشش کرے، جب فارِغ ہوجائے تو ذَکر کو جڑ کی طرف سے سر تک سونتے (تاکہ اگر پیشاب کا کوئی قطرہ باقی ہو تو خارِج ہوجائے)، پھر تین پتھروں سے مقامِ اِستنجاء کو پُونچھے، مکمل اُٹھنے سے قبل شرمگاہ کو ڈھانپ لے (اگر مزید قطراتِ پیشاب کا خطرہ نہ ہو تو) بَیتُ الخلاء سے دایاں پاؤں پہلے نکال کر باہر آجائے اور یہ دُعا پڑھے۔

غُفْرَانَکَ. اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَایُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَکَ عَلَیَّ مَایَنْفَعُنِیْ

الٰہی! تیری بَخْشِش کا طَلَب گار ہوں، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اِیذا دینے والی چیزوں کو مجھ سے دُور فَرمادیا اور نفع دینے والی چیز کو باقی رکھا۔

پھر اِسْتِبراء کرے (یعنی کچھ چلے، کَھانسے یا بَائیں کروٹ پر لیٹے یہاں تک کہ قطرات کے ختم ہونے کا وُثُوق ہوجائے) جب پیشاب کے اثر کے ختم ہونے کا یقین ہوجائے تو اِسْتِنْجاء کے لئے دوسری جگہ پر بیٹھے (اگر پہلے سے پیشاب کے اثر کے خَاتِمہ کا ظَنِّ غَالِب ہوجائے تو اِسی مَقام پر اِسْتِنْجاء کرسکتا ہے بشرطیکہ جِسم پر نجاست پڑنے کا خَدشہ نہ ہو) ستر کھولنے سے پہلے پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ

عَظمت والے اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی حَمد کے ساتھ، سَاری تعریفیں اَللہ تَعالیٰ کے لئے جِس نے دین اِسْلَام نَصِیب فرمایا، اے اَللہ! مجھے تَوبہ کرنے والوں میں بنا مجھے پَاک لوگوں میں سے بنا جن پر نہ کوئی خَوف ہوگا اور نہ ہی وہ غَم نَاک ہوں گے۔

دَائیں ہاتھ سے شرم گاہ پر پانی ڈالے، پَانی کے بَرتن کو اُونچا رکھے، بَائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو دھوئے، پہلے اَگلے حِصّہ کو دھوئے بعد میں پچھلے حِصّہ کو، اپنے مَقْعَد کو تین بَار ڈِھیلا چھوڑے، اور ہر دَفعہ مَل کر دھوئے، روزہ دار نہ ہو تو دھونے میں مُبَالَغہ کرے، (روزہ دار ہونے کی صورت میں) جِسم کو سکیڑنے سے قبل اِسْتِنْجاء کے مَقام کو کپڑے سے پُونچھ لے تاکہ پانی جِسم میں دَاخِل نہ ہوجائے، اس طرح روزہ ٹُوٹ جائے گا، اس کے بعد ہاتھ کو دِیوار یا پَاک زَمِین پر ملے اور تین بار دھولے، پھر شَلْوار پہن لے اور اس پر پانی چھڑک لے تاکہ شَیطَان وَسْوَسہ نہ ڈال سکے پھر (باہر آکر) یوں کہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَهُوْرًا وَّالْاِسْلَامَ نُوْرًا وَّقَائِدًا وَّدَلِیْلًا اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی جَنَّاتِ النَّعِیْمِ

سب تعریفیں اَللہ تعالیٰ کے لئے جس نے پانی کو طَہارت کا ذَرِیعہ بنایا، اِسلام کو اَللہ تعالیٰ کی جَانِب اور نعمت والی جَنّتوں کی جَانِب قَائِد، رَہنُما اور نُور بنایا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۴۵، ۳۴۶)

فرائضِ غسل

وضاحت (۱): فرائض فرض کی جمع ہے اس کی تعریف وضو کے باب میں مذکور ہو چکی، اس کی دو قسمیں ہیں۔
﴿۱﴾ فرضِ اعتقادی ﴿۲﴾ فرضِ عملی۔ ان کی وضاحت بھی گذر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

وضاحت (۲): غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا فرضِ قطعی (اعتقادی) نہیں بلکہ فرضِ عملی ہیں کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انہیں سنت قرار دیتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۱)

وضاحت (۳): مسنونِ غسل میں منہ اور ناک دھونا فرض نہیں ہے لیکن حصولِ سنت کے لئے ان کو دھونا شرط ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۱)

وضاحت (۴): غسل (غین کے پیش کے ساتھ) دو معنوں میں آتا ہے۔
﴿۱﴾ سارے جسم کو دھونا۔ ﴿۲﴾ وہ پانی جس سے دھویا جائے۔
ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا. فَوَضَعْتُ لَهٗ غُسْلًا (میں نے آپ کے نہانے کے لئے پانی رکھا) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (انہی معنوں میں) غین کی زبر کے ساتھ افصح اور اشہر لغت ہے، پیش کے ساتھ صرف فقہا کے استعمال میں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۱. البحر الرائق، ج ۱، ص ۴۸)

مسئلہ: غسل کے فرائض اگرچہ علمائے کرام نے متعدد بیان فرمائے ہیں لیکن ان سب کا مرجع ایک ہی ہے اور وہ ہے حتی الامکان، حرج کے بغیر (ایک بار) سارے جسم پر پانی بہا دینا لیکن تعلیم (میں سہولت) کے لئے اس کے فرائض کو متعدد بیان کیا جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۵۵)

وضاحت (۱): غسل میں جسم کا کچھ حصہ خشک رہ گیا جہاں پانی نہ پہنچا تھا غسل نہ ہوا، اگرچہ وہ بہت تھوڑا ہو، کیونکہ ارشادِ ربانی ہے۔ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا
اس آیۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سارے بدن کو پاک کرنے کا حکم دیا ہے، بدن کا لفظ اگرچہ جسم کے ظاہر اور باطن دونوں کو شامل ہے لیکن جن اعضا تک پانی پہنچانا ناممکن ہے وہ آیۂ مبارکہ کے حکم سے خارج ہیں اور اسی طرح وہ اعضا جن تک پانی پہنچانا مشکل ہے وہ بھی خارج ہیں۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۴۸)

وضاحت (۲): آنکھوں کو اَندر سے دھونا مُشکل ہے (ناممکن نہیں) اُن کے اَندر سے دھونے میں وَاضح حَرَج ہے، کیونکہ آنکھ چربی ہے جو پانی کو قبُول نہیں کرتی بعض صَحابۂ کرام جو بَاتکلّف اُنہیں دھوتے تھے وہ آنکھوں سے مَعذُور ہوگئے جیسے حضرت اِبنِ عُمر اور حضرت اِبنِ عبّاس رضی اللہ عنہم۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۴۸)

وضاحت (۳): آنکھوں میں ناپاک سُرمہ لگالیا ان کو دھویا نہ جائے گا (کیونکہ دھونے میں حَرَج ہے جیسا کہ وضاحت نمبر ۲ میں بیان ہوچکا)۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۴۸)

وضاحت (۴): دھونے (غَسل) کا مَفہُوم وُضُو کے باب میں وَضاحت سے بیان ہوچکا ہے لہٰذا اِعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: (سارے) مُنہ اور ناک کو (اَندر سے) دھونا غُسل میں فَرض ہے۔ (نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۵۵)

وضاحت (۱): غُسل میں مُنہ اور ناک کا دھونا فَرضِ عَمَلی (فَرضِ اِجتہادی) ہے، وضو میں نہیں بلکہ وُضُو میں یہ دونوں مَسنُون ہیں، کیونکہ ان کے دھونے میں حَرَج نہیں ہے، لہٰذا غُسل کے بارے میں آیۂ کَریمہ کے حکم میں یہ دونوں اَعضاء شامل ہیں، نبیِ پاک ﷺ کا اَرشادِ مُبارک بھی ہے۔

تَحتَ كُلِّ شَعرَةٍ جَنابَةٌ فَبلُّوا الشَّعرَ وانقُوا البَشرَةَ. (رواہ الترمذی)

ہر بال کے نیچے جَنابت ہوتی ہے لہٰذا بالوں کو تر کرو اور جِسم کی جِلد کو پاک کرو۔

وُضُو میں ان دونوں اَعضا کا دھونا فَرض نہیں کیونکہ آیتِ مُبارکہ کی رُو سے وَجہ (چہرے) کا دھونا فَرض ہے (وجہ مُواجہت سے ہے) اور مُواجہت کا اِطلَاق مُنہ اور ناک کے اَندر پر نہیں ہوتا لہٰذا وُضُو میں ان دونوں اَعضاء کا دھونا فَرض نہیں ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۴۸)

وضاحت (۲): کسی آدمی نے پُورے منہ سے ڈُگڈا کر پانی پی لیا تو منہ کو اَندر سے دھونے کا فَرض اَدا ہوجائے گا، اگر مَسنُون طَریقہ پر (چُوس کر) پانی پیا تو فَرض اَدا نہ ہوگا، کیونکہ پانی مُنہ میں لے کر اسے پھینکنا فَرض کی ادائگی کے لئے شَرط نہیں ہے۔ (الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۱، ۱۵۲)

وضاحت (۳): زیادہ اِحتیاط اس میں ہے کہ مُنہ میں پانی لے کر اسے پھینک دے۔ (رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

وضاحت (۴): کُلّی کے پانی کونگلنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

وضاحت (۵): مزید معلومات کے لئے وُضُو کے باب میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے مسائل دوبارہ پڑھ لیں۔

وضاحت (۶): ناک میں سُوکھی ہوئی غلاظت (کا چھڑانا ضروری ہے اس پر پانی بہانے سے فرض ادا نہ ہوگا، اس) کا حکم جسم پر لگی سُوکھی رُوٹی اور آٹے کا ہے کہ وہ (وضو اور غُسل کی تکمیل کے) مانع ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۲. البحر الرائق، ج ۱، ص ۴۹)

وضاحت (۶): اگر کسی دانت میں سوراخ ہو یا دانتوں کے درمیان کھانا ہو یا مَیل ہو تو کُلّی کرنا کفایت کرتا ہے کیونکہ پانی میں لطافت ہوتی ہے اور وہ غالباً تمام مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۴۹)

مسئلہ: ناک اور منہ کے سوا باقی بدن کو دھونا غُسل میں فرض ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

وضاحت (۱): بدن کا اطلاق کندھے سے لے کر سُرین تک جسم کے حصہ پر ہوتا ہے، اَلْمُغرِب اور دوسری لُغت کی کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے، اس طرح لُغت کے اعتبار سے سَر، گردن، ہاتھ اور ٹانگیں بدن سے خارج ہیں، لیکن شرعاً (بدن کا اطلاق ان تمام اعضاء سمیت جسم پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے) یہ داخل ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

وضاحت (۲): اَلْمُغرِب (مُ + غ + رِ + ب) امام مطرزی تلمیذ امام زمخشری کی کتاب ہے جس میں انہوں نے ان الفاظ کے معانی بیان فرمائے ہیں جو فقہ کی کتابوں میں آتے ہیں، ان کی ایک اور اس سے بڑی کتاب بھی ہے جس کا نام المعرب (عین کے ساتھ) ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

وضاحت (۳): بدن کو ملنا فرض نہیں ہے بلکہ یہ مُستحب ہے، کیونکہ یہ دھونے کی تکمیل کرنے والا ہے، یہ دھونے کے لئے شرط نہیں ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

مسئلہ: کان، ناف، مُونچھ، اَبرو، داڑھی، سَر کے بال اگرچہ وہ گوند وغیرہ سے جمائے ہوئے ہوں اور فرجِ خارج کو دھونا فرض ہے۔

وضاحت (۱): پہلے بیان ہو چکا کہ بدن کا ہر وہ حصہ جس کے دھونے میں حرج نہ ہو اس کا دھونا غُسل میں فرض ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

وضاحت (۲): مونچھیں اور ابرو اگرچہ گھنی ہوں ان کے بالوں اور ان کے نیچے کی کھال کا دھونا فرض ہے۔
(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۲)

وضاحت (۳): ناخنوں میں خشک آٹا (ہو اسے نکال کر پانی بہانا ضروری ہے کیونکہ وہ) دھونے میں مانع ہوتا ہے۔
(عالم گیریہ، ج ا، ص ۱۳)

موم، مصطگی، رومی وغیرہ اشیاء کا بھی یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۴)

وضاحت (۴): ناخنوں وغیرہ میں میل کچیل غسل کو مانع نہیں ہے، (اس کا دور کرنا غسل کے درست ہونے کے لئے شرط نہیں ہے)۔
(عالم گیریہ، ج ا، ص ۱۳)

وضاحت (۵): ناخنوں میں غبار یا کیچڑ غسل کا مانع نہیں ہے۔ (عالم گیریہ، ج ا، ص ۱۳)

وضاحت (۶): رنگ ریز (اور چرم فروش) کے ناخنوں پر رنگ کا جرم غسل کو مانع نہیں ہے، یہ حکم ضرورت کی بنا پر ہے۔
(البحر الرائق، ج ا، ص ۴۹)

وضاحت (۷): جسم کے اوپر مچھلی کے چھلکے یا تر روئی چپک کر خشک ہو گئے، غسل کیا لیکن پانی اُن کے نیچے نہ بہا تو جائز نہیں ہے، (ان کو ہٹا کر پانی نیچے بہانا ضروری ہے) اگر مکھی یا پسو کی خشک بیٹ لگی ہو اور غسل کیا تو جائز ہے۔
(عالم گیریہ، ج ا، ص ۱۳)

وضاحت (۸): جسم پر چیچک کی (یا دوسری) پھنسیاں ہیں، ان کے درمیان کا چھلکا جسم سے جدا ہو کر اُبھر آیا ہے لیکن ان کے اطراف جسم سے متصل ہیں، غسل میں پانی ان کے نیچے جسم تک نہیں پہنچا تو کوئی حرج نہیں غسل ادا ہو گیا، بعد میں اگر وہ چھلکا جسم سے اُتر جائے تو غسل کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔ (عالم گیریہ، ج ا، ص ۱۳)

وضاحت (۹): اگر عورت کے بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے تو اسے مینڈھیوں کو کھولنا ضروری نہیں، اور نہ ہی اس کے لئے مینڈھیوں کے اندر پانی بہانا ضروری ہے، اور اگر اس کے بال کھلے ہوں تو ان کے اندر پانی بہانا ضروری ہے۔
(عالم گیریہ، ج ا، ص ۱۳)

اگر جڑوں تک پانی نہ پہنچ سکے تو ان کو کھول کر پانی بہانا واجب ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۳)

وضاحت (۱۰): مرد کے لئے داڑھی کے بالوں کے درمیان اور اس کی جلد تک نیز سر کے بالوں کے درمیان پانی پہنچانا واجب ہے اگر چہ وہ بٹے ہوئے ہوں۔ (عالم گیریہ، ج ا، ص ۱۳)

وضاحت (۱۱): عورت نے سَر کے بالوں میں خُوشبُو اس طرح چپٹالی کہ پانی اس کے بالوں کی جڑ تک نہیں پہنچتا تو اس کے لئے اس کو ہٹانا ضروری ہے تا کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۳)

وضاحت (۱۲): کان کی بالی اور اَنگُشتَری اگر تنگ ہوں تو ان کو حَرَکت دے کر پانی پہنچانا واجب ہے، اگر بالی یا ناک کے زیورات پہنے ہوئے نہ ہوں اور ان کے سوراخوں میں پانی غُسل کے دوران داخل ہو جائے تو کافی ہے ورنہ ان میں پانی بہائے، ان سوراخوں میں لکڑی وغیرہ داخل کر کے پانی بہانے کا تَکَلُّف نہ کرے۔
(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۴)

وضاحت (۱۳): ناف کے اندر پانی بہانا واجب ہے، مُبالَغہ کے لئے اس میں اُنگلی داخل کی جائے۔
(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۴)

وضاحت (۱۴): ناک اور کان وغیرہ کا جو سوراخ بند ہو چکا ہو اس میں پانی بہانا واجب نہیں۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۵۲)

وضاحت (۱۵): وہ مرد جس کا خَتنہ نہ ہوا ہو، اگر قُلفہ کو اُلٹا اور ہٹا کر حَشفَہ کو ننگا کر کے پانی بہانا ممکن ہو تو پانی بہانا واجب ہے ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۳)

وضاحت (۱۶): جَنابت، حَیض اور نِفاس میں مَستُورات کے لئے فَرجِ خارِج کو دھونا واجب ہے، اور وُضُو میں (دَورانِ اِستنجاء) مَسنُون ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۴)

وضاحت (۱۷): عورت اپنے فَرجِ (داخل) میں دَورانِ غُسل اُنگلی داخل نہ کرے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۴)

وضاحت (۱۸): کسی آدمی نے (جِسم پر) تیل لگایا (دَورانِ غُسل پانی بہایا) تو کِفایت کرے گا اگر چہ تیل کے نیچے جسم تک پانی نہ پہنچ سکے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۱۴)
اگر جَما ہوا گھی یا چربی لگی تو اس پر پانی بہانا کافی نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۴)

وضاحت (۱۹): عورت یا مرد کے بالوں کو خُود بخود گرہ لگ گئی تو اس کو کھول کر بالوں کو دھونا واجب نہیں ہے کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۳)

وضاحت (۲۰): غُسل میں کچھ بال دُھلنے سے رہ گئے ان کو اکھیڑ دیا تو ان کے اُگنے کی جگہوں کو دھونا واجب ہے، کیونکہ اب حکم ان بالوں سے مُنتَقِل ہو کر اس جگہ کو دھونے پر آ گیا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۳)

وضاحت (۲۱): عورت کے لئے (بیماری کے باعث) سَر کو دھونا نقصان دِہ ہے، تو اس دھونے کو تَرک کر دے اور اس پر مسح کرے، (اس بیماری کے باعث) وہ خاوند کو وطی سے نہیں روک سکتی کیونکہ وہ اس کا حق ہے اور عورت کے لئے سر کو دھونے کا عوض مسح کرنا موجود ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۴)

وضاحت (۲۲): مرد کے لئے اگرچہ وہ عَلَوِی ہو یا تُرکی ہو (جو سَر پر لمبے بال رکھنے کے عادِی ہوتے تھے) بالوں کی مینڈھیوں کو صرف تر کرنا کافی نہیں بلکہ ان پر پانی بہانا واجب ہے، لہٰذا ان کو کھول کر بالوں کے اندر پانی بہائے (مستُورات کے لئے گوندھی ہوئی مینڈھیوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں صِرف بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا فرض ہے) مردوں کے لئے سر کو منڈوانا جائز ہے جب کہ عورتوں کے لئے اس کی مُمانَعت ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۴)

وضاحت (۲۳): مہندی کا جِرم (جسم) غُسل کا مانع نہیں ہے، وُضو اور غُسل میں پانی بہانا ضروری ہے پانی پہنچانا کافی نہیں ہے لیکن ضرورت کی بنا پر مہندی، مٹی اور مَیل کی صورت میں پانی پہنچانے کو کافی قرار دیا گیا ہے، ناک کی سُوکھی ہوئی غلاظت کی صورت میں پانی اس کے نیچے نہیں پہنچ سکتا۔ (ردالمحتار مع الحاشیہ، ج ا، ص ۱۵۴)

مسئلہ: غُسل میں کُلّی یا جسم کا کوئی حصّہ دھونا بُھول گیا، اور نفل ادا کئے پھر یاد آیا تو نوافل کا اِعادہ نہیں ہے، اور اگر فرض ادا کئے تو دوبارہ ان کی ادائیگی طہارت کے بعد ضروری ہے، نفلوں کا اِعادہ اس صورت میں ہوتا جب کہ ان کا شروع کرنا شرعاً درست ہوتا ہے (موجودہ صورت میں طہارت مکمل نہ ہونے کی صورت میں شرعاً ان کا آغاز ہی درست نہ تھا اس لئے اِعادہ بھی نہیں، اور فرض جب تک صحیح طریقہ سے ادا نہ کیا اس کی ادائیگی لازم رہتی ہے)۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۵)

مسئلہ: غُسل مرد پر واجب ہے، دیگر مَرد موجود ہیں، اور پردے کا بندوبست نہیں یا عورتیں ہیں اور پردہ کا اِنتظام نہیں، اسی طرح عورت پر غُسل واجب ہے اور دیگر عورتیں یا مرد موجود ہیں اور پردے کا بندوبست نہیں ہے تو تیمم کرے اور نماز ادا کرے جب پردہ کا اِنتظام ہو تو غُسل کرے اور گذشتہ نماز کا اِعادہ بھی اس کے ذِمّہ نہیں ہے، کیونکہ یہ عُذر مخلوق کی جانب سے نہیں، اس لئے کہ مانع اس صورت میں شریعت اور حیاء ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۵)

وضاحت: اگر اِستنجاء کی ضرورت ہے اور پردہ کا بندوبست نہیں ہے تو اِستنجاء کو تَرک کر دے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۶)

سُنَنِ غُسل

وضاحت (۱): (وضو کی مانند) غُسل میں وَاجِب نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۶)

وضاحت (۲): غُسل کی سنتیں وُضو کی سُنّتوں کی مانند ہیں (ان کی تفصیل آپ آئندہ مُلاحظہ فرمائیں گے) لیکن وُضو کی ترتیب جُدا اور غُسل کی ترتیب جُدا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۶)

وضاحت (۳): غُسل میں دُعا کرنا مکروہ ہے جبکہ وُضو میں دُعائیں ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۶)

وضاحت (۴): غُسل کے آداب بھی وُضو کے آداب کے مانند ہیں لیکن وُضو میں اِستقبالِ قِبلہ داخلِ آداب ہے جبکہ غُسل میں ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ اَکثر سَترِ عَورت کے بغیر ہوتا ہے، اگر کسی نے تہ بند پہنا ہوا ہو تو اِستقبالِ قبلہ میں کوئی حَرج نہیں ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۶)

مسئلہ: کوئی آدمی جارِی پانی یا بڑے حَوض یا بارِش میں ٹھہر ا رہا تو اس کا مَسنُون وُضو یا غُسل ہو جائے گا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۶)

وضاحت (۱): وُضو اور غُسل کے مَسنُون اَنداز میں مکمل ہونے کے لئے کُلّی اور ناک میں پانی چڑھانا شَرط ہے، یہ اَمر وَاضح ہے۔

وضاحت (۲): جارِی پانی میں تمام اَعضاء کو تین بار دھونے اور ترتیب کی سُنّت اور وُضو ہو جاتا ہے، ان کے حُصُول کے لئے حَرَکت اور دیر تک ٹھہرنے کی حَاجت نہیں لیکن اگر پَانی رُکا ہوا ہو تو جِسم کو تین بار حَرَکت دینا یا ایک جگہ سے دُوسری جگہ مُنتقِل ہونا ضروری ہے، جِسم کو حَرَکت دینے سے جِسم سے ملا ہوا پہلا پانی جُدا ہو گا اور اس کی جگہ سے نیا پانی ملے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷)

وضاحت (۳): بڑا (دَہ دَردَہ) حَوض صِرف نجس نہ ہونے کے مُعامَلہ میں جارِی پانی کے حکم میں ہوتا ہے نہ کہ تمام اَحکام میں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۶)

مسئلہ: غُسل میں پہلے ہاتھوں کو دھونا پھر فرج کو دھونا اگر چہ ان پر نجاست نہ ہو، زاں بعد جسم پر لگی نجاست کو دھونا پھر وُضُو کرنا سُنّت ہے، اس کے بعد تمام بدن پر اس طرح تین بار پانی بہانا سنت ہے کہ سَر پر پانی ڈالنے سے آغاز کرے پھر دائیں کندھے پھر بائیں کندھے اور اس کے بعد تمام بدن پر پانی بہالے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷، ۱۵۹، ۱۵۹)

وضاحت (۱): ابتدائے غُسل میں ہاتھوں کو دھونا بعد میں وضو میں دھونے کے علاوہ سُنّت ہے، (یعنی شرم گاہ دھونے سے پہلے ایک دفعہ دھوئے پھر وُضُو کے آغاز میں دھوئے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷)

وضاحت (۲): فَرج کو دھونے کا طَرِیقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے اور اسے صاف کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷)

وضاحت (۳): فَرج کا اِطلاق مرد اور عورت کے اَگلے مَقام پر ہوتا ہے اور کبھی اس لفظ کا اِطلاق پچھلے مَقام پر بھی ہوتا ہے اور یہاں پر دونوں مُراد ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷)

وضاحت (۴): جسم کی نجاست کو اگر پہلے نہ دھویا جائے تو بدن پر پانی ڈالنے کے وقت وہ مَزِید پھیل جائے گی۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷)

وضاحت (۵): وُضُو سے مُراد کامل وضو ہے، جو سُنَن اور مُستحَبّات کی رِعایت کے ساتھ کیا جائے، اس میں سر کا مسح بھی کرے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷)

وضاحت (۶): اگر پاؤں بھی دھولے تو غُسل کے بعد دوبارہ ان کو دھونا ضروری نہیں ہے، اگر چہ پانی پاؤں میں جمع ہوتا ہو، وہ پانی جو پاؤں میں جمع ہوتا ہے اسے مُستَعمَل پانی نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ پانی اس وَقت مُستَعمَل ہوگا جب سارے بدن سے جُدا ہوگا، اس لئے کہ غُسل کے حق میں سارا بدن ایک عُضْو کی مانند ہوتا ہے، تو جب تک پاؤں پانی کے اَندر ہیں اسے مُستَعمَل پانی نہیں کہہ سکتے، جب اس سے پاؤں کو نکالا جائے گا پھر اس پر مُستَعمَل ہونے کا حکم لگایا جائے گا، نیز مُستَعمَل پانی مُفتیٰ بِہ قول کے مُطابِق ناپاک نہیں ہوتا لہٰذا پاؤں کو دوبارہ دھونا ضروری نہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں دوبارہ دھولے اور اگر پاؤں کے مَقام پر نجاست ہو تو دوبارہ دھونا اس نجاست کو دُور کرنے کے لئے ضروری ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۷، ۱۵۸)

وضاحت (۷): جب پہلے وضو کرلیا تو دوبارہ غُسل سے فراغت پر وُضُو نہ کرے کیونکہ ایک غُسل میں دوبارہ وُضُو کرنا مُستحَب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۸)

وضاحت (۸): غُسل کے بعد پاؤں میں کیچڑ لگا ہوا ہوتو اسے دھونے کے لئے بھی پاؤں کو دوبارہ دھوسکتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۸)

وضاحت (۹): اگر غُسل میں پہلے وُضُو کیا تھا دَورانِ غُسل وُضُو ٹوٹ گیا تو دوبارہ وضو کرے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۸)

وضاحت (۱۰): وضو کرنے کے بعد جسم پر پانی بہانے کے لئے دوبارہ کُلّی اور ناک میں پانی نہ چڑھائے، کیونکہ وضو میں اُن کو کرلینا غُسل کے لئے کِفایت کرتا ہے، اس صورت میں وضو کی سنت غُسل کے فرض کے قائم مقام ہو جائے گی۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۸)

وضاحت (۱۱): بدن پر پانی بہانا سنت ہے اگرچہ کوئی شخص پانی نہ بہائے اور غُسل کرے تو جَنابت دُور ہو جائے گی لیکن مَسنُون غُسل نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۸)

بڑے تالاب میں جسم کو حرکت دینا یا ایک جگہ سے دوسری جگہ مُنتقل ہونا پانی بہانے کے قائم مقام ہو جائے گا جس کی وَضاحت پہلے گذر چکی اگر کوئی شخص بڑے تالاب میں ایک جگہ کھڑا ہو کر ایک غوطہ لگالے تو غُسل ادا ہو جائے گا لیکن مَسنُون غُسل نہ ہوگا۔

وضاحت (۱۲): جن اَعضاء کو وضو میں دھویا جا چکا ہے ان پر بھی دوبارہ پانی بہائے یہ مسنون ہے، جس طرح ہاتھ کہنیوں سمیت دھوتے ہوئے دوبارہ ہاتھ دھونے سُنّت ہیں۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۸)

وضاحت (۱۳): غُسل میں ایک بار تمام جسم پر پانی بہانا فرض ہے اور اس کے بعد دوبارہ پانی بہانا سُنّت ہے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۸)

وضاحت (۱۴): وُضو اور غُسل کے لئے پانی کی مِقدار شرعاً مقرر نہیں ہے، کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں اور حالات مختلف ہیں کسی کو تھوڑا پانی کِفایت کرتا ہے اور کسی کے لئے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۸)

وضاحت (۱۵): (وُضُو کی مانند) غُسل میں پانی کے اِسراف کی اِجازت نہیں، اگر پانی (نہر دریا وغیرہ میں) جاری ہو تو اس میں اِسراف نہیں۔

مسئلہ: غُسل میں ایک عُضو کی تری دوسرے عُضو پر لے جانا درست ہے جبکہ پہلے عُضو سے قطرات جاری ہوں، (اور ان قطروں سے دوسرے عضو کو دھولیا جائے) اور وضو میں ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۵۹)

وضاحت (۱): (وُضُو کے حق میں تمام اعضا اِلگ اِلگ اپنا حکم رکھتے ہیں) لیکن غُسل میں تمام بدن ایک عُضو کے حکم میں ہے (لہٰذا وُضُو میں ہر عضو سے جب پانی کے قطرات گریں تو وہ مُستَعمل پانی ہوگا لیکن غُسل میں وہ قطرات جب دوسرے عضو پر گریں گے تو وہ غیر مُستَعمل پانی ہوگا)۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹)

وضاحت (۲): وُضُو میں ایک عُضو سے قطرے اگر اسی عُضو کو دھونے کے لئے اِستِعمال ہوں تو درست ہے۔ (دوسرے عُضو کے قطروں سے عُضو کو نہیں دھویا جاسکتا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹)

وضاحت (۳): جُنُبی آدمی غُسل میں ایک پاؤں کو دوسرے کے اوپر رکھ لے تو اوپر کے پاؤں سے گرنے والے پانی سے نچلا پاؤں پاک ہوجائے گا لیکن اگر کسی نے وُضُو میں ایسا کیا تو نیچے والا پاؤں پاک نہ ہوگا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹)

وضاحت (۴): کسی عُضو کو دھونے کے بعد اس عُضو پر باقی تَری سے سر کا مسح درست ہے، لیکن مسح کرنے کے بعد اسی ہاتھ سے دُوسرے عُضو کا مسح جائز نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹)

مُوجِباتِ غُسل

مسئلہ: مَنی شَہوت کے ساتھ اپنے مَقام سے جُدا ہو تو غُسل واجِب ہوجاتا ہے اگرچہ جِسم سے نکلنے کے وَقت شَہوت نہ ہو۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹، ۱۶۰)

وضاحت (۱): مَنی کا مَقام جہاں سے جُدا ہوتی ہے مرد میں اس کی پُشت ہوتی ہے اور عورت میں سینہ کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹)

وضاحت (۲): مَرد کی مَنی کی رَنگت سَفید ہوتی ہے اور وہ گاڑھی ہوتی ہے، اور عورت کی مَنی کا رَنگ زَرد ہوتا ہے اور پتلی ہوتی ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹)

وضاحت (۳): عورت غُسل کرچکی اس کے جِسم سے مَنی خارِج ہوئی اگر وہ مرد کی مَنی تھی تو غُسل کا اِعادَہ نہیں اگر اسی کی اپنی مَنی کا بَقِیّہ حِصّہ ہو تو غُسل کا اِعادَہ کرے، پہلے غُسل کے بعد نماز ادا کرلی اس کے بعد اپنی بَقِیّہ مَنی خارِج ہوئی تو صرف غُسل کا اِعادَہ کرے نَماز کا اِعادَہ اس کے ذِمّہ نہیں ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۵۹، ۱۶۰)

وضاحت (۴): مرد نے غُسل کر کے نماز ادا کر لی اس کے بعد اس کی یقیناً مَنی خارِج ہو تو غُسل کا اِعادہ کرے نماز کا اِعادہ اس کے ذِمّہ نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۰)

وضاحت (۵): مَنی اگر شَہوت کے ساتھ اپنے مَقام سے جُدا ہو تو غُسل واجِب ہے، اگرچہ وہ شَہوت حکماً ہو اگر شَہوت کے بغیر اپنے مَقام سے جُدا ہو تو غُسل واجِب نہیں ہے، مثلاً چوٹ لگی یا بھاری بوجھ اٹھایا مَنی خارِج ہو گئی تو غُسل واجِب نہ ہوگا، حُکمی شَہوت اس صُورت میں پائی جائے گی جب نیند سے بیدار ہونے پر بدن یا کپڑے پر تَری نظر آئے اور اِحتِلام کی لَذّت یاد نہ ہو تو غُسل واجِب ہو جائے گا کیونکہ ممکن ہے مَنی شَہوت کے ساتھ جُدا ہوئی ہو اور وہ اس خواب کو بھول چکا ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۰)

وضاحت (۶): غُسل کے بعد سویا یا پیشاب کیا یا زیادہ یعنی چالیس قدم چلا اس کے بعد مَنی خارِج ہوئی، تو غُسل کا اِعادہ نہ کرے، کیونکہ نیند، پیشاب کرنے اور زیادہ چلنے سے وہ مَنی جو پہلے شَہوت کے ساتھ اپنے مَقام سے جُدا ہوئی تھی خَتم ہو جاتی ہے ان کے بعد نکلنے والی مَنی یقیناً اپنے مَقام سے بغیر شَہوت کے خارِج ہوئی ہے لہٰذا غُسل واجِب نہ ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۰)

وضاحت (۷): غُسل کے وُجوب کے لئے عُضو سے نکلتے وقت مَنی کا اُچھل کر نکلنا شَرط نہیں، اِمامِ اَعظم اَبُوحَنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام مُحمّد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مَذہب ہے (لہٰذا اگر شَہوت سے اپنے مَقام سے مَنی جُدا ہوئی پھر عُضو میں رُک گئی یا روک لی، شَہوت ختم ہونے کے بعد مَنی عُضو سے خارِج ہوئی تو بھی غُسل واجِب ہوگا) اِمام اَبُویُوسُف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شَہوت کے ساتھ (اچھل کر) نکلنا غُسل کے واجِب ہونے کے لئے شَرط ہے، اِمام اَبُویُوسُف رحمۃ اللہ علیہ کا قول مُتی بر قیاس ہے اور اِمامِ اَعظَم رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام مُحمّد رحمۃ اللہ علیہ کا قول مُتی بر اِستحسان اور اَحوَط ہے، (عام حالات میں فتویٰ اَحوَط یعنی زیادہ اِحتِیاط پر مَبنی قول پر ہوتا ہے لیکن) صِرف ضرورت کے مَواقع پر حضرت اِمام اَبُویُوسُف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، لہٰذا وہ مہمان جس کو اِحتِلام ہوا اور اسے تُہمت کا خَدشہ ہو یا اسے حَیا آئے یا موسم سَردی کا ہو یا آدمی سَفر میں ہو تو آپ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا، اسی طرح اگر کچھ نمازیں اِمام اَبُویُوسُف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عَمل کر کے پڑھ چکا تو ان کے اِعادہ کا فتویٰ نہ دیا جائے گا لیکن آئندہ کے لئے طَرَفین کے اِرشاد پر عَمل کرنے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۰، ۱۶۱)

وضاحت (۸): خُرُوجِ مَنِیْ کے وقت ذَکَر کو نہ پکڑ سکا اور مَنِیْ (شَہوت کے ساتھ) خارِج ہوگئی تو ایسا شخص بِالْاِتِّفَاق جُنْبِیْ ہے، اسے اگر تُہمَت کا خَوف ہو تو (وہ غسل نہ کرے) بلکہ نماز (کے وقت) بغیر قراءت، نیت اور تحْرِیمَہ کے نماز ادا کرے، تحْرِیمَہ کے لئے ہاتھ اٹھائے، قِیام اور رُکُوع کرے جس طرح کہ نمازی نماز ادا کرتا ہے (یعنی نمازی کی مُشابہت اِختیار کرے بعد میں جب غُسل پر قُدرَت ہو غسل کرے اور نماز قضاء کرے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۱)

وضاحت (۹): پیشاب کرنے کے بعد مَنِیْ ذَکَر سے خارِج ہوئی، اگر اس وقت عُضو پر حالَتِ اِنْتِشار تھی تو غُسل واجِب ہو جائے گا، کیونکہ حالَتِ اِنْتِشار دَلالَت کرتی ہے کہ مَنِیْ شَہوت سے خارِج ہوئی ہے، یعنی پیشاب کے بعد عضو پر حالَتِ اِنْتِشار نہ ہو اور مَنِیْ خارِج ہو تو غُسل واجِب نہیں اگر حالَتِ اِنْتِشار ہو تو غُسل واجِب ہو جائے گا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۱)

مسئلہ: کسی زِندہ اِنْسان کے دو راستوں میں کسی ایک کے اَندر حَشْفَہ کے دَاخِل کرنے سے فَاعِل اور مَفْعُول دونوں پر غُسل واجِب ہو جاتا ہے اگرچہ اِنزال نہ ہوا ہو بشرطیکہ وہ مُکَلَّف ہوں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۱، ۱۶۲)

وضاحت (۱): دو راستوں سے مراد عورت کی شرمگاہ اور مرد یا عورت کے پاخانہ کا مقام ہے۔

وضاحت (۲): حَشْفَہ مرد کے عُضوِ تَناسُل میں وہ حصہ ہوتا ہے جس پر خَتْنَہ سے پہلے جِلد ہوتی ہے اور خَتْنَہ کے ذَرِیعَہ سے اس جِلد کو کاٹ کر اسے ننگا کر دیا جاتا ہے۔

وضاحت (۳): جس جگہ سے خَتْنَہ کے وقت جِلد کو کاٹا جاتا ہے وہ حَشْفَہ سے خارِج ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۱)

وضاحت (۴): پورا حَشْفَہ کا غائِب ہونا غُسل کے واجِب ہونے کے لئے شَرط ہے، اگر پورے حَشْفَہ سے کم داخِل ہو تو غسل واجِب نہ ہوگا۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۵۳)

وضاحت (۵): اگر کسی کے عُضوِ تَناسُل کا حَشْفَہ کٹ چکا ہو تو حَشْفَہ کی مِقدار دُخُول سے غُسل واجِب ہو جائے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲، الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۵۳)

وضاحت (۶): کسی کا عُضوِ تَناسُل کٹ گیا اور باقی ماندہ حصہ حَشْفَہ کی مِقدار سے کم ہو تو اس کے دُخُول سے کچھ حکم ثابت نہ ہوگا (غسل واجِب نہ ہوگا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲)

وضاحت (۷): حَشفہ کے دُخُول کے وَقت، وُجوبِ غُسل کے لئے مرد کا شَہوت کے ساتھ ہونا شَرط ہے۔
(مراقي الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۵۳)

وضاحت (۸): چوپائے یا مُردہ سے بَدفِعلی کی صُورت میں جب تک اِنزَال نہ ہو غُسل وَاجِب نہیں۔
(مراقی الفلاح، ص ۵۳)

وضاحت (۹): مُکلّف سے مُراد عاقِل اور بَالِغ ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲)

وضاحت (۱۰): اگر عورت عاقِلہ وبَالِغہ ہے، تو عورت پر غُسل اس صُورت میں وَاجِب ہوگا جب کہ بچہ شَہوت کے ساتھ ہو اگر شہوت کے ساتھ نہ ہو تو اس پر غُسل وَاجِب نہ ہوگا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲)

وضاحت (۱۱): مُراہِق لڑکے نے بَالِغہ کے ساتھ وطی کی یا بَالِغ مرد نے نابَالِغہ کے ساتھ وطی کی تو انہیں یعنی مُراہِق لڑکے اور نابَالِغہ بچی کو غُسل کا حکم دیا جائے یہ حکم تادِیب (آدابِ اسلامی سکھانے) اور تَخلّق (عادی بنانے کے لئے) ہے، ان کو قَرِیبُ الْبُلُوْغ لڑکے اور لڑکی کو نَماز کا حکم بھی تادِیب اور تَخلّق کے لئے ہے، (ورنہ اَحکامِ شَرعِیّہ مثلاً طَہارت اور نماز بُلُوغ کے بعد ان پر وَاجِب ہوتے ہیں)۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲)

وضاحت (۱۲): کسی نے مُردے سے بَدفِعلی کی یا عورت نے اُنگلی یا (کسی اور چیز مثلاً) چمڑے کو اپنے فَرج میں دَاخِل کیا تو (اِنزَال کے بغیر) غُسل وَاجِب نہ ہوگا، اگر کسی عورت نے مُراہِق سے وطی کرائی تو عورت پر غُسل وَاجِب ہوگا۔
(الطحطاوی، مراقی الفلاح، ص ۵۳)

وضاحت (۱۳): کسی مرد نے اپنی دُبُر میں اپنا ذَکر دَاخِل کرلیا تو اِنزَال کے بغیر غُسل وَاجِب نہ ہوگا۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲)

مسئلہ: خُنثٰی مُشکِل اگر کسی کے فَرج یا دُبُر میں اپنا ذَکر دَاخِل کرے یا اور کوئی اس کے ساتھ جَماع کرے تو جب تک اِنزَال نہ ہو غُسل وَاجِب نہیں۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲)

وضاحت (۱): خُنثٰی مُشکِل اگر کسی کے فَرج یا دُبُر میں ذکر دَاخِل کرے تو اس پر غُسل وَاجِب نہ ہونے کا باعث یہ ہے کہ ممکن ہے کہ خُنثٰی حَقِیقَت میں عورت ہو تو پھر ذَکر جسم میں زَائِد ہوگا، اس کا حکم اُنگلی کا سا ہوتا ہے، اور کوئی مرد اس سے جَماع کرے تو غُسل وَاجِب نہ ہونے کا باعث یہ ہے کہ ممکن ہے کہ وہ مرد ہو تو اس کے فَرج کا حکم زخم کا سا ہوگا، لہٰذا غُسل وَاجِب نہ ہوگا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۲)

وضاحت (۲): اگر کسی نے اس کے دُبر میں اِدخال کیا تو فَاعِل اور مَفعُول دونوں پر غُسل وَاجِب ہو جائے گا، اسی طرح ایک خنثیٰ مُشکِل نے جماع کرایا اور کیا بھی تو بھی اس پر غُسل وَاجِب ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۲۲)

مسئلہ: کوئی آدمی نیند سے جاگا اپنی ران یا کپڑے یا سوراخ ذکر کے اوپر تری دیکھی تو اس کی چودہ صورتیں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿۱﴾ یقین ہے وہ تری مَنی ہے، اِحتِلَام ہونا یاد ہے۔

﴿۲﴾ یقین ہے وہ تری مَذی ہے، اِحتِلَام ہونا یاد ہے۔

﴿۳﴾ یقین ہے وہ تری وَدی ہے، اِحتِلَام ہونا یاد ہے۔

﴿۴﴾ شک ہے وہ تری مَنی یا مَذی ہے، اِحتِلَام ہونا یاد ہے۔

﴿۵﴾ شک ہے وہ تری مَنی یا وَدی ہے، اِحتِلَام ہونا یاد ہے۔

﴿۶﴾ شک ہے وہ تری مَذی یا وَدی ہے، اِحتِلَام ہونا یاد ہے۔

﴿۷﴾ شک ہے وہ تری مَنی یا مَذی یا وَدی ہے، اِحتِلَام ہونا یاد ہے۔

﴿۸﴾ یقین ہے وہ تری منی ہے اور احتلام ہونا یاد نہیں۔

﴿۹﴾ یقین ہے وہ تری مَذی ہے اور اِحتِلَام ہونا یاد نہیں۔

﴿۱۰﴾ یقین ہے وہ تری وَدی ہے اور اِحتِلَام ہونا یاد نہیں۔

﴿۱۱﴾ شک ہے کہ وہ تری مَنی یا مَذی ہے اور اِحتِلَام ہونا یاد نہیں۔

﴿۱۲﴾ شک ہے وہ تری مَنی یا وَدی ہے اور اِحتِلَام ہونا یاد نہیں۔

﴿۱۳﴾ شک ہے وہ تری مَذی یا وَدی ہے اور اِحتِلَام ہونا یاد نہیں۔

﴿۱۴﴾ شک ہے وہ تری مَنی یا مَذی یا وَدی ہے اور اِحتِلَام ہونا یاد نہیں۔

<u>ان صورتوں کا حکم</u>

صورت نمبر ۱۔ صورت نمبر ۲۔ صورت نمبر ۴۔ صورت نمبر ۵۔ صورت نمبر ۶۔ صورت نمبر ۷، اور صورت نمبر ۸، یہ کل سات صورتیں ہیں، ان میں بالاِتفاق عُلَمائے ثلاثہ غُسل وَاجِب ہو جائے گا۔

صورت نمبر۳۔صورت نمبر۹۔صورت نمبر۱۰۔صورت نمبر۱۳، میں بالاتفاق عُلمائے ثَلاثہ غُسل واجب نہ ہوگا۔

صورت نمبر۱۔صورت نمبر۲، اور صورت نمبر۱۴، میں اِختِلاف ہے، حضرت اِمام اَعْظَم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اِمام مُحمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اِحتِیاطاً واجب ہے اور حضرت اِمام اَبُویُوسُف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غُسل واجِب نہ ہوگا کیونکہ غُسل کے اِیجاب کے سَبَب پائے جانے کا شک ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۳)

وضاحت (۱): سات صورتیں جن میں بالاتفاق غُسل واجب ہوجاتا ہے، ان کی تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ یقین ہے کہ جوتری نَظَر آئی وہ مَنی ہے اور اِحتِلام بھی یاد ہے۔ صُورت نمبر۱

﴿۲﴾ یقین ہے کہ جوتری نَظَر آئی ہے وہ مَذی ہے اور اِحتِلام بھی یاد ہے۔ صورت نمبر۲

﴿۳﴾ شک ہے کہ جوتری نَظَر آئی ہے وہ منی ہے یا مذی اور احتلام بھی یاد ہے۔ صورت نمبر۴

﴿۴﴾ شک ہے کہ جوتری نظر آئی ہے وہ مَنی ہے یا وَدِی ہے اور اِحتِلام بھی یاد ہے۔ صُورت نمبر۵

﴿۵﴾ شک ہے کہ جوتری نظر آئی ہے وہ مَذی ہے یا وَدِی ہے اور اِحتِلام بھی یاد ہے۔ صُورت نمبر۶

﴿۶﴾ شک ہے کہ جوتری نَظَر آئی ہے وہ مَنی یا مَذی یا وَدِی ہے اور اِحتِلام بھی یاد ہے۔ صُورت نمبر۷

﴿۷﴾ یقین ہے کہ جوتری نَظَر آئی ہے وہ مَنی ہے اور اِحتِلام یاد نہیں ہے۔ صُورت نمبر۸۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۳)

وضاحت (۲): جن صورتوں میں بِالاِتّفاق غُسل واجب نہیں ہوتا ان کی تعداد چار ہے، ان کی تفصیل یہ ہے۔

﴿۱﴾ یقین ہے کہ جوتری نَظَر آئی ہے وہ وَدِی ہے اور اِحتِلام یاد ہے۔ صُورت نمبر۳

﴿۲﴾ یقین ہے کہ جوتری نَظَر آئی ہے وہ وَدِی ہے اور احتلام یاد نہیں ہے۔ صُورت نمبر۱۰

﴿۳﴾ یقین ہے کہ جوتری نظر آئی ہے وہ مَذی ہے اور احتلام یاد نہیں ہے۔ صُورت نمبر۹

﴿۴﴾ شک ہے کہ جوتری نَظَر آئی ہے وہ مَذی ہے یا وَدِی اور اِحتِلام یاد نہیں ہے۔ صُورت نمبر۱۳۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۳)

وضاحت (۳): جن صُورتوں میں اِمام اَعْظَم رحمۃ اللہ علیہ اور اِمام مُحمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غُسل واجب ہے جبکہ اِمام اَبُویُوسُف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب نہیں، ان کی تعداد تین ہے، ان کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

﴿۱﴾ شک ہے کہ وہ تری مَنی ہے یا مَذی اور اِحتِلام یاد نہیں ہے۔ صُورَت نمبر ۱۱

﴿۲﴾ شک ہے وہ تری منی ہے یا وَدِی اور احتلام یاد نہیں ہے۔ صُورَت نمبر ۱۲

﴿۳﴾ شک ہے کہ جو تَری دِکھائی دی وہ مَنی یا مَذی یا وَدِی ہے اور اِحتِلام یاد نہیں۔ صُورَت نمبر ۱۴۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۳)

وضاحت (۴): (وضاحت نمبر ا کی شق نمبر ۲ میں ہے کہ) جو تری نظر آئی یقین ہے کہ وہ مَذی ہے پھر بھی غسل واجب ہو جائے گا، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بظاہر مذی کی مانند نظر آ رہی ہے اس کی اصل کیا تھی اس کا یقین نہ تھا، کیونکہ منی پر جب طویل وقت گذر جائے تو وہ رَقیق اور پتلی ہو جاتی ہے (اور مَذی کی مانند نظر آنے لگتی ہے) لیکن اگر وہ تری فِی الحقیقت مَذی ہے مَنی سے رَقیق ہو کر مَذی کی شکل نہیں بنی تو غُسل واجب نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۳)

کیونکہ مَذِی کے خارِج ہونے سے غُسل واجب نہیں ہوتا۔

وضاحت (۵): مذکورہ بالا صورتوں میں یقین سے مراد غَلَبۂ ظن ہے۔

مسئلہ: جاگنے کے بعد اِحلیل (سوراخِ ذَکَر) پر تَرِی دیکھی تو اس پر غسل واجب نہ ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں۔

﴿۱﴾ وہ کھڑے یا بیٹھے سویا ہو۔

﴿۲﴾ اس تَرِی کے مَنی ہونے کا یقین نہ ہو۔

﴿۳﴾ سونے سے پہلے اِحتِلام یاد نہ ہو۔

جب ان تینوں میں سے کوئی ایک مَفقُود ہو تو غُسل واجب ہوگا، مثلاً چت لیٹ کر سویا، یا یقین ہو کہ وہ تَرِی مَنی ہے یا اِحتِلام یاد ہے، خواہ دُوسری دو مَوجُود ہوں غُسل واجِب ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۳)

مسئلہ: جاگا نیند میں اِحتِلام ہونا، لَذّت اور اِنزال ہونا یاد ہے، لیکن عُضو کے سَر (یا کسی اور جگہ کپڑے یا جسم) پر تری (اور اس کے اَثرات) نظر نہ آئے تو غُسل واجب نہیں، عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۴)

وضاحت (۱): عورت کو احتلام ہوا مَنی فَرجِ داخل سے باہر نہ آئی تو غُسل واجِب نہ ہوگا کیونکہ مَنی کا فَرجِ خارِج تک آ جانا وُجُوبِ غُسل کے لئے شَرط ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۴)

مسئلہ: جاگا اور سُوراخِ ذَکر پر تَری دیکھی اِحتلام بھی یاد نہیں، اگر عُضو نیند سے پہلے مُنتَشِر تھا تو اس پر غُسل وَاجِب نہیں ہے، اور اگر عضو نیند سے پہلے سَاکِن تھا تو غُسل وَاجِب ہے، یہ حکم اس صُورَت میں ہے جب کھڑے یا بیٹھے سوئے اگرچہ لیٹ کر سو یا پایا (نیند سے پہلے اِنتشار کی موجودگی کی صُورت میں) یقین ہے کہ یہ تری مَنی ہے تو غُسل وَاجِب ہے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۴)

مسئلہ: میاں بیوی اِکٹھے سوئے، بستر پر تَری پائی گئی دونوں میں سے کسی کو اِحتلام یاد نہیں اور نہ ہی اس مَنی کی تمیز ہو سکی کہ مرد کی ہے یا عورت کی اور نہ ہی ان سے پہلے اس بستر پر کوئی اور ان کے علاوہ سویا ہو تو اب دونوں پر غُسل واجب ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۴)

وضاحت (۱): مرد کی مَنی سَفید اور غَلِیظ ہوتی ہے عورت کی مَنی زَردِی مَائِل رَقِیق ہوتی ہے، لیکن مزاجوں اور غذاؤں کے اِختلَاف سے یہ صورت اس سے مُختَلِف بھی ہو سکتی ہے، لہٰذا یاد نہ ہونے کی صورت میں اِحتِیاطاً دونوں پر غسل واجب ہے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۴)

وضاحت (۲): اس بستر پر ان سے پہلے اگر کوئی سویا ہوا اور منی خشک ہو تو اب ان دونوں پر غُسل وَاجِب نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۴)

وضاحت (۳): خاوند اور بیوی کے علاوہ اگر اَجنَبی مرد اور عورت یا دو مرد یا دو عورتیں ایک بستر پر سوئیں تو بھی حکم وہی ہے جو اوپر مسئلہ میں بیان کیا گیا۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۵)

مسئلہ: مرد نے عُضو پر کپڑا لپیٹ کر حَشفَہ یا اس کی مِقدار عُضو دَاخِل کیا اگر جِمَاع کی لَذّت حَاصِل ہو تو غُسل وَاجِب ہے اور لَذّت اگر حَاصِل نہ ہو تو بھی اِحتِیاطاً غُسل کے وُجُوب کا حکم دیا جائے گا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۵)

وضاحت (۱): کپڑا وغیرہ اگر پتلے ہوں تو فَرج کی حَرَارت اور جِمَاع کی لَذّت مَحسُوس ہوتی ہے تو غُسل وَاجِب ہو جائے گا اور اگر یہ موٹے ہوں تو جب تک اِنزَال نہ ہو غُسل وَاجِب نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۵)

وضاحت (۲): کپڑا دَبِیز ہو یا رَقِیق دونوں صورتوں میں اس حدیث کے ظَاہِری مَفہُوم سے غُسل وَاجِب ہو جاتا ہے۔

اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَغَابَتِ الْحَشَفَةُ وَجَبَ الْغُسْلُ

جب خَتنَہ کے دو مَقَامَات آپس میں مل جائیں اور حَشفَہ غَائِب ہو جائے تو غُسل وَاجِب ہو جاتا ہے۔

نیز ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں غُسل وَاجِب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

مسئلہ: حَیض اور نِفاس کے اِنقِطَاع کے وَقت غسل وَاجِب ہوجاتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

وضاحت (۱): ان کے ختم ہونے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

مسئلہ: مَذِی اور وَدِی کے خُرُوج سے غُسل وَاجِب نہیں ہوتا بلکہ ان دونوں سے اور پیشاب سے وُضُو ٹوٹ جاتا ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

وضاحت (۱): مذی کے تین تلفُّظ ہیں۔

(ا) ظَبی کے وَزن پر یعنی ذَال کے سُکُون اور ی پر تَشدِید کے بغیر۔

(ب) ذَال پر کَسرَہ اور ی تشدِید کے بغیر۔

(ج) ذَال پر کَسرَہ اور ی کی تشدِید کے ساتھ۔

یہ رَقِیق (پتلا) سَفید پانی ہوتا ہے جو شَہوَت کے وقت عُضُو سے نکلتا ہے، عورتوں میں یہ زیادہ ہوتا ہے اور عورتوں کے اس پانی کو قَذِیٰ کہتے ہیں، قَذِیٰ قَاف اور ذَال کے زَبر (اور الف مَقصُورَہ) کے ساتھ ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

وضاحت (۲): وَدِی، دَال کے سکون اور یا کی تخفِیف کے ساتھ، جُمہُور کے نزدیک اس کا یہی تَلَفُّظ ہے، جَوہَرِی نے دَال کے کَسرَہ اور یَا کی تَشدِید کے ساتھ بھی اسے بیان کیا ہے، ذَال کے ساتھ اس کا تَلَفُّظ شَاذ ہے، یہ گاڑھا سَفید کدُورَت وَالا پانی ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے، نیز جَمَاع کے غُسل کے بعد خارج ہوتا ہے اور لیس دار ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

وضاحت (۳): مذی، ودی اور پیشاب وغیرہ سب سے وُضُو وَاجب ہوجاتا ہے (یعنی ان میں سے ہر ایک نَاقِضِ وُضُو ہے)۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

وضاحت (۴): کسی نے قَسم اٹھائی کہ نکَسِیر پھُوٹنے سے وضو نہ کرے گا، اس کی نکسیر پھوٹ پڑی پھر اس نے پیشاب کیا یا پہلے پیشاب کیا پھر نکسیر پھُوٹ پڑی دونوں صورتوں میں وضو دونوں کی جَانِب سے ہوگا، لہٰذا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۵)

وضاحت (۵): عورت نے قسم اٹھائی کہ جَنَابَت کا غُسل نہ کرے گی، اس سے جَمَاع کیا گیا اور اسے حیض بھی آگیا اس

نے غسل کیاتو یہ بھی دونوں کی جانب سے ہوگااس لئے اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۵)

مسئلہ: انگلی، جن یابندر یا گدھے یا خُنثٰی مُشکِل یا مُردے یا نابالغ بچے کا عضو یالکڑی وغیرہ کو قُبُل یا دُبُر میں داخل کرنے سے غُسل واجب نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶)

وضاحت (۱): روزہ دار نے انگلی اپنے پچھلے مقام میں داخل کی، مُختار قول کے مُطابِق غُسل واجب نہ ہوگا، اور روزہ کی قضاء بھی واجب نہ ہوگی۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶)

مسئلہ: کسی نے چوپائے، مُردے اور نابالغ لڑکی سے جماع کیا جب تک اِنزال نہ ہو غُسل واجب نہ ہوگا، اسی طرح کسی نے باکرہ سے جماع کیا اور پردۂ بکارت زائل نہ ہوا تو اِنزال کے بغیر غُسل واجب نہیں۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶، ۱۶۷)

وضاحت (۱): جس چوپائے سے کسی نے جماع کیا تو مُستحب یہ ہے کہ اس جانور کو ذبح کر کے اسے جلا دیا جائے اور جماع کرنے والے کو تعزیر لگائی جائے، ایسا کرنے سے اس کا گوشت حرام نہیں ہوتا، تفصیل کے لئے فقہ کی کتابوں میں حُدُود و تعزیر کا باب مُلاحظہ ہو۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶)

وضاحت (۲): نابالِغہ لڑکی کے مَحَلِ جماع میں جماع ہو سکتا ہو اور اس کے دونوں مقام پھٹ کر ایک نہ ہو چکے ہوں تو اس صورت میں جماع کرنے سے غُسل واجب ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶)

وضاحت (۳): چوپائے اور مُردے سے جماع کیا اِنزال نہ ہوا اور الگ ہو گیا تو اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶)

وضاحت (۴): ایسی مُعَمَّر عورت سے جماع کیا جس کی شہوت ختم ہو چکی ہے تو جماع سے غُسل واجب ہوگا اگر چہ اِنزال نہ ہو۔
(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶، ۱۶۷)

وضاحت (۵): مُنہ، ناک کی رُطوبت، پسینہ اور فَرجِ داخل و خارج کی رُطوبت پاک ہوتی ہے۔
(ردالمحتار، ج ا، ص ۱۶۶)

☆☆☆☆☆

غُسل کے مُتفرِق مسائل

مسئلہ: اگر کوئی مسلمان مرجائے تو زِندہ مسلمانوں پر اس کو غُسل دینا فرضِ کِفایہ ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۷)

وضاحت (۱): کافر اگر مرجائے اور اس کا وَلی صِرف مسلمان ہو تو ناپاک کپڑے کی مانند اس پر پانی بہادیا جائے اور سُنّت کا لحاظ اس میں نہ رکھا جائے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۷)

وضاحت (۲): مَیّت اگر خُنثٰی مُشکِل ہو تو اسے تَیَمُّم کرایا جائے گا، یا کپڑوں سمیت اس کو غُسل دیا جائے گا لیکن پہلی صورت یعنی تَیَمُّم کرانا اَولٰی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۷)

وضاحت (۳): مسلمان میت کو اگر کسی مسلمان نے غُسل دے دیا تو دوسروں سے فرض ساقط ہوجائے گا، اگر کسی نے بھی غُسل نہ دیا تو جن جن کو علم ہوگا ان کو (فرض کے ترک کا) گُناہ ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۷)

مسئلہ: جَنابت، حَیض اور نِفاس کی حالت میں اِیمان قبول کیا تو ان کے لئے غُسل کرنا فرض ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۷)

وضاحت (۱): حیض اور نِفاس ختم ہو تو غُسل کرنا فرض ہے اگر اِیمان لانے سے پہلے حَیض (اور نِفاس) ختم ہوگئے تو ایمان لانے کے بعد ان کے لئے غُسل کرنا فرض ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۷. مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ج ۱، ص ۵۳)

مسئلہ: جس کا بُلُوغ اِنزال، حیض، بچّے کی پَیدائش سے ہو (اگرچہ پَیدائش کے بعد نجاست کا خون نہ دیکھے)، ایسے اُمُور میں سے کسی سے ہو، یا اس کے سارے جسم پر نجاست لگ جائے تو اَصَحّ قول کے مُطابِق اس پر غُسل واجب ہے، اور اگر کسی نے حالتِ طَہارت میں اِیمان قبول کیا یا اس کا بُلُوغ عمر سے ثابت ہو تو اس کو غسل کرنا مُستحب ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۸)

وضاحت (۱): جس کی عمر پَندرہ سال ہوجائے مرد ہو یا عورت اگرچہ اسے اِنزال، اِحتِلام وغیرہ مُوجِباتِ غُسل نہ ہوں تو بالغ شمار ہوگا اور اس کا بُلُوغ عمر کے ذَرِیعَہ سے ثابِت ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۶۸)

مسئلہ: جمعہ اور عید کی نمازوں کے لئے، اِحْرام باندھنے کے لئے، وُقُوفِ عَرَفَات کے لئے، غُسْل مَسْنُوْن ہے۔
(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱٦۸)

وضاحت (۱): درجِ بالا غسل غیر مُؤکَّدہ سنت ہیں، جسے سُنَّتِ زَائِدَہ بھی کہتے ہیں، اس کے ترک سے عِتاب نہیں ہے، بعض عُلَماء نے ان کو مُسْتَحَب قرار دیا ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱٦۸)

وضاحت (۲): عَلّامَہ عَبْدُالْغَنِی نَابُلُسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ غُسْل نَظَافَت کے لئے ہیں، اگر ان کے بعد (اور نماز سے پہلے) حَدَث لاحِق ہوجائے تو اس کے بعد وضو سے نَظَافَت میں اِضَافَہ ہوگا، اور اگر کوئی طَہَارَت کے لئے کرے تو حَدَث کے بعد وُضُو کرنے سے بھی حَاصِل ہوجائے گی، لہٰذا اگر مندرجہ بالا غسلوں کے بعد حَدَث لاحِق ہوجائے تو بھی کِفَایت کرے گا، کیونکہ ان کے بارے میں جو اَحَادِیْث وَارِد ہیں ان کا تقاضا صِرْف حُصُولِ نَظَافَت ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱٦۹)

وضاحت (۳): کسی آدمی نے نمازِ جُمعہ کے بعد غُسْل کیا تو اس کا اس سِلْسِلَہ میں کوئی اِعْتِبَار نہیں ہے۔
(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱٦۹)

وضاحت (۴): جمعہ، عید اور جَنَابَت ایک دن واقع ہوئے تو ان کے لئے ایک غُسْل کافی ہے، جس طرح کہ حیض اور جَنَابَت دونوں کے لئے ایک غسل کافی ہے، اسی طرح اگر ان کے ساتھ نمازِ کُسُوف اور نمازِ اِسْتِسْقَاء جمع ہوجائیں تو سب کے لئے ایک غُسْل کافی ہے، لیکن اس صُورَت میں سب کا غسل کے ساتھ ادا کرنے کا ثواب تب ہوگا جب غُسْل میں سب کی طرف سے نیت ہو۔ (الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱٦۹)

وضاحت (۵): اِحْرام حج کا ہو یا عُمرے کا یا دونوں کو ایک اِحْرَام سے ادا کرے، سب کے لئے غُسْل کرنا مَسْنُوْن ہے، غُسْلِ اِحْرَام کے لئے سُنَّت ہے (یعنی یہ اِحْرَام سے پہلے ہونا چاہئے اور غُسْل کے بعد حَدَث لاحِق ہونے سے پہلے یہ غسل ہونا چاہئے، اگرچہ یہ غُسْل بھی نَظَافَت کے لئے ہوتا ہے) اِحْرَام باندھنے کے دن کے لئے یہ غسل نہیں ہوتا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱٦۹)

وضاحت (٦): عَرَفَات کے وُقُوف کے لئے بھی غُسْل مَسْنُوْن ہے، عَرَفَہ کے دن کی یہ سنت نہیں ہے اور نہ ہی عَرَفَات کے میدان میں دَاخِل ہونے کی سُنَّت ہے، جو شخص عَرَفَات کے میدان میں حَاضِر نہیں اس کے لئے یہ غسل مَسْنُوْن نہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱٦۹)

مسئلہ: (۱) پاگل پن، (۲) بے ہوشی، (۳) نشے سے افاقہ، (۴) اور پچھنے لگوانے کے بعد، (۵) شَبِ بَرات، (۶) شَبِ عَرَفَہ، (۷) شَبِ قَدر، (۸) یَومِ نَحر کو صُبح کے وَقت وُقُوفِ مُزدَلِفَہ، (۹) یَومِ نَحر کو جَمرۂ عُقبہ کی رَمی، (۱۰) باقی اَیّام کی رَمی (۱۱) یَومِ نَحر کو دُخُولِ مَکّہ، (۱۲) یَومِ نَحر کو طَوافِ زِیارت، (۱۳) سُورج گرہن، (۱۴) چاند گرہن، (۱۵) اِستِسقاء، (۱۶) خَوف، (۱۷) دِن کو تاریکی، (۱۸) سخت آندھی کی نمازوں، (۱۹) مَدینہ مُنوّرہ میں داخلہ، (۲۰) لوگوں کے عام مَجمَع میں جانے، (۲۱) نیا کپڑا پہننے کے لئے، (۲۲) مُردے کو غُسل دینے کے بعد، (۲۳) (سزا یا ظُلم کے طور پر) قتل ہونے سے پہلے، (۲۴) گُناہوں سے تَوبہ کرنے کے لئے، (۲۵) سَفر سے واپسی کے وقت، (۲۶) اور اِستِحاضہ کے خون کے خاتِمہ کے بعد غُسل کرنا مُستحَب ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

وضاحت (۱): شَبِ بَرات پندرھویں شَعبان کی رات ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

وضاحت (۲): شَبِ عَرَفَہ کا غُسل مُحتاج اور غیر مُحتاج دونوں کے لئے ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

وضاحت (۳): شَبِ قَدر میں بیداری کے لئے یہ غُسل ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

وضاحت (۴): یَومِ نَحر کو پانچ غُسل مستحب ہیں۔

﴿۱﴾ وُقُوفِ مُزدَلِفَہ کے لئے۔ ﴿۲﴾ دُخُولِ مِنیٰ کے لئے۔

﴿۳﴾ رَمیِ جِمار کے لئے۔ ﴿۴﴾ دُخُولِ مَکّہ کے لئے۔

﴿۵﴾ طَوافِ زِیارت کے لئے۔

اگر ایک غُسل میں ان سب کی نیّت کرلے تو سب کی طرف سے ادا ہوجائے گا جس طرح کہ جمعہ اور عید ایک دن ہو تو ایک غُسل میں دونوں کی نیّت کرے تو دونوں کی طرف سے ہوجائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

وضاحت (۵): جَنابت یا اِحتِلام کے بعد دوبارہ جِماع کے لئے بھی غُسل کرلینا مستحب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

وضاحت (۶): جو شخص عمر کے اعتبار سے بالغ ہو یا با طہارت ایمان قبول کرے اس کے لئے غُسل کرنا مُستحَب ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

وضاحت (۷): جسم یا کپڑے پرنجاست لگی لیکن نجاست لگنے کا مقام یاد نہ رہا تو غسل کر لینا اور سارا کپڑا دھونا مُستحب ہے، اگر چہ جسم کا کوئی سا حصہ اور کپڑے کا کوئی سا کنارہ دھولینا کِفایَت کرتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰، ۱۶۸)

مسئلہ: بیوی کے غسل اور وضو کے پانی کی قیمت مرد کے ذِمّہ ہے، اگر چہ عورت اَمیر ہو۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۰)

مسئلہ: جُنُبِی کے لئے مَسجِد میں دَاخِل ہونا اگر چہ صِرف گذرنے کے لئے ہو حَرام ہے ہاں ضرورت کی بِنا پر جائز ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

وضاحت (۱): عیدگاہ، جنازہ گاہ میں جُنُبِی بغیر غُسل کئے دَاخِل ہوسکتا ہے کیونکہ اس بارے میں ان کا حکم مَسجِد کا سا نہیں ہے، لیکن ان میں اِمام کی اِقتِدَا جائز ہے اگر چہ صفوں کے درمیان اِتِّصال نہ ہو، فِنائے مَسجِد میں بھی اِمام کی اِقتِدَا جائز ہے اگر چہ اِتِّصالِ صُفُوف نہ ہو۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

وضاحت (۲): مَدرَسہ اور صُوفیوں کی خَانقَاہ میں جُنُبِی کا دَاخِل ہونا حَرام نہیں ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

وضاحت (۳): مَدارِس میں جو مُساجِد ہوتی ہیں وہ شرعی مَسجِدیں ہوتی ہیں، کیونکہ ان میں عام لوگوں کو نماز ادا کرنے کی مُمانَعَت نہیں ہوتی اور جب مَدارِس کے دروازے بند ہوجاتے ہیں تو اندر رہنے والے لوگ وہاں جماعت کرا سکتے ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

وضاحت (۴): گھر کی ایسی مَسجِد جس میں عام لوگوں کو نماز سے منع نہ کیا جاتا ہو اور اگر گھر کے دروازوں کو بند کر دیا جائے تو اس گھر میں رہنے والے وہاں باجماعت نماز ادا کریں تو وہ مسجد شرعی طور پر مَسجِدِ جَماعت ہے اس کا فروخت کرنا، بَحالَتِ جَنابَت اس میں آنا منع ہے، اگر ایسی حالت نہ ہو تو وہ مَسجِد جماعت نہیں (بلکہ مَسجِدِ بَیت ہے)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

وضاحت (۵): جَنابَت کی حَالَت میں نبی کَرِیم ﷺ کا مَسجِد میں دَاخِل ہونا اور وَہاں ٹھہرنا جائز تھا یہ نبی کَرِیم ﷺ کا خَاصّہ ہے اور حضرت عَلِی المرتَضٰی رضی اللہ عنہ کا بھی یہ خَاصّہ تھا، دیگر اَہلِ بَیتِ کِرام یا سَادَاتِ عِظَام کے لئے اس کی اِجازَت نہیں ہے، اَہلِ بَیتِ عِظَام کے لئے اس کے جَواز، نیز ریشم کے اِستِعمَال کے جَواز کا قول شیعوں کے اِختِراعات سے ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

وضاحت (٦): ضرورت کی صُورت یوں ہو سکتی ہے، مَسجِد میں گذرنے کے سِوا (کوئی اور مُتبادِل) رستہ نہ ہو، اس طرح کہ اس کے گھر کا دَروازہ مَسجِد کی جانِب ہو اور اسے تبدیل نہ کیا جا سکے اور نہ ہی اس مکان کے علاوہ کسی دوسری جگہ سُکونَت اِختیار کرنے پر قُدرَت ہو۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

اس صورت میں مَسجِد سے گذرنے کے لئے تَیَمُّم کرنا واجِب ہے۔ (ردالمحتار، الدر المختار، ج ۱، ص ۱۷۲)

وضاحت (٧): مَسجِد کے اندر تھا اِحتِلام ہو گیا، فَوراً تَیَمُّم کر کے نکلنا مُستحَب ہے اور اگر کسی خَوف کے باعِث وہاں رُکے تو تیمم کرنا واجِب ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۱)

وضاحت (٨): مُسافِر (یا کوئی اور) جُنبی ہے، اس کا گذر ایسی مَسجِد کے پاس سے ہو جس میں پانی کا چشمہ ہے، اس کے علاوہ کہیں اور سے پانی نہیں ملتا (اور نہ ہی مَسجِد کے اندر سے پانی باہر لا کر دینے والا کوئی موجود ہے) تو وہ تَیَمُّم کر کے مَسجِد میں داخِل ہو۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۲)

مسئلہ: تلاوت کی نیّت سے قُرآنِ مجید کو پڑھنا اور اسے چُھونا جُنبی کے لئے حَرام ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۲)

وضاحت (١): تلاوت کی نیّت سے قُرآنِ مجید کو پڑھنا اگرچہ ایک آیت سے کم ہو حَرام ہے، لیکن حُرمَت کا یہ حکم مُرکّبات کے لئے ہے، مُفرَدات کے لئے یہ حکم نہیں، لہٰذا مُعلِّمہ کے لئے حَیض کی حالت میں ایک ایک کلمہ کر کے قُرآنِ مجید پڑھانا جائز ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۲)

وضاحت (٢): (قُرآنِ مجید پڑھنا لیکن تلاوت کی نیت نہ کی) بلکہ دُعا کی نیّت سے قُرآنِ مجید پڑھا، مثلاً فاتحہ شریف اور دیگر آیات جن میں دُعا کے مَعنیٰ مَوجُود ہیں کو بہ نیت دُعا پڑھا تلاوت کی نیّت نہ کی تو کوئی حَرج نہیں، جن آیات میں دُعا کے معنیٰ نہیں ہیں مثلاً سُورۂ اَبِی لَہَب ان کو دُعا کی نیّت سے پڑھنا جُنبی کے لئے جائز نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۲)

وضاحت (٣): دُعا کے مَفہُوم میں ثنا بھی داخِل ہے کیونکہ فاتحہ شریف کا نِصفِ اَوّل ثنا ہے اور نِصفِ ثانی دُعا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۲)

وضاحت (٤): جُنبی کے لئے کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے بِسْمِ اللہ پڑھنا آغاز کی نیّت سے درست ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۲)

وضاحت (٥): (دُعا کے ماسِوا) ہر اِرادہ کے لئے جو جو آیات مُناسَبَت رکھتی ہوں اُن کو پڑھنا جائز ہے۔ (جد الممتار، ج ۱، ص ۱۱۸)

وضاحت (٦): وہ آیات جو حُرُوفِ مُقطَّعات میں سے ایک حرف پر مشتمل ہیں جیسے ق، ص، ان کا پڑھنا جُنبی کے لئے

جائز ہے لیکن "مُدھآمَّتَان" جوایک آیت ہے کا ایک بار پڑھنا جائز نہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۳ . جدالممتار، ج ۱، ص ۱۱۸)

وضاحت (۷): نمازِ جنازہ (جس میں تلاوت قرآنِ مجید نہیں ہے) میں اگر کوئی آدمی ثنا کے ارادہ سے سُورۂ فاتحہ پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۳)

وضاحت (۸): (نمازِ جنازہ کے علاوہ عام) نماز میں اگر کوئی ثنا کے ارادہ سے فاتحہ شریف پڑھے تو قراءت سے یہ کفایت کرے گی، کیونکہ اس صُورت میں فاتحہ اپنے محل (قراءت) میں واقع ہوئی ہے، لہٰذا ثنا کے قصد سے اس کا حکم ساقط نہ ہوگا یعنی قرائت کا وُجُوب اس سے ادا ہو جائے گا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۳)

وضاحت (۸): جنبی (اور بے وضو) کا قرآنِ مجید، دیگر کُتُبِ سماویہ، تورات، انجیل، زبُور اور کُتُبِ تفسیر کو چھونا جائز نہیں ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۳)

وضاحت (۹): (نقدی کے سکّوں مثلاً) دِرہم اور دیوار یا کسی اور چیز پر پُوری ایک آیت تحریر ہو تو تحریر کے مقام پر جُنبی اور بے وضو کو ہاتھ لگانا حَرام ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۳)

وضاحت (۱۰): (قرآنِ مجید کو چھونا بے وضو اور جُنبی کے لئے حَرام ہے، خواہ اس حصّہ سے چھوئے جس پر لکھا ہے یا اس حصہ پر ہاتھ لگائے جو تحریر سے خالی ہے لیکن) قرآنِ مجید کے علاوہ باقی اشیاء میں وہاں ہاتھ رکھنا منع ہے جہاں پر قرآنِ مجید کی ایک بھی تحریر ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۳)

وضاحت (۱۱): اگر قرآنِ مجید کو غلاف کے ساتھ چھوئے تو درست ہے، اور غِلاف وہ کپڑا ہوتا ہے جو اس کے ساتھ سلا ہوا نہیں ہوتا بلکہ اس سے جُدا ہوتا ہے، اور وہ اس کے لئے تھیلے (کی طرح) ہوتا ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۳، ۱۷۴)

وضاحت (۱۲): قرآنِ مجید کو فروخت کیا تو جو کپڑا اس کے ساتھ مُتّصِل ہے وہ بیع میں داخل ہو جائے گا اگر اس کا اِستثناء کرلے تو درست ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۱۳): جنبی اور بے وضو کے لئے بدن پر پہنے کسی کپڑے سے بھی قرآنِ مجید کو چھونا درست نہیں، کیونکہ کپڑا اس آدمی کے تابع ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۱۴): دِرہم (دینار اور دیگر کرنسی کے سکّوں) کو جب کہ وہ تھیلی یا کسی اور کپڑے میں پڑے ہوں، جو کہ ان کا تابع نہ ہو، اس تھیلی یا کپڑے کے ذریعہ سے چھو سکتے ہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۱۵): جنبی (اور بے وضو) کے لئے لکڑی یا کسی اور شئ سے قرآنِ مجید کے اَوراق پلٹنا جائز ہے۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

(بے وضو کو قرآنِ مجید پڑھنے کی اجازت ہے، لیکن بحالتِ جنابت تلاوتِ قرآنِ مجید حرام ہے)۔

وضاحت (۱۶): طہارت میں جو اعضاء دھوئے نہیں جاتے (مثلاً وضو میں سینہ، پیٹ، رانیں اور ٹانگیں وغیرہ) کے ساتھ اور اَعضائے طہارت میں سے کسی کو دھونے کے بعد بھی قرآنِ مجید کو ان سے چھونا جائز نہیں۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

مسئلہ: جنبی کے لئے خانۂ کعبہ کا طواف جائز نہیں، بے وضو کا بھی یہی حکم ہے، کیونکہ طواف کے لئے طہارت کا ہونا واجب ہے۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

مسئلہ: جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں قرآنِ مجید کو دیکھنا مکروہ نہیں، اسی طرح دعائیں پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۱): دیکھنے کی صورت میں چونکہ چھونا نہیں پایا جاتا بلکہ صرف سامنے ہونا پایا جاتا ہے لہٰذا جائز ہے۔
(رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۲): اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے باوضو ہونا مستحب ہے اور اَدعیہ کے سلسلے میں جس کراہت کی نفی کی گئی ہے وہ مطلق کراہت نہیں بلکہ کراہتِ تحریمی ہے، لہٰذا اگر کوئی آدمی بغیر وضو کے اَدعیہ میں مصروف ہو تو مکروہ تنزیہی ہے، کیونکہ مستحب کا ترک خلافِ اَولیٰ ہوتا ہے۔
(رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

مسئلہ: نابالغ کے لئے قرآنِ مجید اور تختی کو چھونا مکروہ نہیں۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۱): نابالغ غیر مکلف ہوتا ہے، اس مسئلہ کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے ولی کے لئے اسے بے وضو چھونے کی اجازت دینا جائز ہے، اور اگر ولی دیکھے کہ نابالغ شراب پی رہا ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا جائز نہیں۔
(رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۲): ضرورت کی بنا پر قرآنِ مجید نابالغ کے سپرد کرنا اور اس سے لینا درست ہے، اگر بچوں کو وضو کا مکلف بنایا جائے تو اس میں حرج ہے (بچے وضو کے مکلف نہیں ان کو وضو کا حکم دینا ان کو اس کا عادی بنانے اور سکھانے کے لئے ہوتا ہے)۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

وضاحت (۳): اُستاد کے علاوہ کسی اور کے لئے بَچّوں کو قُرآنِ مَجید لانے اور لے جانے کا حکم دینا درست نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۴)

مسئلہ: تَورات، اِنجیل اور زَبُور کی قِراءَت جنبی کے لئے مکروہ ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں اور تَحرِیف کردہ حصہ مُتعیّن نہیں ہے، یہی حکم حَیض اور نِفاس والی عورت کے لئے بھی ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۵)

وضاحت (۱): وہ حصہ جس کا مُحرّف ہونا یقینی ہوا گر الگ لکھا ہوا ہو تو اسے چُھونا جائز ہے، مثلاً یہ کہ تَورات کی شَرِیعَت اس وقت تک بَاقِی رہے گی جب تک زَمین وآسمان قَائم ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۵)

مسئلہ: جنبی کے لئے دُعائے قُنُوت پڑھنا (خارِج از نماز) درست ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۵)

مسئلہ: جنبی کو ہاتھ دھونے اور کُلّی کر لینے کے بعد کھانا پینا جائز ہے، اسی طرح غُسل سے قبل دوبارہ اپنی بیوی کے پاس جانا جائز ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۵، ۱۷۶)

وضاحت (۱): جنبی کو ہاتھ دھونے اور کلی کرنے سے قبل کھانا پینا نہ چاہئے کیونکہ اس صُورت میں وہ مُستَعمَل پانی پئے گا، جو کہ مَکرُوہ تنزِیہی ہے، اور ہاتھ بھی بِالعُمُوم نجاست سے خَالی نہیں ہوتے لہٰذا ہاتھ دھو کر کھانا چاہئے، اگر کُلّی کئے بغیر اور ہاتھ دھوئے بغیر کھا پی لے تو حَرَج نہیں ہے، حَیض (اور نِفاس) والی عورت کے لئے کھانے پینے سے پہلے کُلی کرنا اور ہاتھ دھونا مُستَحب نہیں، کیونکہ حیض کی نجاست اس سے دُور نہ ہوگی (حَیض کے ختم ہونے کے بعد دھونا کارآمد ہے، ہاں کھانے کی سُنّت کے طور پر ہاتھ دھونا درست ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۵، ۱۷۶)

وضاحت (۲): جِمَاع کے بعد دوبارہ اپنی بیوی سے جِمَاع سے قَبل غُسل یا وضو کر لینا مستحب ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۶)

وضاحت (۳): اِحتِلَام کے بعد بیوی کے پاس جانے سے پہلے غُسل یا وضو کر لینا چاہئے، بعض کتابوں میں ہے کہ ایسا نہ کرنے سے اَولاد مجنُون یا بَخِیل ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۶)

مسئلہ: کُتُبِ تَفسِیر کا حکم قُرآنِ مَجِید کی مانند ہے (جنبی اور بے وُضُو کے لئے ان کو چُھونا جائز نہیں ہے) دیگر شرعی کُتُب کو چُھونا جنبی اور بے وُضُو کے لئے مکروہ نہیں ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۶)

وضاحت (۱): تفسیر کی کتابوں میں قرآنِ مجید دیگر کُتُب کی نسبت سے زیادہ ہوتا ہے، نیز ان میں قرآن مجید مقصوداً اور اِستِقلالاً تحریر کیا جاتا ہے، لہٰذا ان کی مُشابہت قرآنِ مجید سے زیادہ قریبی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۷)

وضاحت (۲): کُتُبِ تفسیر سے مُرادوہ تفسیری کتابیں جن میں قرآنِ مجید تحریر ہو (جن کتابوں میں قرآنِ مجید تحریر نہ ہو ان کا حکم عام شرعی کتابوں جیسا ہوتا ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۷)

مسئلہ: قرآنِ مجید کی حالت اگر یہ ہو جائے کہ وہ پڑھا نہ جاسکے تو اسے مُسلمان میّت کی مانند دفن کر دینا چاہئے، غیر مُسلم کو غُسل کے بغیر چُھونے نہ دِیا جائے، اسے قرآنِ مجید اور فقہ پڑھانے میں کوئی حَرَج نہیں، مُمکن ہے اللہ تعالیٰ اسے ہِدایت عطا فرمادے، قرآنِ مجید کو سَر کے نیچے رکھنا مکروہ ہے، لیکن اس کی حفاظت کی نیّت سے ایسا کرنا درست ہے، اسی طرح دَوات کو کتاب کے اُوپر رکھنا مکروہ ہے، ہاں کتابت کے وَقت اس کی اِجازت ہے۔
(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۷)

وضاحت (۱): قرآنِ مجید جب پڑھنے کے لائق نہ رہے تو اسے کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں کے نیچے رَوند کر اس کی بے حُرمتی نہ ہو، اس کو دفن کرنے کے لئے لَحد کھودی جائے یا شَق کھودی جائے لیکن اس کے اوپر چھت ڈال کر اوپر مٹی ڈالی جائے، بَراہِ راست قرآنِ مجید پر مٹی نہ ڈالی جائے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۷)

وضاحت (۲): قرآنِ مجید کے علاوہ دیگر کتابوں سے اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور رسُولوں کے اَسماء مَحو کر دیئے جائیں اور باقی کو جلا دیا جائے یا انہیں جاری پانی میں ڈال دیا جائے یا ان کو بھی دفن کر دیا جائے اور بہتر یہی صورت ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۷)

وضاحت (۳): قرآنِ مجید کے علاوہ کُتُبِ تفسیر اور دینی کتابوں کو بھی سَر کے نیچے نہ رکھا جائے، ہاں چوری کا خدشہ ہو تو اِجازت ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۷)

وضاحت (۴): کتابت کے وَقت دَوات کو اس کتاب پر رکھنا جائز ہے جس کو نقل کیا جارہا ہو کسی دُوسری کتاب پر رکھنے کی اِجازت نہیں اور اس جواز کی دو وُجہیں ہوسکتی ہے۔

﴿۱﴾ ہَوا چل رہی ہو اور اَوراق اُلٹ جاتے ہوں تو ان کی حفاظت کے لئے اس پر دَوات رکھنے کی اِجازت ہے۔

﴿۴﴾ سطریں نظر سے چُوک جائیں تو جس سطر کو نقل کر لیا جائے اس پر دَوات رکھ دی جائے تاکہ نظر مَطلُوب سطر سے آگے نہ نکل جائے۔

بغیر ضرورت کے دَوات کو کتاب پر رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۱۱۹)

وضاحت (۵): بہتر یہ ہے کہ کتابوں کو رکھنے میں نیچے سے اوپر اس ترتیب کو ملحُوظ رکھا جائے۔

﴿۱﴾ نحو و لُغت ﴿۲﴾ تعبیرِ رُؤیا ﴿۳﴾ کلام ﴿۴﴾ فقہ ﴿۵﴾ مَواعظ و اَحادِیث اور مَروِی اَدعِیہ ﴿۶﴾ قراءَت ﴿۷﴾ تفسیر جس میں قرآنِ مجید لکھا ہوا ہو ﴿۸﴾ قرآنِ مجید۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

مسئلہ: درہم (یا نقدی کا کوئی سکّہ وغیرہ) جس پر پُوری آیت لکھی ہوئی ہو اُسے پگھلانا مکروہ ہے، اگر پگھلانے سے پہلے اسے توڑ (کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے) کر لئے جائیں تو مکروہ نہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت: ٹکڑے کر لینے کی صُورت میں ہر ٹکڑے پر ایک آیت سے کم رہ جائے گا اس صُورت میں ان ٹکڑوں کو بے وُضو اور جنبی کے لئے چُھونا بھی جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

مسئلہ: تعوِیذ کا غِلاف اگر تعوِیذ سے جُدا ہو تو اسے پہن کر بیتُ الخَلاء میں جانا مکروہ نہیں، لیکن اس سے پرہیز اَفضل ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت (۱): تعوِیذ سے مُراد ایسا تعوِیذ ہے جس میں قرآنی آیات تحرِیر ہوں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت (۲): تعوِیذ پر اگر موم چڑھائی جائے پھر اس کو غِلاف میں سی لیا جائے یا چمڑے یا دھات میں مڑھا لیا جائے تو اس صُورت میں اس کا غِلاف تعوِیذ سے جُدا ہو جائے گا اسے پہن کر بیتُ الخَلاء میں جا سکتے ہیں، جنبی کو اس کا چُھونا، اٹھانا اور پہننا درست ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت (۳): قرآنِ مجید اگر دُعا اور ثنا کی نیّت سے لکھا جائے تو اس کا حکم تبدیل نہیں ہوتا (یعنی اسے لکھے ہوئے کو تو جنبی، حیض یا نِفاس والی عورت چُھو نہیں سکتی) لیکن قرآنِ مجید کو دُعا اور ثنا کی نیت سے پڑھنے سے اس کا حکم تبدیل ہو جاتا ہے، یعنی جنبی، حَیض اور نِفاس والی قرآنِ مجید کو دُعا یا ثنا کی نیّت سے پڑھ سکتے ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

مسئلہ: ایسا کاغذ جس پر فقہی مسائل لکھے ہوئے ہوں اس میں کسی چیز کو لپیٹنا درست نہیں ہے، طب کی کتابوں کے اوراق میں جائز ہے، اگر کاغذ پر اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کا اسم گرامی تحریر ہو تو اس سے ان اسمائے گرامی کو محو کر کے اس میں کسی چیز کو لپیٹنا درست ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت: حروف پر اگر سیاہی پھیر کر ان کی شکل ختم کر دی جائے تو ایسا کرنا محو میں داخل ہے، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور قرآن مجید کی آیات مبارکہ کو تھوک سے مٹانا منع ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

مسئلہ: نئے قلم کے تراشے کو پھینک دینے میں کوئی حرج نہیں ہے، استعمال شدہ قلم کے تراشے کو احترام کے باعث ایسے مقام پر نہ پھینکے جو تعظیم کے منافی ہو۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت (۱): مسجد کے گھاس اور اس کے کوڑے کو بھی ایسی جگہ نہ ڈالیں جو تعظیم کے منافی ہو۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت (۲): استعمال شدہ قلم سے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور دیگر قابل احترام اشیاء لکھی جاتی ہیں، جس کے باعث وہ قابل تعظیم ہے، اور حروف بھی قابل تعظیم ہیں (ان کے لکھنے میں تو وہ استعمال ہوا ہے)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

مسئلہ: کمرے میں قرآن مجید ہو تو اس میں بیوی سے خلوت اور جماع جائز ہے، کیونکہ مسلمانوں کے گھر اس سے خالی نہیں ہوتے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

مسئلہ: چٹائی وغیرہ جس پر "الملک للہ" (وغیرہ الفاظ) تحریر ہوں اسے بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ ہے، زینت کے لئے اسے آویزاں کرنا جائز ہے، اگر چٹائی پر کلام الناس (عام لوگوں کی باتیں) تحریر ہوں تو اسے بچھانا اور آویزاں کرنا دونوں مکروہ نہیں، لیکن اگر صرف حروف تحریر ہوں تو استعمال مکروہ ہے، ان کی حفاظت اور تعظیم ضروری ہے خواہ اسے لٹکایا جائے یا نہ، زینت ان سے کی جائے یا نہ۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت: حروف تہجی حضرت ہود علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۷۹)

☆☆☆☆☆

حیض ونفاس

مسائلِ حیض کی ضرورت:۔

حیض ونفاس کے مسائل کا باب فقہِ اسلامی کے مشکل ترین ابواب میں سے ایک ہے، خصوصاً حیض ونفاس کی عادت بھول جانے کی صورت میں (جس کو اضلال یا تحیّر کہتے ہیں) تو احکام نہایت پیچیدہ ہیں، مشکل اور پیچیدہ ہونے کے باوجود ان مسائل کا علم اعظم الواجبات سے ہے کیونکہ عبادات ومعاملات کے بے شمار مسائل کو صحیح طور پر سمجھنا ان پر موقوف ہے جیسے طہارت، نماز، تلاوت قرآنِ مجید، روزہ، اعتکاف، بلوغ، حج، وطی، طلاق، عدت، کفارہ قسم وغیرہ ابواب کے صدہا مسائل کا تعلق ان کے ساتھ ہے، جو شخص ان مسائل سے نابلد ہوگا وہ مندرجہ بالا عبادات ومعاملات کس طرح درست طور پر ادا کر سکے گا، ناواقفیت اگرچہ ہر مسئلۂ شرعیہ سے نقصان دِہ ہے لیکن مسائل حیض ونفاس سے ناواقفیت کا ضرر دوسرے ابواب کے مسائل کی جہالت سے کہیں بڑھ کر ہے، اس طرح ان کے سیکھنے اور جاننے کی ضرورت دیگر مسائل کی نسبت اشد ہے۔

ان مسائل کا براہِ راست تعلق مستورات سے ہے جن میں تعلیمی تناسب کا حال سب پر عیاں ہے، مردوں سے ان کا تعلق ثانیاً اور بواسطہ مستورات ہے، ہر عورت پر ان مسائل کا سیکھنا فرض ہے، اسی طرح خاوندوں اور سرپرستوں کو بھی یہ لازم ہے کہ خود یہ مسائل سیکھیں اور اپنی بیویوں یا زیرِ سرپرستی مستورات کو سکھانے کا بندوبست کریں۔

خاوند اگر مسائل نہیں جانتا تو سیکھ کر اپنی بیوی کو بتائے یا اجازت دے کہ کسی معتمد متقی سے سیکھے، خاوند کو اگر علم نہیں، نہ ہی کسی سے پوچھ کر بتاتا ہے اور نہ ہی کسی سے پوچھنے کی اجازت دیتا ہے تو عورت کو لازم ہے کہ اس ناروا پابندی کا احترام نہ کرے بلکہ شرعی حدود میں رہ کر پوچھے اور عمل کرے۔

علمائے اسلام نے ان مسائل کی اہمیت وضرورت کے پیشِ نظر ان مسائل پر مشتمل مستقل تصانیف بھی فرمائی ہیں،

چنانچہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے تلمیذ رشید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے انہی مسائل میں ایک علیحدہ کتاب تحریر فرمائی، اسی سلسلہ میں حضرت شیخ محمد بن پیر علی برکوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب "طریقہ محمدیہ" نے "ذُخرُ المُتاھِلِینَ فِی مَسَائِلِ الحَیضِ" نام کا رسالہ عربی میں تحریر فرمایا، رسالہ کے بارے میں شیخ موصوف نے فرمایا! "مُقتَصِرَۃٌ عَلَی الاَقوٰی وَالاَصَحِّ وَالمُختَارِ لِلفَتویٰ" یعنی رسالہ میں صرف اقوی، اصح اور مختار للفتوی مسائل مذکور ہیں۔

اس عظیم رسالہ کی شرح حضرت شیخ محمد امین بن عمر المعروف علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے جس کا نام "مَنھَلُ الوَارِدِینَ مِن بِحَارِ الفَیضِ عَلٰی ذُخرِ المُتَاھِلِینَ فِی مَسَائِلِ الحَیضِ" ہے، یہ شرح رسائل ابن عابدین میں شامل ہے، ناصر سُنّت جناب حُسَین حلمی بن سعید مدظلہ العالی نے مکتبہ ایشیق استنبول ترکی سے اس شرح کو طبع کرا کے مفت تقسیم کیا ہے۔ جَزَاہُ اللہُ تَعَالٰی خَیرًا

آئندہ سطور میں کوشش کی گئی ہے کہ مسائل حیض ونفاس کو مفصّل طور پر اردو زبان میں تحریر کیا جائے، چند مسائل کے علاوہ باقی سب حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اس شرح سے خوشہ چینی ہے، صرف مسائل کے لکھ دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مقامات پر ایک ایک مسئلہ کی توضیح کے لئے کئی کئی مثالیں درج کی گئی ہیں، ہر مثال کے ساتھ پہلے اس کا شرعی حکم پھر متن مسئلہ کی روشنی میں اس حکم کی مفصّل وضاحت کی گئی ہے، اس طرح بہت سی جزئیات مفصّل انداز میں آگئی ہیں، جن پر یہ مسائل منطبق ہوتے ہیں، اگر کوئی مثال موافق حال نکل آئے تو اس کا حکم واضح انداز میں معلوم ہو جائے گا، نیز مثالوں اور ان کی وضاحتوں سے ایک ایک مسئلہ دو، دو، تین، تین بار مختلف پہلوؤں سمیت سامنے آکر خوب اجاگر ہو گیا ہے۔

فصل:۔ (اس باب سے متعلق اصطلاحات کی وضاحت)

مسئلہ: مستورات کے ساتھ مخصوص خون تین قسم کا ہے۔

(۱) حیض (۲) استحاضہ (۳) نفاس (منھل الواردین، ص ۷)

مسئلہ: حَیض وہ خُون ہے (اگرچہ حُکمی ہو) جو وِلاَدت کے علاوہ رِحم (۱) سے خارِج ہو کر فَرجِ دَاخِل (۲) سے باہر آجائے۔
(منہل الواردین ،ص ۷)

مسئلہ: ماہواری خُون کے رِحم سے اُترنے کا اِحساس ہوا جب تک خارِج نہ ہو حَیض شُمار نہ ہوگا۔ (منہل الواردین ،ص ۷)

مسئلہ: نِفاس بھی رِحم سے نِکل کر فَرجِ دَاخِل سے نِکلنے والے خُون کو کہتے ہیں (اگرچہ حُکمی ہو) لیکن یہ خون وِلاَدت کے بعد خَارِج ہوتا ہے۔ (منہل الواردین ،ص ۸)

مسئلہ: بچے کا اَکثر حِصّہ نکل آنے سے قَبل خارِج ہونے والا خُون نِفاس نہیں (بلکہ اِستِحاضہ ہے) اور اَکثر حِصّہ نکلنے کے بعد خَارِج ہونے والا خُون نِفاس ہے، اگرچہ خُدانَخواستہ بچہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نِکالنا پڑے۔
(منہل الواردین ،ص ۸)

مسئلہ: بچے کا اَکثر حِصّہ ابھی باہر نہ آیا اور نَماز کا وَقت جا رہا ہو تو وُضُو کرے اگر وُضُو پر قُدرَت نہ ہو تو تَیَمُّم کرے اور نماز اِشارَہ سے ادا کرے۔ (منہل الواردین ،ص ۸)

مسئلہ: اِستِحاضَہ وہ خُون ہے جو فَرجِ دَاخِل سے نِکلتا ہو لیکن اس کا مَنبع رِحم نہ ہو یہ خُون کسی رَگ کے پھٹ جانے سے نکلتا ہے حَیض کا خُون بَدبُودار ہوتا ہے اور اِستِحاضہ کے خون میں بَدبُو نہیں ہوتی، اِستِحاضہ کو دَمِ فَاسِد بھی کہا جاتا ہے، بعض صورتوں میں یہ خُون جارِی نہیں ہوتا لیکن حُکماً اسے جارِی سمجھا جاتا ہے۔ (منہل الواردین ،۷،۸)

مسئلہ: دَمِ صَحِیح (صحیح خون) حَیض کی صُورَت میں تین روز سے کم اور دس روز سے زَائِد نہیں ہوتا، اور بصُورَتِ نِفاس چالیس روز سے زَائِد نہیں ہوتا۔ (منہل الواردین ،ص ۸)

مسئلہ: طُہرِ صَحِیح خُون کے اِنقِطَاع کا زَمانہ جو پَندرہ دن سے کم نہ ہو یعنی پندرہ دن یا اس سے زَائِد وَقفہ کو طُہرِ صَحِیح کہتے ہیں بشرطیکہ اِس مُدت میں خُون قَطعاً نہ آئے اور دو صحیح خُونُوں کے دَرمیان ہو۔ (منہل الواردین ،ص ۹)

---

(۱) رِحم شرمگاہ کا وہ مَقام جس میں بچہ دَورانِ حَمل رہتا ہے۔

(۲) فَرج کے دو حصے ہیں۔ (۱) فَرجِ دَاخِل۔ (۲) فرجِ خارِج۔
فَرجِ دَاخِل گول سوراخ ہے۔ فَرجِ خارِج اس پر سُرمِیوں کی طرح اُبھرا ہوا گوشت

مسئلہ: پندرہ روز یا اس سے زائد وقفہ دو استحاضہ یا حیض اور استحاضہ یا نفاس اور استحاضہ یا ایک نفاس کے دو خونوں کے درمیان ہو طہر صحیح نہیں بلکہ طہر فاسد ہوگا۔

مثال ﴿۱﴾: آئسہ کو استحاضہ کا خون آیا، پھر پندرہ دن یا زائد خون منقطع رہا پھر خون استحاضہ جاری ہوا تو طہر اگرچہ پندرہ دن یا زائد رہا فاسد ہوگا، کیونکہ استحاضہ کے دو خونوں کے درمیان وقفہ طہر فاسد ہوتا ہے۔

مثال ﴿۲﴾: حیض آیا یا ولادت کے بعد خونِ نفاس آیا پھر سنِ ایاس شروع ہوگیا اور عرصہ تک خون نہ آیا پھر استحاضہ آیا تو یہ طہر بھی فاسد ہوگا اگرچہ عرصۂ دراز تک رہا، کیونکہ حیض اور استحاضہ نیز نفاس اور استحاضہ کا درمیانی وقفہ بھی طہر فاسد ہوتا ہے۔ (منهل الواردين، ص ۹)

مسئلہ: طہر تام پندرہ دن یا اس سے زائد طہر کو کہتے ہیں، طہرِ تام صحیح بھی ہوسکتا ہے اور فاسد بھی اور طہرِ ناقص وہ طہر ہوتا ہے جو پندرہ سے کم ہو یہ طہر فاسد ہی کی ایک قسم ہے۔ (منهل الواردين ص ۱۰)

مسئلہ: معتادہ (عادت والی) اس عورت کو کہتے ہیں جس پر وقتِ بلوغ سے اب تک صحیح دم اور صحیح طہر (دونوں صحیح) یا صرف ایک صحیح دم یا صرف ایک صحیح طہر گذر چکا ہو۔ (منهل الواردين، ص ۱۰)

مثال ﴿۱﴾: بلوغ کے بعد تین روز خون دیکھا ازاں بعد پندرہ روز طہر، پھر مسلسل خون جاری ہوگیا تو یہی اس کی عادت شمار ہوگی۔ (یہ مثال اس معتادہ کی ہے جس پر صحیح دم اور صحیح طہر گذر چکا ہے)۔ (منهل الواردين، ص ۱۰)

مثال ﴿۲﴾: کسی عورت نے ۵ روز خون دیکھا، اس کے بعد چودہ روز طہر رہا، پھر مسلسل خون جاری ہوگیا ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ جس روز سے مسلسل خون جاری ہوا، اس سے لے کر ۵ روز تک حیض شمار ہوگا اور باقی مہینہ طہر شمار ہوگا، کیونکہ اس کو آنے والا پانچ روز خون، دم صحیح ہے، لہٰذا حیض کے معاملہ میں وہ معتادہ ہوگی لیکن چودہ روز طہر، صحیح طہر نہیں، لہٰذا طہر کے اعتبار سے یہ مدت اس کی عادت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی اس لئے طہر کے معاملہ میں وہ معتادہ نہیں ہوگی، بلکہ حیض سے بچنے والے مہینہ کے باقی ایام طہر شمار ہوں گے۔
(منهل الواردين، ص ۱۰، مع وضاحت)

مثال ﴿۳﴾: گیارہ روز خون دیکھا ازاں پندرہ دن بعد طہر رہا اور پھر استمرار کے ساتھ خون جاری ہوگیا، اس صورت میں گیارہ روز خون دم فاسد ہے، ۱۵ روز طہر بادی النظر میں طہرِ صحیح ہے لیکن درحقیقت یہ طہر فاسد ہے کیونکہ اپنے

ماقبل دمِ فاسد کے باعث یہ طُہر بھی فاسد ہے، لہٰذا زیرِ نظر صورت میں دَم بھی فاسد ہے اور طُہر بھی فاسد، ایسی عورت کا حکم اس عورت کی مانند ہے جس کو بُلُوغ کے ساتھ ہی اِستحاضہ شُروع ہو جائے یعنی دس روز حَیض اور بقیّہ روز طُہر شُمار ہوگا۔

مسئلہ: مُبتَدِأَہ وہ ہے جسے پہلی دفعہ حَیض آیا ہو یا نِفاس آیا ہو۔ (منھل الواردین، ص ۱۰)

مسئلہ: مُضِلّہ وہ ہے جسے حَیض کے اَیّام کی تعداد یا وَقت یاد نہ رہا ہو یا نِفاس کے اَیّام کی تعداد بھول گئی ہو۔
(منھل الواردین، ص ۱۰)

نوٹ: اس فصل میں صِرف اِصطلاحاتِ مُتعلِّقۂ باب کے مَعانی اور ان کی وَضاحت کے لئے چند مثالیں مندرج ہیں، مُفصّل اَحکام اگلی فصلوں میں مُلاحظہ ہوں۔

مسئلہ: اِضلال کی تین قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ اِضلالِ عام: یعنی حیض کے اَیّام کی تعداد اور ان کا وَقت دونوں بُھول جائے اس میں ہر روز کے حَیض یا طُہر ہونے میں تَرَدُّد ہوتا ہے۔

﴿۲﴾ اِضلالِ خاص: اس کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) حَیض کے اَیّام کی تو تعداد مَعلُوم ہے لیکن اس کے وَقت کی تَعیِین بَعض اَیّام میں بھول جائے، مثلاً حَیض کے اَیّام کی تعداد مثلاً ۵ روز معلوم ہو اور یہ بھی معلوم ہے کہ پہلے عَشرہ میں آتا ہے لیکن اس کے کون کون سے دِن ہیں یاد نہ رہا۔

(ب) وقت تو معلوم ہے لیکن اَیّامِ حَیض کی تعداد یاد نہ رہے، مثلاً یاد ہے کہ حَیض پہلے عَشرہ میں آتا ہے، لیکن اس کے اَیّام کی تعداد یاد نہ رہی۔

﴿۳﴾ اِضلال قریب بہ اِضلالِ عام: اَیّامِ حَیض کی تعداد معلوم تو ہے لیکن سارے مہینہ میں اس کا وَقت یاد نہیں کہ پہلا عَشرہ ہے یا دوسرا یا تیسرا، اس میں اِضلالِ عام کی مانند ہر روز کے بارے میں تَرَدُّد ہوتا ہے کہ حَیض ہے یا طُہر، دوسری قسم کے اِضلال (اِضلالِ خاص) میں صِرف بَعض اَیّام کے بارے میں تَرَدُّد ہوتا ہے کہ حَیض کے اَیّام ہیں یا طُہر کے۔

فصل......اُصُول اور قَواعِد کُلّیّہ:۔

مسئلہ: حیض کا کم از کم وقت تین دن اور تین رات ہے، سَاعَاتِ فَلکِیَّہ کے حساب سے بہتر (۷۲) گھنٹے ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہے جو دو سو چالیس (۲۴۰) گھنٹے بنتا ہے۔

مثال ﴿۱﴾: کسی نے اِتوار کو طُلُوعِ آفتاب کے وَقت کچھ وَقت خُون دیکھا، پھر خون مُنقطع ہو گیا یہاں تک کہ بدھ کی فَجر کو طُلُوعِ آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے خُون دیکھا۔

حکم: صُورتِ زیرِ نظر میں یہ سَاری مُدّت (اتوار کے طُلُوعِ آفتاب سے بدھ کے طُلُوعِ آفتاب تک تین روز مکمل) حیض شمار ہوگا، بظاہر اَوّل و آخر خون آیا اور درمیان میں پاک رہی لیکن اس تمام وَقت میں حُکماً خون جاری سمجھا جائے گا۔

مثال ﴿۲﴾: اتوار کے طُلُوعِ آفتاب سے خون جاری ہوا، بدھ کے طُلُوعِ آفتاب تک رہا، درمیان میں خون منقطع نہ ہوا۔

حکم: سَارِی مُدّت حَیض شمار ہوگا۔

مثال ﴿۳﴾: اتوار طُلُوعِ آفتاب کے وقت خُون جَارِی ہوا اور بدھ طُلُوعِ آفتاب سے پہلے مُنقَطِع ہو گیا (یعنی بہتر ۷۲ گھنٹوں سے کم خون جاری رہا) اور پندرہ روز مکمل خون نہ آیا۔

حکم: یہ خون حیض نہیں بلکہ اِستحاضہ ہے، کیونکہ کم از کم مُدّتِ حَیض سے کم ہے۔

مثال ﴿۴﴾: اتوار طُلُوعِ آفتاب کے وقت خُون جَارِی ہو کر بدھ طُلُوعِ آفتاب سے پہلے ختم ہو گیا، پھر پندرہ دن سے پہلے خُون شُرُوع ہو گیا، مثلاً آغازِ خُون سے دسویں دِن یا اس سے قَبل جَارِی ہو گیا۔

حکم: یہ سارا حیض شمار ہوگا۔

مثال ﴿۵﴾: مثال نمبر ۴ کی صُورت میں خُون دسویں دن کے بعد جَارِی ہوا۔

حکم: آغازِ خُون سے دس دِن تک حَیض ہے اور بَاقی اِستحاضہ، بشرطیکہ مُعتادہ نہ ہو، اگر مُعتَادہ ہو تو حیض اس کی عَادت کے دِن شُمار ہوگا اور بَاقی اِستحاضہ۔

مسئلہ: نِفَاس کی کم از کم مُدّت مُقرّر نہیں، ایک سَاعت بھی کم از کم نِفَاس ہو سکتا ہے اور اس کا زیادہ وَقت چَالیس دِن ہے۔

مثال: کسی کے ہاں بچے کی وِلادَت کے مُتَّصِل بعد خُون مُنقَطِع ہوگیا۔

حکم: غُسل کرے اور نماز ادا کرے کیونکہ خُون مُنقَطِع ہوتے ہی اس پر نماز فَرض ہے اور نماز کی ادائیگی کے لئے اس پر غُسل لازم ہے۔

مسئلہ: پَے بہ پَے دو خُون حَیض نہیں ہو سکتے، اسی طرح دو نِفاس لگا تار نہیں ہو سکتے، نِفاس اور حَیض بھی یکے بعد دیگرے لگا تار نہیں ہو سکتے، ہر صُورت میں طُہرِ تام کا فَاصِل ہونا ضَرُوری ہے، یعنی دو حَیض، دو نِفاس اور نِفاس اور حَیض کے دَرمیان طُہرِ تام ہونا ضَرُوری ہے، کیونکہ دَمِ صَحیح کے مُتَّصِل دَمِ صَحیح نہیں ہو سکتا، ان کے دَرمیان طُہرِ تام ہونا ضَرُوری ہے۔

مسئلہ: دو نِفاس کے درمیان کم از کم طُہر چھ ماہ ہو سکتا ہے۔

وضاحت: کم از کم مُدَّتِ حَمل چھ ماہ ہے اگر دو بچوں کی پَیدائش کے دَرمیان چھ ماہ سے کم فاصلہ ہو تو دونوں ایک حَمل سے شُمار ہوں گے نہ کہ اَلگ اَلگ حَمل سے ان کی پَیدائش ایک حَمل کا وَضع ہونا ہوگا اور نِفاس صِرف پہلے بچہ کی پَیدائش کے بعد ہوگا۔

مسئلہ: دو حَیض یا نِفاس اور حَیض کے دَرمیان کم از کم مُدَّتِ طُہر پَندرَہ دن ہے، اگر اس سے کم عرصہ پاک رہی تو دوسرا خون اِستِحاضہ شُمار ہوگا۔

مسئلہ: طُہرِ تام (یعنی پندرہ دن یا اس سے زائد) اگر دو خُون کے دَرمیان وَاقِع ہو اور ہر خُون حَیض کے نِصاب (تین یا زَائِد دس تک) کو پہنچ جائے تو دونوں خُون حَیض شُمار ہوں گے، بشرطیکہ ان کو حَیض شُمار کرنے کا کوئی مَانِع نہ ہو اگر مَانِع ہو تو اِستِحاضہ یا نِفاس شُمار ہوں گے۔

وضاحت: طُہرِ تام کے دونوں طَرف کے خُون کو حَیض شمار نہ کرنے کے تین مانع ہو سکتے ہیں۔

﴿۱﴾ خون کم از کم نِصابِ حَیض سے کم ہو۔

﴿۲﴾ عورت حَامِلہ ہو۔

﴿۳﴾ خون عَادَت سے زَائِد ہو کر دس دن رات (اکثر مُدَّتِ حیض سے) تجاوُز کر جائے۔

مثال: حاملہ کو حالتِ حمل میں ۵ روز خون آیا، ازاں بعد پندرہ روز طُہر رہا پھر وضعِ حمل ہوا اور خون جاری ہوا۔

حکم: دوسرا خون نفاس ہے اور پہلا استحاضہ، فاصلہ اگرچہ طُہرِ تام کا ہے لیکن حمل پہلے خون کو حَیض شمار کرنے سے مانع ہے۔

مسئلہ: طُہرِ ناقص (پندرہ دن سے کم) جاری خون کے حکم میں ہوتا ہے، لہٰذا دو خون کے درمیان فاصل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

وضاحت: طُہرِ ناقص اور دونوں طرفوں کا خون اگر دس دن سے زائد نہ ہوں تو سارا حَیض شمار ہوگا، اگر دس دن سے زائد ہو اور وہ عورت مُعتادہ ہو تو ایّامِ عادت سے زائد استحاضہ اور اگر مُعتادہ نہ ہو تو دس دن سے زائد استحاضہ شمار ہوگا، مُعتادہ کی صورت میں ایّامِ عادت اور غیر مُعتادہ کی صورت میں دس دن حَیض شمار ہوگا۔

مسئلہ: نِفاس کی مدت میں دو خون کے درمیان طُہرِ فاسد جاری خون کے حکم میں ہوتا ہے، یہ دو خون کے مابین فصل نہیں بن سکتا۔

مثال: بچہ کی ولادت ہوئی اور متصل بعد خون ختم ہوگیا، چالیسویں دن خون دیکھا۔

حکم: ساری مدت (چالیس روز) نِفاس شمار ہوگا، کیونکہ درمیانی طُہر فاسد ہے اور جاری خون کے حکم میں ہے۔

وضاحت: دوسرا خون اگر چالیس روز کے اندر آئے تو یہ طُہرِ فاسد فاصل نہ بن سکے گا اور اگر چالیس روز کے بعد آئے تو فاصل قرار پائے گا، بشرطیکہ ان دو خون کے درمیان طُہرِ تام ہو، ایسے طُہر کو جاری خون کا حکم نہیں دیا جائے گا، اگر طُہرِ ناقص ہو تو فاصل قرار نہیں دیا جائے گا۔

مثال: بعد ولادت ۵ روز خون آیا، ۱۵ روز طُہر رہا، پھر ۵ روز خون اور ۱۵ دن طُہر اس کے بعد خون مُسلسل جاری ہوگیا۔

حکم: پہلے پچیس روز حَیض ہے، اس کے بعد پندرہ روز طُہر تو نِفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت (چالیس روز) ختم ہوگئی لہٰذا اس کے بعد کا خون ماقبل سے متصل نہیں بلکہ وہ بمقدارِ نصاب حَیض ہوگا۔

مسئلہ: طہر کی زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں، طُہر عمر بھر بھی ہوسکتا ہے۔

مسئلہ: جب خون مُسلسل جاری ہوجائے اور عورت کے لئے ایّامِ طُہر کی عادت مقرر ہے تو اس کی عادت کا اعتبار کیا جائے گا عادت کے ایّام کے مطابق اس کا طُہر شمار کیا جائے گا، نیز ان ایّام میں جاری خون استحاضہ شمار ہوگا۔

مسئلہ: حَیض اور نِفاس کا خون ایک دفعہ جتنے ایّام رہا وہی عادت شمار ہوگی، مُبتدأہ ہو یا پہلے مُعتادہ، یعنی مبتدأہ کو پہلی

بار جتنے اَیّام حَیض رہا وہی اس کے لئے آئندہ بطورِ عادت شمار ہوں گے اور مُعتادہ کو ایک دفعہ عادت کے خِلاف کم یا زیادہ خُونِ حَیض یا نِفاس آیا اب وہ وہی کم یا زیادہ اس کے لئے عادت قرار پائے گی۔

مثال: کسی کی عادت ہر ماہ کے آغاز میں پانچ روز حَیض ہے، اب اسے بجائے پانچ کے چھ روز خون آیا۔

حکم: یہ چھ روز خون بالاِتّفاق حَیض ہے اور مُفتیٰ بہ قول کے مُطابق آئندہ اس کی عادت حَیض میں چھ روز شمار ہوگی، اگر اس سے اگلے ماہ آغازِ ماہ سے خون جاری ہوا اور مُسلسل جاری رہا تو اب چھ روز حَیض شمار ہوگا اور مہینہ کے باقی اَیّام اِستحاضہ شمار ہوں گے۔

فصل ...... حَیض، نِفاس اور اِستحاضہ کی اِبتداء اور اِختتام:۔

مسئلہ: بالغ عورت سے اگر خون ظاہر ہو جائے یعنی فَرجِ داخل سے خارِج ہو کر فَرجِ خارِج تک آ جائے یا فَرجِ داخل کے سرے پر ظاہِر ہو جائے اگر چہ وہ فَرجِ داخل کے منفصل نہ ہو تو حَیض اور نِفاس کا حکم ثابِت ہو جائے گا، بشرطیکہ وہ دمِ صَحیح ہو یعنی حَیض کی صُورت میں تین دن سے کم نہ ہو اور نِفاس کی صُورت میں بچہ مُکمّل طور پر جسم سے خارِج ہو جائے یا اس کا اَکثر حِصّہ خارِج ہو جائے۔

مسئلہ: پیشاب اور پاخانہ کا بھی یہی حکم ہے، یعنی پاخانہ کے مَقام، سوراخِ ذَکر یا فَرج سے مَحض ظاہر ہونے سے وضو ٹُوٹ جائے گا، اگر چہ وہ خارِج نہ ہوئے ہوں۔

مسئلہ: عورت کے بالغ ہونے کی کم از کم مدّت نو سال ہے۔

مسئلہ: خون، پیشاب یا پاخانے کے اُترنے کا صِرف اِحساس ہوا اور ظاہر نہ ہوئے یا مَخرَج پر کوئی چیز باندھ کر یا رُوئی وغیرہ ٹھونس کر اسے بند کر دیا جائے تو حَیض، نِفاس، پیشاب اور پاخانہ کا حکم ثابِت نہ ہوگا۔

مسئلہ: حَیض اور نِفاس کا خون ایک بار ظاہر ہو گیا، پھر اسے روک لیا تو ان کا حکم باقی رہے گا، اسی طرح مَنی کا کچھ حصہ خارِج ہوا اور بقیہ روک لیا تو جنابت ثابِت ہو جائے گی۔

مسئلہ: اِستحاضہ کا خون ایک دفعہ جاری ہوا، پھر اسے روک لیا تو اِستحاضہ کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ: پیشاب اور پاخانہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے نجاست صِرف ظاہِر ہوجائے یا خون زَخم کے کناروں کے برابر ہو جائے تو وضو نہ ٹوٹے گا بلکہ ایسی صُورَت میں طہارت اس وقت زائل ہوگی جب کہ نجاست خود بخود خارج ہو کر چھلکے یا اس کو نکالا جائے، یہاں تک بہہ جائے اور ایسے عُضو پر پہنچ جائے جس کا دھونا غُسلِ جنابت میں واجب ہے۔

مسئلہ: زخم سے خون وغیرہ مُسلسَل بہنے کے باعث کوئی صاحِبِ عُذر ہے اگر اس نے کسی طریقہ سے خون وغیرہ کو بند کرلیا تو اب عُذر ختم ہوگیا، اِستحاضہ کا بھی یہی حکم ہے جس طرح کہ عنقریب مذکور ہوا۔

مسئلہ: کسی کے ہاں بچے کی وِلادت ہوئی اور خون نہ دیکھا، جب بھی نِفاس ثابِت ہوگا، اس کے ذِمّہ نِفاس کی وجہ سے غُسل واجِب ہوگا۔

مسئلہ: بچے کی وِلادت فَرج سے نہ ہوئی بلکہ آپریشن کے ذریعہ پیٹ سے بچہ نکال لیا گیا اگر فَرج سے خون جاری ہو تو نِفاس ہوگا اور اگر فَرج سے خون جارِی نہ ہو تو نِفاس نہ ہوگا۔

مسئلہ: بچہ جو ماں کے پیٹ سے مُردہ پیدا ہوا اگر اس کے کچھ اعضاء بن چکے ہوں جیسے بال، ناخن، ہاتھ، پاؤں اور اُنگلیاں وغیرہ تو یہ پُورے بچے کے حکم میں ہوگا، اس کی پیدائش کے بعد جارِی ہونے والا خون نِفاس شُمار ہوگا اور اگر اس کا کوئی عُضو بھی نہ بنا تو وہ بچے کے حکم میں نہ ہوگا ایسے بچے کی پیدائش کے بعد آنے والا خون حَیض شُمار ہوگا بشرطیکہ حَیض کا کم از کم نِصاب پورا ہو یا اس سے زائد ہو اور اس کے قبل ایک کامِل طُہر گذر چکا ہو اگر یہ دونوں شرطیں نہ ہوں یا ایک شرط نہ پائی جائے تو اِستحاضہ شُمار ہوگا۔

مسئلہ: ایک حَمل سے دو یا دو سے زائد بچے پیدا ہوں، یعنی ہر دو کی وِلادت کے درمیان چھ ماہ سے کم مدت کا فاصلہ ہو اگرچہ پہلے اور تیسرے کی ولادت کے درمیان چھ ماہ سے زائد مدت کا فاصلہ ہو تو نِفاس کی ابتدا پہلے بچے کی وِلادت کے بعد سے ہوگی۔

مسئلہ: عورت جب اِیاس (بچہ پیدا ہونے سے ناامیدی) کی عمر کو پہنچ جائے تو عموماً حَیض آنا قُدرتی طور پر بند ہوجاتا ہے اور یہ ۵۵ سال ہے، اتنی عمر کے بعد اگر خون حیض ختم ہوجائے تو "اِیاس" کا حکم لگایا جائے گا ورنہ نہیں۔

مسئلہ: ۵۵ برس کی عمر کے بعد خالص خُون (یعنی سیاہ یا خالص سُرخ رنگ کا خون) دیکھا اگر وہ حَیض کے نِصاب کو پہنچ جائے تو حَیض شمار ہوگا اور اگر خالص خُون نہ دیکھا بلکہ زَرد، گَدْرا یا مَٹیالا رنگ دیکھا تو حَیض نہ ہوگا بلکہ اِستحاضہ شُمار ہوگا۔

مسئلہ: ۵۵ برس کی عمر سے پہلے جس رنگ کا خون آئے مثلاً زَرد، گَدْرا یا مَٹیالا تو حَیض شمار ہوگا۔

فصل...... کُرسُف:۔

کپڑے وغیرہ کا وہ ٹکڑا جو فَرج وغیرہ کے منہ پر رکھا جاتا ہے "کُرسُف" کہلاتا ہے، حَیض کے دَوران باکرہ عورت کے لئے اس کا اِستعمال مُستحب ہے، حالَتِ طُہر میں اس کے لئے اس کا اِستعمال مُستحب نہیں، شادِی شدہ عورت کے لئے اس کا ہر وقت اِستعمال مُستحب ہے، حالَتِ حَیض ہو یا نہ ہو، خُصوصاً نماز کی ادائیگی کے لئے اس کو اِحتیاطاً اِستعمال کرے، اگر اس کے بغیر نماز ادا کی تو درست ہے۔

مسئلہ: دَوران حَیض، حَیض کے خُون کی بَدبُو دور کرنے کے لئے اس پر مُشک وغیرہ خُوشبو لگا لینا مَسنُون ہے۔

مسئلہ: پورے کُرسُف کو فَرجِ داخل میں رکھنا مَکرُوہ ہے، فَرجِ خارج میں رکھنا چاہئے۔

مسئلہ: حَیض یا نِفاس جارِی تھا، رات کو کُرسُف رکھ کر سوئی صبح کو اس پر خالص سفیدی دیکھی تو رکھنے کے وقت سے وہ پاک سمجھی جائے گی اور اس کے ذِمّہ عشاء کی نماز کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ: سوتے وقت پاک تھی، کُرسُف اِستعمال کر کے سوئی صبح کو اس پر خُون دیکھا تو جس وقت سے خُون دیکھا اس وقت سے حَیض شُمار ہوگا، اگر کُرسُف رکھنے سے پہلے عشاء کی نماز ادا نہ کی تھی تو عشاء کی نماز قضا کرے۔

مسئلہ: کُرسُف فَرجِ خارج میں رکھا، اس کا کچھ حصہ خُون سے تر ہو گیا، اگرچہ فَرج میں رکھی ہوئی اندرونی طرف ہو، اگر وہ خون حَیض ہے تو حَیض ثابت ہو جائے گا اور اگر اِستحاضہ ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کُرسُف فَرجِ داخل میں رکھا (جو مکروہ ہے) اور کچھ حصہ اس سے باہر ہے، اگر اس کی اندرونی طرف خُون آلود ہو گئی لیکن خُون کی تَرِی فَرجِ داخل کی بیرُونی طرف نہ پہنچی تو حَیض یا اِستحاضہ ثابت نہ ہوگا، ہاں کُرسُف کو نکالا تو حَیض یا اِستحاضہ اس وقت سے ثابت ہوگا جب اس کو نکالا اور اگر خُون کی تَرِی فَرجِ داخل کی بیرونی طرف ظاہر

ہوگئی تو بھی حَیض یا اِستحاضہ ثابت ہو جائے گا۔

مسئلہ: کُرسُف مُکمَّل طور پر فَرجِ داخِل میں رکھا، اس طرح کہ اس کا کوئی حصہ بھی فَرجِ داخِل کے بیرونی کَنارہ سے باہر یا برابر نہیں اگر وہ سارا خُون آلُود ہو جائے اور خون باہر نُفُوذ نہ کرے تو حَیض یا اِستحاضہ کا حکم ثابِت نہ ہوگا ورنہ ثابِت ہو جائے گا، یعنی اس کا کچھ حصہ فَرجِ داخِل کے بیرونی کَنارہ سے باہر یا برابر ہو یا خُون باہر نُفُوذ کر آئے تو حَیض یا اِستحاضہ ثابِت ہو جائے گا۔

فصل...... مُبتَدِاَہ اور مُعتَادَہ کے اَحکَام

مسئلہ: مُبتَدِاَہ سے جارِی ہونے والا خُون حیض شمار ہوگا، بشرطیکہ کم از کم مُدتِ حَیض (تین رات دن) سے کم نہ ہو، اگر حیض کے زیادہ سے زیادہ نِصاب (دس دن) سے تجاوُز کر جائے تو زائد حَیض نہ ہوگا۔

مسئلہ: پہلی دفعہ بچّہ جَننے والی سے جو خُون جارِی ہوگا نِفاس شمار کیا جائے گا، اگر خُون چالیس روز سے تجاوز کر جائے تو زائد نِفاس نہ ہوگا۔

وضاحت: اوپر مذکورہ ہر دو مسئلوں میں یہ ملحُوظ رہے کہ طُہرِ ناقص جارِی خون کے حکم میں ہوتا ہے۔

مثال ﴿۱﴾: مُبتَدِاَہ نے ایک گھڑی خُون دیکھا پھر چودہ دن طُہر رہا، پھر ایک گھڑی خُون جارِی رہا۔

حکم: پہلے دس روز حیض ہے، خون کی اِبتداء سے پورے دس بعد مکمل ہونے پر اس پر غُسل ضروری ہے، اگر ان دس ایّام میں رَمضانُ المُبارَک کے روزے رکھتی رہی تو ان کی قضا کرے۔

مثال ﴿۲﴾: پہلا بچّہ پیدا ہوا، تھوڑا سا خُون جارِی رہا اور ختم ہوگیا پھر چالیسویں دن کے آخری وَقت میں خون جارِی ہوگیا۔

حکم: یہ پُورے چالیس روز نِفاس ہے، کیونکہ وِلادَت کے بعد چالیس دن تک کے عرصہ کے دَرمیان طُہر قلیل ہو یا کثیر نِفاس ہوگا۔

مثال ﴿۳﴾: پہلے بچہ کی وِلادَت کے بعد تیس دن خون آیا اور ختم ہوگیا پھر پندرہ دن سے پہلے یعنی وِلادَت سے

پینتالیس اَیّام کے اندر خُون جاری ہوگیا۔

حکم: پہلے چالیس روز نِفاس ہے اور دوسرا خون اِستحاضہ کا ہے حَیض نہیں، کیونکہ نِفاس اور حَیض کے درمیان طُہرِ تام ہونا ضَرُوری ہے جو پایا نہیں گیا، طُہرِ تام کم از کم پندرہ دن ہے۔

مثال ۴: پہلے بچہ کی وِلادت کے بعد تیس روز خون آیا پھر پورے پندرہ دن یا ان کے بعد خُون آیا یعنی دوسرا خون وِلادت کے روز سے ۴۵ دن یا اس کے بعد آیا۔

حکم: صِرف پہلے تیس روز نِفاس شُمار ہوگا، دو خُون کے درمیان طُہرِ تام یعنی پندرہ دن یا اس سے زائد فاصلہ ہے، لہٰذا اب خون حکماً جارِی شُمار نہیں کیا جاسکتا، دوسرا خون اگر حَیض کے نِصاب کو پہنچ جائے تو حَیض ہوگا ورنہ اِستحاضہ، مثال نمبر تین میں دو خون کے درمیان طُہرِ تام فاصِل نہیں ہے۔

سوال: پیچھے بیان ہوا کہ نِفاس کے دو خون کے درمیان ۱۵ روز بلکہ اس سے زائد دنوں کا وَقفہ (طُہر) ہو تو وہ فاصِل نہیں ہوتا بلکہ وہ حُکمی طور پر جارِی خون ہوتا ہے مَوجُودہ صورت میں ایسا کیوں نہیں؟

جواب: مُدّت نِفاس (جو کہ چالیس روز ہے) میں اگر دو خون کے درمیان وَقفہ پندرہ دن یا زائد ہو تو فاصِل نہیں ہوتا اگر دوسرا خُون چالیس روز کے اندر نہیں بلکہ بعد میں آئے اور وَقفہ پندرہ دن ہو یا زائد ہو تو وہ فاصِل ہوتا ہے، موجودہ صورت مثال نمبر ۴ میں دوسرا خون پینتالیس روز کے بعد جارِی ہوا۔

فصل......حَیض و نِفاس میں عادت کی تبدیلی کے قوانین:۔

مسئلہ: حَیض و نِفاس میں مَستُورات کی عُمُوماً ایک عادت ہوتی ہے، خون اگر عادت کے مُوافق آئے تو حکم ظاہر ہے، اگر خُون عادت کے مُوافق نہ آیا بلکہ مُخالِف آیا تو بعض صورتوں میں عادت کی تبدیلی کا حکم لگایا جائے گا اور بعض صورتوں میں عادت کے برقرار رہنے کا حکم دیا جائے گا، خِلافِ عادت خون کے حکم کی پہچان کہ وہ حَیض ہے یا نِفاس یا اِستحاضہ، عادت کے شرعاً تبدیل ہونے یا نہ ہونے پر ہے، اگر حَیض یا نِفاس کے تبدیل ہونے کا شرعاً حکم نافِذ نہ ہو تو حَیض و نِفاس سابِقہ عادت کے مُطابق شُمار ہوں گے اور زائد خون اِستحاضہ ہے۔

نوٹ: حَیض یا نِفاس کی عَادَت کے تبدِیل ہونے کا قَانُون مَباحِثِ حَیض میں نہایت اَہَم ہے، اسے اچھی طرح سمجھنا ضَرُوری ہے، اَکثر مَستُورَات اس سے بے خَبَر ہوتی ہیں، جس سے نماز، روزہ وغیرہ مَسَائِل میں شَدِید غَلَطیوں کا اِرتِکاب کرتی ہیں۔

مسئلہ: نِفَاس میں عَادَت کی تَبدِیلی صرف تَعداد اَیّام میں کمی یا بیشی سے ہوتی ہے۔

مسئلہ: نِفَاس میں عَادَت کے تبدِیل ہونے کا قَانُون:۔

وِلادَت کے بعد خون جَارِی ہوا اور مُسَلسَل جَارِی رہا اگرچہ حکمی طور پر ہو یہاں تک کہ چالیس دن سے بھی زیادہ آیا تو سَابِقہ عَادَت برقرار رہے گی تبدِیل نہ ہوگی، ایسی صورت میں عَادَت کے مُطَابِق اَیّام نِفَاس شُمار ہوگا، اس سے زائد اِستِحاضَہ، خون اگر چالیس ایام سے مُتَجاوِز نہ ہو عَادَت کے دنوں سے کم ہو یا زائد تو عادت کے تبدِیل ہونے کا حکم لگایا جائے گا، جتنے دن خون آیا سب نِفَاس شُمار ہوگا اور وہی آئندہ کے لئے عَادَت شُمار ہوگی۔

تَبدِیلیٔ عَادَتِ نِفَاس کے قَانُون کی تَفہِیم وتَوضِیح کے لئے چند مثالیں:۔

مثال ﴿۱﴾: پہلے عَادَتِ نِفَاس بیس روز تھی بچہ پیدا ہوا دس روز خون آیا بیس روز خون نہ آیا پھر گیارہ روز خون آیا۔

حکم: پہلے بیس روز نِفَاس شُمار ہوگا اگرچہ ان میں سے آخری دس دن ایسے ہیں جن میں خُون نہ آیا عَادَتِ سَابِقہ برقرار رہے گی۔

وضاحت: بیس روز جن میں خُون نہ آیا ایسے دو خُونوں کے دَرمیان ہے جو زیادہ سے زیادہ مُدّتِ نِفَاس (چالیس روز) کے اندر ہیں، لہٰذا ان بیس روز میں خُون حکمی طور پر جَارِی سمجھا جائے گا اور کل مدت خُون جَارِی رہنے کی حقیقی اور حکمی زیادہ سے زیادہ مدت نفاس سے زَائِد ہے، یعنی دس روز حقیقی خون + بیس روز حکمی خون + گیارہ روز حقیقی خون = اکتالیس روز، لہٰذا اب نفاس کے ایام عادت کے مطابق ہی رہیں گے یعنی بیس روز نفاس اور اکیس یوم اِستِحاضَہ۔ (منھل الواردین، ص ۲۲ مع زیادت)

مثال ﴿۲﴾: نفاس کی عَادَت بیس روز تھی بچہ کی پَیدائِش کے بعد ایک دن خون آیا تیس دن خون نہ آیا، پھر ایک دن

خون آیا اس کے بعد چودہ روز خُون بند رہ کر ایک روز خون آیا۔

حکم: نِفاس بمُطابِقِ عادت بیس روز شمار ہوگا۔

وضاحت: پہلے تیس اَیّام جن میں خُون نہ آیا دو ایسے خُونُوں کے دَرمیان واقع ہیں جو زیادہ سے زیادہ مُدّتِ نِفاس (چالیس روز) کے اندر ہیں، لہٰذا ان میں خُون حُکماً جارِی مانا جائے گا اور بعد والا چودہ دن کا طُہر بھی چونکہ کم از کم مُدّتِ طُہر (پندرہ روز) سے کم ہے لہٰذا ان میں خُون حُکماً جارِی سمجھا جائے گا یعنی کُل مُدّت (ایک دن حقیقی خُون + تیس دن حکمی خون + ایک روز حقیقی خون + چودہ دن حکمی خون + ایک روز حقیقی خون = ۴۷ روز) میں سے پہلے بیس روز نِفاس شُمار ہوگا اور باقی سَتائیس دن اِستحاضہ۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (منہل الواردین، ص ۲۲ مع زیادت)

مثال ﴿۳﴾: عادتِ سابِقہ بیس روز نِفاس ہے، بچہ کی پَیدائش کے بعد ۵ دن خون دیکھا، ۳۴ روز طہر رہا پھر ایک دن خون آیا۔

حکم: یہ تمام مُدّت یعنی چالیس روز نِفاس شُمار ہوگا۔

وضاحت: ۳۴ روز جن میں خون نظر نہ آیا وہ دو ایسے خُونُوں کے دَرمیان واقع ہے جن سے مل کر (۵+۳۴+۱=۴۰ روز) زیادہ سے زیادہ مُدّتِ نِفاس بن جاتی ہے، ان چونتیس اَیّام میں خون حُکماً جارِی شُمار ہوگا لہٰذا یہ تمام مُدّت (۴۰ دن) نِفاس شُمار ہوگا۔ (منہل الواردین، ص ۲۲ مع زیادت)

مثال ﴿۴﴾: عادتِ نِفاس بیس روز ہے، بچہ کی وِلادت کے بعد اٹھارہ دن خون دیکھا بائیس روز خون نہیں دیکھا گیا پھر ایک دن خون آیا۔

حکم: پہلے اٹھارہ دن نفاس شمار ہوگا بائیس دن طُہر اور ایک دن اِستحاضہ، اگر آخری خون ایک دن کی بجائے تین یا اس سے زیادہ لیکن دس سے کم ہوتا تو یہ آخری خُون حَیض شمار ہوتا، عادت بیس روز سے بدل کر اٹھارہ روز ٹھہرے گی۔

وضاحت: کُل مُدّت (۱۸+۲۲+۱) ۴۱ اَیّام بنتی ہے، بائیس روز طُہر اپنے ماقَبل اور مابَعد خُون سے مل کر زیادہ سے زیادہ مُدّتِ نِفاس ۴۰ روز سے زائد ہے لہٰذا اسے صحیح طُہر شُمار کیا جائے گا اور دوسرا خون چالیس دن کے اندر اندر جارِی ہو جائے تو طُہر میں خون سمجھا جائے گا اور اگر چالیس دن کے بعد دوسرا خون نظر آئے تو درمیانہ طُہر صحیح شُمار ہوگا۔ (منہل الواردین، ص ۲۲ مع زیادت)

مسئلہ: حَیض کی عادت میں تبدیلی تین طرح سے ہوسکتی ہے۔

﴿۱﴾ تعداد ایّام میں کمی یا زیادتی

﴿۲﴾ اَیّامِ عادت میں تقدُّم وتاخُّر

﴿۳﴾ تعدادِ اَیّام میں کمی بیشی کے ساتھ ساتھ تقدیم وتاخیر

مسئلہ: حَیض کی عادت میں تبدیلی کا قانون:۔

نوٹ: تفہیم میں آسانی کی غرض سے قانون کئی شقوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر شق کے ساتھ مثالیں لکھ دی گئی ہیں تاکہ سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔

شق ﴿۱﴾: حَیض کا خون خلافِ عادت دس دن سے زیادہ جاری رہا، اَیّامِ عادت میں کم از کم نصابِ حَیض (تین دن) بھی نہ آیا، یعنی عادت کے دِنوں میں خون بالکل نہ آیا یا تین روز سے کم آیا تو ایسی صورت میں اَیّامِ عادت کی تقدیم وتاخیر کا حکم لگایا جائے گا، تعدادِ اَیّام میں سابقہ عادت برقرار رہے گی، ان میں کمی بیشی کا حکم نہ لگایا جائے گا، حَیض کی اِبتداء اس وقت سے شمار ہوگی جب اسے خون آنا شروع ہوا، اور آئندہ یہی عادت شمار کی جائے گی۔

مثال: عادت ہر ماہ کے پہلے پانچ روز حَیض ہے، ان پانچ اَیّام میں خون نہ آیا یا ان میں پہلے تین دن خون نہ آیا اور آخری دو دن خون آیا اور یہ خون گیارہ روز جاری رہا۔

حکم: خون شروع سے لے کر پانچ روز تک (جو کہ سابقہ عادت کے برابر تعداد میں ہیں) حَیض شمار ہوگا، آئندہ کے لئے عادت ہر ماہ کی چھ تاریخ یا چار تاریخ حَیض کا آغاز شمار ہوگی، عادت کے تبدیل ہونے کا حکم باعتبار زمانہ کے ہوگا نہ باعتبار تعدادِ اَیّام۔

شق ﴿۲﴾: خلافِ عادت خون آیا اور دس دن سے زائد آیا لیکن اَیّام عادت میں کم از کم مُدّتِ نصاب یا اس سے زائد خون آیا تو اَیّامِ عادت میں آنے والا خون حَیض شمار ہوگا اور باقی اِستحاضہ۔

مثال: کسی کی عادت ہر ماہ پہلے پانچ روز حَیض ہے، ان عادت کے اَیّام میں سے پہلے دو روز خون نہ آیا تیسرے دن

خون شروع ہوا اور گیارہ روز تک خون جاری رہا۔

حکم: خون جاری ہونے سے لے کر پہلے تین دن (سابقہ ایام عادت کا تیسرا، چوتھا، پانچواں دن) حیض شمار ہوگا، تعدادِ ایام کے اعتبار سے عادت تبدیل ہونے کا حکم لگایا جائے گا، دنوں کی تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے نہیں۔

شق (۳): خون خلاف عادت دس دن سے زائد آیا لیکن پورے ایام عادت میں خون جاری رہا تو ہر طرح سے عادت برقرار رہنے کا حکم لگایا جائے گا۔

مثال: عادت ہر ماہ کے پہلے پانچ روز حیض ہے اسے ان پانچوں دنوں کو خون آیا پھر پانچ روز طُہر رہا اس کے بعد ایک دن خون آیا۔

حکم: پہلے پانچ دن حیض شمار ہوگا عادت ہر طرح سے (تعداد اور وقت) برقرار رہنے کا حکم لگایا جائے گا۔

وضاحت: پانچ روز کا طُہر مکمل طُہر نہیں اس لئے یہ جاری خون کے حکم میں ہے گویا خون گیارہ روز جاری رہا۔

شق (۴): خون خلافِ عادت آیا دس دن یا اس سے کم جاری رہا تو یہ سب حیض شمار ہوگا باعتبار تعدادِ ایام عادت کے بدل جانے کا حکم لگایا جائے گا بشرطیکہ خون ختم ہونے کے بعد پورا طُہر (کم از کم پندرہ روز) پاک رہی ہو اگر پورا طہر پاک نہ رہی تو سابقہ عادت کے ایام کے مطابق حیض شمار ہوگا، عادت ہر طرح سے برقرار رہنے کا حکم دیا جائے گا۔

مثال (۱): عادت مہینے کے آغاز کے پانچ دن حیض تھی اسے چھ دن خون آیا بعدہٗ پندرہ روز یا زائد خون نہ آیا۔

حکم: چھ دن حیض شمار ہوگا عادت کی تبدیلی کا حکم باعتبار تعدادِ ایام لگایا جائے گا۔

مثال (۲): کسی کو پانچ دن مہینے کی ابتداء میں حیض کی عادت تھی، اسے چھ دن خون آیا پھر چودہ دن یا اس سے کم پاک رہی پھر خون آیا۔

حکم: پہلے پانچ روز (عادت کے مطابق) حیض شمار ہوگا اور چھٹے روز کا خون اِستحاضہ اس دن کی ترک کردہ نمازیں اور رمضانُ المبارک کا روزہ قضا کرے۔

حَیض میں تَبدِیلیٔ عَادَت کے قَانُون کی وَضَاحَت کے لئے مَزِید چند مثالیں:۔

مثال ﴿۱﴾: کسی کی عَادَت پانچ روز حَیض ہے اور ۵۵ روز طُہر، لیکن اس نے (مُوَافِقِ عَادَت) پانچ روز حَیض دیکھا اور مُخَالِفِ عَادَت صرف ۱۵ روز طُہر اور پھر گیارہ روز خون دیکھا۔

حکم: پہلے ۵ روز حَیض، بعد کے پندرہ روز طُہر اور بعد کے گیارہ روز خُون سے پہلے ۵ روز دوسرا حَیض شُمار ہوگا زمانہ کے اِعتِبار سے دُوسرے حَیض کی تَبدِیلی کا حکم دیا جائے گا لیکن تَعدَادِ اَیَّام کے اِعتِبار سے عَادَت برقرار رہے گی۔

وضاحت: تَبدِیلیٔ حَیض کی شق (ا) کی مثال ہے، دوسرا خُون جو پندرہ روز طہر کے بعد جَاری ہوا دس دن سے زائد ہے اور سابقہ عَادَت ۵۵ روز طہر ہے تو چونکہ عَادَت کے اَیَّام میں خون بالکل نہیں آیا، کیونکہ عَادَت ۵۵ روز بعد خون کی ہے لہٰذا اب زَمَانَہ کے اِعتِبار سے حَیض کے تَبدِیل ہونے کا حکم دیا جائے گا، تعداد ایام (یعنی پانچ روز) کے اِعتِبار سے عَادَت برقرار رہے گی، دوسرے خون کے گیارہ اَیَّام سے پہلے پانچ روز حَیض شمار ہوگا، یعنی حیض کا آغاز دُوسرے خُون کی اِبتِدَاء سے ہوگا۔ (منہل الواردین، ص ۴۳)

مثال ﴿۲﴾: عادت ۵ روز خون ۵۵ روز طہر کی ہے لیکن عَادَت کے مُطَابِق ۵ روز خون دیکھ کر خِلَافِ عَادَت ۴۶ روز طُہر اور گیارہ روز خُون دیکھا۔

حکم: پہلے پانچ روز حَسبِ عَادَت حَیض ہے، ۴۶ روز طُہر ہے، اس کے بعد ۱۱ روز سے پہلے پانچ روز حَیض شُمار ہوگا زَمَانَہ کے اِعتِبار سے عَادَت کے تَبدِیل ہونے لیکن تَعدَادِ اَیَّام کے اِعتِبار سے تَبدِیل نہ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

وضاحت: دوسرا خُون طُہرِ تام یعنی پندرہ روز سے زَائِد یعنی ۴۶ روز کے بعد جَاری ہوا اور دس روز سے مُتَجَاوِز ہوگیا، عادت ۵۵ روز کے بعد حَیض کی ہے اَیَّامِ عَادَت سے صرف آخری دو روز خون آیا، یعنی ۴۶+۱۱=۵۷۔ یعنی ۵۵ روز کے بعد کے دو دن، تو زَمَانَہ کے اِعتِبار سے عَادَت کے تَبدِیل ہونے (یعنی ۵۵ روز کے بعد کی بجائے ۴۶ روز کے بعد) کا حکم لگایا جائے گا، تَعدَادِ اَیَّام کے لحاظ سے عَادَت برقرار رہے گی، یعنی ۴۶ روز کے بعد جاری ہونے والے خون سے پہلے پانچ روز حَیض شُمار ہوگا، یہ مثال بھی شق (ا) کی ہے۔

(منہل الواردین، ص ۴۳ مع وضاحت)

مثال ۳: عادت ۵ روز خون ۵۵ روز طُہر کی ہے (عادت کے مُوافق) ۵ روز خون دیکھا (لیکن خِلافِ عادت) ۴۸ روز طُہر اور بارہ روز خُون دیکھا۔

حکم: ہر لحاظ (تعداد اور زمانہ کے اعتبار) سے عادت برقرار ہے، کسی طرح کی تبدیلی نہیں۔

وضاحت: یہ شق نمبر۲ کی ایک جزو کی مثال ہے، دوسرا خون طُہرِ تام یعنی ۴۸ روز بعد جاری ہوا اور بارہ دن (یعنی ۱۰ دن سے زائد) تک رہا اور عادت ۵۵ روز کے بعد خون جاری ہونے کی ہے، اب ۴۸ + ۱۲ = ۶۰ دن سے ۵۵ روز طُہر کی عادت کے بعد ۵ روز جارِی رہنے والا خُون چُونکہ تعداد اور زمانہ کے مُطابِق ہے لہٰذا اسے حَیض شُمار کیا جائے گا، اور پہلے سات روز کا خون اِستحاضہ شُمار ہوگا۔ (منھل الواردین، ص ۴۳ مع زیادت)

مثال ۴: عادت ۵ روز حَیض ہے اور ۵۵ روز طُہر کی ہے، عادت کے مُوافِق ۵ روز خون آیا پھر خِلافِ عادت ۵۴ روز طُہر رہا، بعدہٗ ایک روز خُون اور چودہ روز طُہر پھر ایک دن خون آیا۔

حکم: پہلے پانچ روز کا حَیض ہونا ظاہِر ہے پھر ۵۴ روز طُہر ایک روز اِستحاضہ اس طرح عادتِ طُہر مکمل ہوئی اور ۱۴ روز طُہرِ ناقص کے پہلے پانچ روز حَیض باقی ۹ دن اِستحاضہ اور بعد کا ایک دن بھی اِستحاضہ ہے، عادت ہر اِعتبار سے برقرار ہے۔

وضاحت: ۱۴ روز طُہرِ ناقص ہے کیونکہ کم از کم طُہر صحیح ۱۵ دن ہوتا ہے اور طُہرِ ناقص جارِی خُون کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا عادتِ طُہر ۵۵ روز جن میں ۵۴ روز طُہر اور ایک روز اِستحاضہ ہے بعد طُہرِ ناقص کے پہلے پانچ روز حَیض شمار ہوگا باقی اِستحاضہ، لہٰذا ان ایّام میں اَحکامِ اِستحاضہ نافِذ ہوں گے یہ بھی شق نمبر۲ کی مثال ہے۔

(منھل الواردین، ص ۴۳ مع زیادت)

مثال ۵: عادت پانچ روز حَیض ہے اور ۵۵ روز طُہر ہے، مُوافِقِ عادت ۵ روز خون دیکھا لیکن خِلافِ عادت ۵۷ دن طہر پھر تین دن خون بعدہ ۱۴ روز طہر اور ایک روز خون۔

حکم: پہلے پانچ روز حیض پھر ۵۷ روز طہر بعد کے تین دن حَیض شُمار ہوں گے، ۱۴ روز طہر ناقص ہے، لہٰذا جاری خون اِستحاضہ شُمار ہوگا، بعد کا ایک دن کا اِستحاضہ ہونا ظاہِر ہے، تعداد اور ایّام کے اِعتبار سے حَیض میں تبدیلی آگئی (یعنی پانچ دن کی بجائے تین دن حَیض شمار ہوگا، زمانہ کے اِعتبار سے نہیں)۔

وضاحت: عادت ۵۵ روز طُہر کے بعد ۵ روز حَیض کی تھی اب ۵۷ روز کے بعد ۳ روز خُون جاری رہا اور مابعد ۱۴ روز کا طُہر جاری خون کے حکم میں ہے، لہٰذا خُون مُحکماً دس روز سے زائد جاری رہا تو اَیّام عادت میں آنے والا ۳ دن خون چونکہ کم از کم نِصابِ حَیض ہے لہٰذا یہ حَیض شُمار ہوگا باقی اِستحاضہ، یہ شق نمبر ۲ کی آخری مثال ہے۔

(منہل الواردین، ص ۲۳ مع وضاحت)

مثال ﴿۶﴾: عادت ۵ روز حَیض ۵۵ روز طُہر ہے، مُوافقِ عادت ۵ روز خون اور ۵۵ روز طہر رہا لیکن خِلافِ عادت بعدہٗ ۹ دن خون رہا۔

حکم: پہلے ۵ روز حَیض اور ۵۵ روز طُہر ہونے میں کوئی خفا نہیں مابعد ۹ روز حیض شُمار ہوں گے بشرطیکہ ان کے بعد طُہر تام یعنی کم از کم ۱۵ روز ہو تعدادِ اَیّام کے اِعتبار سے حَیض میں تبدیلی کا حکم لگایا جائے گا۔

وضاحت: قانُونِ تبدیلیِ حَیض کی شق نمبر ۳ کی مثال ہے، ۵۵ روز بعد جاری ہونے والا خون دس روز سے زائد نہیں لہٰذا سارے کا سارا حَیض شُمار ہوگا۔ (منہل الواردین، ص ۲۳ مع زیادت)

مثال ﴿۷﴾: عادت ۵ روز حیض اور ۵۵ روز طہر ہے مُوافقِ عادت ۵ روز خون دیکھا لیکن خِلافِ عادت ۵۰ روز طہر رہا پھر دس دن خون آیا۔

حکم: ۵ روز حیض ۵۰ روز طہر اور ۱۰ روز حیض ہے، طُہر اور حَیضِ ثانی میں عادت کی تبدیلی کا حکم دیا جائے گا۔

وضاحت: چونکہ ۵۰ روز کے بعد خون ۱۰ روز جاری رہا جو حَیض کی زیادہ سے زیادہ مُدت ہے لہٰذا دس دن کے خون کو حَیض شُمار کیا جائے گا، مُلاحظہ ہو قانُونِ تبدیلیِ عادت دَر حیض شق نمبر ۳۔ (منہل الواردین، ص ۲۳، مع زیادت)

مثال ﴿۸﴾: عادت سابِقہ، مُوافقِ عادت ۵ روز خون، خِلافِ عادت ۵۴ روز طہر اور ۸ روز خون جاری رہا۔

حکم: ۵ روز پہلے حَیض، بعد کے ۵۴ روز طُہر اور ۸ روز حَیض شُمار ہوگا، طُہر اور حَیض میں تعدادِ اَیّام کے اِعتبار سے تبدیلی کا حکم لگا دیا جائے گا۔

وضاحت: ۸ روز خون چونکہ زیادہ سے زیادہ مُدتِ حَیض (دس روز) سے کم ہے اور اَیّامِ عادت میں کم از کم نِصاب سے زیادہ ہے، یعنی ۷ دن اَیّامِ عادت میں آیا ہے، لہٰذا اسے حیض شمار کر کے صِرف تعدادِ اَیّام کی تبدیلی کا حکم دیا

جائے گا،اس کے لئے شرط ہے کہ اس کے بعد صحیح یعنی پندرہ روز یا زیادہ کا طُہر ہو۔

(منہل الواردین ،ص ۲۳)

مثال ﴿۹﴾: عَادَت ۵ روز حیض ۵۵ روز طُہر ہے، مُوافِقِ عَادَت ۵ روز خون دیکھا، خِلَافِ عَادَت ۵۰ روز طہر ۷ دن خون آیا۔

حکم: ۵ روز پہلے حَیض بَعدَہٗ ۵۰ روز طُہر اور پھر سات دن حَیض شُمار ہوگا، طُہر میں تَعدَادِ اَیَّام کے اِعتِبار سے اور حیض میں تعداد اور زمانہ کے اِعتِبار سے تبدیلی کا حکم لگایا جائے گا۔

وضاحت: ۵۰ روز طہر کے بعد ۷ دن خون آیا، طُہر میں عَادَت ۵۵ روز کی تھی اور حیض میں ۵۵ روز کے بعد ۵ روز کی عَادَت ہے، اَیَّامِ عَادَت میں خون صِرف دو روز آیا جو کہ کم از کم نِصابِ ۳ روز سے کم ہے، پُورا نِصاب عَادَت سے قبل ہے لہٰذا حَیض میں تَعدَادِ اَیَّام اور زَمانہ دونوں کے اعتبار سے اور طُہر میں صرف تعداد کے اعتبار سے تبدیلی کا حکم لگایا جائے گا۔ (منہل الواردین ،ص ۲۳)

مثال ﴿۱۰﴾: عَادَت ۵ روز حَیض اور ۵۵ روز طُہر ہے، مُوافِقِ عَادَت ۵ روز خون خِلَافِ عَادَت ۵۸ روز طُہر اور تین روز خُون دیکھا۔

حکم: ۵ روز پہلے حَیض ہے، بعد کے ۵۸ روز طُہر ہے اور ان کے بعد تین روز حَیض ہے، طُہر میں تَعدَادِ اَیَّام کے اِعتِبار سے اور حَیض میں تَعدَاد اور زَمانہ کے اِعتِبار سے تبدیلی کا حکم دیا جائے گا۔

وضاحت: ۵۵ روز طُہر کے بعد ۵ روز حَیض کی عادت ہے، یعنی دن نمبر ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰ حیض، اب ۵۸ روز طہر رہا، اس کے بعد تین روز یعنی دن ۵۹، ۶۰، ۶۱ خون آیا جو کہ نِصابِ حیض سے کم ہے اور ایک روز عادت کے بعد خون آیا تو اب حَیض میں تَعدَادِ اَیَّام (یعنی پانچ کی بجائے تین) اور زمانہ دونوں کے اِعتِبار سے تبدیلی کا حکم لگے گا، اور طُہر میں صِرف تَعدَاد کی تبدیلی کا۔ (منہل الواردین ،ص ۲۴)

مثال ﴿۱۱﴾: عَادَت ۵ روز حیض اور ۵۵ روز طُہر کی ہے مُوافِقِ عَادَت ۵ روز خون دیکھا، خِلَافِ عَادَت ۶۴ روز طُہر اور سات روز خون دیکھا۔

حکم: ۵ روز پہلے حیض ۶۴ روز طُہر اور ۷ دن حیض شُمار ہوگا، طُہر میں تعداد کے اعتبار سے اور حیض میں تعداد اور زمانہ دونوں کے اعتبار سے تبدیلی کا حکم دیا جائے گا۔

وضاحت: عادت ۵۵ روز طُہر کے بعد ۵ روز (یعنی دن نمبر ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰) حیض کی ہے، اب ۶۴ روز طُہر رہا تو حیض کے ایامِ عادت سے کسی روز بھی خون نہ آیا تو حیض کی تبدیلی کا حکم باعتبار تعدادِ ایام (یعنی ۵ کی بجائے ۷ روز) اور زمانہ لگایا جائے گا کیونکہ خون دس دن سے بھی کم رہا اور طُہر میں صرف تعداد کے اعتبار سے۔

(منھل الواردین، ص ۲۴ مع زیادت)

مثال ﴿۱۲﴾: عادت ۵ روز حیض ۵۵ روز طُہر کی ہے مُوافقِ عادت ۵ روز خون آیا خلافِ عادت ۶۴ دن طُہر رہا اور گیارہ روز خون آیا۔

حکم: پہلے پانچ دن حیض پھر ۶۴ دن طُہر پھر ۵ روز حیض اور ۶ دن اِستحاضہ ہے، طُہر میں صرف تعدادِ ایام اور حیض میں صرف زمانہ کے اعتبار سے تبدیلی کا حکم دیا جائے گا۔

وضاحت: ۶۴ روز طُہر کے بعد ۱۱ دن خون حیض کے زیادہ سے نصاب (۱۰ روز) سے زائد ہے لہٰذا عادت کے مُوافق ایام حیض شُمار ہوگا اور باقی اِستحاضہ، یعنی ۵ روز حیض اور ۶ روز اِستحاضہ۔

مسئلہ: ایامِ حیض میں عموماً خون جاری ہوتا ہے جس سے اس کی شناخت ہو جاتی ہے لیکن مُعتادہ کے لئے کبھی حیض کا شرعاً حکم ہوتا ہے لیکن ابھی تک خون شروع نہیں ہوتا اسی طرح خون بظاہر ختم ہو جاتا ہے لیکن شرعاً حیض ابھی ختم نہیں ہوتا اور کبھی تو یوں بھی ہوتا ہے شرعی طور پر حیض کی حالت ہوتی ہے اور اس تمام عرصہ میں خون جاری نہیں ہوتا۔ (ملاحظہ ہو قانون حیض مزید وضاحت کے لئے مثال نمبر ۴)

فصل ...... حیض و نفاس کے مُنقطع ہونے کے مسائل :۔

مسئلہ: حیض کی صُورت میں خون پورے دس روز (زیادہ سے زیادہ مدتِ حیض) حقیقی طور پر یا حکمی طور پر اسی طرح نفاس کا خون حقیقی یا حکمی طور پر چالیس روز (زیادہ سے زیادہ مُدتِ نفاس) پر ختم ہوا تو عورت کے حیض یا نفاس سے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا، اس کے خاوند کے لئے غُسلِ حیض و نفاس سے قبل بھی مُجامعت جائز ہے لیکن غُسل کے بعد تک مُؤخر کرنا مُستحب ہے۔

مسئلہ: زیادہ سے زیادہ مُدّتِ حَیض یانِفاس کے بعد ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ کسی فرض نماز کا اتنا حصہ باقی ہے کہ اس میں صرف لفظِ ''اللہ'' کہہ سکتی ہے تو اس نماز کی قضا اس کے ذِمّہ لازِم ہے، اگر فرض نماز کا اتنا وقت باقی ہے کہ غُسل کر کے نماز ادا کر سکتی ہے تو اس پر نماز ادا کرنا واجِب ہے (ایسی صورت میں نماز قضا کرنے سے گُناہ گار ہوگی) اگر اتنا وقت باقی نہ ہو تو پہلی صُورت میں نماز کی قضا واجِب نہیں اور دُوسری صورت میں ادا کرنا واجِب نہیں بلکہ قضا کرے اور اس قضا پر اسے گُناہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی کو زیادہ سے زیادہ مُدّتِ حَیض یانِفاس کے پورا ہونے کے بعد فَجر کا وَقت شُرُوع ہونے سے صِرف ایک گھڑی پہلے پاک ہوئی تو رَمَضانُ المُبارَک میں اَگلے روز کا روزہ رکھے، نیز عِشاء کی نماز قضا کرے کیونکہ عِشاء کے وَقت کے اَندر وہ پاک ہوئی اگر فَجر کے وقت شروع ہونے کے مُتّصِل یا اس کے بعد پاک ہوئی تو اگلے روز رَمَضانُ المُبارَک کا روزہ دُرُست نہ ہوگا اور نہ ہی نمازِ عِشاء کی قضا اس کے ذِمّہ ہے۔

مسئلہ: نماز کی قضا واجِب ہونے یا نہ ہونے کے لئے آخر وَقت کا اِعتِبار ہے، اگر بقدرِ تَحرِیمہ فرض نماز کا وقت باقی ہے تو قضا واجِب ہے وَرنہ نہیں، یہی حکم بُلُوغ، اِسلام، سَفَر اور اِقامت کے لئے ہے، بچہ جب بالِغ ہوا، کافِر مُسلمان ہوا فرض نماز کا وقت صِرف اِس قَدر باقی ہے کہ تَحرِیمہ کہہ سکتا ہے تو نماز کی قضا ہے، مُسافِر ایسے وقت میں مُقیم ہوا تو پوری نماز ادا کرنا واجِب ہے نمازِ قصر نہیں پڑھ سکتا اور اگر مُقیم تھا اور ایسے وقت میں سَفَر شُرُوع کیا تو قصر ادا کرنا واجِب ہے۔

مسئلہ: اکثر مُدّتِ حَیض ونِفاس سے قَبل خون مُنقَطِع ہوا اور وہ خون اَیّامِ عادَت سے کم نہ تھا تو نماز کے بارے میں اس کے لئے حکم یہ ہے کہ طاہِر ہونے کے بعد اگر نمازِ فرض کے وقت سے اس قدر باقی ہو کہ وہ غُسل کر کے تَحرِیمہ کہہ سکتی ہو تو اس کے ذِمّہ اس نماز کی قضا ہے اگر غُسل پر قُدرَت نہیں بلکہ عاجِز ہے تو تَیَمُّم اور تکبیرِ تَحرِیمہ کہنے کی مِقدار وقت کا باقی ہونا نماز کی قضا کے واجِب ہونے کے لئے شَرط ہے۔

وضاحت: حَیض یانِفاس اکثر مدت پر مُنقَطِع ہوئے تو نماز کی قضا کے واجِب ہونے کے لئے فرض نماز کے وقت کا صِرف اتنا باقی ہونا شَرط ہے جس سے تَحرِیمہ کہہ سکتی ہو، بخِلاف مسئلہ ھٰذا کی صورت کے۔

مسئلہ: حیض ونفاس کی اکثر مدت سے قبل خون منقطع ہونے کی صورت میں غسل یا تیمم سے فراغت سے قبل اس کی طہارت کا حکم نہیں لگایا جائے گا، غسل یا تیمم کے لئے صرف شدہ وقت بھی حیض یا نفاس میں شامل سمجھا جائے گا، جونہی غسل یا تیمم مکمل ہوگا اس کی طہارت کا حکم نافذ ہوگا، غسل یا تیمم کے بعد اگر اتنا وقت باقی نہ رہا کہ وہ تحریمہ کہہ سکتی تو اس پر قضا واجب نہ ہوگی، اسی طرح روزہ کے درست ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ غسل یا بصورتِ عذر تیمم کرنے اور تکبیر تحریمہ کہنے کی مقدار کے برابر رات کا وقت طلوعِ فجر سے پہلے ہو۔

وضاحت: غسل کرنے کے برابر وقت سے مراد اتنا وقت ہے جس میں پانی بھر سکے، لوگوں کی نظروں سے پردہ کر سکے، کپڑے اُتار سکے اور غسل میں صرف فرائض ادا کر سکے، مسنون طریقہ سے غسل کا وقت مراد نہیں۔

مسئلہ: اکثر مدت سے قبل خون منقطع ہوا تو خاوند کے لئے اس سے وطی کرنا جائز نہیں جب تک غسل یا بصورتِ معذوری تیمم کر کے نماز ادا نہ کر لے اور اگر وہ غسل یا تیمم کر کے نماز ادا نہ کر سکی اور طہارت کے بعد ایک نماز کا وقت گذر گیا اور نماز اس کے ذمہ قضا واجب ہوگئی تو وطی کر سکتا ہے اگرچہ اس کی بیوی نے غسل نہ کیا ہو اگرچہ بہتر یہ ہے کہ وطی غسل کے بعد ہو۔

مثال ﴿۱﴾: اکثر مدت سے قبل خون طلوعِ شمس سے تھوڑا سا پہلے منقطع ہوا کہ وقت نمازِ فجر کا اتنا تنگ ہے کہ غسل اور اس کے مقدمات (یعنی پانی بھرنا، کپڑے اتارنا اور ستر وغیرہ) اور نماز کے لئے تکبیرِ تحریمہ کا وقت باقی نہیں، نماز ظہر بھی وہ ادا نہ کر سکی۔

حکم: خاوند کے لئے اس سے وطی جائز نہیں جب تک نمازِ عصر کا وقت داخل نہ ہو جائے۔

وضاحت: نمازِ فجر وقت کی تنگی کے باعث اس پر واجب نہیں کیونکہ وہ غسل کے بعد تحریمہ کہنے سے بھی وقت تنگ ہے اس کے بعد زوال تک کسی نماز کا وقت نہیں، فجر کے بعد اگلی نماز ظہر ہے اگر غسل کر کے ادا کر لیتی تو خاوند کے لئے وطی جائز تھی چونکہ وہ غسل کر کے نماز ادا نہ کر سکی اور اس کا وقت گذر گیا اور نمازِ عصر کا وقت داخل ہوگیا اور ظہر کی نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہوگئی تو اب اس کا خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے۔

مثال ﴿۲﴾: اکثر مدت سے قبل خون اس وقت منقطع ہوا جب مغرب کی نماز کا بہت کم وقت باقی تھا کہ وقت کی کمی کے باعث غسل سے فارغ ہو کر تحریمہ نہ کہہ سکتی تھی رات بھر وہ غسل نہ کر سکی اور نمازِ عشاء قضا ہوگئی۔

حکم: فجر کی نماز کا وقت داخل ہونے سے قبل خاوند وطی نہیں کر سکتا، اگر عشاء کی نماز غسل یا بصورتِ معذوری تیمم سے ادا کر لیتی تو خاوند کے لئے رات ہی کو وطی کی اجازت تھی۔

وضاحت: نمازِ مغرب وقت کی کمی کے باعث اس پر واجب نہیں اگلی نماز کا وقت طلوعِ فجر تک ہے، اس عرصہ میں وہ غسل یا تیمم کر کے نمازِ عشاء ادا نہ کر سکی اور فجر کی نماز کا وقت ہو گیا، عشاء کی نماز اس کے ذمہ قضا ہو گئی تو اب اس سے وطی کر سکتا ہے، فجر سے پہلے نہیں، کیونکہ نماز اس کے ذمہ قضا واجب نہیں ہوئی۔

مسئلہ: معتادہ کا خونِ حیض یا نفاس ایامِ عادت سے قبل منقطع ہو گیا لیکن حیض کی صورت میں کم از کم تین دن خون آیا وہ خون ایسے وقت منقطع ہوا کہ فرض نماز کا اتنا وقت باقی ہو کہ غسل کے بعد تکبیرِ تحریمہ کہہ سکے تو وہ نماز اس پر واجب ہو گی اور رمضان المبارک کا روزہ بھی رکھے اگر وقت اس سے کم ہو تو واجب نہ ہو گی لیکن خاوند کے لئے اس سے وطی جائز نہیں جب تک عادت کے دن پورے نہ ہوں۔

مثال ﴿۱﴾: کسی کی عادت دس دن حیض ہے اسے تین دن حیض آیا اور خون منقطع ہو گیا چھ روز بعد میں بھی خون نہ آیا۔

حکم: تین دن حیض کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے اور رمضان المبارک کے روزے بھی رکھے لیکن جب تک عادت کے ایام (دس روز) نہ گذر جائیں خاوند کے لئے وطی کرنا جائز نہیں۔

مثال ﴿۲﴾: کسی کی عادتِ نفاس چالیس روز ہے، ولادت کے بعد بیس روز تک خون جاری رہا اب اس کے بعد انیس دن سے خون منقطع ہے۔

حکم: انقطاعِ خون کے بعد نماز پڑھے، رمضان المبارک ہو تو روزے بھی رکھے لیکن خاوند کے لئے وطی جائز نہیں جب تک ایامِ عادت (چالیس روز) مکمل نہ ہو لیں۔

مسئلہ: مبتدأہ یا معتادہ کو خون جاری ہوا، تین روز سے قبل منقطع ہو گیا نماز کے وقتِ مستحب کے آخر تک انتظار کرنا اس پر واجب ہے اگر دوبارہ خون جاری نہ ہو تو وضو کرے اور نماز ادا کرے، اس طرح خون اگر رات کو ختم ہو تو دن کو رمضان میں روزہ رکھے اور اگر دن میں ختم ہو تو دن کا باقی حصہ روزہ داروں کی مشابہت میں کھانے پینے سے اجتناب کرے، اگر خون اس کے بعد دوبارہ جاری ہو جائے تو نماز اور روزہ چھوڑ دے اس کی طہارت کا حکم باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ: مُبْتَدِاَ ہ یامُعْتَادَہ کاخُون تین دن کے بعد ختم ہوالیکن عَادَت سے پہلے ختم ہواتو بھی نماز پڑھے اور رَمَضان شریف ہوتو روزے رکھے اب نماز کی ادائیگی وُضُو سے دَرُسْت نہیں بلکہ غُسْل کرے اور نَماز ادا کرے۔

مسئلہ: مُعْتَادَہ کا خون عَادَت پر یااس کے بعد لیکن دس روز سے پہلے ختم ہواتو نماز کے مُسْتَحَب وَقْت کے آخر تک اِنْتِظَار وَاجب نہیں مُسْتَحَب ہے، اس کے بعد غُسْل کرے اور نماز ادا کرے، اگر دس دن کے اندر دوبارہ خون جَارِی ہوگیا اور خون دس روز سے زَائِد جَارِی نہ رہا نیز اس کے بعد کامل (پندرہ روز) طُہر رہاتواس کی طَہارَت کا حکم بَاطِل ہو جائے گا، خُون اگر دس روز سے زَائِد جَارِی رہایادس روز پر ختم ہوگیا، لیکن مَابَعْد طُہرِ کامل نہ رہا، دونوں صورتوں میں اس کے اَیَّام عَادَت حَیْض شُمار ہوگا، اگر مُبْتَدِاَ ہ ہوتو دس دن حَیْض ہوگا۔

مسئلہ: حیض میں کسی کی عَادَت اس طرح ہے کہ ایک روز خون ایک روز طہر دس روز تک یہی اس کی عَادَت ہے اس کا حکم یہ ہوگا کہ پہلے روز جب خُون دیکھا نماز اور روزہ رَمَضان ترک کرے اور طُہر کے روز وضو سے نماز ادا کرے اور روزہ رکھے تیسرے روز پھر نماز اور روزہ ترک کرے اور چوتھے روز غُسْل کر کے نماز ادا کرے اور روزہ رکھے۔

آخر عَشْرَہ تک یہی کرے، یعنی خون کے دن نہ نماز پڑھے اور نہ ہی روزہ رکھے، طُہر کے روز غُسْل کر کے نماز ادا کرے اور روزہ رکھے۔

مسئلہ: نِفَاس کا خون جب بھی مُنْقَطِع ہو غُسْل کرے اور نماز ادا کرے، اور روزہ رکھے، چَالِیْس دن کے اندر اگر خون دوبارہ آئے تو طَہارَت کا حکم بَاطِل ہو جائے گا، لہٰذا اِنْقِطَاع پر دوبارہ غُسْل کرے، چالیس دن کے اندر جتنی دفعہ جاری ہو طَہارَت کا حکم بَاطِل ہو جائے گا، اور جتنی دفعہ مُنْقَطِع ہو غُسْل کر کے نماز ادا کرے اور روزہ بھی رکھے۔

فصل......خُون کے لگاتار جَارِی رہنے کے مَسَائِل:۔

مسئلہ: مُعْتَادَہ کو مُسَلْسَل خُون شُرُوْع ہوگیا تو اس کا حَیْض اور طُہر وہی شُمار ہوگا جو اس کی عَادَت ہے بشرطیکہ اس کے طُہر کی عَادَت چھ ماہ سے کم ہو اگر اس کی عَادَتِ طُہر میں چھ ماہ یا اس سے زیادہ ہو تو حَیْض کی عَادَت برقرار رہے گی

اور طُہر ہر حَیض کے بعد دو ماہ شُمار کیا جائے گا۔(۱)

مسئلہ: مُبتَدِاَہ کو مُسَلسَل خون شروع ہوا، اگر وہ حَامِلہ نہیں تو اس کی چار صُورتیں ہو سکتی ہیں۔

﴿۱﴾ بَالغ ہوتے ہی خُون شُرُوع ہوا اور مُسَلسَل جَاری رہا۔

﴿۲﴾ ایک دَمِ صَحِیح اور طُہرِ صَحِیح کے بعد مُسَلسَل خُون جَاری ہو گیا۔

﴿۳﴾ ایک دَمِ فَاسد اور طُہرِ فاسِد کے بعد مُسَلسَل خون جاری ہو گیا۔

﴿۴﴾ ایک دَمِ صَحِیح اور طُہرِ فاسِد کے بعد خون مُسَلسَل جَارِی ہو گیا۔

مسئلہ: پہلی صورت میں خون کے شُرُوع ہونے سے دس دن تک حَیض شُمار ہو گا اور اس کے بعد بیس دن طُہر ہو گا، پھر جب تک خون جَارِی رہے اسی طرح اس کا حَیض اور طُہر شُمار ہو گا، اس کا نِفَاس چَالِیس روز شُمار ہو گا اور اس کے بعد بیس روز طُہر پھر دس روز حَیض اور بعد میں اسی طرح اس کا حیض اور طُہر شمار ہو گا، (یعنی دس روز حیض اور بیس روز طُہر)۔

مسئلہ: دوسری صورت میں کہ مُبتَدِاَہ نے دَمِ صَحِیح اور طُہرِ صَحِیح گزارا پھر مُسَلسَل خون جاری ہو گیا تو وہ مُعتَادَہ شمار ہو گی اور جو حکم مُعتَادَہ کا بیان ہوا اس کے حَق میں نَافِذ ہو گا۔

مثال: مُراہِقَہ (قَرِیبُ البُلُوغ) تھی، پانچ دن خُون آیا، پھر چالیس دن رہا، پھر خون مُسَلسَل جَارِی ہو گیا۔

حکم: یہ مُعتَادَہ شمار ہو گی، اِستِمرارِ خُون کے زَمانہ میں یہی اس کی عَادت مُتَصَوَّر ہو گی یعنی خون کے تَسَلسُل کی ابتداء سے لے کر پانچ دن حیض شمار ہو گا، لہٰذا ان ایام میں وہ نماز ادا نہ کرے، روزہ نہ رکھے، نہ خاوند اس سے جِمَاع کرے، تمام اَحکام حیض (۲) ان پانچ دنوں میں اس پر جَارِی رہیں گے، پھر چالیس روز اس کا طُہر ہو گا، نماز ادا کرے، روزۂ رَمضان شریف رکھے، نیز خَاوند اس سے وطی کر سکتا ہے۔

---

(۱) ...... حاکم شہید کا یہی مختار ہے۔

فِی الْبَحْرِ عَنِ النِّهَايَةِ وَالْعِنَايَةِ وَالْفَتْحِ اِنَّ مَااخْتَارَهُ الْحَاكِمُ الشَّهِيْدُ عَلَيْهِ الْفَتْوٰى لِاَنَّهُ اَيْسَرُ عَلَى الْمُفْتِىْ وَالنِّسَاءِ. (انتهى) (منهل الواردين، ص ۲۸)

(۲) ...... اَحکامِ حَیض مفصل ایک مُستَقِل فصل میں مذکور ہوں گے۔ اِن شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی، وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ۔

مسئلہ: تیسری صورت کہ ایک دَمِ فاسِد اور ایک طُہرِ فاسِد کے بعد خون مُسَلسَل جاری ہوگیا، اس صُورت کی دو قسمیں ہیں، کیونکہ طُہر کبھی پندرہ دن سے کم ہونے کے بَاعث فاسِد ہوتا ہے اور کبھی اس لئے فاسِد ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ خُون ملا ہوتا ہے، اگر طُہر کا فَساد پندرہ روز سے کم رہنے کے بَاعث ہو تو ایسی عورت کا حکم وہی ہوگا جو اس عورت کا ہے جسے اِبتداء ہی سے مُسَلسَل خون جاری ہوگیا، یعنی وَقتِ اِستمرار سے دس دن تک حیض اور بیس دن طُہر، پھر اسی طرح اس کا حیض اور طُہر شُمار کیا جائے گا۔

مثال: مُراہِقہ کو گیارہ دن خون آیا، پھر چودہ دن پاک رہی، پھر مُسَلسَل خون شروع ہوگیا۔

حکم: پہلا دَم فاسِد ہے، کیونکہ زیادہ سے زیادہ مُدّتِ حَیض (دس روز) سے زائد ہے اور طُہر بھی فاسِد ہے، کیونکہ پندرہ دن سے کم ہے، لہٰذا دَم اور طُہر دونوں فاسِد ہوئے، دَمِ فاسِد اور طُہرِ فاسِد عادت مقرر کرنے کی صَلاحیّت نہیں رکھتے اور طُہرِ فاسِد، جاری خون کی مانند ہوتا ہے تو اِستمرار پہلے خُون سے شُمار ہوگا جو گیارہ روز جاری رہا، پہلے دس روز حَیض شُمار ہوگا، ان میں نماز روزہ نہ کرے، پھر بیس روز (گیارہواں روز خون کا + چودہ دن طہر کے + پانچ روز اِستمرار کے) طُہر شُمار کرے، ان میں نماز ادا کرے، یہی اس کا آئندہ حَیض اور طُہر ہوگا۔

مسئلہ: تیسری صورت کی دوسری قسم کہ دَمِ فاسِد کے ساتھ طُہر تو تام ہے لیکن اس کے ساتھ خون ملا ہوا ہونے کے باعث اس میں فَساد پیدا ہوگیا ایسے طُہر کو ''صَحِیح فِی الظَّاہِر'' اور ''فَاسِد فِی المَعنیٰ'' کہتے ہیں۔

اس قسم کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں۔

شکلِ اول: دَمِ فاسِد اور طُہرِ فاسِد کا مجموعہ تیس روز سے تجاوُز نہ کرے تو اس کا حکم پہلی صورت کا سا ہے، یعنی دس دن حیض اور بیس روز طہر شمار ہوگا۔

مثال: گیارہ دن خون آیا، پھر پندرہ روز طہر رہا، اس کے بعد مسلسل خون جاری ہوگیا۔

حکم: پہلے دس روز حَیض شمار ہوگا، ان اَیّام میں نماز ادا نہ کرے اور نہ روزہ رکھے اور نہ ہی مَرد اس سے جِماع کرے، اس کے بعد بیس روز (ایک روز پہلے خون کا + ۱۵ روز طُہر + پہلے چار روز مُسَلسَل خون کے = ۲۰) طُہر ہوگا جس میں نماز روزہ کرے گی، پھر دس روز حَیض اور بیس روز طُہر شمار ہوگا، اور یہی اس کا حَیض و طُہر میں حکم رہے گا، جب تک خُون جاری ہے۔

شکل دوم: دَمِ فَاسِد اور طُہرِ فَاسِد کے اَیّام کا مجموعہ تیس روز سے تجاوُز کر جائے، اس کے بعد مُسَلسَل خون جاری ہو جائے تو ایسی صورت میں آغازِ خُونِ اَوّل کے دس دن بعد تک حَیض شمار ہوگا، پھر جتنے دن پاک رہی طُہر شمار ہوگا اس کے بعد اِستِمرارِ خُون کے زمانہ میں پہلے دس دن حَیض، پھر بیس دن طُہر شُمار ہوتا رہے گا۔

مثال: گیارہ دن خُون دیکھا، اس کے بعد بیس روز طُہر رہا، زاں بعد مُسَلسَل خون جاری ہوگیا۔

حکم: پہلے دس روز حیض، پھر ۲۱ روز طُہر مُسَلسَل خون جاری رہنے کی مدت میں پہلے دس دن حیض پھر بیس روز طُہر شمار ہوتا رہے گا۔

وضاحت: تیسری صورت کی دونوں قسموں میں طُہر کو اس کی ایسی عَادَت قرار نہیں دیا جاسکتا جس کا اِعتِبار اِستِمرارِ خُون کے زمانہ میں کیا جائے، کیونکہ پہلی قسم کا طُہر پندرہ دن سے کم ہونے کے باعث فَاسِد ہے، جو عَادَت بننے کی صَلاحِیّت نہیں رکھتا، دوسری قسم میں طُہر تو تام ہے، یعنی پندرہ سے زائد ہے لیکن اس طُہر کے ساتھ ایک روز (خون کا گیارھواں روز) خون ملا ہوا ہے، جو طُہر میں شُمار ہوتا ہے، بَدِیں وجہ یہ طُہر فَاسِد ہے اور وَاضح ہے کہ طُہرِ فَاسِد عَادَت نہیں قرار دیا جاسکتا، طُہرِ صَحِیح عَادَت قرار دیے جانے کی صَلاحِیّت رکھتا ہے، اور طُہر کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

﴿۱﴾ طُہر پندرہ دن سے کم نہ ہو۔ ﴿۲﴾ اس کے ساتھ خُون ملا ہوا نہ ہو۔

﴿۳﴾ دو صحیح خون کے درمیان میں وَاقع ہو۔

ان شرائط میں سے کسی ایک کے بغیر طُہر فَاسِد ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: چوتھی صُورت، دَمِ صَحِیح اور طُہرِ فَاسِد کے بعد خون مُسَلسَل جَارِی ہوگیا تو اِستِمرارِ خون کے زَمانہ میں عَادَت کے تَقَرُّر کے لئے دَمِ صحیح کا اِعتِبار کیا جائے گا، یعنی اس کے اَیّام کے برابر حَیض شُمار ہوگا، طُہر چونکہ فَاسِد ہے اس کا اِعتِبار نہ کیا جائے گا، جب تک خون جاری رہے گا عَادَت کے مُوافِق حیض کے اَیّام وَضع کرنے کے بعد مہینے کے جتنے دن باقی بچیں گے وہ طُہر شُمار کیا جائے گا، خواہ طُہر کا فَساد ظَاہِر اور مَعنَی دونوں جِہتوں سے ہو یا صِرف مَعنَی کی جِہَت سے اس میں فَساد ہو ظَاہِر کے اِعتِبار سے طُہر کے اَیّام پورے ہوں۔ (۱)

---

(۱) طہر کا ظاہر کے اعتبار سے فساد یہ ہے کہ طہر کے ایام کی تعداد کم از کم نصاب طہر سے کم ہو، کم از کم نصاب طہر پندرہ روز ہے، اور صرف معنی کے اعتبار سے طہر میں فساد کا مفہوم یہ ہے کہ ظاہر کے اعتبار سے تو طہر کے ایام پندرہ یا اس سے زائد ہوں لیکن خون ایام طہر کا حصہ بنتا ہو، یعنی ایام طہر میں خون بھی شامل ہوں۔

مثال ﴿۱﴾: نوٹ: یہ طُہر کے ظاہر اور معنیٰ کے اعتبار سے فاسد ہونے کی مثال ہے۔
پانچ دن خون آیا، اس کے بعد چودہ دن طُہر کے گذرے تھے کہ مُسلسل خون جاری ہوگیا۔

حکم: پہلے پانچ دن حَیض ہے، اس کے بعد پچیس روز طُہر ہے، یعنی چودہ دن طُہر کے بعد مُسلسل خون کے ابتدائی گیارہ دن طُہر شمار ہوگا، ان ایّام میں نماز پڑھے اور رمضان شریف ہو تو روزے بھی رکھے، اسی طرح ان کے بعد پانچ دن حیض کے ہوں گے ان میں نماز نہ پڑھے، پھر پچیس دن اِستحاضہ ہوگا۔

مثال ﴿۲﴾: یہ طُہر کے صرف معنیٰ کے اعتبار سے فاسد ہونے کی مثال ہے۔
تین دن خون آیا، پھر پندرہ دن طُہر کے بعد ایک دن خون آیا، پھر پندرہ روز طُہر رہا اور بعدہٗ مُسلسل خون جاری ہوگیا۔

حکم: پہلے تین دن کا خون حَیض ہے اور خون مُسلسل جاری رہنے تک کے سارے ایّام (۱۵ دن طہر + ادن خون + ۱۵ دن طہر = ۳۱ دن) طُہر کے ہیں، ان تمام ایّامِ طُہر میں نماز پڑھے، اس کے بعد تین دن حَیض اور ستائیس دن طُہر شمار ہوگا، اِستمرارِ خون کے زمانہ میں اس کا حَیض اور طُہر اسی طرح شمار ہوگا۔

وضاحت: پہلے پندرہ دن طُہر کے بعد ایک دن خون کو حَیض شمار نہیں کیا جاسکتا اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اگلے طُہر سے پہلے دو ایّام میں حکماً خون جاری شمار کر کے ان کو ایک خون والے دن میں شامل کر کے حَیض کا کم از کم نصاب مکمل کر لیا جائے، کیونکہ اگلا طُہر بھی تام (پندرہ روز) ہے، اور طُہرِ تام کو حکماً جاری خون میں داخل نہیں کر سکتے، لہٰذا دوسرا طُہر پہلے ایک روزہ خون اور اپنے مابعد مُسلسل خون کے درمیان فاصل ٹھہرا، اور درمیانی ایک روزہ خون طُہر میں شامل ٹھہرا، اب ظاہر کے اعتبار سے یہ طُہر (۱۵ دن + ایک دن خون + پندرہ دن طہر = ۳۱ دن) کامل ہے، لیکن معنیٰ کے اعتبار سے فاسد ہے کیونکہ اس میں ایک دن خون بھی شامل ہے، واضح رہے کہ خون طُہر کے اوّل حصہ میں آئے یا درمیان میں یا آخر میں بہرصورت طُہر فاسد ٹھہرے گا اور طُہرِ فاسد عادت بننے میں قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

مثال ﴿۳﴾: طُہر کے ظاہر اور معنیٰ ہر دو اعتبار سے فاسد ہونے کی ایک اور وضاحتی مثال۔

تین دن خُون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر ایک دن خُون آیا اور پھر چوّدہ دن پاک رہی اور بعد میں مُسَلسَل خون جارِی ہوگیا۔

حکم: پہلے تین دن حَیض، پھر پندرہ دن طُہر، پھر تین دن حیض اور پندرہ دن طُہر مُسَلسَل خون کے زمانہ میں اسی طرح اس کا حَیض اور طُہر شُمار ہوگا۔

وضاحت: پہلے پندرہ روز کے بعد ایک دن خُون اور پھر چودہ روز طُہر اور مابعد اِستمرارِ دَم، دوسرا طُہر جو کہ چودہ روز ہونے کے باعث فاسِد ہے دوخون کے مَابَین فَاصِل بننے کی صَلاحِیّت نہیں رکھتا بلکہ خود یہ جارِی خُون کے حکم میں ہے، لہٰذا پہلے طُہر کے بعد ایک روز خُون کے ساتھ دودن حکمی خُون کے شَامل کر کے عَادَت کے مُطابِق حَیض شمار ہوگا، پھر پندرہ دن (طُہر ثانی کے باقی ۱۲دن + ۳ اِستمرارِ خون کے) طُہر شمار ہوگا، ان اَیّام میں نماز ادا کرے گی، اس کے بعد تین روز حَیض کے شمار ہوں گے، لہٰذا نماز ادا کرنے سے رک جائے گی۔

وضاحت: پہلا تین روزہ خون دَمِ صَحیح ہے، اس کے بعد پندرہ روز طُہر، طُہرِ صحیح ہے، کیونکہ اس کے ساتھ خون ملا ہوا نہیں لہٰذا یہ عَادَت بننے کی صَلاحِیّت رکھتے ہیں۔

مسئلہ: اگر ایک طُہرِ صحیح گذرا، پھر مُسَلسَل خون شُرُوع ہوگیا اور طُہر سے پہلے حَیض نہ آیا تھا (جس طرح مُراہِقہ جو حَمل کے بَاعِث بَالغ ہوگئی) تو اِستمرارِ خُون سے آغاز کر کے دس دن حَیض شمار ہوگا، پھر پہلے طُہرِ صحیح کے اَیّام کے بَرابر طُہر شمار کیا جائے گا، اور جب تک خُون جَارِی رہے اسی طرح سے اس کا حَیض اور طُہر شمار ہوتا رہے گا۔

مثال: مُراہِقہ (قَرِیبُ البُلُوغ) حَمل ہونے کے بَاعِث بَالغ قرار پائی، وِلَادَت کے بعد چالیس روز خون آیا، پھر پندرہ روز طُہر رہا، اس کے بعد مسلسل خون شروع ہوگیا۔

حکم: اِستمرارِ خُون کے آغاز سے دس روز حَیض شمار ہوگا، پھر پندرہ دن طُہر، مُسَلسَل خُون کے اَیّام میں اسی طرح اس کا حیض اور طُہر شمار کیا جائے۔

وضاحت: ایک کَامِل طُہر جو اِستمرارِ خُون سے قبل تھا، اسی کو عَادَت شمار کر کے اِستمرار کے اَیّام میں اسی مِقدار کو طُہر شمار کیا جائے گا، مثال میں طُہر کی مِقدار پندرہ اَیّام بیان کی گئی، اس سے زَائد مدت تک طُہر رہا تو وہی عَادَت شمار ہوگی۔

مسئلہ: ایک طُہر غیرِ تام گذرا، پھر مُسَلسَل خون شروع ہوگیا اور طُہر غیرِ تام سے قبل حَیض نہ آیا (مُراہِقَہ کو حمل ٹھہر جانے کے باعث بَالغ قرار دے دیا گیا) تو اِستمرار خُون کے آغاز سے دس دن تک حَیض اور بیس روز طُہر شُمار ہوگا، اِستمرارِ خون کے عَرصَہ میں اسی طرح حَیض اور طُہر شمار ہوگا۔

مسئلہ: مُراہِقَہ جو حَمل سے بَالغ ہوئی، کے ہاں بچہ ہونے کے بعد خون چالیس اَیّام سے زائد جَاری رہا، پھر طُہر تام گذرا، اس کے بعد مسلسل خون جاری ہوگیا تو اِستمرار اور نِفَاس کے درمیان طہر کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ درمیانی طُہر کے اَیّام بیس یا اس سے زَائد ہوں تو اِستمرارِ خُون سے لے کر دس دن تک حَیض شمار ہوگا اور اس کے بعد بیس روز طُہر، اِستمرارِ خُون کے اَیّام میں اسی طرح اس کا حَیض اور طُہر شُمار ہوتا رہے گا۔

مثال: پہلی وِلَادَت کے بعد خون پینتالیس، چھیالیس روز تک جاری رہا، پھر پندرہ روز طُہر، اس کے بعد مسلسل خون جاری ہوگیا۔

حکم: طُہر بَظاہر تام ہے لیکن مَعنًی کے اِعتِبار سے فَاسِد ہے کیونکہ اس کے اَوّل میں پانچ دن یا چھ دن (چالیس روز نِفَاس کے بعد) طُہر میں شَامل ہیں اور طُہر فَاسِد عَادَت شُمار کرنے میں مُعتبَر نہیں، لہٰذا اِستمرارِ خُون سے دس روز حیض اور بیس روز طُہر شمار ہوتا رہے گا۔

دوسری صُورَت یہ ہے کہ دَرمیَانی طُہر کے اَیّام بیس روز سے کم ہوں تو درمیانی طُہر کے اَیّام بیس پورے کئے جائیں گے (اِستمرارِ خُون کے اَیّام سے گنتی پوری کرنے کے لئے مطلوبہ اَیّام طُہر میں شمار کئے جائیں گے) اس کے بعد دس دن حیض اور بیس دن اِستمرار کے ایّام میں شُمار ہوتا رہے گا۔

مثال: مُراہِقَہ بَالِغَہ بِالحَمل کے ہاں وِلَادَت کے بعد ۴۳ روز خون آیا، پھر پندرہ روز طُہر رہا، پھر مُسَلسَل خون جاری ہوگیا۔

حکم: وِلَادَت کے بعد چالیس روز نِفَاس، پھر بیس روز طُہر (۳ دن نِفَاس سے زائد خون + ۱۵ روز طُہر + اِستمرارِ خُون کے پہلے دو روز = ۲۰ روز) شمار ہوگا، اس کے بعد اِستمرارِ خُون کے تمام وَقت میں دس دن حیض اور بیس روز طُہر شُمار ہوتا رہے گا، اَیّامِ حَیض میں نماز روزہ نہ کرے اور اَیّامِ طُہر میں نماز پڑھے، رَمضَان شَریف ہو تو فرضی روزے رکھے۔

فصل......اِستحاضہ کے خُون کا بیان:۔

مسئلہ: اِستحاضہ کے خُون کو دَمِ فاسد بھی کہتے ہیں، آٹھ طرح کا خُون اِستحاضہ کا خُون ہوتا ہے۔

مسئلہ: پہلی قسم: چھوٹی بچی جس کی عمر نو سال سے کم ہو کو، جو خون آئے گا اِستحاضہ ہوگا۔

مسئلہ: دوسری قسم: آئِسہ اِیاس کی عمر میں جو خون دیکھے گی وہ اِستحاضہ ہوگا، بشرطیکہ وہ سِیاہ اور خالِص سرخ رنگ کا نہ ہو، آئِسہ کو اگر سِیاہ اور خالِص سُرخ رنگ کا خون آئے وہ حَیض شمار ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: تیسری قسم: حَامِلہ کو جو خون وِلَادت کے بغیر آئے وہ اِستحاضہ ہوگا۔

مسئلہ: چوتھی قسم: مُبتَدِاَہ کو اَکثَر مُدتِ حیض یا نِفَاس سے زیادہ خون آیا وہ اِستحاضہ ہوگا، خواہ دو حیض کے درمیان ہو یا نِفَاس اور حَیض کے مَابَین ہو۔

مسئلہ: پانچویں قسم: مُدتِ حیض میں تین دن (کم از کم مدت حیض) سے خون کم آیا تو حَیض نہیں، اِستحاضہ شمار ہوگا۔

مسئلہ: چھٹی قسم: مُعتَادَہ کی عَادَت سے زَائِد خون اِستحاضہ شمار ہوگا، بشرطیکہ خون دس روز سے مُتجَاوِز ہو جائے۔

وضاحت: خون عَادَت سے مُتجَاوِز ہو گیا لیکن دس روز سے زیادہ نہیں تو یہ عَادَت سے مُتجَاوِز خون اِستحاضہ نہیں بلکہ حیض شمار ہوگا اور جتنے دن خُون حَیض کا آیا وہی عَادَت شمار ہوگی۔

مثال: عَادَت ہر ماہ کے آغاز پر ۵ روز حَیض ہے، ۵ روز یا ۳ روز خون جاری رہا، پھر کچھ پاک رہنے کے بعد مُسَلسَل حیض تک خون جاری رہا۔

حکم: عادت کے بعد دوسرے حَیض تک جو خون آیا سَارَے کا سَارَا اِستحاضہ شمار ہوگا۔

مسئلہ: ساتویں قسم: مُعتَادَہ کو خلَافِ عَادَت، اپنی عادت کے بعض اَیّام میں خون آیا لیکن یہ خون کم از کم نِصَابِ حیض سے کم ہے اور خون دس اَیّام سے مُتجَاوِز ہو گیا تو عَادَت کے اَیّام کے بعد کا خون اِستحاضہ ہوگا۔

مثال: عَادَت پانچ روز حَیض تھی، ان پانچ اَیّام سے قَبل ایک روز خون آیا، پھر تین دن (اَیّامِ عَادَت سے) پاک رہی، پھر سات روز یا اس سے زَائِد خُون آیا۔

حکم: عَادَت کے مُطَابِق پانچ روز حَیض شُمار ہوگا، تعدادِ ایّام اور زَمانہ ہر دو اِعتبار سے عَادَت برقرار رہے گی اور باقی خون (یعنی ایّامِ عَادَت سے پہلے ایک دن اور ایّامِ عَادَت سے بعد کا خون) اِستحاضہ شمار ہوگا۔

وضاحت: ایّامِ عَادَت میں اگر بقدرِ نصاب خون آگیا تو وہی حیض شمار ہوگا اور عَادَت کی تبدیلی کا حکم نافذ ہوگا۔

مسئلہ: آٹھویں قسم: نِفاس کا خون عَادَت سے اتنا مُتجاوِز ہو کہ چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو ایّامِ عَادَت سے زائد اِستحاضہ شُمار ہوگا۔

مسئلہ: اِستحاضہ کا خون کبھی کبھی حکمی ہوتا ہے، سَابِقہ فصلوں میں اس کی کئی ایک مثالیں گذر چکی ہیں۔

فصل......مُضِلّہ کی اَقسام:۔

مسئلہ: مُضِلّہ کی تین قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ مُضِلّہ به اِضْلَالِ عَام:

وہ جسے حیض کے ایّام کی تعداد اور وقت کہ پہلے عَشْرہ، دوسرے عَشْرہ یا تیسرے عَشْرہ میں آتا ہے دونوں بُھول چکے ہوں، اس کا حکم یہ ہے کہ ہر روز حیض اور طُہر میں مُتردِد ہوتی ہے۔

﴿۲﴾ مُضِلّہ بہ اِضْلَالِ قَرِیب بہ اِضْلَالِ عَام:

وہ ہے جسے حیض کے ایّام کی تعداد تو یاد ہو لیکن پورے مہینہ میں اس کے وقت کو بُھول جائے کہ کون کون سے ایّام میں آتا ہے، اس کا حکم بھی اِضلَالِ عَام کی مانند ہوتا ہے، یعنی ایسی عورت ہر روز حَیض اور طُہر میں مُتردِد ہوتی ہے۔

﴿۳﴾ مُضِلّہ بہ اِضْلَالِ خَاص:

اس کی دو صورتیں ہیں۔

(ا) حیض کے ایّام کی تعداد تو یاد ہو لیکن چند دنوں میں اس کے تعین کا وَقت بُھول جائے، مثلاً یہ تو یاد ہے کہ حیض کے ایّام کی تعداد سات ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ مہینہ کے پہلے عَشْرہ میں آتا ہے لیکن ان دس روز میں سے کون کون سے سات دن حیض آتا ہے بُھول گئی۔

(ب) پہلے، دُوسرے، تیسرے عَشرہ میں سے تعیُّن کے ساتھ یاد ہے کہ کون سے عَشرہ میں حَیض آتا ہے لیکن حیض کتنے دن آتا ہے یاد نہ رہا۔

مُضِلَّہ بہ اِضلَالِ خَاص صرف چند دنوں کے حَیض یا طُہر ہونے میں مُتردّد ہوتی ہے۔

فصل......مُضِلَّہ کے عُمُومی اَحکَام:۔

مسئلہ: ہر عورت پر شرعاً واجب ہے کہ اپنے حَیض اور نِفَاس کی عَادَت کو یاد رکھے کہ خُون کتنے اَیّام جَارِی رہتا ہے، نیز اس کے آنے کا وقت بھی یاد رکھے کہ مہینہ کے اَوّل میں آتا ہے یا آخر میں۔

مسئلہ: عورت کو پاگل پن یا بے ہوشی یا سُستی کے بَاعث اپنی عَادَت (تعدادِ اَیّامِ خُون اور زمانہ خون) یاد نہ رہی اور خون مُسلسَل جَارِی ہو گیا تندرست ہونے یا سُستی پر نادِم ہونے کے بعد اس پر غور وفکر کرنا وَاجب ہے، اگر غور وفکر کے بعد حَیض کے وقت اور اَیّام کے متعلق پُختہ ظَن حَاصِل ہو گیا تو اِستمرارِ خُون کی مدت میں اس پر عَمَل کرے، اگر پُختہ ظَن حَاصِل نہ ہو تو جن اَیّام کے حَیض یا طُہر ہونے کا ظَنِ غَالِب ہو اس پر عَمَل کرے، یعنی اَیّامِ حیض میں نماز ادا نہ کرے، روزہ نہ رکھے وغیرہ اَحکَامِ حَیض (۱) پر عَمَل کرے، اور اَیّامِ طُہر میں طُہر کے اَحکام پر عَمَل پیرا رہے، اور اگر غَلبۂ ظن حَاصِل نہ ہو بلکہ تردُّد ہو تو اِحتیاطاً نماز بھی پڑھے اور رَمضان شریف ہو تو روزے بھی رکھے۔

مسئلہ: جس عورت کو عَادَت بھول گئی غور وفکر کے باوُجُود عَادَت کے بارے میں پُختہ ظَن حَاصِل نہ ہوا ہو اور مُسلسَل خون جاری ہو جائے تو وہ......

﴿۱﴾ مَسجد میں دَاخل نہ ہو۔

﴿۲﴾ طَوَافِ قُدُوم ادا نہ کرے، کیونکہ وہ سُنّت ہے، صِرف طَوَافِ زِیارَت اور طَوَافِ صَدر ادا کرے، کیونکہ طَوَافِ زِیارَت حج کا رُکن ہے اور طَوَافِ صَدر طَاہِر عورت پر وَاجِب ہے، طَوَافِ زِیارت ادا کرنے کے دس روز بعد اس کا اِعَادَہ کرے، اس طرح ایک طَوَاف یقیناً حَالَتِ طُہر میں ادا ہو گا اور طَوَاف صَدر کا اِعَادَہ نہ کرے، کیونکہ پہلی دفعہ کیا ہوا طَوَاف حَالَتِ طُہر میں ادا ہوا تو وُجُوب سے عُہدہ برآ ہو گئی اور اگر حَالَتِ حَیض تھی تو اس پر وَاجِب ہی نہ تھا ان کے علاوہ کوئی طَوَاف وہ ادا نہ کرے۔

(۱) احکامِ حیض کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، صفحہ نمبر

﴿۳﴾ قرآنِ مجید کو وہ نہ چھوئے۔

﴿۴﴾ خاوند اس سے حالتِ استمرارِ خون میں کبھی بھی جماع نہیں کرسکتا۔

﴿۵﴾ نمازِ نفل اور روزہ نفل ادا نہ کرے۔

﴿۶﴾ نماز کے علاوہ اوقات میں قرآنِ مجید کی تلاوت نہ کرے۔

﴿۷﴾ فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ نمازیں ادا کرے، اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد چھوٹی سورت ملائے، فرض کی آخری ایک یا دو رکعتوں میں صرف فاتحہ شریف پڑھے۔

﴿۸﴾ وتروں میں دعائے قنوت پڑھے۔

﴿۹﴾ تمام دعائیں، اذکار، درودِ پاک وغیرہ پڑھ سکتی ہے۔

فصل......مُہلہ کے احکامِ نماز:۔

مسئلہ: جن ایام میں تردد ہو کہ ایامِ طُہر ہیں یا حیض کے ایام داخل ہو چکے ہیں ان میں ہر نماز کے وقت کے لئے نیا وضو کر کے نماز ادا کرے، جن ایام میں طُہر اور حیض سے خروج میں تردد ہو ان میں ہر نماز غسل کرنے کے بعد ادا کرے، پھر اگلی نماز غسل کے بعد ادا کرنے سے پہلے پہلی نماز (پہلے وقت میں ادا شدہ نماز) کی قضا کرے۔

وضاحت: ہر پہلی نماز کی قضا دوسری وقتی نماز سے پہلے اس لئے واجب ہے کہ ممکن ہے جس وقت پہلی نماز ادا کر رہی تھی حالتِ حیض تھی اور وہ وقت ختم ہونے سے پہلے حیض کا وقت ختم ہوگیا ہو حیض کے ختم ہونے پر غسل واجب ہے، نماز کے وجوب یا عدمِ وجوب کے لئے وقت کے آخری حصے کا اعتبار ہے۔

مثال ﴿۱﴾: اتنا یاد ہے کہ حیض مہینہ میں ایک مرتبہ آتا ہے اور نصفِ اخیر میں منقطع ہوتا ہے۔

حکم ﴿۱﴾: مہینہ کے نصفِ اوّل میں طُہر اور دخولِ وقتِ حیض میں متردد ہے، لہٰذا ہر نماز کے وقت پر نیا وضو کرے اور نماز ادا کرے۔

حکم ﴿۲﴾: مہینہ کے نصفِ اخیر میں طُہر اور خروج از حیض میں متردد ہے، لہٰذا ہر نماز کے وقت پر غسل کرے اور نماز ادا

کرے، اگلی نماز کے وقت میں غُسل کر کے پہلے پچھلی اداشدہ نماز کو قضا کرے، اور اس کے بعد وقتی نماز ادا کرے۔

مثال ﴿۲﴾: کچھ یاد نہیں کہ حیض مہینہ میں کتنی بار آتا ہے اور نہ ہی یاد ہے کہ کب مُنقطِع ہوتا ہے۔

حکم: ایسی عورت کا حکم اس عورت کی مانِند ہے جو طُہر اور حَیض سے خُرُوج میں مُتَرَدِّد ہو، یعنی ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل کر کے نماز ادا کرے اور اگلی نماز کے وقت کے لئے نیا غُسل کرے اَوّل پہلے وقت کی اداشدہ نماز کی قضا کرے، پھر وقتی پڑھے، اِستمرارِ خُون کے عرصہ تک یہی حکم نافِذ رہے گا۔

مسئلہ: جس کو حیض یا نفاس کی عادت بُھول گئی اور مُسَلسَل خُون جاری ہو جائے، اس نے آیتِ سجدہ سنی، اسی وقت سجدہ کر لیا تو اس سے وہ سجدہ ساقِط ہو گیا، کیونکہ اگر وہ طاہِرہ تھی تو اس کی ادائیگی ہو گئی اور اگر حیض کی حالت میں تھی تو اس پر سجدہ لازِم ہی نہ تھا اور کچھ وَقفہ کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کیا تو اس کے ذِمّہ دس دن کے بعد اعادہ ہے، کیونکہ اِحتِمال ہے کہ اس نے طُہر میں آیۂ سجدہ سنی اور حیض میں سجدہ کیا، جب دس روز کے بعد اعادہ کرے گی تو یقیناً ایک دفعہ کیا ہوا سجدہ حالَتِ طُہر میں ہو گا، اس لئے کہ حَیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس روز ہے۔

مسئلہ: ایسی عورت نے اِستمرارِ خُون کے دَوران گذشتہ عمر کی کوئی قضا نماز ادا کی تو دس دن کے بعد اور پندرہ روز سے پہلے دوبارہ اس کی قضا کرے۔

فصل......اَحکامِ مُصِلّہ مُتَعلِّقہ رَمَضانُ المُبارَک:۔

مسئلہ: مُصِلّہ کو رَمَضان شریف میں روزہ ترک کرنے کی اِجازت نہیں، کیونکہ ہر روز اس کی طَہارت کا اِحتمال ہے۔

مسئلہ: رَمَضانُ المُبارَک سے مُتَعلِّقہ مُصِلّہ کے اَحوال کی چوبیس صورتیں ممکن ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(ا) مُصِلّہ کو یاد ہو گا کہ حیض مہینہ میں ایک بار آتا ہے یا یاد نہ ہو گا۔

(ب) ہر حال کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں، اسے یاد ہو گا کہ حیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے یا رات کو، یا اسے یاد نہ ہو گا کہ حیض کا آغاز دِن کو ہوتا ہے یا رات کو، اس طرح دو کو تین سے ضرب دینے سے چھ حالتیں ہوئیں۔

(ج) ان چھ حالتوں میں سے ہر ایک کی دو حالتیں ہوسکتی ہیں کہ رمضان شریف تیس روز کا ہوگا یا انتیس روز کا (دو کو چھ سے ضرب دینے سے بارہ احوال ہوئے)۔

(د) ان بارہ احوال میں سے ہر ایک دو حال سے خالی نہیں، قضا رمضان شریف کے متصل بعد کرے گی یا وقفہ کے بعد، اس طرح مضلہ کے ممکنہ احوال چوبیس ہوئے، جن میں سے ہر ایک کا تفصیلی حکم درج ذیل ہے۔

مسئلہ: اسے یاد نہیں کہ حیض مہینہ میں ایک بار آتا ہے یا دو بار، نیز اسے یاد نہیں کہ حیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے یا رات کو، یا اسے یاد ہے کہ حیض کی ابتداء دن کو ہوتی ہے، رمضان المبارک تیس کا ہو اور حیض کے احتمال کے باعث ممکنہ فاسد روزوں کی قضا رمضان المبارک کے متصل بعد کرے تو ۳۲ روزے رکھے۔

وضاحت: مضلہ کو اگر یاد نہ ہو کہ حیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے یا رات کو تو احوط اور اصح یہ ہے کہ اس صورت میں اس کا آغاز دن سے شمار کیا جائے۔

وضاحت: حیض کے متعلق ان صورتوں میں تین احتمال ہوسکتے ہیں۔

پہلا احتمال: ایک مہینہ میں حیض دو دفعہ آتا ہو اور اس کا آغاز چاند کی پہلی تاریخ سے ہوتا ہو تو اس صورت میں رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو دن کے وقت حیض کا آغاز شمار ہوگا اور گیارہ تاریخ دن کے وقت اس کا اختتام شمار ہوگا، اور ان ایام میں رکھے ہوئے روزے احتمال حیض کے باعث فاسد شمار کیے جانے چاہئیں، پھر ایام طہر میں سے چودہ روزے صحیح اور مابعد پانچ روزے پھر حیض کے احتمال کے باعث فاسد شمار ہونے چاہئیں، اس طرح فاسد روزوں کی تعداد ۱۱+۵=۱۶ ہوگی، جن کی قضا اس کے ذمہ واجب ٹھہری۔

دوسرا احتمال: حیض ایک مہینہ میں دو دفعہ شمار ہو، لیکن احتمال اول کے برعکس رمضان المبارک کے پہلے پانچ روزے حیض کے باعث فاسد، پھر چودہ طہر کے باعث درست اور آخر کے گیارہ روزے پھر حیض کے باعث فاسد شمار ہونے چاہئیں، اس طرح فاسد شدہ روزوں کی تعداد اس احتمال کے مطابق بھی سولہ بنتی ہے، ۵ اول کے +۱۱، آخر کے، ان دونوں احتمالات کی رو سے اگر ۳۲ روزے (۱۶+۱۶=۳۲) قضا میں رکھے تو یقینی طور پر ممکن فاسد روزوں کی قضا سے عہدہ برآ ہوسکتی ہے۔

تیسرا احتمال: حیض مہینہ میں ایک بار آتا ہو تو ایسی صُورت میں فَاسِد روزوں کی تعداد گیارہ ہو سکتی ہے، لیکن اِحتیاط یہی ہے کہ پہلے دو احتمالات کے مطابق ۳۲ روزوں کی قَضَا کا حکم دیا جائے۔

وضاحت: رَمَضَان کے مُتَّصِل بعد سے مُراد شَوّال کی دوسری تاریخ ہے، کیونکہ شوال کی پہلی تاریخ کو عِیْدُ الفِطر ہوتی ہے، جس میں روزہ رکھنا شَرعاً ممنوع ہوتا ہے۔

وضاحت: شَوّال کی دُوسری تاریخ سے قَضَا شروع کرے اور ۳۲ روزے رکھے، نیت یہ کرے کہ جو ممکن فَاسِد روزے رَمَضَان المُبارک کے میرے ذِمّہ ہیں ان کی قَضَا کرتی ہوں۔

مسئلہ: مَسْئَلَہ بَالا کی صُورتوں میں رَمَضَانُ المُبَارَک گذرنے کے مُتَّصِل بعد اگر قَضَا نہ کی بلکہ کچھ دنوں کے بعد قَضَا شروع کی تو اس کے ذمہ ۳۸ روزے قَضَا رکھنا وَاجِب ہے۔

وضاحت: اس صُورت میں اِحْتِمال ہے کہ اس کی قَضَا کا آغاز اس روز سے ہو جو حَیْض کی اِبْتِدَاء کا دن ہے تو گیارہ دن کے قَضَا رکھے ہوئے روزے دُرُست نہ ہوئے، پھر طُہر میں سے چودہ دن کے روزے درست اس کے بعد پھر گیارہ دن کے روزے فَاسِد، پھر دو دن کے روزے درست ٹھہرے، اس طرح کُل دِن اڑتیس بن گئے (۱۱+۱۴+۱۱+۲=۳۸)۔

وضاحت: دراصل ۳۸ روزے اس صُورت میں وَاجِب ٹھہرتے ہیں جبکہ عِید اور قضا کے آغاز میں وَقْفَہ اس کے طُہر میں رکھے ہوئے درست روزوں (چودہ دن) کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، اگر وقفہ چودہ روز سے کم ہو تو اس کے ذمہ قضا روزوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے، لیکن اس حِسَاب کی مَشَقَّت سے بچنے کے لئے ۳۸ روزوں کی قَضَا کا حکم دیا جاتا ہے، ہاں جو حِسَاب پر قَادِر ہو اسے حِسَاب کے مُطَابِق کم روزے رکھنے کی اِجَازت ہے۔

مسئلہ: دَرْجِ بَالا صُورتوں میں اگر رَمَضَانُ المُبَارَک ۳۰ دن کا ہو تو رَمَضَان المُبَارَک کے مُتَّصِل بعد قَضَا شُروع کرنے کی صُورت میں ۳۲ روزے رکھے اور وَقْفَہ کے بعد قَضَا کرنے کی صُورت میں ۳۷ روزے رکھے۔

وضاحت (۱): رَمَضَان المُبارَک میں یقینی طور پر دُرُست اداشدہ روزوں کی کم از کم تعداد چَودَہ ہے، جو اس کے طُہر میں رکھے گئے اب اس کے ذِمّہ پندرہ روزوں کی قَضَا ہے اور پندرہ روزوں کی قَضَا سے تبھی عُہدہ بَرآ ہو سکتی ہے جبکہ ۳۲ روزے عِید کے مُتَّصِل بعد رکھے۔

وضاحت﴿۲﴾: رَمضانُ المُبارک کی پہلی تاریخ سے اس کے حَیض کا آغاز اگر شُمار کیا جائے تو عید کا دن اس کے حَیض کا پانچواں دن ہوگا، مابعد چھ دن مَزید حیض کا اِحتمال ہوگا، اس کے بعد طُہر میں رکھے گئے چودہ روزے درست شمار ہوں گے، پھر گیارہ دن کے روزے فاسِد اور ایک دن کا روزہ صَحیح شُمار ہوگا، اس طرح ۳۲ دن کے روزے ہوئے۔ (عید کے مابعد چھ دن + چودہ دن + گیارہ دن + ایک دن = بتیس دن)۔

وضاحت﴿۳﴾: اگر وَقفہ کے بعد قضا شُروع کی تو اِحتمال ہے کہ جس روز وہ قضا شُروع کرے اس کے حیض کی اِبتداء کا دن ہو، تو اس اِحتمال کے مُطابِق گیارہ دن کے قضا میں رکھے ہوئے روزے دُرُست نہ ہوئے، پھر چودہ دن کے صَحیح شُمار ہوں گے، اس کے بعد گیارہ روز کے فاسِد، بعدہٗ ایک روز کا روزہ درست شمار ہوگا، اس طرح پندرہ روزوں کی قضا سے یقینی طور پر عُہدہ بَرآ ہونے کے لئے ۳۷ روزے رکھے۔ (۱۱+۱۴+۱۱+۱=۳۷ ایام)۔

مسئلہ: مُعِلہ کو اپنی عادَت میں سے صرف یہ مَعلُوم ہے کہ اس کے حَیض کا آغاز رات کو ہوتا ہے اور یہ یاد نہیں کہ حیض مہینہ میں ایک مَرتبہ آتا ہے یا دو مرتبہ، اگر رَمَضان شریف تیس روزہ ہو تو عید کے بعد مُتَّصِل دوسرے دن یا وَقفہ کے بعد ہر دو صُورَتوں میں قضا شروع کرے تو پچیس روزے رکھے۔

وضاحت: رَمَضان شریف میں حَیض اور طُہر کے اَیّام میں دو اِحتمال ہیں۔

اِحتمالِ اول: یکم رَمَضانُ المُبارَک سے حیض شروع ہوا تو پہلے دس روزے فَاسِد ٹھہرے، پھر پندرہ روزے اَیّامِ طُہر کے صَحیح اور مابعد رَمَضان شَریف کے اَیّامِ حیض کے بَاعِث فَاسِد ہوئے، اس طرح پندرہ روزے صَحیح ٹھہرے اور پندرہ روزے فاسِد، عید کے دن کا روزہ رکھنا مَمنُوع ہے جو کہ حَیض کا چھٹا روز ہے، اس کے بعد اس نے روزے رکھنے شُروع کئے تو پہلے چار روزے حَیض کے بَاعِث فَاسِد ٹھہرے اور مَابَعد پندرہ دن کے روزے صَحیح ٹھہرے تو اس اِحتمال کی رُو سے انیس دن کے روزے رکھنے کے بعد وہ یقینی طور پر روزوں کے رکھنے سے عُہدہ بَرآ ہوگئی۔

اِحتمالِ ثانی: اِحتمالِ اَوّل کے بَرعَکس کہ یکم رَمَضانُ المُبارَک کو حیض کا چھٹا دن شمار کیا جائے تو رَمَضانُ المُبارَک کے رکھے ہوئے پہلے پانچ روزے فَاسِد ٹھہرے، پھر پندرہ روزے اَیّامِ طُہر کے بَاعِث صَحیح ٹھہرے اور آخری دس

روزے پھر فاسد ٹھہرے، اس طرح عید کے روز اس کے طُہر کا پہلا دن ہوا، اس کے بعد رکھے ہوئے چودہ روزے صحیح ٹھہرے پھر دس روز کے روزے فاسد ہوئے مابَعد ایک دن کا روزہ رکھنے سے وہ یقینی طور پر رَمضانُ المُبارَک کے فاسد روزوں کی قضا سے عُہدہ بَرآ ہوگئی اور اَیّام کی تعداد پچیس ہوئی۔ (۱۴+۱۰+۱=۲۵)۔

وضاحت ﴿۲﴾: اِحتمالِ ثانی کے اِختیار کرنے میں زیادہ اِحتیاط ہے، لہٰذا مسئلہ ہٰذا میں یہی مُعتَبَر ہے۔

وضاحت ﴿۳﴾: درج بالا دو وضاحتیں اس صُورت کی تھیں جبکہ قضا عید کے مُتَّصِل بعد دوسرے روز یعنی ۲ شوال کو شروع کی، اگر کچھ وَقفہ کے بعد قضا شُرُوع کرے تو بھی اِحتیاطاً پچیس روزوں کی قضا کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ ممکن ہے کہ قضا کے آغاز کے دن اس کے طُہر کا پہلا دن ہو۔

مسئلہ: مُعِتادہ کو اپنی عادت سے صِرف اتنا یاد ہے کہ حَیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے اور یہ یاد نہیں کہ حیض مہینہ میں ایک مرتبہ آتا ہے یا دو مرتبہ، اگر رَمضان شریف انتیس روز کا ہو تو عید کے متصل بعد قضا کی صورت میں بیس روزے رکھے، اور وقفہ کے بعد روزے رکھنے کی صُورت میں چوبیس۔

وضاحت ﴿۱﴾: اس صُورت میں تین اِحتمال ہیں۔

احتمالِ اول: رَمضانُ المُبارَک کی پہلی تاریخ سے حَیض شُرُوع ہو تو دس روزے پہلے فاسد ہوئے، پھر پندرہ روزے صحیح اور اس کے بعد چار روزے فاسد، اس طرح اس کے فاسد روزوں کی تعداد چودہ ہے، (۱۰+۴=۱۴) تو عید کے روز اس کے حَیض کا پانچواں دن ہوگا، اس کے بعد رکھے ہوئے پانچ روزے اَیّامِ حَیض کے باعث فاسد، پھر چودہ روزے رکھے تا کہ رَمضانُ المُبارَک کے فاسد شُدہ روزے اَدا ہو جائیں، اس اِحتمال کے باعث انیس روزے ہونے چاہئیں۔

احتمالِ ثانی: رَمضانُ المُبارَک کی پہلی تارِیخ حَیض کا چھٹا دن ہو تو پہلے پانچ فاسد ہوئے، پھر پندرہ صحیح اور مابَعد نو فاسد، اس صُورت میں بھی فاسد روزوں کی تعداد چودہ ہے، اس صُورت میں عید کا دن حَیض کا آخری دن ہوگا، قضا کا آغاز طُہر سے ہوگا، اس طرح چودہ روزے رکھنے سے رَمضانُ المُبارَک کے فاسد شُدہ روزوں کی قضا سے عُہدہ بَرآ ہو جائے گی، اس صورت میں چودہ روزوں کی قضا کا حکم ہونا چاہئے۔

احتمال ثالث: رَمضانُ المُبارَک کی چھٹی تارِیخ رات کے وقت حَیض شروع ہوا تو اس کے بعد دس روزے فاسِد ہوئے، (۶ تا ۱۵ رمضان شریف) اس کے مابعد چودہ روزے دُرُست ہوئے، اور عید کا دن اس کے طُہر کا آخری دن ہو گا، قَضا کا پہلا دن اس کے حَیض کا پہلا دن ہوگا، اس طرح دس روزے فاسِد اور اس کے بعد دس روزے رکھنے سے رَمضانُ المُبارَک کے فاسِد شُدہ روزے ادا ہو گئے، اس صورت میں بیس دن قَضا کا حکم ہونا چاہئے۔

وضاحت ۲: تیسرے اِحْتِمال پر عَمَل کرنے میں زیادہ اِحْتِیاط ہے، لہٰذا بیس روزوں کی قَضا کا حکم دیا جائے گا۔

وضاحت ۳: وَقفہ کے بعد قَضا شُرُوع کرنے کی صُورَت میں رَمضان شریف کے فاسِد روزوں کی تعداد اِحْتِیاطاً چودہ شُمار کی جائے گی، اور اس صُورَت میں اِحْتِمال ہے کہ قَضا کا پہلا دن حَیض کا پہلا دن ہو، اس طرح دس دن کے رکھے ہوئے روزے فاسِد ہوں گے لیکن اس کے بعد چُودَہ دن کے روزوں سے رَمضان شَرِیف کے فاسِد شُدہ روزوں کی قَضا ہو جائے گی، اس طرح اس کو چوبیس روزے رکھنے ہوں گے۔

مسئلہ: مُضِلّہ کو یہ یاد ہے کہ حیض ہر مہینہ میں ایک بار آتا ہے، نیز اسے یہ بھی عِلْم ہے کہ حیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے یا اسے یاد نہیں کہ آغاز دن کو ہوتا ہے یا رات کو تو رَمضانُ المُبارَک کے بعد مُتّصِل قَضا کرے یا کچھ دنوں کے وَقفہ سے قَضا کا آغاز کرے، ہر دو صُورَتوں میں بائیس روزے قَضا کرے، اور اگر یہ یاد ہو کہ حَیض کا آغاز رات کو ہوتا ہے تو بیس روزے قَضا کرے، رَمضانُ المُبارَک ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا۔

وضاحت ۱: پیچھے مَذکُور ہو چکا کہ اگر اسے یاد نہ ہو کہ حَیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے یا رات کو تو اِحْتِیاطاً اس کا آغاز دن سے شُمار کیا جائے گا۔

وضاحت ۲: حیض کا آغاز دِن سے ہوتا ہو تو فاسِد روزے گیارہ بنتے ہیں، جیسے مذکور ہو چکا ہے۔

وضاحت ۳: جب قَضا شُرُوع کرے گی تو اِحْتِمال ہے کہ اس کی قَضا کا پہلا دن حیض کا پہلا دن ہو تو یہ گیارہ فاسِد ہوئے اس کے مابعد گیارہ صَحِیح ہوں گے، تو اس طرح بائیس روزے اس کے ذِمّہ واجب ہوئے۔

وضاحت ۴: جب حَیض کا آغاز دن کی بجائے رات کو ہو تو فاسِد روزوں کی تعداد دس ہو گی، تو اس سے دوگنے قَضا کرے۔

(ملاحظہ ہو مسئلہ ھذا کی وضاحت نمبر ۳)

وضاحت ﴿۵﴾: درجِ بالا مسئلہ کی صورت میں یہ حکم اس وقت ہوگا جبکہ اسے ایامِ حیض اور طہر کی تعداد یاد نہ ہو اگر تعداد یاد ہو تو احکام گذر چکے ہیں۔

مسئلہ: مُحِلّہ کو یاد ہے کہ ہر مہینہ اس کو نو دن حیض آتا ہے اور باقی ایام طہر رہتا ہے، اگر اسے یاد ہو کہ حیض کی ابتداء رات کو ہوتی ہے تو قضائے وصل و فصل دونوں صورتوں میں اٹھارہ روزے قضا کرے، اور اگر اسے یاد ہو کہ حیض کی ابتداء دن کو ہوتی ہے یا اسے یاد نہیں کہ دن کو ہوتی ہے یا رات کو تو متصل بعد از رمضان قضا کرے یا کچھ وقفہ کے بعد بیس روزے قضا کرے، رمضان شریف ۲۹ روز کا ہو یا ۳۰ روز کا۔

وضاحت ﴿۱﴾: یہ حکم اس وقت ہے جب اسے اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو کہ مہینہ کی کس تاریخ سے شروع ہوتا ہے اگر یہ یاد ہو تو درج بالا صورت میں وہ مُحِلّہ نہ رہے گی اور اس کے احکام مذکور ہو چکے۔

وضاحت ﴿۲﴾: درجِ بالا صورت میں سے اگر رات کو حیض کا آغاز ہوا تو اس کے فاسد روزوں کی تعداد نو ہوگی اور اس کے ذمہ اٹھارہ روزوں کی قضا ہوگی۔ (ملاحظہ ہو مسئلہ سابقہ کی وضاحت نمبر ۳)

وضاحت ﴿۳﴾: حیض کا آغاز اگر دن کو ہو یا دن سے شمار کیا جائے تو نو دن کے حیض میں فاسد شدہ روزوں کی تعداد دس بنتی ہے، اور اس کے ذمہ بیس روزوں کی قضا واجب ہوتی ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ قضا کا پہلا دن حیض کا پہلا دن ہو۔

مسئلہ: مُحِلّہ کو اپنے حیض کے ایام کی تعداد مثلاً تین دن یاد ہے لیکن طہر کی عادت یاد نہیں، تو اس صورت میں اس کا طہر کم از کم یعنی پندرہ روز شمار ہوگا، اگر یہ یاد ہو کہ حیض کا آغاز رات سے ہوتا ہے اور رمضان شریف تیس دن کا ہو تو قضا بعد از رمضان متصل یا وقفہ سے شروع کرے، ہر دو صورتوں میں نو روزوں کی قضا کرے گی۔

وضاحت ﴿۱﴾: اسے حیض کے ایام کی تعداد تو یاد ہے لیکن اس کا وقت یاد نہیں، لہٰذا احتمال ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو اسے حیض شروع ہو گیا تو پہلے تین روزے فاسد ٹھہرے، پھر پندرہ دن طہر کے روزے صحیح ٹھہرے، انیس رمضان سے پھر حیض شروع ہوگا اور تین (۱۹، ۲۰، ۲۱ تاریخوں کے) روزے فاسد شمار ہوں گے، اس کے بعد بائیس رمضان سے طہر شمار ہوگا، اور آخر تک کے روزے صحیح شمار ہوں گے، طہر کے دسویں روز عید ہوگی،

رَمضَان میں فَاسِدروزوں کی تعداد چھ ہوگی ،اس کے بعد قَضَا شروع کرے تو پانچ روز کے روزے درست ہوئے ، پھر تین دن حَیض کے فَاسِداور مَابَعْد ایک صحیح ،اس طرح (۵+۳+۱=۹) نودن روزے قضا کرنے سے یقینی طور پر رَمَضَانُ الْمُبَارَک کے ممکنہ چھ فَاسِدروزوں کی قَضَا سے عُہْدہ بَرآ ہوجائے گی۔

وضاحت ﴿۲﴾: قَضَا اگر وَقْفَہ سے شُرُوع کرے تو اِحْتِمَال ہے قَضَا کا پہلا دن حیض کے آغاز کا دن ہو،اس طرح تین روزے فَاسِد شُمار ہوں گے ، پھر طُہر شُرُوع ہوگا،تو اس کی چھ دن کے رکھے ہوئے روزے دُرُسْت شُمار ہوں گے،اس طرح بھی ۹دن روزے رکھنے سے یقینی طور پر رَمَضَانُ الْمُبَارَک کے فَاسِدروزوں کی قَضَا سے عُہْدہ بَرآ ہوجائے گی۔

مسئلہ: مسئلہ سَابِقَہ کی صورت میں رَمَضَانُ الْمُبَارَک اگر اُنتیس روز کا ہوتو اگرعید کے اگلے دن سے قَضَا شروع کرے تو چھ روزے اس کے ذِمّہ وَاجِب ہوں گے اور اگر کچھ وَقْفَہ کے بعد شروع کرے تو نو روزے رکھے۔

وضاحت ﴿۱﴾: عید کے اگلے روز قَضَا کرنے کی صُوْرَت میں چونکہ رَمَضَان شَرِیف کے دوسرے طُہر کے نویں دن عید ہوگی (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہومسئلہ سابقہ کی وضاحت نمبر۱) تو اس کے بعد رکھے ہوئے چھ روزے طُہر میں وَاقع ہونے کے باعث صَحِیح شُمار ہوں گے۔

وضاحت ﴿۲﴾: وَقْفَہ سے قَضَا شُرُوع کرنے کی صُوْرَت میں نو روزے رکھنے ہوں گے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مسئلہ سابقہ کی وضاحت نمبر ۲)

مسئلہ: مُضِلَّہ کو اپنے حَیض کے اَیَّام کی تَعْدَاد مثلاً تین یاد ہے لیکن طُہر کے اَیَّام کی تعداد یاد نہیں،تو اس کا طُہر کم از کم نِصَاب یعنی پندرہ دن شُمار ہوگا،اگر اسے یاد ہو کہ حیض کا آغاز دن سے ہوتا ہے یا اسے یاد نہیں کہ دِن سے ہوتا ہے یا رات کو اور رَمَضَانُ الْمُبَارَک ۳۰ یا۲۹ دن کا ہو تو مُتّصِل بعد یا وَقْفَہ کے بعد قَضَا کی چارُوں صُوْرَتوں میں بارہ روزے قَضَا کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: اِحْتِمَال ہے کہ یکم رَمَضَانُ الْمُبَارَک دن کو حیض شُرُوع ہوا،اس طرح تین روزہ حیض میں چار روزے فَاسِد ٹھہرے ، پھر پندرہ روزہ طُہر میں چودہ روزے صحیح شُمار ہوئے ، پھر اَیَّامِ حَیض کے اِحْتِمَال کے بَاعِث چار روزے فَاسِد، اس طرح پُورے مہینہ میں آٹھ روزے فَاسِد ہوئے۔

وضاحت ﴿۲﴾: رَمضَانُ المُبارَک اگر ۳۰ دن کا ہوتو عید کے بعد پانچ روز طُہرِ ثانی کے باقی اَیّام کے بَاعث پانچ روزے صحیح ہوئے، پھر تین دن حَیض کے بَاعث چار روزے فَاسد ٹھہرے، اس کے بعد طُہر میں تین روزے رکھنے کے باعث وہ یقینی طور پر اپنے حیض کے بَاعث فَاسد ہونے والے رَمضَانُ المُبارَک کے روزوں کی قَضا سے عُہدہ بَرآ ہوگئی، اگر عید کے بعد کچھ روز کے وُقفَہ کے بعد قَضا شُرُوع کی تو ممکن ہے کہ اس کے قضا کے پہلے دن حیض شُرُوع ہوگیا تو پہلے چار روزے فاسد ٹھہرے، پھر اَیّامِ طُہر کے آٹھ روزے دُرُست ہوئے، اس طرح بھی اسے بارہ روزے بطورِ قضا رکھنے ہوں گے۔

وضاحت ﴿۳﴾: رَمضَانُ المُبارَک اگر ۲۹ روز کا ہوتو عید کے بعد طُہرِ ثانی کے چھ روز باقی ہوں ان میں رکھے ہوئے روزے صحیح ٹھہریں گے، پھر حَیض کے بَاعث چار دن کے روزے فَاسد شُمار ہوں گے اور اس کے بعد دو روزے دُرُست ہوں گے اس طرح بارہ قَضا روزے رکھنے پر رَمضَانُ المُبارَک کے ممکنہ فاسد روزوں کی قَضا یقینی طور پر ادا ہو جائے گی اور کچھ وُقفَہ کے بعد قَضا شروع کرے تو اسی مسئلہ کی وضاحت نمبر ۲ کی روشنی میں رَمضَانُ المُبارَک کے ممکنہ طور پر فاسد روزوں کی قَضا بارہ روزے رکھنے سے یقینی طور پر ادا ہو جائے گی۔

فَصل...... رَمضَان شریف کے روزہ توڑنے اور قَتل کے کَفَارُوں سے مُتَعَلِّق مُحِیِّرہ کے اَحکام:-

مسئلہ: مُحِیِّرہ اگر حَالَتِ اِستِمرارِ خون اور نِسیانِ عَادَت میں رَمضَانُ المُبارَک کا روزہ جان بوجھ کر توڑ دے تو اس پر کَفّارہ لازم نہ آئے گا، قَضا لازم ہوگی اور اس گُناہ پر توبہ و اِستِغفار کرے۔

مسئلہ: قَتل کے کَفّارہ میں وَاجب روزے رَمضَان کے روزہ توڑنے کے کَفّارہ کی مَانِند مُسَلسَل دو ماہ روزے رکھنے لَازِم ہیں ورنہ کَفّارہ ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ: مُحِیِّرہ پر رَمضَانُ المُبارَک کا روزہ عَمداً توڑنے یا قَتل کا کَفّارہ لَازِم ہو اور وہ اسی حَالَت میں کَفّارہ ادا کرنا چاہے تو اگر اسے یاد ہو کہ حیض کی اِبتداء رات کو ہوتی ہے نیز حیض مہینہ میں صرف ایک بار آتا ہو تو مسلسل نوے (۹۰) دن کے روزے رکھے۔

وضاحت: ایک مہینہ یعنی ۳۰ دن میں اگر اسے صرف ایک حَیض آتا ہو تو بیس روزے صحیح ٹھہرے، اس طرح نوے روزے رکھے تو یقینی طور پر ساٹھ روزے ادا ہو جائیں گے۔

مسئلہ: اگر اسے یاد ہو کہ حَیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے یا یاد نہ ہو کہ آغاز دِن کو ہوتا ہے یا رات کو تو ۱۰۴ روزے رکھے۔

وضاحت: اِحتمال ہے کہ روزے کے آغاز کے دن حَیض کا آغاز ہو جائے، اس طرح گیارہ روز کے روزے فَاسِد، پھر ۱۹ روزے درست، پھر گیارہ فاسِد، اس کے بعد انیس صَحِیح، پھر گیارہ فَاسد اور انیس صَحِیح، پھر اس کے نوے روزے مکمل ہوئے، لیکن صحیح ان میں سے ستاون ٹھہرے، اس کے بعد گیارہ روزے بوجہ حیض فَاسِد اور بعد کے تین دُرُست شُمار ہوں گے، اس طرح رکھے ہوئے روزوں کی تعداد ایک سو چار ہوئی، جن میں سے ساٹھ یقینی طور پر درست ہوں گے۔

مسئلہ: اگر اسے عِلْم نہ ہو کہ حَیض مہینہ میں ایک بار آتا ہے یا زائد بار لیکن یہ جانتی ہو کہ آغازِ حَیض رات کو ہوتا ہے تو ایک سو روزے رکھے۔

وضاحت: اس صورت میں حَیض دس روز اور طُہر پندرہ دِن شمار ہوتا ہے، اس طرح پچیس روزوں سے پندرہ روزے صحیح شمار ہوئے، درست روزوں کے لئے (۲۵×۴=۱۰۰) سو روزے رکھنے ہوں گے۔

مسئلہ: اگر نہ جانتی ہو کہ حیض مہینہ میں ایک بار آتا ہے یا زیادہ بار اور نہ ہی یہ جانتی ہو کہ آغاز دن کو ہوتا ہے یا رات کو تو ایک سو پندرہ روزے مسلسل رکھے۔

وضاحت: اس صورت میں پہلے گیارہ روز اِحتمالِ حَیض کے باعِث فَاسِد اور چودہ دُرُست شُمار ہوں گے، چار مرتبہ ایسا ہونے سے (۱۱+۱۴)×۴=۱۰۰ روزے رکھے گئے جن سے ۱۴×۴=۵۶ درست ہوئے اس کے بعد گیارہ روز حَیض کا اِحتمال ہونے کے باعث روزے فَاسِد ٹھہرے اور مابعد چار روزے رکھنے سے ساٹھ صحیح روزوں کی تعداد پوری ہو گئی اور اس طرح سے ایک سو پندرہ روزے اَدا کرنا پڑے۔

فصل...... قسم کے کفّارہ سے مُتعلِق مُعتادہ کے احکام:۔

مسئلہ: قسم توڑنے کا کفّارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا ہے، یعنی یہ اِختیار ہے کہ ان تین میں سے جس طرح چاہے کفّارۂ قسم ادا کرے اور اگر ان تین میں سے کسی چیز پر قدرت نہ رکھتا ہو تو مُتواتر تین روزے رکھے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ: مُعتادہ کو اگر یاد ہو کہ حیض کی اِبتداء رات کو ہوتی ہے تو دو طرح سے قسم کا کفّارہ ادا کرسکتی ہے۔

﴿۱﴾ مُسلسل پندرہ روزے رکھے۔

﴿۲﴾ تین روزے رکھے، پھر دس دن اِفطار کرے، پھر تین دن روزے رکھے۔

وضاحت ﴿۱﴾: پہلی صُورت میں ممکن ہے کہ اس کے پہلا روزہ رکھنے کے دن اس کے طُہر کا چودہواں روز ہو تو طُہر کے چودہویں اور پندرہویں دن کا روزہ اگرچہ دُرُست ہوتا ہے لیکن کفارۂ قسم کے طور پر مُعتادہ کے حق میں دُرُست شُمار نہ ہوں گے کیونکہ اس کے بعد اس کے اَیّامِ حیض شروع ہو جائیں گے اور کفّارۂ قسم میں مُسلسل تین روزے رکھنا ضَرُوری ہیں، اس طرح ان دو روزوں کے بعد دس دن کے روزوں کے اِحتمالِ حیض کے باعث فاسد ہونے کا اِحتمال ہے اور اس کے بعد تین روزے درست شُمار ہوں گے، اس طرح اسے پندرہ (۲+۱۰+۳=۱۵) روزے رکھنا ہوں گے۔

وضاحت ﴿۲﴾: دوسرے طریقہ سے کفّارہ ادا کرنے کی صُورت میں کوئی سے تین روزے (پہلے یا آخری) یقینی طور پر طُہر میں واقع ہوں گے۔

مسئلہ: اگر اسے حَیض کے آغاز کا رات کو ہونے کا علم نہ ہو یعنی مَعلُوم ہو کہ دن کو حیض کا آغاز ہوتا ہے یا معلوم نہ ہو کہ رات کو آغاز ہوتا ہے یا دن کو تو سولہ روزے مُسلسل رکھے یا تین روزے رکھے، پھر نو دن اِفطار کرے، پھر چار روزے رکھے یا پہلے چار روزے رکھے، پھر نو روز اِفطار کرے، پھر تین روزے رکھے۔

وضاحت ﴿۱﴾: پہلی صُورت میں اِحتمال ہے کہ اس کے پہلے روزے کے دن سے لے کر اس کے طُہر کے دو دن باقی ہوں، یہ دو روزے کفّارۂ قسم میں کِفایت نہیں کرتے، کیونکہ کفّارۂ قسم میں تَتابُع شرط ہے، پھر گیارہ روزے

اِحتمالِ حَیض کے بَاعث فَاسِد ہوئے، اورازاں بعد تین روزے صحیح ٹھہرے، اس طرح اسے سولہ (۲+۱۱+۳=۱۶)

روزے رکھنے ہوں گے۔

وضاحت ﴿۲﴾: دُوسری صُورت میں اِحتمال ہے کہ اس کا تیسرا روزہ اس کے حَیض کے آغاز کے دن ہو تو یہ فاسِد ٹھہرا اور پہلے دو بھی کَفارہ کے لئے ناکافی ہوئے، اس طرح اس دن کو شامل کر کے گیارہویں دن کا روزہ فَاسِد ہونے کا اِحتمال ہے جو آخری چار روزوں سے پہلے روزہ ہے اور مابعد تین درست ٹھہرے۔

وضاحت ﴿۳﴾: تیسری صورت میں پہلے چار میں سے تین اور نو دنوں کے بعد تین میں سے کوئی سے تین یقینی طور پر حَالَتِ طُہر میں وَاقِع ہوں گے۔

فصل ..... قضائے رَمضان سے مُتعلِق اَحکامِ مُضِلَّہ :۔

مسئلہ: مُضِلَّہ کے ذِمّہ دس روزوں کی قضا ہے، اسے اپنے اَیّامِ حَیض کی تعداد یاد نہیں اور یاد ہے کہ حَیض کا آغاز رات کو ہوتا ہے، نیز حَیض مہینہ میں صرف ایک بار آتا ہے تو قضا میں اس پر بیس روزے رکھنے لَازِم ہیں، اسے اِختیار ہے بیس مُسَلسَل رکھے یا ایک مہینہ میں پہلا عشرہ روزے رکھے اور اگلے مہینہ میں دوسرا عشرہ اگر حیض کے متعلق یاد ہو کہ دن کو اس کا آغاز ہوتا ہے یا یاد نہ ہو کہ دن کو آغاز ہوتا ہے یا رات کو تو اکیس روزے مُسَلسَل رکھے۔

وضاحت ﴿۱﴾: اِحتمال ہے کہ قضا کے آغاز کا دن حَیض کے شُرُوع ہونے کا دن ہو تو حَیض کا آغاز اگر رات کو ہو تو یہ دس روزے فَاسِد ٹھہرے اور اگر دن کو آغاز ہو تو گیارہ روزے فَاسِد ٹھہرے، اس کے بعد دس روزے رکھ لے۔

وضاحت ﴿۲﴾: اگر دو ماہ میں قضا کرے تو ان دو عشروں سے کوئی ایک عشرہ یقینی طور پر طُہر ہوگا۔

مسئلہ: اگر اسے یاد ہو کہ حَیض مہینہ میں ایک سے زَائِد مرتبہ آتا ہے تو اس کے لئے دَرجِ بالا دو صورتوں کے علاوہ یہ بھی جَائِز ہے کہ وہ دس روزے رکھے، پھر پندرہ روز اِفطار کرے اور پھر دس روزے رکھے۔

مسئلہ: اگر اس کے ذمہ دس سے کم دن کی قضا ہو تو پھر اس پر بیس روزے رکھنے لَازِم ہیں، اس طرح رکھے کہ ایک ماہ کے پہلے عشرہ مکمل روزے رکھے اور اگلے مہینہ کے دوسرے عشرے کے روزے رکھے۔

وضاحت: دس سے کم قضا کی صورت میں اس سے دوگنا روزے مُسَلسَل رکھنے سے قضا سے یقینی طور پر عُہدَہ بَرآ نہیں ہو سکتی، مثلاً کسی کے ذمہ نو روزوں کی قضا ہے، اگر اٹھارہ رکھے، تو پہلے دس اِحْتمال حَیض کے بَاعِث فَاسِد ٹھہرے اور باقی آٹھ دُرُسْت ٹھہرے، حالانکہ اس کے ذِمّہ نو روزے ہیں اور آٹھ روزوں کی قَضَا اس کے ذِمّہ ہے تو سولہ روزے مُسَلسَل رکھنے کی صُورَت میں دس روزے فَاسِد ہونے کا اِحْتمال ہے اور چھ روزے دُرُسْت ٹھہرے، عَلٰی ہٰذا القِیاس، سات، چھ، پانچ وغیرہ کی صورت میں بھی اس طرح قَضَا سے عُہدَہ بَرآ نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: اگر اسے حیض کے اَیّام کی تَعدَاد یاد ہو لیکن وَقْت یاد نہ ہو کہ مہینہ کے اَوّل میں آتا ہے یا آخر میں یا وسط میں تو اس صُورَت میں وَاجِب روزوں سے دوگنا روزے اس پر وَاجِب ہیں اور اسے اِخْتِیار ہے کہ وہ مُسَلسَل روزے رکھے یا ایک مہینہ کے پہلے عَشْرَہ میں قَضَا شدہ روزوں کے بَرابَر روزے رکھے اور اگلے مہینہ کے دوسرے عَشْرَہ میں اتنے ہی روزے رکھ لے۔

مثال: مُضِلّہ کو اپنے حَیض کے اَیّام کی تعداد یاد ہے کہ چار ہے اور وَقتِ حَیض یاد نہیں۔

حکم: مُسَلسَل آٹھ روزے رکھ لے یا ایک مہینہ کے پہلے عَشْرَہ میں چار رکھے اور اگلے مہینہ کے دوسرے عَشْرَہ میں چار اور رکھے اسی طرح اس کی عَادَت اگر پانچ یا چھ دن کی ہو تو پہلے مہینہ کے پہلے عَشْرَہ میں پانچ یا چھ اور اگلے مہینہ کے دوسرے عَشْرَہ میں اتنے روزے رکھ لے۔

فصل ..... اِضْلَالِ عَام اور اِضْلَالِ خَاص:۔

نوٹ: اِضْلَالِ عَام اور خَاص کی تعریف اگرچہ "اِصْطِلَاحَاتِ مُتَعَلِّقَہ حَیض" کی فصل میں گذر چکی ہے لیکن سُہُولَت اور وَضَاحَت کی خَاطِر دوبارہ ان کو تحریر کرنا مُنَاسب ہے۔

مسئلہ: اِضْلَال کی تین قسمیں ہیں۔

﴿۱﴾ اِضْلَالِ عَام ﴿۲﴾ اِضْلَال قَرِیب بہ اِضْلَالِ عَام ﴿۳﴾ اِضْلَالِ خَاص

مسئلہ: اِضلالِ عام یہ ہے کہ عورت کو اپنے حیض کے ایام کی تعداد اور وقت یاد نہ رہا ہو، یعنی یاد نہ ہو کہ ہر مہینہ میں کتنے دن حیض آتا تھا اور یہ بھی یاد نہ ہو کہ پورے مہینے کے کس حصّہ میں حیض آتا تھا، پہلے عشرہ میں یا دوسرے عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں۔

مسئلہ: اِضلال قریب بہ اِضلالِ عام یہ ہے کہ اسے اپنے حیض کے ایام کی تعداد تو یاد ہو کہ تین دن آتا ہے یا پانچ دن لیکن یہ یاد نہ ہو کہ پورے مہینہ کے کس عشرہ میں آتا ہے، پہلے یا دوسرے یا تیسرے عشرہ میں۔

مسئلہ: اِضلالِ عام اور اِضلال قریب بہ اِضلالِ عام میں عورت مہینہ کے ہر دن کے بارے میں مُتردِّد ہوتی ہے کہ یہ دن حیض کا دن ہے کا طُہر (استحاضہ) کا۔

مسئلہ: اِضلالِ خاص دو طرح سے ہوتا ہے۔

﴿۱﴾ عورت کو اپنے ایامِ حیض کی عادت یاد ہو کہ کتنے دن ہر مہینہ میں حیض آتا ہے لیکن مُقرّر بعض ایام میں ان کی تعیین فراموش ہو چکی ہے، مثلاً اسے یاد ہو کہ حیض پانچ دن آتا ہے، اور یہ بھی یاد ہے کہ پہلے عشرہ میں آتا ہے لیکن یہ یاد نہیں کہ اس عشرہ کے کون کون سے پانچ دن حیض آتا ہے۔

﴿۲﴾ تعدادِ ایامِ حیض میں اپنی عادت بھول چکی ہے اور بعض ایامِ مہینہ میں اس کی تعیین بھی فراموش ہو چکی ہے، مثلاً اسے یاد ہے کہ پہلے دس میں اسے حیض آتا تھا لیکن کتنے دن آتا تھا بھول گئی۔

فصل..... اِضلالِ خاص نمبر ۱ سے مُتعلّقہ مسائلِ نماز:۔

وضاحت: اِضلالِ خاص نمبر ۱ سے مُراد یہ ہے کہ عورت کو اپنے ایامِ حیض کی تعداد تو معلوم ہے لیکن مہینہ کے بعض ایام میں ان کی تعیین بھول چکی ہے۔ (مزید وضاحت کے لئے متصل سابق فصل نیز اِصطلاحات والی فصل مُلاحظہ فرمائیں)

مسئلہ: ایامِ حیض سے دوگنا یا ان سے زائد ایام میں حیض کی تعیین بھول گئی تو ان تمام ایام میں کسی میں بھی حیض ہونا یقینی نہ ہوگا۔

مثال: کسی کی عادت حیض تین روز ہے لیکن مہینہ کے چھ یا ان سے زائد دنوں میں اس کی تعیین بھول گئی۔

حکم: ان چھ یا ان سے زائد دنوں میں کسی ایک دن کو حیض کا دن یقینی طور پر قرار نہیں دیا جاسکتا، ہر دن کے حیض ہونے یا نہ ہونے کا شک ہوگا۔

مثال: عَادَت تین روز حیض کی ہے، لیکن پانچ دنوں میں ان کی تَعْیِین فَرَاموش ہوگئی۔

حکم: تیسرا دِن یقینی طور پر حَیض کا دن ہے، کیونکہ یا تو یہ پہلا یَومِ حَیض ہے یا دَرمیانہ یَومِ حَیض ہے یا آخری یَومِ حَیض ہے، لہٰذا وہ صِرف تیسرے دن نماز ادا نہیں کرے گی۔

نوٹ: دَرجِ بَالا دو مَسْئَلوں کی مَزِید وَضاحَت کے لئے چند مثالیں اور ان کے مُفَصَّل اَحکام درجِ ذَیل ہیں۔

مثال (۱): عَادَتِ حَیض مثلاً تین روز یاد ہے، اتنا یاد ہے کہ حیض ہر مہینہ کے آخری عَشَرہ میں آتا ہے لیکن ان دس اَیّام میں حَیض کے اَیّام کون کون سے ہیں بُھول چکی ہے اور حَیض کے ختم ہونے کے وَقْت کی عَادَت بھی یاد نہیں رہی کہ دن کے کس حصہ (مثلاً ظُہر یا عَصر یا فَجر وغیرہ) میں ختم ہوتا ہے۔

حکم: ہر مہینہ کے آخری عَشَرہ کے پہلے تین دن میں ہر نماز کے وقت کے لئے تَازہ وُضُو کرے، اس کے بعد عَشَرہ کے باقی اَیّام کی ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل کرے اور پھر نمازیں ادا کرے۔

وضاحت (۱): پہلے تین دن کے حیض اور طہر ہونے میں شک ہے، لہٰذا ہر نماز کے لئے وُضُو کِفَایت کرے گا۔

وضاحت (۲): باقی اَیّام کے حَیض اور حَیض کے اِختتام کے بعد طُہر ہونے میں شک ہے اور اِختتامِ حَیض کے بعد نماز کی ادائیگی کے لئے غُسل ضَرُوری ہے، نماز کے ہر وقت کے آغاز پر حَیض کے اِختتام کا اِحتمال ہے، لہٰذا غُسل ہر نماز کے وَقت کے لئے ضَرُوری ہے۔

مثال (۲): مثال نمبر ۱ کی صورت میں کہ مہینہ کے آخری عَشَرہ میں کوئی سے تین دن حَیض ہونا یاد ہے لیکن حَیض کے ختم ہونے کے وَقت کی عَادَت معلوم ہے، مثلاً اسے اتنا یاد ہے کہ عَصر کے وقت حیض ختم ہونے کی عَادَت ہے۔

حکم: عَشَرۂ مذکورہ کے پہلے تین دن ہر نماز کے وَقت کے لئے تازہ وُضُو کرے اور عَشَرہ کے بَاقی اَیّام میں ہر روز عَصر کے وقت کی نماز غُسل سے ادا کرے، اور باقی نمازوں کے تمام اَوقَات کے لئے الگ الگ تازہ وُضُو کرے اور اس وُضُو سے نَوافِل وفَرائِض جو چاہے ادا کرے۔

وضاحت (۱): پہلے تین اَیّام میں حَیض یا طُہر میں تَرَدُّد ہے، لہٰذا ہر نَماز کے وَقت کے لئے وُضُو کرے۔

وضاحت (۲): عَشَرہ کے باقی اَیّام میں حَیض ختم ہوجانے یا حَیض ہونے میں تردد ہے، اور یاد ہے کہ عَصر کو حَیض ختم ہوتا ہے،

لہٰذا ہر روز عصر کے وقت کے لئے غُسل کرے اور عصر ادا کرے، کیونکہ حَیض اور اس سے خُرُوج میں شک ہے اور باقی نمازوں مَغرِب، عِشاء، فجر اور ظُہر میں سے ہر ایک کے وَقت کے لئے وُضُو کرے، کیونکہ حَیض اور طُہر ہونے میں شک ہے۔

مثال ﴿۳﴾: یاد ہے کہ حیض ہر ماہ کے آخری عَشرہ میں چار دن آتا ہے، لیکن وہ چار دن کون سے ہیں بُھول گئی۔

حکم: ہر ماہ کے آخری عَشرہ کے پہلے چار دِنوں کی تمام نمازوں کے وَقت لئے تازہ وضو کرے اور باقی چھ دنوں میں ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ غُسل کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: پہلے چار دن ایسے ہیں جن میں حَیض شروع ہو جانے یا طُہر ہونے میں تَرَدُّد ہے، لہٰذا ان اَیّام میں ہر نماز کے لئے تازہ وُضُو کرے۔

وضاحت ﴿۲﴾: ان کے بعد تمام اَیّام ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک کے مُتعلّق تَرَدُّد ہے کہ حَیض جاری ہے یا حیض سے پاک ہو چکی ہے اور یہ تَرَدُّد ہر نماز کے وقت کے لئے ہے، لہٰذا ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل کرے اور نماز ادا کرے۔

مثال ﴿۴﴾: یاد ہے کہ ہر ماہ کے آخری عَشرہ میں پانچ روز حَیض آتا ہے لیکن ان کی تَعیِین بُھول گئی۔

حکم: پہلے پانچ روز میں ہر نماز کے وَقت کے لئے وُضُو کرے اور نماز ادا کرے، عَشرہ کے باقی اَیّام میں ہر نماز کے وَقت کے لئے غُسل کرے اور نماز ادا کرے۔

وضاحت: مثال نمبر ۱، ۲، ۳، کی وضاحتوں کو دوبارہ دیکھ لیں۔

مثال ﴿۵﴾: یہ یاد ہے کہ آخری عَشرہ میں چھ روز حَیض آتا ہے مگر ان کی تَعیِین بُھول ہو گئی۔

حکم: عَشرۂ مذکورہ کے پانچویں اور چھٹے دن نماز نہ پڑھے پہلے چار اَیّام میں ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وضو کرے اور آخری چار اَیّام میں ہر نماز کے لئے غُسل کرے اور نماز ادا کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: حیض کو عَشرہ کے اَوّل سے شُمار کریں یا آخری چھ دن حَیض شُمار یا درمیان میں سے کوئی سے چھ دن شُمار کریں، تمام صُورَتوں میں پانچواں اور چھٹا روز حَیض قَرار پاتا ہے، لہٰذا یہ دونوں دن یقینی طور پر حَیض کے دن ہیں، اس لئے ترک نماز کا حکم ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: پہلے چار اَیّام میں حَیض شروع ہونے یا نہ ہونے میں تَرَدُّد ہے، لہٰذا ہر نماز کے لئے تازہ وُضُو کرے۔

وضاحت ﴿۳﴾: آخری چار اَیّام میں ہر نَماز کے وقت حیض ہونے یا نہ حیض کے ختم ہونے کا اِحتِمال ہے، حیض کے اِختِتام پر غُسل واجِب ہے، لہٰذا ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل کرے، اور نماز ادا کرے۔

مثال ﴿۶﴾: آخری عَشرہ ہر ماہ میں سات دن حیض آنا عادَت ہے، لیکن وہ سات دن کون سے ہیں بُھول گئی۔

حکم: پہلے تین دن ہر نَماز کے وقت کے لئے تازہ وُضُو کرے، پھر چار روز نماز نہ پڑھے اور آخری تین دن ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل کرے، اور نماز ادا کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: حیض کو عَشرہ کے اَوّل سے شُمار کریں یا آخری سات دن حَیض شُمار کریں یا درمیان سے کوئی سے سات دن حیض شمار کریں ساری صورتوں میں چوتھا، پانچواں چھٹا اور ساتواں دن حَیض کے اَیّام بنتے ہیں، لہٰذا ان چار اَیّام میں نمازیں ادا نہ کرے۔

وضاحت ﴿۲﴾: آغاز کے تین اور آخری تین کی حَیثِیَّت وہی ہے جو مثال نمبر ۵ کے بِالتَّرتیب پہلے چار اَیّام اور آخری چار اَیّام کی ہے، لہٰذا مثالِ مذکور کے حکم کی وضاحت نمبر ۲، ۳ مُلاحَظہ کریں۔

مثال ﴿۷﴾: ہر ماہ کے آخری عَشرہ میں آٹھ دن حَیض ہونا یاد ہے لیکن ان کی تَعیِین بھول چکی ہے۔

حکم: پہلے دو دن ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضُو کرے، پھر دَرمیان کے چھ دن نماز ادا نہ کرے اور آخری دو دن میں ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل کرے اور نماز ادا کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں، اور آٹھویں، چھ دن کا حَیض ہونا یقینی ہے۔

(مُلاحَظہ ہو مثال نمبر ۶ کی وَضاحَت نمبر ۱)

وضاحت ﴿۲﴾: پہلے دو دن اور آخری دو دن کی حَیثِیَّت وہی ہے جو مثال نمبر ۶ میں پہلے تین اور آخری تین اَیّام کی ہے۔

مثال ﴿۸﴾: ہر مہینے کے آخری عَشرہ سے ۹ دن حیض ہونا یاد ہے، لیکن ان کی تَعیِین بُھول چکی ہے۔

حکم: عَشرۂ مذکورہ کے پہلے دن ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وضو کرے، پھر آٹھ دن نَماز ادا نہ کرے اور آخری دن کی تمام نمازوں کے وقت کے لئے غُسل کر کے نماز ادا کرے۔

وضاحت: سابقہ مثالوں کی وَضاحَتوں کو بَغَور مُطالَعہ فرمالیں۔

فصل......اِضْلَالِ خاص نمبر۲ سے متعلقہ اَحکامِ نماز:۔

وضاحت: اِضْلَالِ خاص نمبر۲ سے مُراد یہ ہے کہ عورت اپنے اَیّامِ حَیض کی تعداد بھول جائے لیکن اسے اتنا یاد ہو کہ مہینے کے فُلاں فُلاں بعض چند اَیّام کے دَوران حیض آتا ہے، مثلاً یہ یاد ہے کہ آخری عَشرہ میں حیض آتا ہے لیکن اَیّامِ حَیض کی تعداد یاد نہیں۔

مثال ﴿۱﴾: خون مُسلسل جارِی ہے، یہ یاد ہے کہ مہینہ کے آخری اَیّام میں حَیض آتا ہے اور مہینہ کے اِختتام پر وہ پاک ہو جاتی ہے، حیض کے اَیّام کی تعداد یاد نہیں۔

حکم ﴿۳﴾: ایسی عورت مہینہ کے پہلے بیس روز اپنے آپ کو پاک یقین کرے، ان اَیّام میں خاوند سے ہم بستری بھی جائز ہے، ابتدائی بیس روز کے بعد سات دن تک ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضو کرے، آخری تین دن نماز ادا نہ کرے، مہینہ کے اِختتام پر غُسل کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: جب اسے یاد ہے کہ مہینہ کے آخری دن وہ پاک ہوتی ہے تو پہلے بیس دن یقیناً طُہر کے ہیں، کیونکہ حیض کا زیادہ سے زیادہ نِصاب دس روز ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: بیس دن کے بعد سات دن ایسے ہیں جن میں تردُّد ہے کہ سابقہ طُہر جارِی ہے یا حیض شروع ہو چکا ہے، لہٰذا ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضو کرے اور نماز ادا کرے۔

وضاحت ﴿۳﴾: اسے یاد ہے کہ مہینہ کے آخر میں وہ حیض سے فارِغ ہو جاتی ہے، اور کم از کم نِصاب حیض تین دن ہے، لہٰذا مہینہ کے آخری تین دن یقیناً حیض ہے۔

وضاحت ﴿۴﴾: حیض کے اختتام پر غُسل فرض ہے۔

مثال ﴿۲﴾: خون مُسلسل جارِی ہے اتنا یاد ہے کہ عادت اس کی یہ ہے کہ اکیسویں تاریخ کو حیض کا آغاز ہوتا ہے، لیکن اسے یاد نہیں کہ کتنے دن حَیض جارِی رہتا ہے۔

حکم: بیس تاریخ کے بعد تین دن نماز نہ پڑھے، پھر ہر مہینہ کے آخر تک ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل کرے اور نماز پڑھے۔

وضاحت ﴿۱﴾: کم از کم مُدّتِ حَیض تین دن ہے، لہٰذا بیس تاریخ کے بعد تین دِن یقینی طور پر حیض ہے، لہٰذا ان اَیّام میں نماز نہ پڑھے۔

وضاحت ﴿۲﴾: حیض کی زیادہ سے زیادہ مُدّت دس دن ہے، لہٰذا تین دن کے بعد ہر روز یہ شک ہے کہ حیض جَارِی ہے، یا حیض سے پاک ہو چکی ہے اور یہ اِحْتِمال ہر نماز کے وقت سے مُتَعَلِّق ہے، لہٰذا اس پر حَیض سے پاک ہونے کے اِحْتِمال کی بِنا پر ہر نماز کے وقت کے لئے غُسل وَاجِب ہے اور نماز بھی۔

فصل ......اِضْلَالِ نِفَاس کے مَسَائِل:۔

مسئلہ: نِفَاس کی عَادت یاد نہ رہی کہ کتنے دن وَضعِ حَمل کے بعد خُون اسے جَارِی رہتا ہے، اگر خون چالیس روز سے مُتَجَاوِز نہ ہو یعنی چالیس یوم رہا یا اس سے کم تو جتنے دن خون رہا نِفَاس شمار ہوگا، یعنی ان اَیَّام میں نماز نہ پڑھے اور روزہ بھی نہ رکھے۔

مسئلہ: خون اگر چالیس یوم سے زیادہ جَارِی رہا تو اب خُوب سوچے اور ذِہن پر دَباؤ ڈال کر نِفَاس کی عَادت یاد کرے، اگر یاد نہ آئے یا ظَنِّ غَالِب میں کوئی تعداد اَیَّام نِفَاس کی نہ آئے تو چالیس روز کے بعد اگر چہ خون جَارِی ہے نماز پڑھنا شروع کر دے اور یہ نماز خون جاری رہنے کے اَیَّام تک اس طرح ادا کرے جس طرح اِسْتِحَاضَہ والی ادا کرتی ہے، کیونکہ وہ مُسْتَحَاضَہ ہے، نیز چالیس یوم کی نمازوں کی قضا کرے۔

وضاحت: نِفَاس کے خون کی کم از کم جَارِی رہنے کی مدت مقرر نہیں، ایک گھڑی بھی ہو سکتا ہے، اس لئے ممکن ہے کہ یہ چالیس دن خون نِفَاس کی بجائے اِسْتِحَاضَہ ہوں، لہٰذا چالِیس یَوم کی نمازوں کی قَضَا اس کے ذِمّہ وَاجِب ہے۔

مسئلہ: درج بَالا چالیس یوم کی قَضَا اگر ان اَیّام میں کی کہ خُون مُسَلسَل جَارِی تھا تو چالیس یوم کے دس دِن کی مَزِید قَضَا کرے۔

وضاحت: ممکن ہے کہ چالِیس یوم کی قَضَا کے دَوْرَان دس دن حَیض کی حَالَت ہو۔

فصل......حَیض اور نِفَاس کے اِضْلَال کی صُورَت میں مَسَائِلِ صَومِ رَمَضَان:۔

مسئلہ: خُون جَارِی ہے، حیض اور نِفَاس ہر دو کے اَیَّام کی عَادَت بھول گئی، رَمَضَان شَرِیف کی پہلی تاریخ رات کو اس کے ہاں بچے کی وِلَادَت ہوئی تو اس کے لئے حکم ہے کہ رَمَضَان شَرِیف کے باقی روزے رکھے، پھر اگر رَمَضَانُ المُبَارَک ۳۰ دن کا ہو اور اسے یاد ہو کہ حیض اسے رات کو شروع ہوتا ہے تو عید کے دن کے بعد ۴۹ روزے قَضَائے رَمَضَان کی نِیّت سے رکھے۔

وضاحت ﴿۱﴾: نِفَاس کی کم از کم مدت ایک سَاعَت بھی ہوسکتی ہے تو رَمَضَانِ شَرِیف کے باقی اَیَّام میں اس کے جَارِی خون میں دو احتمال ہیں۔ ﴿۱﴾ نِفَاس ﴿۲﴾ اِستِحَاضَہ

اِستِحَاضَہ ہونے کے اِحْتِمَال کے بَاعِث وہ رَمَضَان شریف کے باقی روزے رکھے۔

وضاحت ﴿۲﴾: رمضان شریف میں نِفَاس کے جَارِی رہنے کا اِحْتِمَال بھی ہے، لہٰذا ان کی قضا اس پر وَاجِب ہے (کیونکہ عِبَادَات میں اِحْتِیَاط وَاجِب ہے)۔

وضاحت ﴿۳﴾: عید کے بعد دوسرے روز قَضَا شروع کرے تو عید کے بعد نو دن تک نِفَاس کا اِحْتِمَال ہے، کیونکہ زیادہ سے زیادہ نِفَاس چالیس روز ہوتا ہے، لہٰذا نو روزوں کے دُرُست نہ ہونے کا اِحْتِمَال ہے، پھر پندرہ روز یقینی طور پر طُہر ہے، لہٰذا وہ دُرُست ہوئے، پھر دس روز حَیض کا اِحْتِمَال ہے، لہٰذا ان کے دُرُست نہ ہونے کا اِحْتِمَال ہے، پھر پندرہ دن یقینی طُہر ہے، لہٰذا یہ درست ہوں گے، اس طرح ۹+۱۵+۱۰+۱۵=۴۹ روزے رکھے گی، جن میں سے ۳۰ یقینی طور پر درست ہوں گے۔

مسئلہ: خُون جَارِی ہے، عَادَتِ حَیض و نِفَاس ہر دو فرَاموش کرچکی ہے، لیکن اتنا یاد ہے کہ حیض کا آغاز دن کو ہوتا ہے یا اسے یاد نہیں کہ دِن کو اس کا آغاز ہوتا ہے یا رات کو، یکم رَمَضَانُ المُبَارَک دن کو اس کے ہاں بچہ کی وِلَادَت ہوئی تو رَمَضَانُ المُبَارَک کے روزے بَدَستُور رکھے اور عید کے دن کے بعد ۶۲ روزے بہ نیتِ قَضَائے رَمَضَان رکھے، جبکہ رَمَضَانُ المُبَارَک ۳۰ دن کا ہو۔

وضاحت ﴿۱﴾: وِلَادَت سے قَبل خُون اِستِحَاضَہ جَارِی ہے، ممکن ہے وِلَادَت کے بعد ایک گھڑی نِفَاس کے بعد پھر

اِستحاضہ کا خُون ہو، لہٰذا رَمضان شریف کے روزے رکھے۔

وضاحت ۲: وِلادت کے بعد خُون میں یہ بھی اِحتمال ہے کہ وہ نِفاس کا خون ہو تو عید کے دن کے بعد دس دن تک قَضا میں رکھے گئے روزے اِحتمالِ نِفاس کے باعث دُرُست نہ ہوئے، پھر مابعد پچیس روزوں سے چودہ روزے درست ہوئے اور گیارہ میں حیض کا اِحتمال ہے (کیونکہ حَیض دن کو شُروع ہے تو دن ہی کو ختم مانا جائے گا، اس طرح گیارہ روزے نادُرُست ٹھہریں گے) پھر اسی طرح اگلے پچیس (طہر + امکان حیض) میں چودہ درست اور گیارہ میں اِحتمالِ حیض ہے، اس کے بعد دو روزے مزید رکھے، اس طرح کل ۱۰+۲۵+۲۵+۲=۶۲ روزے ہوئے جن میں سے ۱۴+۱۴+۲=۳۰ یقینی طور پر درست ٹھہرے اور وہ قضائے رَمضان سے عُہدہ بَرآ ہوگئی۔

فصل......اِضلالِ حَیض ونِفاس کی ایک اور صُورت کے مَسائل:۔

وضاحت ۱: فَصلِ سَابق میں اِضلالِ حَیض ونِفاس کی جس صُورت کے اَحکام مُندرج ہیں اس میں اِضلال سے مُراد یہ ہے کہ حَیض ونِفاس ہر دو کے اَیّام کی تعداد یاد نہیں یا حَیض کے اَیّام کا وقت یاد نہ ہو، یعنی یہ یاد نہ ہو کہ پہلے یا دوسرے یا تیسرے عَشرہ میں آتا ہے، فَصلِ ھٰذا میں اِضلالِ حَیض ونِفاس سے مُراد یہ ہے کہ خون میں تَعیُّن نہ ہو سکے کہ حیض کا خون ہے یا نِفاس کا۔

وضاحت ۲: سَابِقہ فَصلوں میں مذکور ہوا کہ بچہ ایسی حالت میں پیدا ہوا کہ اس کے کچھ اَعضاء جیسے بَال، نَاخُن، ہاتھ، پَاؤں، اُنگلیاں وغیرہ بن چکے ہوں تو وہ بچے کے حکم میں ہوگا اور اس کے بعد جاری ہونے والا خُون نِفاس ہوگا اور اگر کوئی عضو ظاہر نہ ہو تو وہ بچے کے حکم میں نہ ہوگا اور اس کے بعد جاری ہونے والا خون نِفاس نہ ہوگا بلکہ حَیض یا اِستحاضہ ہوگا۔

مثال ۱: عورت کو اِسقاطِ حَمل ہوا اور بچے کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے اَعضاء ظاہر ہو چکے تھے یا نہیں، اس کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً پاخانہ میں بیٹھی اسی حالت میں حمل ساقط ہو گیا اور گڑھے میں جا گرا، اس طرح معلوم نہ ہو سکا کہ اس کے اَعضاء ظاہر ہو چکے تھے یا نہیں، اس سے پہلے اس کے حَیض، طُہر اور نِفاس کی عادت بِالتّرتیب دس، بیس اور چالیس دن تھی اور اِسقاطِ حَمل اس روز ہوا جبکہ عادت کے مُطابق اس کے حیض کے آغاز کا دن تھا اور خون مُسلسل جاری ہے۔

حکم: اِسقاط کے بعد دس دِن نماز ترک کرے، پھر غُسل کرے اور آئندہ بیس روز تک ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضو کر کے نماز ادا کرے، پھر دس دن نماز ترک کرے، پھر غُسل کرے، اس کے بعد بیس روز تک اگر خون جاری رہے تو مُستحاضہ کی طرح ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضو کرے اور نمازیں ادا کرے، اِستمرارِ خُون کے زمانہ میں دس دِن حَیض شُمار کرے اور نمازیں ادا نہ کرے اور بیس روز اِستحاضہ شمار کرے اور بَدستُور نمازیں ادا کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: چونکہ بچے کے اَعضاء کے ظاہر ہونے یا نہ ہونے کا عِلم نہ ہوسکا، لہٰذا اس اِسقاط کے بعد جاری ہونے والے خون میں یہ معلوم نہ ہوسکا کہ حَیض ہے یا نِفاس، دونوں کا اِحتمال ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: پہلے دس روز نمازیں نہ پڑھے، کیونکہ جس دن اِسقاطِ حَمل ہوا عادَت کے مطابق اس دن حَیض کا آغاز ہوتا تھا، اب خُون حَیض کا ہو یا نِفاس کا نماز دونوں صورتوں میں ترک کرے۔

وضاحت ﴿۳﴾: اس کے بعد غُسل کا حکم اس لئے کہ اگر دس دِن حَیض کے ہوں تو اس کے اِختتام پر غُسل واجب ہے۔

وضاحت ﴿۴﴾: اگلے بیس روز میں اِحتمال ہے کہ طُہر ہو یا نِفاس ہو لہٰذا اِحتیاطًا نماز ادا کرے اور ہر نماز کے وقت کے لئے وُضو تازہ کرے گی۔

وضاحت ﴿۵﴾: ان سے اگلے دس دن میں حَیض یا نِفاس کا اِحتمال ہے، لہٰذا نمازیں ترک کرے، نِفاس کی مُدّت ان دس روز کے ختم ہونے پر ختم ہو جائے گی، چنانچہ اگلے بیس روز یقیناً نہ حَیض ہے نہ نِفاس اس لئے نماز اس کے ذِمّہ فَرض ہے۔

مثال ﴿۲﴾: حَیض کی عادَت دس دن، طُہر کی بیس دن اور نِفاس چالیس دن ہے، اسے عادَت کی مانند دس روز خون آیا، دس روز کا خون ختم ہونے کے بعد اسے اِسقاطِ حَمل ہوگیا یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس کے اَعضاء بن چکے تھے یا نہیں، اِسقاط کے بعد خُون مُسلسل جاری ہے۔

حکم: اگر اسے حامِلہ ہونے کا علم ہے تو اِسقاط سے پہلے دس روز ہر نماز کے وَقت کے لئے وُضو کرے اور نمازیں ادا کرے اور اگر اسے اپنے حامِلہ ہونے کا اس وقت علم نہ تھا اِسقاط کے وقت پتہ چلا وہ حامِلہ تھی تو ان اَیّام میں نمازیں ترک کرے، پھر ان کی قضا کرے، ان دس اَیّام کے بعد غُسل کرے، اِسقاط کے بعد بیس روز تک ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضو کرے اور نمازیں ادا کرے، زاں بعد دس روز تک نماز نہ پڑھے، دس روز

کے اِختِتام پر غُسل کرے، پھر دس روز تک ہر نماز کے لئے تازہ وُضُو کے ساتھ نمازیں پڑھے، ان دس روز کے گذرنے پر پھر غُسل کرے، پھر بیس روز ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضُو کرے اور نماز ادا کرے اور ان کے اِختِتام پر غُسل کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: حَمل کے اَعضاء ظاہر ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں اس لئے اِسقَاط سے پہلے دس دِن کا خون حَیض ہے یا اِستِحاضَہ، لہٰذا حَمل کا علم ہونے کی صُورَت میں نمازیں پڑھے اور ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضُو کرے اور اگر حامِلَہ ہونے کا علم نہ ہو تو حَیض سمجھ کر نماز نہ پڑھے، جب اِسقَاط ہوا تو ظاہر ہوا کہ اس خون کو حَیض یقین کرنا صَحِیح نہ تھا، ممکن ہے وہ اِستِحاضَہ ہو، لہٰذا بعد میں ان نمازوں کو قضا کرے، ان دس اَیّام کے حَیض ہونے کا اِحتِمال ہے، اس لئے اس پر ان کے اِختِتام پر اِحتِیاطاً غُسل وَاجِب ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: اِسقَاط کے بعد بیس روز میں دو اِحتمال ہیں۔

(ا) طُہر، جس میں خون اِستِحاضَہ جَاری ہے جبکہ بچے کے اَعضَاء ظاہر نہ ہوں۔

(ب) نِفَاس، بچے کے اَعضَاء اگر ظاہر ہو چکے ہیں۔

لہٰذا اِحتِیاطاً نماز ادا کرے، لیکن ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وضو کرے گی۔

وضاحت ﴿۳﴾: اس کے بعد دس دن تک نمازیں نہ پڑھے کیونکہ بیس روز طُہر کے بعد یہ یا تو اَیّام حَیض ہیں یا بیس روز نِفَاس کے ساتھ یہ بھی نِفَاس کے اَیّام ہیں، ان کے اِختِتام پر غُسل کرے، کیونکہ حَیض ہونے کی صُورَت میں اس پر یہ غُسل فَرض ہے۔

وضاحت ﴿۴﴾: اگلے دس روز یا تو طُہر کے پہلے دس دن ہیں، جن میں اِستِحاضَہ کا خُون جَارِی ہے یا نِفَاس کے آخری دس دن ہیں، نِفَاس کے اِحتِمال کے بَاعِث ان دس دنوں کے اِختِتام پر نِفَاس کی عَادَت پوری ہونے کے بَاعِث اس پر غُسل وَاجِب ہے، ان اَیّام میں ہر نماز کے وقت کے لئے تازہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

وضاحت ﴿۵﴾: اس کے بعد دس روز طُہر کے بیس عَادَت کے دنوں سے آخری دس دن ہیں، جن میں اِستِحاضَہ کا خون جَارِی ہے، لہٰذا ہر نماز کے وقت کے لئے نیا وضو کرے اور نمازیں ادا کرے۔

وضاحت ۶: اَزاں بعد دس روز میں دو اِحتمال ہیں، یا تو بیس روز طُہر کے بعد یہ اَیّامِ حَیض ہیں یا نِفاس کے اختتام پر یہ دوسرا عَشرہ طُہر کا ہے جن میں اِستحاضہ کا خُون جارِی ہے لہٰذا ہر نماز کے وقت تازہ وُضُو کرے اور نمازیں ادا کرے، نیز ان کے اِختتام پر غُسل کرے۔

فصل......حَیض ونِفاس کے مُشترک اَحکام:۔

وضاحت: حَیض کے مُتعلّق بارہ اَحکام ہیں، ان میں آٹھ اَحکام میں نِفاس بھی شَریک ہے جو اس فَصل میں بیان کئے جائیں گے، یعنی جس طرح یہ اَحکام حَیض کے ہیں اسی طرح نِفاس کے بھی ہیں، باقی چار کا تعلّق صرف حَیض سے ہے نِفاس سے نہیں، جو اس سے اگلی فصل میں بیان ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ

حُکم نمبر ۱......حُرمتِ نماز:

مسئلہ: حَیض اور اسی طرح نِفاس میں ہر قسم کی نماز یعنی فرض، واجب، سُنّت، نَفل اور سَجدۂ واجبہ اور سَجدۂ تلاوت یا سَجدۂ غیر واجبہ جیسے سَجدۂ شکر ادا کرنا یا قضا کرنا حَرام ہے، نمازیں اسے معاف ہیں اور ان کی قضا بھی اس کے ذِمّہ نہیں۔

مسئلہ: حَیض یا نِفاس والی اگر آیتِ سَجدہ کی تلاوت کرے (جو اس کے لئے جائز نہیں) یا کسی سے سنے، ہر دو صورتوں میں اس پر سَجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: حَیض اور اسی طرح نِفاس والی عورت کے لئے مُستحب ہے کہ جب نماز فرض کا وقت ہو جائے تو وُضُو کرے اور جتنا وقت اس نماز کی ادائیگی میں صرف ہوتا ہے اتنا وقت مَسجدِ بَیت یا اپنے مُصلّٰی پر تسبیح وتحمید (اور دُرُود پاک) میں مَصرُوف رہے، اس کے نامۂ اَعمال میں بہترین پڑھی ہوئی نماز لکھی جائے گی۔

مسئلہ: نماز کی حُرمت اور اس کے معاف ہونے میں ہر وقت کے آخری حِصّہ کا اِعتبار ہے، جس میں تکبیرِ تحرِیمہ میں سے صرف ''اَللّٰہ'' کہہ سکے، اگرچہ پُوری تکبیر ''اَللّٰہُ اَکبَر'' نہ کہہ سکے۔

وضاحت ۱: وقت کی نماز ادا نہ کر سکی، یہاں تک کہ وقت کا آخری جز وہ رہ گیا اتنا کہ صرف ''اَللّٰہ'' کہہ سکتی ہے اور حَیض یا نِفاس شُرُوع ہو گیا تو اس کے ذِمّہ وہ نماز فرض نہ رہی اور نہ ہی اس کے ذِمّہ قضا ہے۔

وضاحت ۲: حَیض یا نِفاس جارِی تھا، وقت کے آخری حِصّہ (جس میں صِرف ''اَللّٰہ'' کہہ سکتی ہے)، میں پاک ہو گئی، اگر

حَیض اپنی زیادہ سے زیادہ مُدّت یعنی دس روز پورے کرنے کے بعد مُنقطع ہوا تو اس کے ذِمّہ وہ نماز فرض ہوگئی، غُسل کے بعد اس کو قضا کرے اور اگر حَیض دس دن سے پہلے ختم ہوگیا تو وہ نماز اس کے ذمہ تب فرض ہوگی جب اختتام خون کے بعد اتنا وقت باقی ہو کہ غُسل سے وقت کے اندر فارِغ ہولے۔(۱)

مسئلہ مُبتدِأہ یا مُعتادہ جونہی خون دیکھے نماز نہ پڑھے، اسی طرح مُعتادہ جس کی عادت دِس روز سے کم ہو جب اس کا خون اَیّامِ عادت سے تجاوُز کرے نماز نہ پڑے، اگر دس دن سے تجاوُز کرجائے غُسل کے بعد نمازیں پڑھنا شروع کرے، حالتِ اِستمرار میں نماز کے وقت کے لئے تازہ وُضو کرے، نیز اَیّامِ عادت کے علاوہ زائد اَیّام کی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ مُعتادہ اگر اَیّامِ عادت سے پہلے خُون دیکھے تو بھی نماز ترک کردے لیکن خون اگر اَیّامِ طُہر میں اس وقت شُروع ہوا کہ باقی اَیّامِ طُہر کو اس کی عادت کے اَیّامِ حَیض میں جمع کیا جائے تو وہ دس دن سے بڑھ جائیں تو اس کے طُہر کی عادت تک اسے نماز ادا کرنے کا حکم ہے، ان اَیّام میں نماز ادا کرے، اگرچہ خُون جارِی ہو، بشرطیکہ بَقیّہ اَیّامِ طُہر کم از کم نِصابِ حَیض اور طُہر کے بَرابر نہ ہوں اگر بَقیّہ اَیّامِ طُہر کم از کم نِصابِ حَیض اور کم از کم نِصابِ طُہر کے مجمُوعَہ کے بَرابر ہوں تو نماز ترک کرے گی، اور اگر خُون تین دن یازائد جارِی رہا تو حَیض شُمار ہوگا، اگر تین دس سے کم ہو تو نمازیں قضا کرے، اسی طرح اگر دس دن سے تجاوُز کرجائے تو اَیّامِ عادت سے زائد اَیّام کی نمازیں قضا کرے۔

مثال (۱): حَیض کی عادت سات دِن اور طُہر کی بیس دِن ہے، طُہر کے پندرہ دِن گذرنے پائے تھے کہ خُون جارِی ہوگیا۔

حکم: بیس روز تک نماز ادا کرے اور پھر عادتِ حَیض کے اَیّام میں نماز ترک کرے۔

وضاحت: پانچ روز اَیّامِ طُہر کا خُون اور سات روز حیض کا خون کل بارہ روز خُون شمار ہوا اور جب خون زیادہ سے زیادہ نِصابِ حَیض سے مُتجاوِز ہو جائے تو عادت کے اَیّام حَیض شُمار ہوتے ہیں اور باقی اِستحاضہ۔

مثال (۲): حیض کی عادت تین دِن اور طُہر کی عادت چالیس دِن ہے، بیس دن گذرے کہ خُون شُروع ہوگیا۔

حکم: اگر یہ خُون تین دن تک جاری رہے تو یقیناً یہ حَیض ہے، کیونکہ اس کے ماقبل طُہرِ تام موجود ہے اور مابعد بھی طُہرِ تام یعنی ۱۷ دن باقی ہیں۔

---

(۱) یہ مسائل وضاحت کے ساتھ مذکور ہو چکے، صفحہ .... پر ملاحظہ فرمائیں۔

مثال ﴿۳﴾: عادتِ حَیض وطُہر مُطابِق مثال نمبر ۱، یعنی سات دن حَیض اور بیس روز طُہر ہے لیکن طُہر کے سترہ دِن کے بعد خُون جارِی ہوگیا۔

حکم: جونہی خون دیکھے نماز ترک کرے۔

وضاحت ﴿۱﴾: عادت اس کی سات دن حیض ہے اور تین روز اس سے پہلے خون دیکھا اس طرح دس دن حیض شمار ہوگا اور عادتِ حَیض کی تبدِیلی کا حکم دیا جائے گا۔

(تبدیلیٔ عادتِ حیض کے قانُون اور اس کی مثالوں پر مُشتمِل فصل دوبارہ مُلاحظہ فرمالیں تو فائدہ ہوگا)۔

وضاحت ﴿۲﴾: یہاں یہ اِحتمال بھی ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ تین دِن جو اَیّام عادت سے قبل خُون دیکھا اِستحاضہ شُمار کرنا پڑے گا، اس طرح کہ اَیّام عادت کے بعد ممکن ہے مَزید خُون آجائے یہ اِحتمال بَعِید ہے، لہٰذا یہ حکم کی بُنیاد نہیں بن سکتا۔

حُکم نمبر ۲...... حرمتِ روزہ:

مسئلہ: حائضہ کے لئے ہر قسم کا روزہ رکھنا فرضی ہو یا نَفلی حَرام ہے، فَرضی روزہ اور وہ روزہ جو اس کے ذِمّہ واجب ہو جائے، کی قضا کرے گی۔

وضاحت: نَفلی روزہ رکھا تھا کہ حَیض کے باعِث فاسِد ہوگیا وہ اس کے ذِمّہ واجب ہوگیا کیونکہ نَفل شروع کرنے سے واجب ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: دن میں ایک ساعت بھی خُون دیکھا خواہ وہ دن کی آخری گھڑی ہو، روزہ فاسِد ہوجائے گا، فَرض روزہ ہو خواہ نَفل، دونوں کی قضا اس کے ذِمّہ ہے۔

مسئلہ: وَقت کی فَرض نماز شروع کی تھی کہ حَیض دَورانِ نماز شروع ہوگیا، یہ نماز اس کے ذِمّہ سے ساقِط ہوگئی، لہٰذا اس کی قضا نہیں، لیکن اگر نَفل یا سُنّت نماز ادا کررہی تھی کہ خُون جارِی ہوگیا، یہ نماز بھی فاسِد ہوگئی مگر اس کی قضا اس کے ذِمّہ واجب ہے۔

مسئلہ: کسی مُعیَّن دِن اس نے نمازِ نَفل یا روزہ رکھنے کی مَنّت مانی تھی لیکن اس دن حَیض آگیا تو حیض کے بعد ان کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے مَنّت مانی کہ حَیض کے ایّام میں روزے رکھوں گی یا نماز پڑھوں گی تو اس کی یہ نذر دُرُست نہیں اور اس پر کچھ واجب نہیں۔

حکم نمبر ۳......حُرمَتِ قِرَاْتِ قُرآنِ مَجِید :

مسئلہ: حائِضہ کے لئے قُرآنِ مجید کی تلاوت اگرچہ ایک آیت سے کم ہو حَرام ہے، حُرمت تب ہے کہ تلاوت قرآن کے قَصد سے پڑھے، اگر دُعا کی نیّت سے قُرآنی دُعائیں، بَرَکت کے لئے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم، یا شُکر کے لئے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ پڑھے تو حَرَج نہیں، اسی طرح سُورہ فاتحہ کو ثَناء کے قَصد سے پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: مُعلِّمہ قرآن بچوں کو تعلیم دینے کے وَقت ایک ایک کلمہ الگ الگ تَلَفُّظ کرے۔

مسئلہ: حائِضہ وغیرہ کے لئے توْرات، اِنجیل اور زَبُور آسمانی کُتُب پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: حائِضہ وغیرہ کُلّی کرلے تب بھی اس کے لئے قِرائتِ قُرآن جائز نہیں، اسی طرح اگر ہاتھ دھولے پھر بھی اسے چُھونا جائز نہیں۔

مسئلہ: کَلامُ اللّٰہ شَرِیف کے علاوہ تمام اَذکار، دُعائیں حائِضہ پڑھ سکتی ہے، اس طرح دُعائے قُنُوت پڑھنا بھی جائز ہے، اَذکار وغیرہ کے لئے وُضُو کرلینا مُستَحَب ہے، قُرآنِ مَجِید کو دیکھنا بھی جائز ہے، جبکہ نہ پڑھے اور نہ ہاتھ لگائے۔

حُکم نمبر ۴......پُوری آیت کے چُھونے کی حُرمَت :

مسئلہ: قُرآنِ مجید کو، کِتابَت کی جگہ، خالی چھوڑی ہوئی جگہ یا جِلد جو کہ اس کے ساتھ جُڑی ہوئی ہو، سے چُھونا حائِضہ کے لئے جائز نہیں، قُرآنِ مَجِید کے علاوہ دیگر اَشیاء جن پر قُرآنِ مَجِید کی کوئی آیت تحریر ہو جیسے دِیوار، دِرہَم، تَختی، کُتُبِ تَفسِیر، حَدِیث، فِقہ، اور شُرُوحِ نَحو وغیرہ کو چُھونا جائز ہے، لیکن قُرآنِ مَجِید کی آیت جس حِصّہ پر تحرِیر ہو اسے نہیں چُھوسکتی، اگر قُرآنِ مجید کو یا دیگر کُتُب وغیرہ میں مَقامِ تحرِیر کو کسی حائل مثلاً کپڑا کے ساتھ چُھوا تو جائز ہے۔

مسئلہ: حائِضہ کو قُرآنِ مَجِید لکھنا جائز نہیں اسی طرح کِتاب کی کِتابت کرنا جس کی بعض سطروں میں آیاتِ قُرآنی ہوں جائز نہیں، اگرچہ زُبان سے نہ پڑھتی ہو۔

حُکم نمبر ۵...... مَسْجِد میں دَاخِل ہونے کی حُرمَت :

مسئلہ: حَائِضَہ کے لئے مَسْجِد میں دَاخِل ہونا حَرام ہے، اگرچہ اس میں نہ ٹھہرے صِرف گذر جائے۔

مسئلہ: ضَرُورَت کی بِنا پر مَسْجِد میں دَاخِل ہونا حَائِضَہ کے لئے جَائِز ہے، جیسے دَرِندے، چُور کا خَوف، سَردی اور پیاس۔ اس صورت میں اَولیٰ یہ ہے کہ تَیَمُّم کرے پھر دَاخِل ہو۔

مسئلہ: عِیدگاہ، جنازہ گاہ میں دَاخِل ہونا اور زِیارَتِ قُبُور حَائِضَہ کے لئے جائز ہے۔

وضاحت: عِیدگاہ اور جنازہ گاہ کا حکم مَسْجِد کی مَانِند نہیں، لیکن صِحتِ اِقْتِدَاء میں ان میں حکم مَسْجِد کا سَا ہے، یعنی جس طرح مَسْجِد میں اگر نمازیوں کی صَفّیں مُتَّصِل نہ ہوں تو بھی اِقْتِدَاء دُرُست ہے، اسی طرح عِیدگاہ اور جنازہ گاہ میں اِمَام کی اِقْتِدَاء دُرُست ہے، اگرچہ صَفُّوں میں زیادہ فَاصِلَہ ہو۔

حُکم نمبر ۶...... طَوَافِ کَعْبَہ مُعَظَّمَہ کی حُرمَت :

مسئلہ: حَائِضَہ کے لئے طَوَاف کرنا حَرام ہے، اگر حَالَتِ حَیْض میں طَوَاف کیا، گُنَاہ گار ہوگی، لیکن طَوَاف ادا ہو جائے گا اور کَفَّارَہ کے لئے ایک اُونٹ کی قُربانی دینا پڑے گی۔

حُکم نمبر ۷...... جَمَاع اور نَاف سے گُھٹنے تَک کے دَرمیَان نَفع حَاصِل کرنے کی حُرمَت:

مسئلہ: حَائِضَہ کے ساتھ جَمَاع کرنا حَرام ہے۔

مسئلہ: عورت اگر عَفِیفَہ ہے اس نے خَاوَند کو بتایا کہ حَیْض مجھے آ گیا ہے، اسی وَقت سے حُرمَت کا حکم نَافِذ ہو جائے گا، اسی طرح اگر غیر عفیفہ عورت نے بتایا اور اس کے سَچَّا ہونے کا گُمَانِ غَالِب ہے۔ اگر سَچَّا ہونے کا گُمَانِ غَالِب نہیں، مثلاً اس وقت خبر دی جب کہ حیض کے دن نہ تھے تو حرمت کا حکم نَافِذ نہ ہوگا۔

مسئلہ: حَالَتِ حَیْض میں جَمَاع کیا اگر میاں بیوی دونوں رِضَامَند تھے تو دونوں گُنَاہ گار ہوں گے، اگر ایک رِضَامَند اور دوسرا مَجْبُور تو رِضَامند گُناہ گار ہوگا، ان پر تَوبَہ اور اِسْتِغْفَار لَازِم ہے، اگر اَوَّلِ حَیْض میں جَمَاع کیا تو مرد پر ایک دِینار اور اگر دَرمیَان یا اَوَاخِر میں کیا تو نِصف دِینار صَدَقَہ کرنا مُسْتَحَب ہے، اس کا مَصْرَف وہی جو زکوٰۃ کے مَصَارِف ہیں۔

حُکم نمبر ۸...... وُجُوبِ غُسل یاتَیَمُّم :

مسئلہ: حَیض یانِفَاس سے فَرَاغَت پرغُسل وَاجِب ہے، اگرغُسل پرقُدرَت نہیں تو تیمُّم کرے۔

وضاحت مکرر: مُندَرجَہ بالا آٹھ اَحکَام حَیض اورنِفَاس ہردو کے لئے ہیں، لہٰذامَسَائِل میں جہاں صرف حَائِضہ یاحیض کا حکم بیان ہےنِفَاس یانِفَاس والی عورت کابھی وہی حکم ہے۔

فصل......حَیض سے مُختَص اَحکَام:

حُکم نمبر ۱...... عِدّت کاپُورا ہونا۔

مسئلہ: مُطَلَّقہ عورت کی عِدّت، اگروہ حَامِلَہ نہیں تو تین حَیض ہے، جونہی تیسرا حَیض ختم ہوگا عِدّت ختم ہوجائے گی۔

مسئلہ: حَامِلَہ کی عِدّتِ طَلَاق وَضعِ حَمل ہے، جونہی بچے کی پیدائش ہوگئی عِدّت ختم ہوجائے گی اگرچہ خُونِ نِفَاس نہ دیکھے۔

مسئلہ: عورت کوخَاوَند نے کہاجب تو بچہ جنے تجھے طلاق، تواس صورت میں بچہ کی پیدائش کے بعدتین حَیض عِدّت ہے۔

وضاحت: طَلَاق چونکہ وَضعِ حَمل کے بعد موثر ہوگی، لہٰذاتین حیض عدت ہوگی۔

حکم نمبر ۲...... اِستِبرَاء :

اس حکم کاتَعَلُّق لونڈیوں کے ساتھ ہے، اِسلَام کی بَرَکَات سے یہ بھی ہے کہ ان کارَوَاج بَتَدرِیج ختم ہوچکا ہے، لہٰذااس کی وَضَاحت نہیں کی جاتی۔

حکم نمبر ۳...... بُلُوغ کااِثبَات :

مسئلہ: حَیض کے آغاز سے عورت کوبَالِغَہ قراردیاجائے گا، اگروہ حَامِلَہ ہوئی توبھی بَالِغَہ ٹھہرے گی۔

حکم نمبر ۴...... طَلَاقِ سُنّت اور طَلَاقِ بِدعَت میں فَرق :

مسئلہ: حَیض یانِفَاس میں طَلَاق دیناطَلَاقِ بِدعی ہے، طَلَاقِ سُنّت یہ ہے کہ طُہر میں طَلَاق دے اوردوسری طَلَاق حَیض گذرنے کے بعددے۔

فصل......اِستحاضہ کے اَحکام:۔

مسئلہ: اِستحاضہ، نکسیر کی مانند حَدَثِ اَصغر ہے، اس سے صِرف وُضُو ٹوٹتا ہے۔

وضاحت ﴿۱﴾: حَدَثِ اَصغر کے تین اَحکام ہیں جو بے وُضُو ہونے کی تمام صُورتوں کو شامل ہیں، جن میں اِستحاضہ بھی شامل ہے۔

حُکم نمبر ۱......نَماز اور سِجدہ کی حُرمت:

مسئلہ: بے وُضُو نماز پڑھنا فرض، وَاجب، سُنّت، نَفل سب حَرام ہیں، اسی طرح سَجدہ وَاجِب ہو جیسے تِلاوَت کا سَجدہ یا غَیرِ وَاجب، حَرام ہے۔

حُکم نمبر ۲......قُرآنِ مَجِید کو چُھونے کی حُرمت:

مسئلہ: بے وُضُو قرآنِ مجِید کو ہاتھ نہیں لگا سکتی، اسی طرح جس جگہ دِیوار، سکّہ، کاغذ وغیرہ پر جہاں آیت پُوری لکھی ہو ہاتھ نہیں لگا سکتی، صرف ہاتھ دھو لینے سے قرآنِ کَرِیم کا چُھونا جائز نہیں ہو جاتا جب تک پورا وُضُو نہ کرے۔

مسئلہ: بچے اگرچہ بے وُضُو ہوں انہیں قُرآنِ مجِید ہاتھوں میں دینا جائز ہے، گُناہ نہیں، بچے کو پیشاب یا خَانہ کے وقت قِبلہ رُو کرنا، شراب یا اور کوئی حَرام مَشرُوب پلانا، کم سن بچے کو ریشم کے کپڑے پہنانا گناہ ہے۔

مسئلہ: کُتُب حَدِیث، فِقہ اور اَذکار کو وُضُو سے چُھونا مُستحَب ہے، بغیر وضو انہیں ہاتھ لگائے تو کوئی حَرج نہیں۔

حُکم نمبر ۳......طَواف کی حُرمت:

مسئلہ: طَواف میں باوُضُو ہونا وَاجِب ہے۔

مسئلہ: قُرآنِ مجِید کی تِلاوَت اور مَسجِد میں دَاخِل ہونا بے وُضُو کے لئے جائز ہے۔

فصل......مَعذُوروں کے اَحکام:۔

مسئلہ: کسی فَرض نماز کے پورے وقت میں حَدَث لاحِق رہا، اس طرح کہ پورے وقت میں اتنا وَقفہ بھی حَدَث سے اِفاقہ نہ رہا، کہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے تو ایسی حالت کو عُذر کہتے ہیں اور جسے یہ لاحِق ہو وہ مَعذُور یا صاحِبِ عُذر کہلاتا ہے۔

مسئلہ: مَعْذُور کا حکم یہ ہے کہ وَقت میں کیا ہوا وضو اس حَدَث کے جارِی رہنے سے نہیں ٹوٹتا جب اس فرض نماز کا وقت ختم ہوگا وُضُو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کسی نے نمازِ عید کے لئے وضو کیا، اس سے نمازِ ظُہر ادا کرسکتا ہے۔

وضاحت: نمازِ عید واجب ہے، فرض نہیں، لہٰذا اس کا وقت خارِج ہونے سے وُضُو نہ ٹوٹے گا، کیونکہ فرض نماز کا وقت خارِج ہونے پر وُضُو ٹوٹتا ہے، اگر نمازِ ظُہر تک وُضُو باقی ہے تو اس سے ظُہر اور ظُہر کے وَقت میں باقی نمازیں (قضا، فرض، سُنَن ونَوافِل) ادا کرسکتا ہے، نمازِ ظُہر کا وَقت ختم ہوگا تو اس کا وُضُو ٹوٹے گا۔

مسئلہ: مَعْذُور جس نماز کے وقت میں وُضُو کرے اس وقت میں جو نماز چاہے (فرضِ وَقتی یا قضا، نوافِل اور واجبات) ادا کرسکتا ہے۔

مسئلہ: مَعْذُور نے پاؤں دھو کر موزے پہنے، اگر پاؤں دھوتے وقت عُذْر (حَدَث) موجود تھا یا پہنتے وقت عُذر (حَدَث) موجود تھا تو وَقت کے اندر اُن پر مسح جائز ہے، وقت گذرنے کے بعد نہیں، اگر پاؤں دھوتے اور پہنتے دونوں وقتوں میں وہ حَدَث مُنْقَطِع تھا تو موزوں کے مسح کی مدت کے مُطابِق مسح کرے۔

مسئلہ: جب عُذر ایک دَفعہ ثابت ہوجائے تو آئندہ ہر نماز کے وقت میں صِرف ایک دَفعہ پانے سے وہ بدستور مَعْذُور رہے گا، مُسَلْسَل حَدَث کا پایا جانا شَرط نہیں۔

مسئلہ: کسی فرض نماز کے پورے وقت میں حَدَث نہ پایا گیا تو عُذر ساقِط ہوجائے گا اور جس وقت سے حَدَث مُنْقَطِع ہوا عُذر ساقِط شمار ہوگا۔

مثال ﴿١﴾: معذور تھی، ایک نماز مثلاً ظُہر کا وقت شُروع ہوگیا، ظُہر کے لئے وُضُو کے دَوران یا نماز ادا کرنے کے دَوران عُذر مُنْقَطِع ہوگیا اور عَصر کا وقت گذر گیا اس عَرصَہ میں اسے حَدَث لاحِق نہ ہوا۔

حکم: ایک فرض نماز (عَصر) کے کامِل وَقت میں وہ حَدَث سے پاک رہی، لہٰذا وہ مَعْذُور نہ رہی اس کے عُذر کے ختم ہونے کا حکم اِنْقِطاعِ حَدَث سے ہے، اس کا حَدَث چونکہ دَورانِ وُضُو یا دَورانِ نمازِ ظُہر مُنْقَطِع ہوا، لہٰذا پہلی صُورَت میں اس کا وُضُو نہ ہوا تو اس سے ادا کردہ نماز بھی نہ ہوئی اور دوسری صورت میں نماز نہ ہوئی، اب نماز عَصر کے وقت گذرنے کے بعد نمازِ ظُہر کی قضا اس کے ذِمّہ لازِم ہے۔

مثال ۲: مَعْذُور تھی اور ایک نماز مثلاً ظُہر کا وَقت شُرُوع ہوگیا، اس کے وُضُو کے دَرمیان یا نماز کے دَرمیان حَدَث ختم ہوا نمازِ عُصر کا وقت پورا نہ گذرا تھا کہ وہی حَدَث دوبارہ لاحِق ہوگیا۔

حکم: وہ بدَسْتُور مَعْذُور ہے، لہٰذا نمازِ ظُہر اس کے ذِمّہ سے ساقِط ہوگئی، نہ اس کی قضا اس کے ذِمّہ ہے نہ عَصر کی۔

وضاحت ۱: (اس وَضاحت کا تعلّق فصل ہٰذا میں مندرجہ بالا مَسائِل سے ہے)۔
عُذر ثابِت اس وقت ہوگا جب کہ ایک کامِل وقت نماز فرض میں حَدَث اس طرح لگا تار رہے کہ وُضُو کر کے نماز ادا کرنے کی مُہلت نہ مل سکے یعنی حَدَث کا اِستیعاب پورے وقت پر رہے۔

وضاحت ۲: عُذر ثابِت ہونے کے بعد جب تک وہ حَدَث نمازِ فرض کے پورے وقت میں صرف ایک دفعہ بھی پایا جائے مَعْذُور شُمار ہوگی۔

وضاحت ۳: عُذر ختم ہونے کے لئے شُرط یہ ہے کہ فرض نماز کا ایک کامل وقت حَدَث سے خالی رہے، نہ ظُہر کا پورا وقت عذر سے خالی ہے اور نہ ہی عُصر کا، اس لئے وہ بدَسْتُور مَعْذُور ہے۔

مسئلہ: وقتِ نماز شُرُوع ہوا، اس کا کچھ حصہ گذرا، نماز بھی ادا نہ کی تھی کہ مُسَلْسَل حَدَث لاحِق ہوگیا، اسے وقت کے آخر تک اِنتظار کرنا چاہئے اگر حَدَث ختم نہ ہو تو وقت کے آخری حِصّہ میں وُضُو کرے اور نماز ادا کرلے، اگر اس سے اگلے وقت کے اندر حَدَث مُنقطِع ہوجائے تو پہلے وقت کی نماز قضا کرے اور اگر اگلے پورے وقت میں مُنقطِع نہ ہو تو قضا نہ کرے۔

وضاحت ۱: پورے وقت میں اگر حَدَث مُنقطِع نہ ہو تو حَدَث شروع ہونے کے وقت سے مَعْذُور شُمار ہوگی، لہٰذا اس کے ذِمّہ پچھلی نماز کی قضا نہ ہوگی، جب اگلے وقت کے اندر حَدَث ختم ہوجائے تو مَعْذُور شمار نہ ہوئی، لہٰذا پہلی نماز قضا کرے کیونکہ بحالتِ حَدَث ادا کی تھی۔

وضاحت ۲: عُذر کے ثُبُوت کے لئے پُورے ایک وقت میں اِستیعابِ حَدَث شُرط ہے، اور ختمِ عُذر کے لئے پورے ایک وقت کا حَدَث سے خالی ہونا شُرط ہے۔

مسئلہ: مَعذُور کا وُضُو خُرُوجِ وقت سے ٹُوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ جب وُضُو کیا تو دَوْرانِ وضو وہ حدث جَارِی تھا یا وضو کے بعد وقت کے اندر وہ حَدَث لَاحِق ہوا اگر دَوْرانِ وضو حَدَث مُنقَطِع رہا اور وضو کے بعد حدث لَاحِق نہ ہوا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: جس حَدَث کے بَاعِث وہ مَعذُور ہے، مثلاً اِستِحاضہ کے بَاعِث وہ صَاحِبِ عُذر ہے، اگر وہی حَدَث وقت میں پایا جائے تو وُضُو نہ ٹوٹے گا اگر اس حَدَث کے علاوہ کوئی اور حَدَث مثلاً پیشاب یا خَانہ خَارِج ہو گیا تو اسی وقت وضو بَاطِل ہو جائے گا۔

مسئلہ: مَعذُور تھی، ایک نَماز کا وقت خَارِج ہوا لیکن وہ باوضو تھی جس حَدَث کے بَاعِث وہ مَعذُور ہے اس حَدَث کے علاوہ کوئی اور حَدَث پایا گیا اس نے وضو کیا پھر وہ حَدَث پایا گیا جس کے بَاعِث وہ مَعذُور ہے تو اس کا وُضُو ٹوٹ جائے گا۔

مثال ۱: مَعذُور بوجہِ اِستِحاضہ نے بوقت عَصر وضو کیا، دَوْرانِ وضو اِستِحاضہ جَارِی نہ تھا اور نہ ہی عَصر کے بَقِیّہ وقت میں اسے اِستِحاضہ آیا کہ وقتِ مَغرِب شروع ہو گیا، وقتِ مَغرِب شروع ہونے کے بعد اسے پیشاب آیا اور اس نے وضو کیا، پھر اِستِحاضہ آیا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

وضاحت ۱: پہلے بیان ہو چکا کہ خُرُوجِ وَقت سے اس مَعذُور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے جسے یا تو بوقتِ وُضُو عُذر والا حَدَث لَاحِق ہو یا وضو کے بعد وقت کے اندر وہی حَدَث عَود کرے، ایسے آدمی کا وضو وقت کے اندر نہیں ٹوٹے گا، جب نیا وَقتِ نَماز داخِل ہو گا وضو ٹوٹ جائے گا۔

وضاحت ۲: مَغرِب کے وقت کے دُخُول کے بعد اسے پہلے عُذر والا حَدَث لَاحِق نہ ہوا یعنی اِستِحاضہ کی بجائے اسے پیشاب آیا اور اس نے وضو کیا، پھر اسے اِستِحاضہ (عُذر والا حَدَث) لاحق ہوا، لہٰذا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مثال ۲: دائیں نتھنے سے نکسیر مُسَلسَل جَارِی ہونے کے بَاعِث وہ مَعذُور تھی اس نے وضو کیا کہ بائیں نتھنے سے خُون جَارِی ہو گیا۔

حکم: اس کا وُضُو ٹوٹ گیا۔

وضاحت: وہ ایک (دائیں) نتھنے سے خُون جارِی ہونے کے باعث مَعذُور تھی، جب دوسرے نتھنے سے خُون جارِی ہوا تو یہ ایک نیا حَدَث ہے، لہٰذا وضوٹوٹ جائے گا۔

مثال ﴿۳﴾: دونتھنوں سے خون جاری رہنے کے باعث مَعذُور تھی اس نے وضوکیا، وقت کے اندر ایک نتھنے سے خون بند ہوگیا، دوسرے سے بَدَستُور جاری ہے۔

حکم: جب تک اس نماز کا وقت باقی ہے اس کا وضو بَرقرار ہے۔

وضاحت: اس کی طَہارَت دونوں نتھنوں سے خون جَارِی رہنے کے عُذر کے بَاعِث تھی، وقت کے اندر حَدَث جاری رہنے سے وضونہیں ٹوٹتا، ایک نتھنے سے خُون جَارِی رہنے کے باعث وہ بَدَستُور صَاحِب عذر ہے۔

مثال ﴿۴﴾: مُتَعَدّد پھوڑے پھنسیاں ہیں یا مُختَلِف زَخم ہیں جب وضوکیا بعض سے خُون جَارِی تھا بعض ابھی تک بند تھے وضو کے بعد بعض بند پھوڑوں، پھنسیوں اور زخموں سے جَارِی ہوگیا۔

حکم: اس کا وضوٹوٹ گیا۔

وضاحت: بہنے والے پھوڑوں اور زَخموں کے بَاعِث وہ مَعذُور تھی جو ابھی تک بند تھے اور وُضُو کے بعد جَارِی ہوئے وہ نیا حَدَث ہے، لہٰذا وضوٹوٹ گیا۔

مثال ﴿۵﴾: متعدد پھوڑے پھنسیاں یا زخم ہیں، بوقت وُضُو سب سے خُون جَارِی تھا جس کے بَاعِث مَعذُور تھی اور وضو کے بعد سب سے خُون جَارِی رہا یا بعض سے بہنا وقت میں بَند ہوگیا۔

حکم: وہ بَدَستُور مَعذُور ہے، جب تک وَقت بَاقی ہے وُقت کے اندر والا عُذر حَدَث لاحق رہے وضونہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: مَعذُور نے وَقتِ نماز کے آخری حِصّہ میں وضوکیا اور نماز شروع کی، دَوران نماز، نماز کا وَقت ختم ہوگیا نیا وضو کرے اور اس نماز کو نئے سرے سے ادا کرے، وضو کے بعد پہلی نماز پر بِنَا نہیں کرسکتا۔

وضاحت: غیر مَعذُور دَورانِ نَماز بے وضو ہوجائے تو شَرائط کے ساتھ (جو اپنے موقع پر بیان ہوں گی، اِن شَآءَاللہ) پہلی پڑھی ہوئی نماز پر بِنَا کرسکتا ہے، کیونکہ غیر مَعذُور پر حَدَث اس وقت طارِی ہوا، مَعذُور کی حالَت ایسی نہیں، حَقِیقی طَور پر وہ حَالَتِ حَدَث (بے وضوگی کی حالت) میں ہے، صِرف خُرُوجِ وُقت تک اس سے حَدَث حُکماً اور ضَرُورۃً مُرتَفِع

ہے، وقت کے خروج کے ساتھ وہ پہلا حَدَث جو حُکماً مُرتَفِع تھا ظاہر ہو گیا نیا حَدَث لاحق نہیں ہوا، لہٰذا مَعذُور اور غیر مَعذُور کے حکم میں فرق ہے۔

مسئلہ: اگر مَعذُور نے آخری وَقت میں وضو کیا، مگر حَدَث اس وقت مُنقَطِع تھا، پھر نماز شروع کی اور دَوران نماز وقت نکل گیا لیکن اس کو حَدَث لاحق نہیں ہوا نہ اس کا وُضُو ٹوٹے گا اور نہ نماز فاسد ہوگی۔

مسئلہ: مَعذُور نے بغیر حاجت کے وُضُو کیا، پھر عُذر/حَدَث عَود کر آیا تو اس کا وُضُو ٹوٹ جائے گا۔

مثال: مَعذُور نے وُضُو کیا بوقتِ وُضُو اس کا حَدَث مُنقَطِع تھا، وَقت ختم ہونے کے بعد تک وہ حَدَث مُنقَطِع رہا اگلے وقت میں وہ باطَہارت تھا کہ اس نے وضو کر لیا، وضو کے بعد وہ حَدَث عَود کر آیا تو اس کا وُضُو ٹوٹ جائے گا۔

وضاحت: پہلا وُضُو وقت کے خُرُوج کے بعد بھی بَرقَرار تھا جیسا کہ پہلے وَاضِح ہو چکا تو اس نے بَحالَتِ طَہارت جو وضو کیا وہ بغیر حاجت کے تھا اس کے بعد حَدَث کے عَود کر آنے کی وجہ سے اس کا وُضُو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: زخم پر پٹی باندھنے یا کسی اور طریقہ سے مَعذُور اپنے عُذر کو روک سکتا ہو تو اسے ایسا کرنا لازِم ہے، ایسا کرنے سے وہ مَعذُور نہ رہے گا، لیکن حَیض اگر کپڑے وغیرہ سے روک دیا جائے تو وہ بَدستُور حائِضہ رہے گی۔

مثال (۱): گلے یا سر میں زخم ہے سَجدہ کرنے سے خُون بہہ نکلتا ہے، سَجدہ نہ کرے تو خُون نہیں بہتا۔

حکم: ایسا شخص بیٹھ کر یا کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اور سَجدہ کرنے کی بَجائے اِشارہ پر اِکتِفاء کرے۔

مثال (۲): مَعذُور کا خُون بَحالَتِ قِیام جارِی ہو جاتا ہے اگر بیٹھ کر پڑھے تو خُون بہنا تھَم جاتا ہے۔

حکم: بیٹھ کر نماز ادا کرے، یہی حکم اس شَخص کا ہے جو اگر کھڑا ہو تو قِراءَت پر قادر نہیں لیکن بیٹھ جائے تو قِراءَت کر سکتا ہے، یعنی وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور قِراءَت کرے۔

مثال (۳): لیٹ کر نماز ادا کرے تو خُون رُک جاتا ہے، بیٹھنے یا قِیام کرنے کی صُورَت میں خُون جارِی ہو جاتا ہے۔

حکم: لیٹ کر نماز ادا نہ کرے بلکہ قِیام سے نماز ادا کرے۔

وضاحت: عُذر کے بغیر لیٹ کر کوئی نماز درست نہیں عُذر ہو تو دُرُست ہے لیکن بغیر عُذر کے بعض نمازیں بیٹھ کر جیسے نفل اور اشارہ کے ساتھ جیسے سَواری پر نفل درست ہیں، اب لیٹ کر پڑھنا یا بَحالَتِ قِیام حَدَث کے ساتھ پڑھنا

دونوں عُذر کے ساتھ ہیں لیکن ان دونوں میں سے بہتر یہ ہے کہ قِیام کے ساتھ نَماز ادا ہو، اگر چہ عُذر کے ساتھ ہو۔

مسئلہ: مَعذُور کے کپڑے کو دِرہم کی مِقدار کے بَرابَر نجاست لگ گئی، اگر دھونا مُفید ہو تو اس پر دھونا واجب ہے، اگر دھونا مُفید نہ ہو یعنی نَماز سے فارِغ ہونے سے پہلے ہی کپڑا دوبارہ نجاست آلُود ہو جائے تو جائز ہے کہ نہ دھوئے، اسی کپڑے سَمیت نَماز ادا کرے۔

فَصل ...... جَبیرَہ کے اَحکام :-

وضاحت (۱): جَبیرَہ، جَبر سے مُشتَق ہے، جس کا معنیٰ ہے اِصلاح، دُرُستگی، جَبیرَہ لکڑی کے ان ٹکڑوں کو کہتے ہیں جو ٹُوٹے ہوئے عُضو پر بَطَورِ عِلاج باندھے جاتے ہیں تا کہ اس ٹوٹے ہوئے عُضو کی اِصلاح ہو جائے۔

وضاحت (۲): ہر وہ چیز جو کسی عُضو پر ضَرُورت کے لئے باندھی یا لگائی جائے جیسے فَصد، پھوڑے، زخم، اپریشن کے مقام پر پٹیاں، دوا، پتے کا چرہ، چَربی اور موم وغیرہ سب جَبیرَہ کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ: فَصد لگائی، زخم ہوا یا کوئی عُضو ٹُوٹ گیا، اسے کپڑے کی پٹیوں یا لکڑی کے ٹکڑوں سے باندھا، اب نہ اس مُتاَثِرہ عُضو کو دھو سکتا ہے نہ ہی (پٹیاں وغیرہ کھول کر) اس پر مسح کر سکتا ہے تو ان پٹّیوں کے اکثر حصہ پر مسح کرنا واجب ہے۔

(نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۷۲)

وضاحت (۱): سرد پانی سے دھونے میں نُقصان ہوتا ہو اور گرم پانی سے دھونے میں نُقصان نہ ہوتا ہو تو گرم پانی سے دھونا ضَرُوری ہے، مسح کی اِجازت نہیں۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۲)

وضاحت (۲): زخم پر مسح کرنے سے ضَرَر نہ ہوتا ہو تو زخم کے اُوپر مسح کرنا ضَرُوری ہے اور اگر زخم پر مسح کرنے سے ضَرَر ہوتا ہو تو پھر پٹّیوں پر مسح کی اِجازت ہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۲)

وضاحت (۳): سر کے زخم پر پٹی باندھی ہے اگر چوتھائی حِصّہ سر کے بَرابر پٹّی سے خالی ہے تو سر پر مسح کرے ورنہ پٹی پر مسح کرے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۳)

وضاحت (۴): باندھی ہوئی پٹی کے اَکثر حِصّہ پر مسح کرنا واجب ہے، ساری پٹی پر مسح واجب نہیں (دھونے پر قیاس

کرکے) اگر ساری پٹی پر مسح ضروری قرار دیا جائے تو اس سے تری زخم تک سرایت کر جائے گی، جس سے زخم خراب ہونے کا اندیشہ ہے، لہٰذا پٹی کے اکثر حصّہ پر مسح واجب ہے۔ (مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۷۳)

مسئلہ: زخم، پھوڑے، فصد اور ٹوٹے ہوئے عضو پر باندھی ہوئی پٹیوں کے درمیان جسم کا جو حصّہ ننگا ہو اگر پٹی کھولنے سے زخم کو ضرر کا خطرہ ہو تو اس حصّہ پر مسح کافی ہے، اگر پٹی کھولنے سے ضرر کا خطرہ نہ ہو تو پٹی کھول کر زخم کی جگہ پر مسح کرے اور صحیح جگہ کو دھوئے اور اگر زخم کی جگہ پر مسح ضرر کرے تو مسح ترک کردے (اور صحیح جگہ کو دھولے)۔
(نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۷۳)

مسئلہ: پٹی کے نیچے جو جگہ زخمی نہیں اس کا دھونا واجب نہیں بشرطیکہ پٹی کا کھولنا زخم کو نقصان پہنچاتا ہو، اگر پٹی کا کھولنا نقصان نہ پہنچائے لیکن موضعِ زخم سے پٹی کا جدا کرنا زخم کو نقصان پہنچائے (جیسے کہ پٹی زخم کے مقام پر چپکی ہوئی ہو ہٹانے سے زخم دوبارہ کھل جائے گا) تو پھر پٹی کو کھول کر اتنی تندرست جگہ کو دھولے کہ مزید دھونے سے زخم کو نقصان پہنچتا ہو اور پھر پٹی باندھ لے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۳)

اگر پٹی کا کھولنا نقصان نہ پہنچاتا ہو لیکن دھونے کے بعد پٹی خود نہ باندھ سکے اور نہ ہی کوئی دوسرا موجود ہو کہ جو پٹی باندھے تو بھی مسح کی اجازت ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۱)

مسئلہ: جس نے سر پر زخم کے باعث پٹی باندھ رکھی ہو، اگر سر کا اتنا حصّہ پٹی سے خالی ہو جس پر مسح ہو سکتا ہو (یعنی سر کا چوتھائی حصّہ پٹی سے خالی ہو) تو اس خالی حصّہ پر مسح کرے اور اگر اتنا حصّہ بھی خالی نہ رہے تو پٹی پر مسح کرے۔
(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۸)

اگر پٹی پر مسح نقصان پہنچائے تو مسح ساقط ہو جائے گا۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۳)

مسئلہ: جس کے سر میں درد ہو نہ وہ غسلِ فرض کی حالت میں اسے دھو سکتا ہو اور نہ ہی حدث کی حالت میں اس پر مسح کر سکتا ہو تو اسے سر (کا دھونا اور اس) پر مسح کرنا معاف ہے۔
(الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۳)

مسئلہ: جبیرہ پر مسح اس عضو کو دھونے کی مانند ہے، (یعنی جس عضو پر جبیرہ کی وجہ سے مسح کرنا ایسا ہے جیسے اس عضو کو دھولیا) جبیرہ پر مسح موزوں پر مسح کی مانند نہیں ہے۔ (نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۷۳)

مسئلہ: موزوں پر مسح کی مدت معیّن ہے، جبیرہ پر مسح کی مدت معیّن نہیں جب تک عضو تندرست نہیں ہو جاتا مسح جائز ہے۔
(الدرالمختار، ج ۱، ص ۲۸۰)

مسئلہ: جَبیرہ پر مسح کرنے والا، تندرُست آدمیوں (جنھوں نے جَبیرہ پر مسح نہ کیا ہو) کی اِمامت کرا سکتا ہے۔
(الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۲۸۰)

مسئلہ: پٹی تبدیل کرنے یا اُوپر والی پٹی (جس پر مسح کیا تھا) اُتر جانے پر (مسح باطل نہ ہوگا لہٰذا) دوبارہ مسح کرنا واجب نہیں، ہاں دوبارہ مسح کر لینا مُستحب ہے۔
(الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۰)

مسئلہ: ایک پاؤں پر پٹی باندھی ہے اور دُوسرا پاؤں تندرُست ہے، پٹی والے پاؤں پر مسح کرے اور تندرُست پاؤں دھوئے۔
(الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۰)

وضاحت: اگر تندرُست پاؤں پر مَوزہ پہنا ہوا اور زخمی پاؤں پر پٹی باندھی ہو تو پٹی والے پاؤں پر مسح کرے اور دوسرے پاؤں پر سے مَوزہ اُتار کر اسے دھونا ضَرُوری ہے، کیونکہ جَبیرہ پر مسح، دھونے کے حکم میں ہے، اس طرح گویا ایک مَوزہ پر مسح اور دوسرے پاؤں کو دھونا جمع ہو گئے جو دُرُست نہیں، اگر پٹی والے پاؤں پر مسح نہ کر سکتا ہو تو اب مَوزہ والے پاؤں پر مسح کر سکتا ہے۔
(رد المحتار، ج ۱، ص ۲۸۰)

مسئلہ: غُسل یا وُضو کیے بغیر اگر پٹی باندھی تو اس پر مسح جائز ہے اگر پٹی پر مسح نُقصان پہنچائے تو مسح ساقط ہو جائے گا، پٹی پر مسح کے جَواز کے لئے شَرط ہے کہ (پٹی کھول کر) عُضو پر مسح کرنے سے عاجز ہو، اگر پٹی کھول کر عُضو پر مسح کرنے سے عاجز نہ ہو تو عُضو پر مسح کرنا ضَرُوری ہے پٹی پر مسح نہیں کر سکتا۔ (الدالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۰)

وضاحت: دھونے کی جگہ کو دھونا لازِم ہے (سَرد پانی نُقصان دے) تو گرم پانی سے دھوئے، بشرطیکہ گرم پانی پر قُدرت ہو، اگر دھونا نُقصان پہنچاتا ہو تو عضو پر مسح کرے اور اگر عُضو پر مسح کرنے سے نُقصان ہوتا ہو تو پٹی پر مسح کرے اور اگر پٹی پر مسح بھی نُقصان پہنچاتا ہو تو مسح بِالکُل ساقِط ہو جاتا ہے۔
(الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۰)

مسئلہ: ناخُن ٹُوٹ گیا، اس پر دَوائی لگائی یا پاؤں میں بوائیاں (سَردی خُشکی کے باعث پھٹن کے زَخم) ہیں ان میں دَوا رکھی ہوئی ہے اگر پانی نُقصان نہ دے تو دَوا کے اُوپر سے پانی بہا لے اور اگر پانی کا اس طرح بہانا نُقصان دے تو مسح کر لے، اگر مسح بھی نُقصان دہ ہو تو مسح کو ترک کر دے (یعنی مسح مُعاف ہے)۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۱)

مسئلہ: پٹی زَخم کے دُرُست ہونے کے بعد اُتری تو اس پر کیا ہوا مسح باطِل ہو جائے گا اور اگر زخم ابھی دُرُست نہیں

ہو اور پٹی اُتر گئی تو مسح باطل نہ ہوگا، یہی حکم زخم پر لگائی گئی دوا کا ہے (یعنی زخم مُندمل ہونے کے بعد دوا اُتری تو مسح باطل ہے ورنہ نہیں) اور اگر زخم دُرست ہو گیا اور پٹی زخم کے اُوپر ہی ہے تو بھی مسح باطل ہو جائے گا۔

(الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۱)

وضاحت ﴿۱﴾: دَورانِ نماز زخم کے اِندمال کے بعد پٹی اُتر گئی (تو نماز ٹوٹ گئی) کیونکہ موضعِ زخم پر حدث کا حکم واپس آ گیا، لہٰذا اس جگہ کو دھونے کے بعد نماز کو نئے سرے سے ادا کرے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۱)

مسئلہ: پٹی پر مسح کیا پھر اس پٹی پر مزید پٹی باندھ لی تو اب اُوپر والی پٹی پر مسح جائز ہے لیکن پاؤں پر موزے پہنے اور ان پر مسح کیا پھر ان موزوں پر اور موزے پہن لئے تو اب اُوپر کے موزوں پر مسح نہیں کر سکتا بلکہ (اُوپر کے موزوں کو اُتار کے نیچے کے موزوں پر مسح کرنا واجب ہے) اگر اُوپر کے موزوں پر مسح کیا تو جائز نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۲)

مسئلہ: زخم ٹھیک ہونے کے بعد پٹی اُتری، اگر باوُضو ہے تو صرف پٹی کی جگہ کو دھونا واجب ہے (اس سے اس کا وُضو مکمل ہو جائے گا اگر پورا وضو از سرِ نو کرے تو مُستحب ہے) لیکن موزوں پر مسح کیا اور جب ان کے پہننے کی مدت ختم ہوئی اور باوُضو ہے تو اب موزوں کو اُتار کر پاؤں کو دھونا واجب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۲)

مسئلہ: زخم مُندمل ہونے کے بعد پاؤں سے پٹی اُتر گئی (اور وہ باوُضو ہے) لیکن شدّتِ سَرما کے باعث اس جگہ کو دھونے سے قاصر ہے تو تیمّم کرے لیکن اگر پاؤں پر موزے پہن رکھے ہوں تو ان پر مسح کرنے کی مدت ختم ہوگئی اس کا وضو باقی ہے تو اب موزوں پر مسح کرے جب تک یہ عُذر باقی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۲)

وضاحت ﴿۱﴾: پٹی زخم پر ہے لیکن زخم مُندمل ہو گیا ہے تو مسح کے باطل ہونے کا حکم اس صورت میں ہوگا جب کہ پٹی کا اُتارنا مُندمل مقام کو نقصان نہ دے، اگر پٹی کا اُتارنا نقصان کا باعث ہے اس طرح سے کہ وہ مُتاثرہ مقام پر شدّت سے چپکی ہوئی ہے تو مسح باطل نہ ہوگا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۱)

وضاحت ﴿۲﴾: آشوبِ چشم کی صُورت میں اگر دوا آنکھوں میں ڈالی اور مُعالج نے آنکھیں دھونے سے منع کیا ہے تو آنکھوں کا حکم وہی ہے جو جبیرہ والے عُضو کا ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۸۱)

مسئلہ: جَبیرَہ اور اس کے تَوابع (جن کی تفصیل اس فَصل کی اِبتداء میں وَضاحت نمبر۲ میں مُندرج ہے) پر مسح کے حکم میں مرد، عورت، بے وُضو اور جُنبی برابر ہیں۔ (الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۲۸۱)

مسئلہ: جَبیرَہ پر مسح میں اِستیعاب، تین بار تکرار اور نیّت شرط نہیں۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۲)

وضاحت ﴿۱﴾: جَبیرَہ کے اَکثر حِصّہ پر مسح کافی ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۲)

وضاحت ﴿۲﴾: جَبیرَہ پر صِرف ایک بار مسح کافی ہے۔ (الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۲۸۲)

﴿پانی کے اَحکام﴾

فَصل...... مُطلَق اور مُقَیّد پانی:۔

مُطلَق پانی:

وہ پانی ہے کہ جب لَفظ پانی بولا جائے تو ذہن اس کی جانِب سَبقت کرے، اس میں نجاست نہ ملی ہوئی ہو نیز اس میں کوئی ایسی صِفَت نہ پائی جائے جس کے باعث اس سے وُضو کر لینے کے باوجود نماز دُرُست نہ ہو۔

(رد المحتار، ج ۱ ص ۱۷۹، البحر الرائق، ج ۱، ص ٦٦)

وضاحت: عرف عام میں مُطلَق پانی وہ ہے کہ جس کو عام مُحاوَرہ میں پانی کہتے ہوں لیکن فُقَہاء کے نزدیک مُطلَق پانی وہ پانی ہے جس میں تین شَرائط بیک وَقت موجود ہوں۔

﴿۱﴾ عام مُحاوَرہ اور بول چال میں اسے پانی کہتے ہوں، اگر عُرفِ عام میں اسے پانی نہ کہتے ہوں بیشک اس کی صُورَت وشکل پانی کی سی ہو، مُطلَق پانی اسے نہ کہیں گے جیسے شوربا، شربت، عَرق، چائے وغیرہ۔

﴿۲﴾ اس میں نجاست ملی ہوئی نہ ہو۔

﴿۳﴾ اس سے وُضو اور غُسل کر لینے سے فَریضۂ وُضو وغُسل ادا ہو جاتا ہو اور نماز اس سے دُرُست ہو۔

مُطلَق پانی کا حُکم:

مُطلَق پانی خُود پاک ہوتا ہے حَدَث کو دُور کرتا ہے، جسم، کپڑے وغیرہ پر لگی نجاست کو پاک کر دیتا ہے۔

(نور الایضاح ،مراقی الفلاح ،طحطاوی، ص ۱۳)

وضاحت ﴿۱﴾: غُسل کے فرض ہونے اور بے وُضُو ہونے کی حالت کو حَدَث کہتے ہیں، غُسل کی ضرورت کی حالت کو حَدَثِ اکبر اور بے وُضُو ہونے کی حالت کو حَدَثِ اصغر کہا جاتا ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: نجاست، پیشاب، پاخانہ اور شراب وغیرہ کو خُبث کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) نجاستِ مرئیہ، وہ نجاست جس کا جِرم یعنی جسم یا رنگ دکھائی دے، جیسے پاخانہ وغیرہ۔

(ب) نجاستِ غیر مرئیہ، وہ نجاست جس کا جِرم یا رنگ دکھائی نہ دے جیسے پیشاب خُشک ہونے کے بعد۔

نوٹ: نجاست کی مزید وضاحت کے لئے ''نجاستوں کا باب'' مُلاحظہ ہو۔

مُطلَق پانی کی تقسیم:

(مُطلَق پانی یعنی) وہ پانی جس سے وُضُو (اور غُسل) کیا جا سکتا ہے تین طرح کا ہے۔

﴿۱﴾ جاری پانی ﴿۲﴾ راکد، یعنی ٹھہرا ہوا اور رُکا ہوا پانی ﴿۳﴾ کُنویں کا پانی۔

(قاضی خان ،ج ۱ ،ص ۳)

نوٹ: ان تینوں کا بیان مُستقِل تین فصلوں میں کیا جائے گا۔

مُقَیَّد پانی:

وہ پانی ہے جسے عُرفِ عام اور مُحاورہ میں پانی نہ کہیں بلکہ اسے ایک الگ نام سے پکاریں، خواہ پانی میں کسی چیز کے ملنے سے یا ملانے سے یا ملا کر آگ پر پکانے سے ایسا ہوا ہو، جیسے تربوز کا پانی، شربت، چائے، کچی لسی (دودھ ملا پانی)۔

مُقَیَّد پانی کا حُکم:

مُقَیَّد پانی خُود پاک ہوتا ہے، حَدَث کو دور نہیں کر سکتا، لیکن بدن اور کپڑے وغیرہ سے نجاست کے اثر کو زائل کر دے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں۔

فصل...... جاری پانی کے احکام:۔

مسئلہ: جاری پانی وہ پانی ہے جسے لوگ جاری قرار دیں یا وہ جو تنکوں کو بہا کر لے جائے۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۸۴۔ عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۰)

مسئلہ: جاری پانی میں نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا جب تک نجاست کا اثر یعنی رنگ یا مزہ یا بُو پانی میں ظاہر نہ ہو۔

(قاضی خان، ج ۱، ص ۳)

وضاحت: پانی کے علاوہ دیگر مائع اشیاء کا بھی یہی حکم ہے کہ کسی پھل وغیرہ کا رس بہہ رہا ہے کسی آدمی کا زخمی پاؤں جس سے خون بہہ رہا ہے اس بہتے رس میں پڑ گیا اگر خون کا اثر اس رس میں ظاہر نہ ہو تو رس پاک ہے۔

(درمختار مع شامی، ج ۱، ص ۱۸۵)

مسئلہ: نہر یا پانی کی نالی میں پاخانہ (یا کوئی نجاست) بہتا جا رہا ہو، کسی آدمی نے اس گندگی کے قریب سے چُلّو بھر لیا تو جائز ہے اور یہ چلّو والا پانی پاک ہوگا، جب تک اس کا رنگ یا بُو یا مزہ نجاست کے باعث تبدیل نہ ہو چکا ہو۔

(قاضی خان، ج ۱، ص ۳۔ عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۰)

مسئلہ: نہر کا پانی اُوپر سے آنا منقطع ہو گیا تو اس طرح اوپر سے پانی منقطع ہونے سے اس کے اندر پانی کے جاری رہنے کا حکم تبدیل نہ ہوگا۔

(قاضی خان، ج ۱، ص ۳۔ عالم گیریہ ج ۱، ص ۲۰)

مسئلہ: ایک سوراخ سے پانی نکل رہا ہے اور دُوسرے میں داخل ہو رہا ہے، اگر کسی نے ان دونوں کے درمیان سے وضو کیا جائز ہے۔

(قاضی خان، ج ۱، ص ۳۔ عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱)

مسئلہ: چھوٹے حوض سے کسی شخص نے نالی کھودی اور اس میں (اس حوض سے) پانی جاری کر لیا اور (اس جاری پانی سے) وضو کر لیا وہ ایک جگہ اکٹھا ہو گیا وہاں سے کسی اَور نے نالی بنا کر جاری کر لیا اور وضو کر لیا سب کا وضو درست ہے جب کہ ہر دو (پانی کے جمع ہونے کے) مقامات کے درمیان فاصلہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱۔ ردالمختار، ج ۱، ص ۱۸۸)

مسئلہ: نہر کے کنارہ پر لوگوں نے صفیں باندھ کر وضو کیا تو جائز ہے۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱)

مسئلہ: چھوٹے حَوض میں ایک جانب سے پانی داخل ہورہا ہے اور دوسری طرف سے بہہ کر خارِج ہورہا ہے تو اس کی تمام اَطراف میں وُضُو دُرُست ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱، ردالمختار، ج ۱، ص ۱۹۰)

مسئلہ: چھوٹے حَوض کا پانی ناپاک ہوگیا، اس میں پاک پانی ایک جانب سے داخل ہوا اور دوسری جانب سے بہہ نکلا تو حَوض کے پاک ہوجانے کا حکم دیا جائے گا۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱)

وضاحت ﴿۱﴾: پانی کی ٹینکی کا بھی یہی حکم ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: بہہ کر نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ اُوپر کی سَطح سے پانی خارِج ہو، کیونکہ اِعتبار اُوپر کی سطح کا ہے اگر حوض (یا ٹینکی) کے پیندے سے پانی نکلے (جس کے عام طور پر پانی اُوپر سے داخل ہوتا اور پیندے کے قریب سے خارج ہوتا ہے) تو ایسی حالت میں جاری نہ ہوگا اور نہ ہی پاک ہوگا۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۰)

مسئلہ: چھوٹے ناپاک حَوض میں پانی ایک جانب سے داخل ہورہا ہے اور دوسری جانب سے بہہ کر نہیں نکلا لیکن لوگ مُسلسل اس سے چلّو بھر رہے ہیں، پھر بھی وہ پاک ہوجائے گا۔

وضاحت: مُسلسل چُلّو بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح تَسَلسُل کے ساتھ چُلّو بھر رہے ہیں کہ پانی کی سطح ساکن نہیں ہوتی۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱)

مسئلہ: چھوٹے حَوض میں کسی نے ہاتھ ڈال دیا جس پر نجاست لگی ہوئی تھی (تو اس کے احکام یہ ہیں)۔

﴿۱﴾ پانی ساکن ہے نہ پانی ٹونٹی سے داخل ہورہا ہے اور نہ کوئی شخص پیالہ وغیرہ سے پانی نکال رہا ہے تو ایسی صُورت میں پانی ناپاک ہے۔

﴿۲﴾ لوگ اس سے پانی مُسلسل چُلّوؤں سے نکال رہے ہیں پانی داخل نہیں ہورہا تو بھی حَوض کا پانی ناپاک ہے۔

﴿۳﴾ پانی داخل ہورہا ہے (خود بخود خارج نہیں ہورہا) اور نہ ہی لوگ اس سے پانی مُسلسل چُلّوؤں سے نکال رہے ہیں تو بھی ناپاک ہے۔

﴿۴﴾ اگر پانی ٹونٹی سے داخل ہورہا ہے اور لوگ مُسلسل اس سے پانی نکال رہے ہیں تو حوض کا پانی پاک ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱)

مسئلہ: مُسافر کے پاس پَرنالہ کی شکل کی کوئی چیز مَوجُود ہے، اس کے پاس (وُضو کے لئے) پانی مَوجُود ہے، اسے آئندہ بھی پانی کی ضَرُورَت ہے اور اسے یقین نہیں کہ پانی مل سکے گا تو وہ اس طرح وُضو کرے کہ مُستَعمَل پانی پَرنالہ کے ایک سرے پر گرے اور دوسرے سرے پر کوئی بَرتَن رکھ لے جس میں پَرنالہ سے بہہ کر پانی جمع ہوتا رہے اب (اس طرح سے اس بَرتَن میں جمع ہونے والا پانی وُضو و غُسل کے لئے دوبارہ اِستِعمال کیا جاسکتا ہے) کیونکہ وہ طاہِر و مُطَہِّر ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۰، ۲۱. شامی، ج ۱، ص ۱۸۸)

مسئلہ: چھت پر پاخانہ (وغیرہ نجاست) پڑی ہے بارِش ہوئی پَرنالہ بہنے لگا، پَرنالہ سے گِرنے والے پانی کے مُتَعلّق حکم کی درجِ ذیل دو صُورَتیں ہیں۔

﴿۱﴾ اگر نجاست پَرنالے کے قریب ہے اور پانی تمام کا تمام یا اس کا اکثر حصّہ یا اس کا نصف نجاست سے چھو کر پَرنالہ سے گرتا ہے تو پانی ناپاک ہے ورنہ پاک۔

﴿۲﴾ اگر نجاست چھت پر مُختَلِف مَقامات پر بکھری ہوئی ہے پَرنالے کے سرے پر نہیں تو پانی پاک ہوگا ناپاک نہ ہوگا، اس کا حکم جاری پانی جیسا ہوگا۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۰)

مسئلہ: چھت پر نجاست پڑی ہے، بارِش ہوئی چھت ٹپکنے لگی، وہ پانی کپڑے کو لگ گیا تو جب تک بارِش جاری ہے ٹپکنے والے پانی کا حکم جاری پانی کا سا ہے، یعنی وہ پاک ہے جب تک نجاست کے اَثر کے باعث وہ پانی مُتَغَیِّر نہ ہو (رنگ یا بو یا مزہ تبدیل نہ ہوا ہو) اور جب بارِش رُک گئی تو اب ٹپکنے والا پانی ناپاک ہے۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۰)

مسئلہ: جاری پانی میں (نجاست ملنے سے) جب اس کے اَوصاف میں سے کوئی وَصف تبدیل ہو جائے اور اسے ناپاک قرار دے دیا جائے تو اس کی نجاست کا حکم اس وقت تک بَرقرار رہے گا جب تک وَصف کی تبدیلی باقی رہے گی، اگر اس میں پاک پانی اِتنا کثیر مل جائے کہ پانی کے وَصف کی تبدیلی باقی نہ رہے تو پانی پھر پاک شُمار کیا جائے گا۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۱)

مسئلہ: (نجاست کے باعث جس پانی کا کوئی وَصف تبدیل ہو جائے) تو اس وَصف کے مَحض زائل ہونے سے وہ پاک نہ ہوگا

ہاں اس میں پاک پانی مل کر اس کو جاری کردے تو پاک ہو جائے گا۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۸۹)

مسئلہ: نَدّیوں (نالیوں) میں نجاست بہتی رہتی ہے اور وہ ان کی تہہ میں جم گئی دن کو (جب کہ ان میں نجاست پانی کے ساتھ عام طور پر بہائی جاتی ہے) نجاست کا اثر ظاہر ہوتا ہے تو اس کے ناپاک ہونے میں کوئی کلام نہیں لیکن رات کو جب ان میں بہنے والے پانی میں نجاست کا اثر زائل ہو جائے تو سارا پانی یا اس کا اکثر حصہ تہہ میں بیٹھی ہوئی نجاست سے مل کر گذرے تو پانی نجس ہوگا اور اگر پانی اتنا کثیر ہو کہ اس کا نصف سے کم حصہ نجاست سے مل کر بہہ رہا ہو تو پانی پاک ہوگا۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۸۹۔ عالم گیریہ ج ۱، ص ۲۰)

نوٹ: شامی میں مسئلہ مذکورہ میں پرنالہ کے پانی کی مانند اختلاف مذکور ہے اور عالم گیری میں پرنالہ کے بارے میں ایک قول پر فتویٰ دیا ہے، اُس کے مطابق اس جزئیہ کا حکم تخریج کیا گیا ہے۔

مسئلہ: اگر جاری پانی کی رفتار سست ہو تو اس سے وضو کرنے والے کو چاہیئے کہ ٹھہر ٹھہر کر وضو کرے۔

(شامی، ج ۱، ص ۱۹۰)

فصل......راکد یعنی ٹھہرے ہوئے پانی کے مسائل:۔

وضاحت: ٹھہرا ہوا پانی دو طرح کا ہوتا ہے۔ ﴿۱﴾ قلیل ﴿۲﴾ کثیر

مسئلہ: قلیل وہ پانی ہے جو دَہ دَردَہ نہ ہو (اس کا حکم یہ ہے کہ) اگر اس میں نجاست پڑ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ نجاست کا اثر اس میں ظاہر نہ ہو۔ (کبیری، ص ۹۴)

مسئلہ: پانی اگر دَہ دَردَہ ہے تو کثیر ہے، دَہ دَردَہ سے مراد دس ہاتھ ضرب دس ہاتھ، یعنی ۱۰۰ مربع ہاتھ ہے اور ہاتھ چھ قبضہ یعنی ۲۴ انگشت کا ہوتا ہے، گہرائی کم از کم اتنی کہ اگر چُلّو پانی کا لیا جائے تو زمین نہ کھل جائے۔

(عالم گیری، ج ۱، ص ۲۲)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر حوض دَہ دَردَہ ہے لیکن پانی خشک ہو کر دَہ دَردَہ سے کم رہ گیا تو کثیر نہ ہوگا۔

وضاحت ﴿۲﴾: پانی کے کثیر ہونے کے لئے اس کا رقبہ ۱۰۰ مربع ہاتھ ہونا شرط ہے خواہ حوض مربع یا مدوّر یا مثلث وغیرہ ہو۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۳)

مسئلہ: ٹھہرا ہوا کثیر پانی جاری پانی کے حکم میں ہوتا ہے، اگر اس کے کسی طرف نجاست گر پڑے تو ناپاک نہیں ہوتا ہاں اگر نجاست کا اثر اس میں ظاہر ہو جائے تو ناپاک ہو گا۔ (عالم گیری، ج ۱، ص ۲۱)

وضاحت (۱): پانی کے علاوہ دیگر مائع اشیاء کا بھی یہی حکم ہے مثلاً پھل کے رس سے بھرے دَہ دَردَہ حوض میں اگر پیشاب پڑ جائے تو جب تک اس کا اثر رس میں ظاہر نہ ہو ناپاک نہ ہو گا۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۸۵)

وضاحت (۲): نجاست کے اثر سے مراد اس کا مزہ یا رنگ یا بُو ہے۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۱)

وضاحت (۳): نجاست کے اثر کے ظاہر ہونے سے مراد اس کا رنگ یا بُو یا مزہ ہے نہ کہ اس چیز کا رنگ یا بو یا مزہ جس میں نجاست مخلوط ہو جائے جیسا کہ سرکہ وغیرہ (میں پیشاب مل جائے اگر کثیر یا جاری پانی میں سرکے کی بُو یا مزہ ظاہر اور پیشاب کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو پانی پاک رہے گا)۔ (شامی ج ۱، ص ۱۹۱، ۱۸۸)

مسئلہ: بڑے (دَہ دَردَہ) حوض میں اگر ناپاک پانی داخل ہوا تو حوض ناپاک نہ ہو گا اگرچہ ناپاک پانی حوض میں موجود پانی سے زائد ہو لیکن اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۱)

وضاحت: بڑے حوض سے مراد حوض کا رقبہ نہیں بلکہ پانی کی مقدار یعنی دَہ دَردَہ مراد ہے، خواہ حوض میں ہو یا حوض سے باہر۔

مسئلہ: کسی حوض کا طول عرض سے بہت زیادہ ہو مثلاً طول پچاس ہاتھ ہو اور عرض دو ہاتھ ہو (تو رقبہ چونکہ دَہ دَردَہ ہو گیا یعنی ۵۰×۲=۱۰۰) اگر رقبہ دَہ دَردَہ ہو گیا تو اس سے وضو جائز ہے اگرچہ اس میں نجاست پڑ جائے۔
(شامی ج ۱، ص ۱۹۳، سراجیہ علی ھامش قاضی خان، ج ۱، ص ۱۲)

وضاحت: نجاست کا اثر اگر ظاہر ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: حوض کی بالائی سطح کا رقبہ دَہ دَردَہ ہے اور نیچے سے کم، اس میں نجاست گر پڑے تو وضو اس سے جائز ہے جب تک پانی کی سطح دَہ دَردَہ ہے، اگر پانی کم ہو گیا اور دَہ دَردَہ نہ رہا تو اب وضو جائز نہیں۔
(درمختار مع شامی، ج ۱، ص ۱۹۴)

مسئلہ: حوض کی بالائی سطح دَہ دَردَہ سے کم ہے لیکن نیچے دَہ دَردَہ ہے اگر اس میں نجاست پڑ جائے تو وضو اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ پانی کم ہو کر دَہ دَردَہ تک نہ پہنچ جائے، جب پانی کی سطح دَہ دَردَہ ہو جائے گی تو وضو جائز ہو گا۔
(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۹۴)

وضاحت ۱: درجِ بالا صُورت میں حَوض کا نِچلا حِصّہ (جو دَہ دَردَہ ہے) اِلگ حَوض کے حکم میں ہے اور اُوپَر والا حِصّہ (جو دَہ دَردَہ سے کم ہے) اِلگ حَوض کے حکم میں ہے، جَب تک پانی اُوپَر والے حِصّہ میں رہا اس کا حکم دَہ دَردَہ سے کم حَوض کا حکم رہا اور جب پانی کم ہو کر دَہ دَردَہ تک پہنچ گیا تو اس کا حکم اپنا الگ ہو گیا اگر ایسے حَوض میں نجاست پڑتی تو ناپاک نہ ہوتا۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۴)

مسئلہ: قَلیل ناپاک پانی کَثیر ہو جائے تو ناپاک ہی رہے گا۔

وضاحت ۱: قَلیل سے مُراد دَہ دَردَہ سے کم اور کَثیر سے مُراد دَہ دَردَہ ہے۔

وضاحت ۲: قَلیل کے کَثیر ہو جانے کی مُختلِف صُورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً......

(ا) ناپاک پانی کو جارِی کر کے یا نکال کر کے دَہ دَردَہ حَوض میں ڈال دیا، ناپاک ہی رہے گا کیونکہ ناپاک پانی صرف جارِی ہونے سے پاک نہیں ہو جاتا بلکہ اس وقت پاک ہو گا جب اِتنا پاک پانی اس میں شامِل ہو کر بہے جس سے نجاست کا اَثر زائل ہو جائے۔

(ب) قَلیل ناپاک پانی میں مَزید ناپاک پانی پڑا اور دَہ دَردَہ ہو گیا پھر بھی ناپاک ہی رہے گا۔

مسئلہ: حَوض دَہ دَردَہ تھا، پانی گھٹ جانے کے بعد دَہ دَردَہ نہ رہا تو اس میں ہاتھ ڈال کر وُضُو نہ کیا جائے (اس سے پانی نکالنے کا بَرتن اگر مَوجُود نہ ہو تو) چُلّو بھر کر ہاتھ دھوئے جائیں اور وُضُو کیا جائے۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۴)

وضاحت: بے وُضُو اگر اس پانی میں ہاتھ ڈال دیا جائے تو مُستَعمَل ہو جائے گا جو اگرچہ پاک تو رہے گا لیکن وُضُو، غُسل کے لئے کار آمد نہ رہے گا۔

مسئلہ: بڑے حَوض کی بالائی سطح کا پانی جَم کر برف بن گیا، اس برف میں اگر سوراخ کر دیا جائے تو دیکھا جائے گا کہ اگر بَرف کی تہہ اور پانی کے دَرمیان خَلا ہے تو نجاست گرنے سے وہ حَوض ناپاک نہ ہو گا، اگر خَلا موجود نہیں اور سوراخ کا رقبہ دَہ دَردَہ ہے تو پھر بھی نجاست گِرنے سے ناپاک نہ ہو گا اور اگر خَلا موجود نہیں اور سوراخ کا رقبہ دَہ دَردَہ سے کم ہے تو نجاست گرنے سے سوراخ کا پانی ناپاک ہو جائے گا، اس سے وضو دُرُست نہ ہو گا۔

(شامی، ج ۱، ص ۱۹۴)

وضاحت ۱: برف اور پانی کے درمیان خلا نہ ہونے کی صُورت میں اگر سوراخ کا رَقبہ دَہ دَردَہ سے کم ہے تو اس سوراخ کا حکم اس حَوض کا سا ہوگا جس کا نچلا حِصّہ فَراخ اور دَہ دَردَہ ہے لیکن اُوپَر سے تنگ ہو کر دَہ دَردَہ سے کم ہوگیا ہے، ایسے حَوض کا حکم پیچھے مَذکُور ہو چکا۔

وضاحت ۲: اس سوراخ میں جس میں نجاست گری ہے کے علاوہ کہیں اور جگہ سے برف میں سوراخ کرلیا جائے اور پانی لے کر وُضو کرلیا جائے تو جائز ہوگا۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۵)

وضاحت ۳: بَرف میں اس چھوٹے سوراخ سے وُضُو کرنا دُرُست نہیں اگر چہ اس میں نجاست نہ پڑی ہو، کیونکہ بے وُضُو ہاتھ ڈالنے سے وہ پانی مُستَعمَل ہو جائے گا، ایسے سوراخ سے بَرتَن کے ذَرِیعَہ پانی حاصِل کر کے وضو کریں اور برتن کی عَدمِ مَوجُودگی میں چُلّو سے ہاتھ دھویں پھر وضو کریں۔

وضاحت ۴: اگر چُلّو سے ہاتھ دھو کر باقی وُضُو اس طرح کیا کہ مُستَعمَل پانی سوراخ میں نہ جائے تو دُرُست ہے۔

(کبیری معه منیه، ج ۱، ص ۱۰۰)

مسئلہ: بڑے (دَہ دَردَہ) حَوض کے اُوپر برف جمی ہوئی ہے پانی اور برف کے دَرمَیان خَلا نہیں، برف میں دَہ دَردَہ سے کم رَقبَہ کا سوراخ ہے، اس سوراخ میں بھیڑ یا بَکری گری اور مرگئی، اس صورت میں حَوض کا پانی اور سوراخ کا پانی دونوں پاک ہیں۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۵)

وضاحت ۱: سوراخ کا پانی ناپاک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مَوت عُمُوماً پانی میں ڈُوب کر سوراخ سے نیچے چلے جانے کے بعد ہوتی ہے، اگر سوراخ کے پانی میں مرگئی تو اب سوراخ کا پانی ناپاک ہوگا، کیونکہ یہ دَہ دَردَہ سے کم ہے اور حوض کا باقی پانی پاک ہے۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۵)

وضاحت ۲: گرنے سے قَبل اگر جانُور کے جسم پر نجاست لگی ہوئی تھی تو سوراخ کا پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(شامی، ج ۱، ص ۱۹۵)

حَوض کا باقی پانی دَہ دَردَہ ہونے کے باعث پاک رہے گا۔

وضاحت ۳: گرنے والا جانُور اگر ایسا ہے جس کا جُھوٹا یا لُعابِ دَہن ناپاک ہوتا ہے جیسے کہ کُتّا تو بھی سوراخ کا پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۹۵)

وضاحت ۴: ایسے سوراخ میں کتّے نے مُنہ ڈالا تو سوراخ کا پانی ناپاک ہو جائے گا، سوراخ سے نیچے کا پانی پاک ہی ہوگا، اگر دوسری جگہ سوراخ کر کے پانی حاصل کر لیا جائے تو وہ پاک ہوگا، اس سے وُضُو جائز ہوگا۔
(شامی، ج ۱، ص ۱۹۵)

وضاحت ۵: وہ حَوض جس کی بالائی سطح پر چھت ڈال دیا گیا ہو اور اس میں سوراخ رکھا گیا ہو اس کے احکام اسی حَوض کی مانند ہیں جس پر سردی کے باعث برف جم گئی ہو۔

مسئلہ: جو ہڑ جو سردیوں میں خشک ہو جائے، چوپائے وہاں گوبر کریں (اور آدمی پاخانہ پھریں) اس میں پانی داخل ہوگا اور وہ جوہڑ بھر گیا (دَہ دَردَہ ہو گیا) اگر نجاست پانی کے داخل ہونے کی جگہ میں تھی تو سارا پانی ناپاک ہے اور اگر وہ جم کر برف بن گیا تو پھر بھی ناپاک ہی رہے گا، اگر پانی کے داخل ہونے کی جگہ پر نجاست نہ تھی اور پانی جوہڑ میں داخل ہو کر دَہ دَردَہ ہو گیا پھر پھیل کر نجاست کی جگہ پر آیا تو اب سارا پانی پاک ہے اگر یہ پانی جم کر برف بن جائے پھر بھی پاک رہے گا بشرطیکہ نجاست کا اَثر اس میں ظاہر نہ ہو۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۴)

وضاحت ۱: جاری پانی کا اَکثر حصّہ اگر نجاست سے مَس ہو کر گُذرے تو اس کا حکم یہ ہے جو مذکور ہوا اگر اَکثر حصّہ سے کم مَس ہو کر گُذرے تو پانی پاک ہوگا۔

مسئلہ: پانی کے جوہڑ میں بانس کے جُھنڈ اُگے ہوئے ہیں، اگر ان کی جڑوں میں آپس میں اِتنی شدید پیوستگی ہے کہ ایک طرف کا پانی دوسری جانب ان کی رُکاوٹ کے باعث نہیں جا سکتا بلکہ پانی کے حصّے ایک دُوسرے سے جُدا رہتے ہیں تو وہاں سے وُضُو جائز نہیں اگر کم پیوستگی ہے کہ ایک طَرف کا پانی دوسری طَرف جا سکتا ہے تو وضو دُرُست ہے۔
(منیۃ المصلی مع کبیری، ص ۹۹)

وضاحت ۱: پانی کا وہ حصّہ جس سے وُضُو کر رہا ہے اگر دَہ دَردَہ ہو تو وضو کے جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں، اگر بانس کے تنوں کی شدید پیوستگی کے باعث پانی مختلف ٹکڑوں میں بٹا ہوا ہے اور وہ دَہ دَردَہ سے کم ہیں تو وُضُو جائز نہیں کیونکہ جونہی پانی میں ہاتھ ڈالے گا وہ مُستعمل ہو جائے گا۔ (کبیری، ص ۹۹)

وضاحت ۲: پانی میں اُگی ہوئی فَصل کا بھی یہی حکم ہے کہ ایک طرف کا پانی دوسری جانب جانے میں پودے رُکاوٹ نہیں تو وُضُو جائز ہے ورنہ نہیں۔
(منیۃ المصلی مع کبیری، ص ۹۹)

مسئلہ: حَوض کی سطح پر کائی جمی ہوئی ہے، اگر پانی کو ہِلانے سے وہ کائی مُتحرّک ہوتی ہو تو وُضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

وضاحت ﴿۱﴾: کائی سبز رنگ کا وَل دار جالا سا ہوتا ہے جو عُموماً اس پانی میں آجاتا ہے جو عرصہ تک کھڑا رہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: پانی کو ہِلانے سے اگر کائی ہِل جائے تو اس اَمر کی عَلامت ہے کہ (پانی آپس میں مُتّصِل ہے) ایک طَرف کا پانی دُوسری جانِب جاسکتا ہے اگر کائی میں حَرکَت نہ ہو تو اس اَمر پر دَلیل ہے کہ وہ زمین پر جمی ہوئی ہے ایک طَرَف کا پانی دُوسری جانِب نہیں جاسکتا ہے۔ (کبیری، ص ۹۹)

مسئلہ: بڑے حَوض کی سطح پر پتلی سی تہ برف کی جمی ہوئی ہے پانی کو حَرکَت دینے سے وہ ٹُوٹ جاتی ہے تو اس سے وضو دُرُست ہے، اور اگر بڑے بڑے ٹکڑوں کی صُورت میں ہو کہ پانی کو ہِلانے سے ان میں حَرکَت پیدا نہ ہو تو اس سے وُضُو جائز نہ ہوگا۔ (منیۃ المصلی مع کبیری، ص ۹۹)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر وہ ٹکڑے پانی کو حَرکَت دینے سے حَرکَت نہ کریں تو پتّھر کی چٹانوں کے حکم میں ہوں گے، پانی متصِل ہونے میں مانِع ہوں گے۔ (کبیری، ص ۹۹)

فَصل...... کنویں کے پانی کے اَحکام:۔

مسئلہ: اَحنَاف کے نَزدِیک کنواں چھوٹے حَوض کے قائم مَقام ہے، جن چیزوں سے چھوٹے حوض کا پانی فاسِد ہوجاتا ہے (ناپاک یا وُضو وغُسل کے قابل نہیں رہتا) انہی چیزوں سے اس کا پانی بھی فاسِد ہوجاتا ہے۔

(قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

مسئلہ: گندے پانی کی غَرق کو کنواں بنالیا، اگر اسے اِتنا فَراخ و وَسِیع اور گہرا کرلیا جہاں تک نجاست نہیں پہنچتی تو وہ پاک ہوگا اگر صِرف گہرا کیا اور اِردگرد سے وَسِیع نہ کیا تو گہرا کیا ہوا حِصّہ پاک ہوگا اور اس کی وہ اَطراف جو نجس تھی بدستُور نجس ہی رہیں گی۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

مسئلہ: کنواں ناپاک ہوگیا، اسی حَالت میں پانی اُتر کر ختم ہوگیا، پھر پانی نکل آیا تو اب پاک ہوگا۔

(قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

وضاحت: پانی کا اُتر کر ختم ہوجانا اس کے نِکالنے کے قائم مَقام ہوجائے گا۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

مسئلہ: کنویں سے بیس ڈول نکالنے واجب تھے، دس ہی نکالے کہ پانی ختم ہوگیا پھر پانی پھوٹ پڑا تو اب مزید پانی نہ نکالا جائے گا، کنواں اُن دس ڈول نکالنے سے پاک ہوگیا۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

مسئلہ: گندے پانی کی غرقی اور کنویں کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہئے کہ نجاست کا اثر کنویں میں ظاہر نہ ہو۔
(قاضی خان، ج ۱، ص ۵. درمختار مع شامی، ج ۱، ص ۲۲۲،۲۲۱)

وضاحت: گندے پانی کی غرقی اور کنویں کے درمیان فاصلہ کی مقدار کا اعتبار نہیں، نجاست نہ پہنچنے کا اعتبار ہے، فاصلہ زمین کی سختی اور نرمی کے باعث کم و بیش ہوسکتا ہے۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

مثلاً کسی نرم جگہ پر گندے پانی کی غرقی اور کنویں کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ ہے اور نجاست کا اثر کنویں میں پایا جاتا ہے تو کنواں ناپاک ہے اور کسی سخت جگہ پر دونوں کا فاصلہ ایک ہاتھ ہے لیکن نجاست کا اثر کنویں میں نہیں پایا جاتا تو کنواں پاک ہوگا۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۳۵)

مسئلہ: باطہارت آدمی، اگر کنویں میں ڈول وغیرہ کی تلاش یا ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے داخل ہوا، اس کے اعضاء پر کوئی نجاست نہیں، زندہ نکل آیا تو پانی فاسد نہ ہوگا، یعنی وہ پاک ہے، اس سے وضو و غسل کیا جاسکتا ہے۔
(قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

مسئلہ: اگر بھیڑ بکری وغیرہ کنویں میں گر پڑی (اس کے جسم پر نجاست کا ہونا یقینی نہ ہو) اور زندہ نکال لی گئی تو بھی کنواں پاک ہے۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵. شامی، ج ۱، ص ۲۱۳)

وضاحت: اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ بیس ڈول نکال دیئے جائیں، یہ حکم صرف اطمینانِ قلب کے لئے ہے (ورنہ کنواں پاک ہے) اسے پاک کرنے کے لئے نہیں۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵. شامی، ص ۲۱۳)

مسئلہ: گدھا یا خچر کنویں میں گر پڑے اور زندہ نکال لئے گئے تو اس کا حکم بھی بھیڑ بکری کا سا ہے۔
(قاضی خان، ج ۱، ص ۵. ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۳)

وضاحت: یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ پانی ان کے منہ تک نہ پہنچا ہو، اگر ان کا منہ پانی میں ڈوبا ہو تو تمام پانی نکالا جائے گا۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵. شامی، ج ۱، ص ۲۱۳)

مسئلہ: جن چوپایوں کا گوشت کھایا جاتا ہے جیسے اونٹ، گائے، پرندوں اور بندھی ہوئی مرغی اگر کنویں میں گر پڑے تو اس کا حکم بھی بھیڑ بکری کی طرح ہے۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵. شامی، ج ۱، ص ۲۱۳)

مسئلہ: کُھلی مُرغی جو گندگی وغیرہ بھی کھاتی ہے، نیز گھروں میں رہنے والے جانور جیسے چُوہا، سانپ اگر کنویں میں گر پڑیں اور زِندہ نِکال لئے جائیں تو اِحتیاطاً اس سے وُضُو نہ کیا جائے جب تک دس یا زیادہ (بیس تک) ڈول نہ نِکال لئے جائیں، اگر بغیر پانی نکالے کسی نے وُضُو کرلیا تو جائز ہوگا۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

وضاحت: یہ حکم اس صُورت میں ہے جب کہ ان کے مُنہ اور جِسم پر نجاست کا ہونا یقینی نہ ہو، اگر نجاست کے ہونے کا یقین ہو تو سارا پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ: بچّہ (جو نجاست اور طہارت میں تمیز نہیں رکھتا) نے اپنا ہاتھ کنویں کے پانی میں داخل کر دیا تو اس کا حکم یہی ہے۔

(قاضی خان، ج ۱، ص ۵)

مسئلہ: کُنویں میں نجاست گر پڑی اگرچہ خَفِیفَہ ہو یا پیشاب اور خُون کا ایک قطرہ ہی ہو تو سارا پانی نکالا جائے گا۔

(درمختار مع شامی، ص ۲۱۱)

وضاحت ﴿۱﴾: نجاست خَفِیفَہ اگر بدن یا کپڑے پر لگے تو چوتھائی حِصّہ تک مُعاف ہے، جس کی تفصیل گذر چکی، پانی کے بارے میں خَفِیفَہ اور غَلِیظَہ کا حکم ایک ہے، یعنی نجاست خَفِیفَہ کی قلیل مِقدار بھی پانی کو ناپاک کر دیتی ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: مُردہ جانور کے گوشت کا ٹکڑا نجاست ہوتا ہے اگر پانی میں گر پڑے تو پُورا پانی نِکالنا ضَروری ہے۔

مثال: چُوہے کی کٹی ہوئی دُم کنویں میں گر پڑی تو پُورا پانی نِکالنا واجب ہے۔

اگر دُم کٹے ہوئے مقام پر موم وغیرہ لگا دی جائے جس سے نجاست کی تری پانی میں نہ ملے تو وہ دُم سالم چُوہے کے حکم میں ہوگی۔ (درمختار مع شامی، ج ۱، ص ۲۱۱)

وضاحت ﴿۳﴾: جس پانی میں نجاستِ خَفِیفَہ مل جائے تو اس پانی کا حکم نجاست خَفِیفَہ کا نہیں ہوتا۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۱۱) بلکہ نجاست غَلِیظَہ کا سا ہوتا ہے۔

وضاحت ﴿۴﴾: پہلے گذر چکا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب نجاستِ خَفِیفَہ ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا پیشاب نجاستِ غَلِیظَہ۔

مسئلہ: جن جانوروں میں خُون ہوتا ہے اور وہ پانی میں پیدا نہ ہوئے ہوں اگر کنویں میں ڈوب کر مر جائیں اور پُھول

جائیں یا پھٹ جائیں یا کنویں سے باہر مر کر پھول جائیں یا پھٹ جائیں اور پھر کنویں میں گر پڑیں تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۱، ۲۱۲)

وضاحت ﴿۱﴾: کنویں سے مراد ایسا کنواں ہے جس میں پانی کی سطح دَہ دَردَہ نہ ہو۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۱. مراقی الفلاح شرح نور الایضاح علی ہامش طحطاوی، ص ۲۱)

وضاحت ﴿۲﴾: پھول جانے سے مراد سوج جانا اور متورم ہونا ہے اور پھٹ جانے سے مراد ٹکڑے ہوجانا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۲)

وضاحت ﴿۳﴾: جسم سے بال یا پر جھڑ جائیں تو بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۲)

وضاحت ﴿۴﴾: پانی نکالنے سے پہلے مرا ہوا جانور یا نجاست کا نکالنا (اگر نکالنا ممکن ہو) ضروری ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۲)

وضاحت ﴿۵﴾: چوہا وغیرہ پانی سے باہر مر گیا اور سوکھ گیا پھر پانی میں گرا تو بھی سارا پانی نکالا جائے گا۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۱)

وضاحت ﴿۶﴾: جن جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا جیسے کھٹمل، مکھی، بھڑ، بچھو، مکڑی، جوں، پسو وغیرہ نیز وہ جانور جو پانی میں پیدا ہوں کیکڑا، آبی کتا، آبی خنزیر، آبی مینڈک اگر پانی میں مر جائیں تو پانی ناپاک نہ ہوگا، آبی مینڈک اور غیر آبی مینڈک میں فرق یہ ہے کہ آبی مینڈک کی انگلیوں کے درمیان جھلی ہوتی ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۳)

مسئلہ: مسلمان میت غسل سے قبل کنویں میں گر پڑی تو پانی ناپاک ہوجائے گا (اور سارا پانی نکالنا ضروری ہے) اگر غسل کے بعد کنویں میں گر پڑی تو کنواں پاک رہے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۱)

وضاحت: شہید (جسم پر موجود خون سمیت) قلیل پانی (کنویں یا چھوٹے تالاب) میں گر پڑا تو وہ ناپاک نہ ہوگا، اگر اس کے جسم سے خون بہے اور پانی میں ملے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ (عالمگیریہ، ج ۱، ص ۲۳)

مسئلہ: کافر کی میت نہلانے کے بعد یا پہلے کنویں میں گر پڑے تو کنواں ناپاک ہوجائے گا۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۱)

وضاحت ﴿۱﴾: موت سے انسان کا جسم ناپاک ہوجاتا ہے، مومن غسل سے پاک ہوجاتا ہے، کافر غسل کے باوجود ناپاک ہی رہتا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۲)

وضاحت ﴿۲﴾: حَمل ساقِط ہوا، اگر پیدائش کے وقت رویا چِلّایا (یا زندگی کے آثار محسوس ہوئے) تو اس کا حکم بڑے آدمی کی مانِند ہے، (یعنی والِدین یا ان میں سے کوئی ایک مُومن ہے تو وہ غُسل کے بعد پاک ہو جائے گا ورنہ ناپاک ہی رہے گا اگرچہ نہلایا جائے) اور اگر نہ رویا چِلّایا تو ناپاک ہے اگرچہ غُسل دیا جائے۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۱۲)

وضاحت ﴿۳﴾: مُسلمان مَیِّت کو غُسل سے پہلے یا کافر مَیِّت کو غُسل سے پہلے یا بعد اُٹھائے ہوئے نَماز ادا کی نَماز نہ ہوگی۔
(شامی، ج ۱، ص ۲۱۲،۲۱۱)

مسئلہ: اگر کوئی ناپاک چیز جیسے ناپاک کپڑا یا لکڑی کُنویں میں گِر کر گُم ہو جائے تَلاش کے باوُجود نہ مِل سکے تو ایسی صُورت میں پانی اتنا نکالیں کہ کنویں میں مَوجُود پانی سے آدھا ڈول ہی بھر سکے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۲)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر نجاست (مثلاً مُردار گوشت کا ٹکڑا وغیرہ) کنویں میں گر کر گم ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے۔
(التحریر المختار علی ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر (پورا پانی نکالنا ممکن نہ ہو کہ) نِکالنے سے پانی بڑھتا رہے تو ایسی صورت میں نجاست کے وقت جتنا پانی کنویں میں مَوجُود تھا اتنی مِقدار پانی کی نِکالنا واجب ہے، اگر اِتنی مِقدار نِکالنے کے بعد اتنا پانی بچ رہے کہ ڈول پُورا بھر جائے یا اِتنا زیادہ ہو کہ دس ڈول اُوپر نیچے رکھے ہوئے اس میں ڈُوب جائیں تو کنواں پاک ہے۔
(جدالممتار علی ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۳۵)

وضاحت ﴿۳﴾: پانی کا مُسلسل نکالنا طَہارت کے لئے شَرط نہیں۔

مثال: کنویں سے کُل پانی نِکالنا واجب تھا، ایک دن کچھ پانی نِکالا، اگلے روز پھر اُتنا ہی ہو گیا جتنا نکالنے کے آغاز پر تھا تو اب (سارا پانی نکالنے کی ضَرورت نہیں ناپاکی کے وَقت جتنا پانی تھا اس سے پہلے روز کا نکالا ہوا پانی مِنہا کر کے) باقی پانی نکالا جائے۔ (درمختار مع شامی، ج ۱، ص ۲۱۳، ۲۱۲)

مسئلہ: جتنا پانی نکالنا واجِب تھا نِکال دیا گیا تو اب ڈول، رَسّی، چرخی، پانی نکالنے والے کے ہاتھ (وغیرہ) سب پاک ہو گئے۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۱۲)

وضاحت: جب کسی چیز کی نجاست کسی دوسری چیز کی نجاست کے تابِع ہو، اگر اصل پاک ہو جائے تو تابع چیز بھی پاک ہو جائے گی، اس کی کئی ایک مثالیں ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں۔

مثال ﴿۱﴾: مٹکے میں شراب ہوتو مٹکا شراب کی وجہ سے ناپاک ہے اگر وہ شراب بڑکہ بن جائے تو بڑکہ چونکہ پاک ہے لہٰذا برتن بھی پاک ہوجائے گا۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۱۲)

مثال ﴿۲﴾: اِستنجاء کے وقت مَحَلِ نجاست کی نجاست کے باعث ہاتھ نجس ہوا، جب دھونے کے بعد مَحَلِ نجاست پاک ہوا تو تبعاً ہاتھ بھی پاک ہوجائے گا۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۱۲)

مثال ﴿۳﴾: ہاتھ پرتر نجاست تھی، لوٹے کے دستہ کو پکڑا وہ بھی ناپاک ہوگیا جب ہاتھ پر تین بار پانی بہایا اور وہ پاک ہوگیا تو ہاتھ میں تھاما ہوا دستہ بھی پاک ہوگیا۔ (شامی، ص ۲۱۳)

مسئلہ: کنویں میں اُونٹ یا بکری کی مینگنیاں گر پڑیں، اگر وہ کثیر تعداد میں ہیں تو کنواں ناپاک ہوجائے گا، اگر قلیل تعداد میں ہوں تو پاک رہے گا۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۳)

وضاحت ﴿۱﴾: کثیر اُس وقت شمار ہوں گی جب دیکھنے والا انہیں کثیر سمجھے۔
(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۳۔ شامی، ج ۱، ص ۲۲۱)

وضاحت ﴿۲﴾: سالم، ٹوٹی ہوئی، تر اور سوکھی سب کا حکم ایک ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۳۔ شامی، ج ۱، ص ۲۲۱)

وضاحت ﴿۳﴾: لید، گوبر اور مینگنیوں کا حکم یکساں ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۳)

وضاحت ﴿۴﴾: صحراؤں اور شہروں کے کنوؤں کا حکم ایک جیسا ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۳۔ شامی، ج ۱، ص ۲۲۱)

وضاحت ﴿۵﴾: مسئلہ اور وضاحتوں میں مندرج اشیاء (لید اور گوبر) اگرچہ نجس ہیں لیکن کنویں کے پاک ہونے کا حکم ضرورت کی بنا پر ہے، جہاں جہاں ضرورت اور ابتلائے عام ہوگا ان کی موجودگی کے باوجود چیز کی نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

مثال: دُودھ دوہتے وقت دُودھ میں بکری نے چند مینگنیاں کردیں ان کے ٹوٹنے اور دُودھ میں ان کا رنگ شامل ہونے سے قبل نکال دی گئیں تو دُودھ پاک ہے، اگر دُودھ میں پھٹ گئیں یا دُودھ میں ان کا رنگ شامل ہوگیا تو دودھ ناپاک ہوجائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۱)

مسئلہ: کبوتر، چڑیا وغیرہ پرندوں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے نیز شکاری پرندوں کی بیٹ اور چوہے اور بلی کا پیشاب

اگر کنویں میں پڑ جائیں تو کنواں ناپاک نہ ہوگا، ناپاک غبار کے پڑنے سے بھی کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۰)

وضاحت ﴿۱﴾ مُرغی اور بطخ کی بیٹ کا یہ حکم نہیں، وہ ناپاک ہیں۔

وضاحت ﴿۲﴾ بلّی کا پیشاب اگر برتن کو لگ جائے تو ناپاک ہو جائے گا، اگر کسی اور چیز کو لگے تو مُعاف ہے۔

(شامی، ج ۱، ص ۲۲۰)

وضاحت ﴿۳﴾ چُوہا بلّی سے بھاگ رہا تھا یا بلّی کُتّے سے بھاگ رہی تھی یا بھیڑ بکری درندے سے بھاگ رہے تھے کہ کنویں میں گر پڑے اور زندہ نِکال لئے گئے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (درمختار شامی، ج ۱، ص ۲۱۴)

ہاں تسکینِ قلب کے لئے چند ڈول نِکال دیئے جائیں جن کی تفصیل مذکور ہوچکی ہے۔

مسئلہ ناخن کی مقدار کے برابر انسانی گوشت یا چمڑا پانی میں گر پڑا تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے اگر اس سے کم ہو تو ناپاک نہیں ہوتا، اگر انسانی ناخن گرے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۲)

مسئلہ (پانی یا) کسی مائع میں مُرغی کے پیٹ سے تازہ انڈا یا بکری کے پیٹ سے اس کا بچّہ گر پڑے اگرچہ ان پر رطوبت ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۳)

وضاحت ﴿۱﴾ اگر ان پر کسی نجاست کا ہونا یقینی ہو تو پانی وغیرہ ناپاک ہو جائے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۳)

وضاحت ﴿۲﴾ امام اعظم قدس سرہ العزیز کے نزدیک ان کے مخرج کی رطوبت ناپاک نہیں ہوتی۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۳)

وضاحت ﴿۳﴾ مُرغی کے انڈے اگر بغیر دھوئے اُبال لئے جائیں تو برتن اور پانی ناپاک نہ ہوگا اگر ان پر کوئی نجاست بیٹ یا خون وغیرہ ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ کنویں میں چُوہا، چڑیا، ممولہ، بھجنگا اور چھپکلی میں کوئی سا جانور گرا اور مر گیا تو بیس سے تیس ڈول پانی نکالا جائے گا۔ (قدوری، ص ۱۱)

وضاحت ﴿۱﴾ بیس ڈول نکالنا واجب اور تیس نکالنا مستحب ہے۔

(شرح نقایہ ملاعلی قاری وشرح نقایہ الباس، ج ۱، ص ۵۳)

وضاحت ۲: مُردہ جانور پہلے نکالا جائے پھر پانی نکالا جائے اگر مُردہ جانور پانی میں ہو اور پانی نکال دیا جائے تو کنواں پاک نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح و طحطاوی، ص ۲۲)

وضاحت ۳: مذکورہ بالا حکم تب ہے جب جانور مرنے کے بعد پھولا یا پھٹا نہ ہو، اگر پھول یا پھٹ جائے تو اس کا حکم ذکر ہو چکا کہ سارا پانی نکالا جائے گا۔

وضاحت ۴: جو جانور جسم میں ان جانوروں کی مانند ہو اس کے مرنے کی صورت میں اتنا ہی پانی نکالا جائے گا۔

وضاحت ۵: جو جانور پانی سے باہر مر جائے اور بعد میں کنویں میں گر پڑے اس کا حکم بھی یہی ہے۔

(عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۴)

وضاحت ۶: ان جانوروں کے جسم کا کٹا ہوا کوئی حصہ جس پر اس کے جسم کی نجس رطوبت خون وغیرہ لگا ہو کنویں میں گرے یا وہ جانور زخمی ہوں تو سارا پانی نکالا جائے گا۔

مسئلہ: اگر کنویں میں کبوتر، مرغی اور بلی میں سے کوئی جانور گر کر مر جائے تو چالیس سے پچاس ڈول پانی نکالا جائے گا۔

(قدوری، ص ۱۱)

وضاحت ۱: بعض کتب میں مذکورہ بالا صورت میں چالیس سے ساٹھ ڈول نکالنے کا حکم ہے۔

(ملاحظہ ہو، منیۃ المصلی اور اس کی شرح صغیری و کبیری، ص ۱۵۷

نقایہ اس کی شرح از ملا علی قاری و ملا الیاس، ص ۵۳۔ مراقی الفلاح و طحطاوی، ص ۲۲)

وضاحت ۲: مذکورہ بالا صورتوں میں چالیس ڈول نکالنا واجب اور پچاس یا ساٹھ ڈول نکالنا مستحب ہے۔

(مراقی الفلاح علی ہامش طحطاوی، ص ۲۲)

نوٹ: مسئلۂ بالا کی وضاحت ۲ تا ۶ کا تعلق اس مسئلہ کے ساتھ بھی ہے۔

مسئلہ: کنویں میں اگر کتا، بکری یا آدمی ڈوب کر مر جائے تو سارا پانی نکالا جائے گا۔ (قدوری، ص ۱۱)

مسئلہ: جو جانور جسامت میں چوہے اور مرغی کے درمیان ہیں وہ چوہے کے حکم میں ہیں اور جو مرغی اور بکری کے درمیان میں ہیں وہ مرغی کے حکم میں ہے۔ (عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۴)

وضاحت ۱: کنویں سے پانی نکالنے کے حکم کے لئے مرنے والے جانوروں کی تین جسامتیں معیار ہیں۔

(ا) چُوہایااس کے قریب جسامت والا جانور............بیس سے تیس ڈول

(ب) مُرغی اوراس کے قریب جسامت والا جانور.......... چالیس تا ساٹھ ڈول

(ج) بکری اوراس سے بڑا جانور.......... سارا پانی۔

وضاحت (۲): جو جانور دو جسامتوں کے درمیان کی جسامت کا ہے اس کا حکم کم جسامت والے جانوروں کا سا ہوگا۔

(عالم گیریہ ،ج ۱،ص ۲۴)

مثال (۱): جو جانور جسامت میں چُوہے سے بڑا اور مُرغی سے چھوٹا ہو اس کا حکم چُوہے جیسا (۲۰ تا ۳۰ ڈالنے کا) ہوگا۔

(عالم گیریہ ،ج ۱،ص ۲۴)

مثال (۲): جو جانور جسامت میں مُرغی سے بڑا اور بکری سے چھوٹا ہو اس کا حکم مُرغی جیسا (۴۰ تا ۶۰ ڈول نکالے جائیں گے)۔

(البحر الرائق ومنحة الخالق ،ج ۱،ص ۱۱۹)

وضاحت: ایسی صورت میں چھوٹے جانور کا حکم بڑے جانور کے حکم میں داخل ہو جائے گا۔ (البحر الرائق ،ج ۱،ص ۱۹۹)
یعنی اس کا اپنا حکم نہیں ہوگا صرف بڑے جانور کا حکم ہوگا۔

مسئلہ: دو چُوہے ایک چُوہے کے حکم میں ہیں، تین سے پانچ تک بلّی کے حکم میں، چھ (اوراس سے زائد) کُتّے کے حکم میں ہیں، دو بلّیاں ایک بکری کے حکم میں ہیں۔ (البحر الرائق ومنحة الخالق ،ج ۱،ص ۱۱۹ .ردالمحتار ،۲۱۷)

مسئلہ: اگر کسی کنویں کا کوئی مخصوص ڈول ہے تو اسی سے مطلوبہ تعداد نکالی جائے گی اور اگر مخصوص ڈول نہ ہو تو ایسا ڈول مُراد ہے جس میں ایک صاع (تقریباً ۴ سیر) پانی سما سکے۔ (درمختار مع ردالمحتار ،۲۱۷)

مسئلہ: کنواں پاک کرنے کے لئے شرعاً مقررڈول سے بڑا یا چھوٹا ڈول استعمال کیا گیا تو اتنے ڈول نکالے جائیں کہ شرعاً مقررہ ڈول کی مقدار پانی نکل جائے۔ (درمختار مع ردالمحتار ،ج ۱،ص ۲۱۷)

مثال (۱): کنویں کا مخصوص ڈول دو سیر کا ہے، اس میں چُوہا مر گیا، ایسے ڈول سے پانی نکالا جس میں صرف ایک سیر پانی سماتا ہے تو اب چالیس سے ساٹھ ڈول نکالے جائیں گے۔

مثال (۲): کنویں کا مخصوص ڈول دو سیر کا ہے، اس میں چُوہا مر گیا ایسے بڑے ڈول سے پانی نکا جس میں چالیس سیر یا زیادہ پانی سما جاتا ہے تو اب ایک ڈول نکالنا کفایت کرے گا۔ (ردالمحتار ،ج ۱،ص ۲۱۷)

کنویں کے پاک ہونے کے لئے ہر ڈول کا (لبالب بھرا ہوا نکلنا شرط نہیں بلکہ) نصف سے زائد بھرا ہونا کافی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۴)

وضاحت: بعض اوقات ڈول ایک جانب جھکا ہوتا ہے، بعض اوقات اس میں سوراخ ہوتے ہیں ان سے پانی بہتا رہتا ہے اور بعض اوقات ہچکولوں کے باعث پانی گر جاتا ہے۔

مسئلہ: کنویں میں کوئی جانور مرا ہوا پایا گیا جو کہ پھولا یا پھٹا ہوا نہیں ہے یا ایسا جانور پایا گیا جو مرنے کے بعد پھول یا پھٹ چکا ہے اور معلوم نہیں کہ کب وہ گرا ہے تو جب سے کنویں میں وہ دیکھا گیا اس وقت سے کنواں ناپاک شمار ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۹)

اور اسی میں لوگوں کے لئے نرمی ہے۔ (جدالممتار، ج ۱، ص ۳۱۸)

مسئلہ: کنویں سے سارا پانی نکالنا واجب ہوگیا لیکن سارا پانی نکالنا ناممکن یا مشکل ہے، کیونکہ کنواں چشمہ دار ہے تو اب نکالنے کی ابتداء کے وقت جتنا پانی موجود تھا اتنی مقدار پانی کی نکالنا کافی ہے، اس کے بارے میں دو عادل مردوں کے قول کا اعتبار کیا جائے گا، جنہیں پانی کی مقدار کی پہچان میں بصیرت ہو۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۴، عالم گیریہ، ج ۱، ص ۲۰)

مثال کے طور پر وہ کہیں کہ اس کنویں میں ایک ہزار ڈول پانی ہے تو ہزار ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۱۴)

فصل..... جانداروں کے جھوٹے کے احکام:۔

مسئلہ: اِنسان کا جھوٹا پاک ہے۔ (کنز الدقائق مع البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۶)

اس کا لعابِ دہن پاک ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۶)

یعنی اس سے ناپاک اشیاء پاک ہوسکتی ہیں۔

وضاحت (۱): پاک، جنبی، حیض والی عورت، نفاس والی عورت، کمسن، معمر، مسلمان، کافر، مرد، عورت تمام انسانوں کا جھوٹا پاک ہوتا ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت ﴿۲﴾: عورتوں کا جھوٹا، مردوں کے لئے اور مردوں کا جھوٹا، عورتوں کے لئے اگر چہ پاک ہے لیکن زوجہ، زوج اور محرم مردوں اور عورتوں کے علاوہ دوسروں کا جھوٹا مکروہ ہے اور یہ کراہت غیر محرم کے جھوٹے سے لذت حاصل کرنے کے باعث ہے۔ (البحر الرائق ومنحة الخالق، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت ﴿۳﴾: امرد حجام سے حجامت بنوانا مکروہ ہے جبکہ سر منڈوانے والا اس کے امرد ہونے کے باعث لذت محسوس کرے۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۲۲)

امرد سے مالش کرانا ہاتھ پاؤں دبوانا بھی مکروہ ہے۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۲۲)

وضاحت ﴿۴﴾: شرابی نے شراب پینے کے متصل بعد منہ لگا کر جھوٹا کیا تو اس کا جھوٹا ناپاک ہوجائے گا اگر شراب پینے کے بعد انتظار کرتا رہا کہ اس کا منہ لعاب دہن سے دھل کر پاک ہوگیا تو اس کا جھوٹا پاک ہوگا۔

(البحر الرائق مع منحة الخالق، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت ﴿۵﴾: شرابی کے جھوٹے کی نجاست شراب کے باعث ہے جو کہ ناپاک ہے، اسی طرح کسی اور وجہ سے اس کا منہ ناپاک ہوگیا مثلاً آدمی کے منہ میں زخم لگا جس سے خون بہہ رہا ہے اگر اس حالت میں کسی چیز کو جھوٹا کیا وہ ناپاک ہوجائے گی۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۶)

وضاحت ﴿۶﴾: جسم کے کسی عضو پر نجاست لگ گئی کسی نے اسے چاٹ لیا کہ نجاست کا اثر بدن سے زائل ہوگیا تو وہ عضو پاک ہوجائے گا۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۷)

نوٹ: کسی صحیح العقل آدمی سے اس حرکت کی توقع نہیں کی جاسکتی، بالفرض اگر کوئی دانستہ یا نادانستہ ایسا کرلے تو اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

وضاحت ﴿۷﴾: بچے نے ماں کے پستان پر قے کی، پھر اسے چوسا کہ اس سے قے کا اثر زائل ہوگیا تو پستان پاک ہوگیا۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۷)

نوٹ: قے ناپاک ہوتی ہے، ماؤں کو چاہیے کہ ایسی صورت میں اپنے پستان پاک کر کے بچوں کو دودھ پلائیں، پاک وناپاک، حرام وحلال اشیاء کا بچے کے اخلاق اور مستقبل پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔

وضاحت ﴿۸﴾: شرابی کی مونچھیں لمبی ہوں، (اور شراب نوشی کے وقت شراب سے آلودہ ہوں) اگر چہ دیر کے بعد پانی پئے تو پانی ناپاک ہو جائے گا کیونکہ مونچھوں کے لمبے بال زبان سے پاک نہیں ہوتے۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت ﴿۹﴾: کافر اعتقادی لحاظ سے ناپاک ہیں، قرآن مجید میں ہے "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" اسی وجہ سے ان سے دوستانہ میل جول اور ان کے ہمراہ کھانے پینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

وضاحت ﴿۱۰﴾: پاک جھوٹا مطلق پانی کے قائم مقام ہے۔ (قاضی خان، ج ۱، ص ۱۰)

مسئلہ: گھوڑے اور جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے کا جھوٹا پاک ہے۔ (کنز الدقائق)

وضاحت: جن جانداروں کا گوشت پاک ہے ان کا جھوٹا بھی پاک ہے، کیونکہ لعاب دہن گوشت سے ہی پیدا ہوتا ہے، انسان کا گوشت اس کے احترام اور گھوڑے کا گوشت آلۂ جہاد ہونے کے سبب کھانے کی ممانعت ہے، یہ ممانعت گوشت کے ناپاک ہونے کے باعث نہیں۔ (شرح نقایہ ملاعلی قاری، ج ۱، ص ۵۶)

وضاحت ﴿۲﴾: وہ چوپائے اور پرندے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا جھوٹا پاک ہے۔

وضاحت ﴿۳﴾: وہ جانور (جیسے کھلی مرغی، گائے، اونٹ، بکری وغیرہ) جو صرف نجاست ہی کھاتے ہوں ان کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے اگر غیر مکروہ پانی موجود ہو تو ان کا جھوٹا مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں، اگر یہ کھلے جانور پاک ناپاک دونوں طرح کی اشیاء کھاتے ہوں یا ان کو زیادہ تر پاک چارہ دیا جاتا ہو تو ان کا جھوٹا پاک ہے۔

(مراقی الفلاح، طحطاوی، ص ۱۸)

وضاحت ﴿۴﴾: گھوڑی کا دودھ حلال ہے۔ (منحۃ الخالق علی ہامش البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۲۷)

وضاحت ﴿۵﴾: نجاست کھانے والے جانوروں کے منہ کی طہارت کا اگر یقین ہو تو جھوٹا پاک ہے اور اگر نجاست کا یقین ہے تو جھوٹا ناپاک ہے۔ (شامی، ص ۲۲۳)

وضاحت ﴿۶﴾: اگر کثرت سے نجاسات کھانے کے باعث اس کے گوشت میں بدبو سرایت کر چکی ہو تو اس کا جھوٹا مکروہ ہے، ایسے جانور کا گوشت نہ کھایا جائے اور نہ دودھ پیا جائے، اس کی قربانی نہ کی جائے، اس حالت

میں اس کی فروخت اور ہِبَہ مکرُوہ ہے، اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے قریب آنے سے بُو آتی ہے۔
(شامی، ج ۱، ص ۲۳۳)

وضاحت ﴿۷﴾: بَدبُودار گوشت والے جانور کو باندھ کر رکھا جائے (یہاں تک کہ وہ بَدبُو ختم ہو جائے تو اس کا گوشت، دُودھ، قُربانی وغیرہ جائز ہو جاتی ہے) مُرغی کو تین دن، بکری کو چار دِن، گائے اور اونٹ کو دَس دِن باندھے رکھنے (اور وہیں انہیں خوراک دینے) سے بَدبُو ختم ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار، ص ۲۲۳)

مُرغی کو باندھے رکھنے کی ضَرُورت نہیں، کیونکہ اس کے گوشت میں بَدبُو پیدا نہیں ہوتی۔ (طحطاوی، ص ۱۸)

یہی مُشاہَدہ ہے، لہٰذا مُرغی کو باندھ کر رکھنے کی ضَرُورت نہیں۔

مسئلہ: شکاری پَرِندوں اور گھروں میں رَہنے والے جانوروں کا جُھوٹا مکروہ تنزیہی ہے۔
(درمختار مع ردالمختار، ص ۲۲۴)

وضاحت ﴿۱﴾: شکاری پَرِندے جیسے شکرا، باز، چیل، گدھ اور کَوّا وغیرہ کیونکہ مُردار اور نجاسات کھاتے ہیں اور اپنی چونچوں سے پانی پیتے ہیں جو پاک ہوتی ہے لہٰذا کُھلی مُرغی کی مانند ان کا جُھوٹا مکرُوہ تنزیہی ہے۔
(نورالایضاح، مراقی الفلاح، ص ۱۹)

کیونکہ ہوسکتا ہے پانی پینے سے پہلے انہوں نے نجاست کھائی ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۴)

وضاحت ﴿۲﴾: جس شکاری پَرِندے کی چونچ کے نجاست سے خالی ہونے کا یقین ہو اس کا جُھوٹا پاک ہے۔
(مراقی الفلاح، ص ۱۹)

اگر شکاری پَرِندہ مُردار نہ کھاتا ہو جیسے پالتو باز تو اس کے جُھوٹے سے وُضو جائز ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۲۲۴)

وضاحت ﴿۳﴾: گھر میں رَہنے والے جانور (حَشَراتُ الْاَرض) دو طرح کے ہیں۔

﴿۱﴾ جن میں بہنے والا خُون ہوتا ہے۔

﴿۲﴾ جن میں بہنے والا خُون نہیں ہوتا۔

وہ جانور جن میں بہنے والا خون ہوتا ہے جیسے چُوہا، سانپ اور چھپکلی ان کا جُھوٹا مکرُوہ تنزیہی ہوتا ہے اور وہ جانور جن میں بہنے والا خُون نہیں ہوتا جیسے گبریلا، جھینگر اور بچھو وغیرہ ان کا جُھوٹا پاک ہے۔ (ردالمختار، ص ۲۲۴)

وضاحت ﴿۴﴾: ان جانوروں کے جھوٹے کے سوا اور چیز مل سکتی ہو تو جھوٹا مکروہ ہے اگر نہ مل سکتی ہو تو مکروہ نہیں پاک ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ص ۲۲۵)

وضاحت ﴿۵﴾: فقیر کے لئے ان جانوروں کے جھوٹی کی ہوئی چیزیں کھانے میں کوئی کراہت نہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، ص ۲۲۵)

وضاحت ﴿۶﴾: ان جانوروں کی جھوٹی چیز اگر کوئی مائع ہے تو اس ساری چیز کا یہی حکم ہے اور اگر وہ چیز جامد ہو تو اس جانور کے منہ لگانے کی جگہ کا حکم یہ ہے باقی حصہ پاک ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۵)

وضاحت ﴿۷﴾: جس جانور کا جھوٹا مکروہ ہے اسے اٹھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۵)

وضاحت ﴿۸﴾: جس کپڑے کو ایسا جھوٹا لگا ہو جو مکروہ ہے اس کا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۵)

مسئلہ: خنزیر، کتے اور درندے چوپایوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۵)

وضاحت ﴿۱﴾: درندے جانور وہ ہیں جو کچلیوں سے شکار کرتے ہیں جیسے شیر، بھیڑیا، تیندوا، چیتا، لومڑی، ہاتھی، بجو وغیرہ۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۳)

وضاحت ﴿۲﴾: خنزیر نجس العین ہے (یعنی اس کے تمام اجزا ناپاک ہیں) اور کتا نجس العین نہیں۔

(مراقی الفلاح وطحطاوی، ص ۱۸)

وضاحت ﴿۳﴾: شکاری اور غیر شکاری کتے کا حکم یکساں ہے۔ (مراقی الفلاح مع طحطاوی، ص ۱۸)

وضاحت ﴿۴﴾: جنگلی بلی کا بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار، ص ۲۲۳، مراقی الفلاح مع طحطاوی، ص ۱۸)

وضاحت ﴿۵﴾: پالتو بلی کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ بغیر جھوٹے کے کوئی اور چیز مل سکے اور جب اور نہ ملے تو کراہت نہیں۔ (مراقی الفلاح مع طحطاوی، ص ۱۸)

وضاحت ﴿۶﴾: بلی کے منہ پر نجاست ہونے کا وہم ہو تو مکروہ ہے کہ کوئی آدمی اسے ہتھیلی چاٹنے دے، ایسی صورت میں نماز ادا کرنے سے پہلے اسے دھو لینا چاہئے ورنہ مکروہ ہے، اگر نجاست نہ ہونے کا یقین ہے تو اس کا چاٹنا مکروہ نہیں۔

(مراقی الفلاح وطحطاوی، ص ۱۸)

مسئلہ: گدھے اور خچّر کا جھوٹا مشکوک ہے، اگر اس پانی کے بغیر کوئی پانی نہ ملے تو وُضُو بھی کرے اور تیمّم بھی، اس کے بعد نماز ادا کرے۔ (نور الایضاح مع مراقی الفلاح و طحطاوی، ص ١٩)

وضاحت ﴿١﴾: گدھے سے مُراد گھریلو گدھا ہے، اس کا جھوٹا مشکوک ہے، نَر اور مَادہ اس حکم میں یکساں ہیں۔ (در مختار مع ردالمحتار، ج ١، ص ٢٢٥)

وضاحت ﴿٢﴾: وَحشی گدھا (جسے گُورخَر کہا جاتا ہے) اس کا گوشت حَلال ہے، اس کے جھوٹے میں کوئی شک نہیں (کہ وہ پاک ہوتا ہے) لہٰذا اس کے اِستعمال میں کوئی کَراہت نہیں۔ (ردالمحتار، ج ١، ص ٢٢٥)

وضاحت ﴿٣﴾: خچّر سے مُراد وہ ہے جس کی مَاں گدھی ہو، اگر اس کی ماں گھوڑی ہو (اگرچہ باپ گدھا ہو) تو اس کا جھوٹا پاک ہے، اسی طرح اگر کسی گائے کے پیٹ سے خچّر پیدا ہو تو اس کا جھوٹا بھی پاک ہے (اور پاک کرنے والا ہے)۔ (در مختار مع ردالمحتار، ص ٢٢٥)

وضاحت ﴿٤﴾: حیوانات میں بچّہ مَاں کے تابع ہوتا ہے (جس مَادہ کا جھوٹا پاک ہے) اس کے بچے کا جھوٹا بھی پاک ہے، اور جس مَادہ کا جھوٹا ناپاک یا مشکوک ہے اس کے بچے کا بھی وہی حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ١، ص ٢٢٦)

وضاحت ﴿٥﴾: گدھے اور خچّر کا لُعابِ دَہن طاہر (پاک) ہے۔ (مراقی الفلاح مع طحطاوی، ص ١٩)

(لہٰذا) ان کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ (در مختار مع ردالمحتار، ج ١، ص ٢٢٦)

شک ان کی طَہُوریّت (پاک کرنے) میں ہے۔ (تنویر الابصار مع در مختار و ردالمحتار، ص ٢٢٦)

وضاحت ﴿٦﴾: وضو اور تیمّم میں سے جو پہلے کرلے درست ہے۔ (در مختار مع ردالمحتار، ص ٢٢٧)

لیکن اَفضل پہلے وُضُو کرنا ہے۔ (مراقی الفلاح مع طحطاوی، ص ١٩)

وضاحت ﴿٧﴾: اَحوَط یہ ہے کہ اس جھوٹے سے وُضُو کرنے سے پہلے نیّت کرنا واجب ہے۔ (ردالمحتار، ص ٢٢٧)

وضاحت ﴿٨﴾: ہر نَماز میں تیمّم و وُضُو کا ہونا شَرط ہے (ہر نماز کے لئے نیا وُضُو اور تیمّم شَرط نہیں) اگر کسی نے ایسے جھوٹے سے وُضُو کیا اور نماز ادا کی، پھر بے وُضُو ہوا اور تیمّم کے بعد اس نماز کا اِعادہ کرلیا تو جائز ہے اگر نماز ادا کرنے کے بعد بے وُضُو نہ ہوا تھا اور تیمّم کر کے نماز ادا کرلی پھر بھی دُرُست ہے۔ (ردالمحتار، ج ١، ص ٢٢٧)

وضاحت ﴿۹﴾: کسی نے مَشکُوک پانی سے وُضُو اور تَیَمُّم کرلیا ابھی نماز ادا نہ کی کہ غیر مَشکُوک پاک پانی مل گیا تو پہلے پاک پانی سے وُضُو کرے اور پھر نماز ادا کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۷)

وضاحت ﴿۱۰﴾: کسی کے پاس مَشکُوک پانی ہے اس نے صِرف تَیَمُّم سے نماز ادا کرلی، پھر وہ پانی گرا دیا تو اس پر دوبارہ تیمم کرکے نماز ادا کرنا لازم ہے، اگر اس نے پہلے پانی گرا لیا پھر تَیَمُّم کرکے نماز ادا کی تو اِعادَہ نہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۷)

وضاحت ﴿۱۱﴾: (پانی نہ ہونے کے باعث) ایک شخص تَیَمُّم سے نماز ادا کررہا ہے، دَورانِ نماز اسے مَشکُوک پانی مل گیا تو نماز مُکمَّل کرے پھر اس سے وُضُو کرکے نماز کا اِعادَہ کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۷)

مسئلہ: مَکرُوہ جُھوٹا اگر کپڑے یا بدن پر لگ گیا اگرچہ وہ کتنا زیادہ ہو اس کی مَوجُودگی میں نَماز پڑھنا مَکرُوہ ہے، اس کا کھانا پینا بھی مَکرُوہ ہے، نیز اس سے وُضُو کرنا بھی مکروہ ہے۔ (منیۃ المصلی . کبیری . ص ۱۷۱)

مسئلہ: مَشکُوک جُھوٹا جِسم یا کپڑے کو لگ گیا تو نماز اس کے ساتھ دُرُست ہے۔ (منیۃ المصلی . کبیری . ص ۱۷۱)

وضاحت: مَشکُوک جُھوٹے کی طَہارَت میں کوئی شک نہیں، شک اس کی طَہُورِیَّت (پاک کرسکنے کی صِفَت) میں ہے۔

(منیۃ المصلی، کبیری، ص ۱۷۱)

لہٰذا کپڑے اور بدن کو لگنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ: نَجس جُھوٹا اگر دِرْہَم کی مِقْدار سے زائد بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نَماز دُرُست نہ ہوگی، دِرہَم کی مِقْدار یا اس سے کم ہو تو اسے دھو کر نماز ادا کرنی چاہئے۔ (منیۃ المصلی و کبیری، ص ۱۷۱)

مسئلہ: ہر جانور کے پَسینے کا وُہی حکم ہے جو اس کے جُھوٹے کا حکم ہے، مگر گدھے اور خَچّر کا پَسینہ پاک ہے۔

(منیۃ المصلی مع کبیری، ص ۱۷۱)

وضاحت ﴿۱﴾: جس جانور کا جُھوٹا پاک ہے اس کا پَسینہ بھی پاک ہے، جس کا جُھوٹا ناپاک ہے اس کا پَسینہ بھی ناپاک ہے اور جس کا جُھوٹا مکروہ ہے اس کا پَسینہ بھی مَکرُوہ ہے۔ (کبیری، ص ۱۷۱)

وضاحت ﴿۲﴾: گدھے اور خَچّر کا جُھوٹا مَشکُوک ہے لیکن ان کا پَسینہ پاک ہے۔ (کبیری، ص ۱۷۱)

فصل......دِباغت کے مسائل:۔

وضاحت: (دِباغت کا مَعنٰی ہے کچے چمڑے کو رَنگنا) ہر وہ چیز جو چمڑے کو خراب ہونے سے رُوکے اور کھانے (کی قابلیت) کی حَدّ سے خارِج کردے اس سے دِباغت ہوسکتی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان، ج ۱، ص ۱۳)

مسئلہ: مُرْدار کی کھال دِباغتِ حَقیقیْ اور دِباغتِ حکمی کے ساتھ پاک ہوجاتی ہے، لیکن خنزیر اور اِنْسان کی کھال پاک نہیں ہوتی۔ (نور الایضاح، ص ۶۱)

وضاحت (۱): مُرْدار اگرچہ ہاتھی یا کُتّا ہو اس کی کھال بھی دِباغت سے پاک ہوجاتی ہے، کیونکہ ہاتھی اور کُتّا خنزیر کی مانِند نجسُ العَین نہیں۔ (مراقی الفلاح، طحطاوی، ص ۸۹،۹۰)

وضاحت (۲): نبیِ کَرِیم ﷺ ہاتھی دانْت کی کَنگھی اِسْتِعْمال فرماتے تھے، اس سے مَعْلُوم ہوا کہ یہ نجسُ العَین نہیں، اگر یہ خنزیر کی مانِند ہوتا تو آپ اس کی ہَڈّی کی کَنگھی اِسْتِعْمال نہ فرماتے۔ (مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۸۹،۹۰)

وضاحت (۳): ہر حَیوان کا ظاہِر پاک ہوتا ہے، مرنے سے وہ ناپاک ہوجاتا ہے، زِندگی کی حالَت میں نجاست ہر جانْوَر کے اندر ہوتی ہے جس کا حکم ظاہِر پر نہیں ہوتا جس طرح کہ نمازی کے پیٹ میں نجاست مُوجُود ہوتی ہے لیکن اس کا اثر ظاہِر نہیں ہوتا (مَوت سے وہ ظاہِر پر طاری ہوجاتا ہے) جس سے کھال کی اوپر والی طَرَف بھی ناپاک ہوجاتی ہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت (۴): دِباغتِ حَقیقی مُخْتلِف قِسْم کے دَرَخْتوں کے پتّوں، چھالوں اور بیجوں وغیرہ سے کی جاتی ہے۔

وضاحت (۵): دِباغتِ حکمی مٹی ملنے، دُھوپ میں سُکھانے اور ہَوا میں ڈالنے سے ہوتی ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت (۶): دِباغت سے کھال پاک ہوجاتی ہے کافِر کرے یا مُسلمان، بچہ کرے یا مَجنُون، مرد کرے یا عورت (بشرطیکہ دِباغت میں کوئی نجس چیز اِسْتِعْمال نہ کی ہو اگر کوئی ناپاک چیز اِسْتِعْمال کی ہو تو دِباغت کے بعد اسے پاک کرنا پڑے گا)۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت (۷): کافِر نے دِباغت کی ظَنِّ غالِب ہے کہ اس نے ناپاک چیز سے دِباغت کی تو اس کو دھولیا جائے، کھال میں جَذب ناپاک چیز مُعاف ہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت (۸): سنجاب (یا اس کے علاوہ کوئی اور دِباغت شُدہ کھال) دارُالحَرب سے دَرآمد کی، یہ یقین ہے کہ اسے مُرْدار

کی چربی سے رنگا گیا ہے، دھوئے بغیر اس کو پہن کر نماز صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ دباغت سے پاک ہوگئی لیکن مُردار کی چربی سے پھر ناپاک ہوگئی، اب یہ دھونے سے پاک ہوگی، اگر وہ نچوڑے جانے کی صلاحیت رکھتی ہے تو تین دفعہ دھویا جائے گا اور ہر دفعہ دھونے کے بعد مُبالغہ سے نچوڑا جائے گا اور اگر نچوڑے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتی تو ہر دفعہ دھونے کے بعد اسے رکھا جائے گا یہاں تک کہ پانی کے قطرات ٹپکنا منقطع ہو جائیں، اس طرح دھونے سے وہ کھال پاک ہوجائے گی۔

اگر یقین ہو کہ اسے پاک چیز سے رنگا گیا ہے تو دھوئے بغیر اس کو پہن کر نماز پڑھنا درُست ہے۔

اور اگر شک ہو کہ پاک چیز دباغت میں استعمال ہوئی ہے یا ناپاک تو افضل یہ ہے کہ اسے دھولیا جائے، اگر بغیر دھوئے نماز پڑھی تو جائز ہے، کیونکہ اشیاء کی اصل طہارت ہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت ۹: دباغت سے صرف وہ کھالیں پاک ہوتی ہیں جن کی دباغت ہو سکے، جو کھالیں دباغت کو قبول ہی نہ کرتی ہوں وہ دباغت سے پاک نہیں ہوتیں، جیسے چھوٹے سانپ، چوہے اور حرام گوشت پرندوں کی کھالیں، یہ کھالیں ذبح سے بھی پاک نہیں ہوتیں، ذبح سے وہ کھالیں پاک ہوتی ہیں جو دباغت کو قبول کرتی ہوں، جو پرندے حلال ہیں ان کا معاملہ ظاہر ہے (کہ ذبح سے ان کی کھال پاک ہوجاتی ہے)۔

(الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰. الدر المختار، ج ۱، ص ۲۰۳)

وضاحت ۱۰: سانپ جو کینچلی اُتارتا ہے وہ پاک ہوتی ہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت ۱۱: دباغت سے کھال کی اُوپر کی طرف اور نیچے کی طرف دونوں پاک ہوجاتی ہیں، لہٰذا اس کے دونوں اطراف پر نماز ادا کی جاسکتی ہے، حلال جانور جب مرجائے تو دباغت کے بعد اس کی کھال پاک ہوجاتی ہے، اس کا کھانا حلال نہیں۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت ۱۲: مُردار کا مثانہ، اوجھری اور انتڑیاں بھی دباغت سے پاک ہوجاتی ہیں۔

(الدر المختار، رد المختار، ج ۱، ص ۲۰۳)

وضاحت ۱۳: خنزیر نجس العین ہے، دباغت سے وہ کھال پاک ہوتی ہے جو اصل کے اعتبار سے پاک ہو (لیکن موت کے باعث ناپاک رطوبتیں اس میں آجائیں) دباغت ان ناپاک رطوبتوں کو خارج کر دیتی ہے۔

(الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

وضاحت ۱۴: دِباغت کے بعد خنزیر کی کھال پانی میں گر پڑی وہ ناپاک ہوجائے گا۔

(الفتاویٰ السراجیہ علی ھامش قاضی خان، ج ۱، ص ۲۳)

وضاحت ۱۵: اِنسان اگرچہ کافر ہو اس کی تکریم کے باعث اس کی کھال سے نَفع اُٹھانا جائز نہیں، مسئلہ میں دِباغت کے بعد اس کی طہارت کی نفی سے مُراد اس کا لازِم ہے، یعنی نَفع اُٹھانا ورنہ دِباغت کے بعد وہ پاک تو ہوجاتی ہے لیکن اسے کسی طَور پر اِستِعمال کرکے نَفع اُٹھانا جائز نہیں، اسی طرح اِنسانی جِسم کے تمام اَعضاء کا حکم ہے کہ ان سے مَوت کے بعد نَفع نہیں اُٹھایا جاسکتا ہے۔

(مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۹۰)

مسئلہ: شَرعی اِعتِبار سے دُرُست ذِبح سے حَرام گوشت جانور کی کھال پاک ہوجاتی ہے، اس کا گوشت پاک نہیں ہوتا۔

(نورالایضاح مراقی الفلاح، ص ۹۱)

وضاحت ۱: شَرعی اِعتِبار سے جو ذِبح دُرست نہ ہو اس سے حَرام گوشت جانور کی کھال پاک نہ ہوگی، جیسے مجوسی، بُت پرَست، مُرتَد، مسلمان کا حالتِ اِحرام میں شکار کو ذِبح کرنا یا ذِبح کے وقت جان بُوجھ کر کوئی بِسمِ اللہ ترک کردے۔

(مراقی الفلاح، ص ۹۱، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۰۵)

وضاحت ۲: ذِبح کرنے والا مُسلمان ہو یا کتابی اِختِیاری ذِبح کی صُورَت میں سِینہ اور جَبڑوں کے دَرمیان ذِبح کرے اور اِضطِراری صُورت میں جہاں سے بھی زَخم لگا کر خُون خارِج کردے، ذِبح کے وَقت اللہ کا نام لے یا بُھول کر نام نہ لے تو اس حَرام گوشت جانور کی کھال پاک ہوجائے گی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۰۵)

وضاحت ۳: خِنزیر کی کھال شَرعی ذِبح سے پاک نہیں ہوتی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۰۵)

وضاحت ۴: حَلال گوشت جانور کو ذِبح کرنے سے اس کا گوشت اور چمڑا دونوں پاک ہوجاتے ہیں، نجس العَین اور وہ جانور جن کی کھالیں دِباغت قبُول نہ کرتی ہوں ذِبح سے نہ کھال پاک ہوتی ہے اور نہ گوشت، اور حَرام گوشت جانور جن کی کھالیں دِباغت قبُول کرسکتی ہوں ذِبح سے ان کی کھالیں پاک ہوجائیں گی گوشت پاک نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۰۵)

مسئلہ: خِنزیر کے سوا باقی مُردہ جانوروں کے بال، ہڈیاں، پٹھے، کُھر، سینگ، پَر، چونچ، ناخُن، دُودھ، دانت پاک ہیں۔

(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۰۶)

وضاحت ﴿۱﴾: حیوان کے جسم کا ہر وہ حصہ جس میں خُون سرایت کئے ہوئے نہ ہو مَوت سے ناپاک نہیں ہوتا، کیونکہ نجاست خُون کے جسم کے اجزاء میں بند رہ جانے کے باعث ہوتی ہے، جن اجزائے جسم میں خُون پہلے ہی نہیں ان میں مَوت کے باعث خُون بند ہونے کا سُوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا وہ نجس نہیں ہوتے۔

(نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۹۱)

وضاحت ﴿۲﴾: ان اشیاء کے ساتھ اگر مُردار کے جسم کی چکناہٹ مَوجُود ہو تو اس چکناہٹ کے باعث وہ ناپاک ہوں گی۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۰۶)

وضاحت ﴿۳﴾: بال اور پَر اگر کاٹ لئے جائیں تو وہ پاک ہیں اور اگر اُکھیڑ لئے جائیں تو ان پر چکناہٹ کے باعث وہ ناپاک ہوں گے۔ (مراقی الفلاح، ص ۹۱. ردالمختار، ج ۱، ص ۲۰۶)

وضاحت ﴿۴﴾: اُکھیڑے جانے کی صُورت میں بالوں کے وہ سرے جن پر چکناہٹ موجود ہو ناپاک ہیں، (باقی پاک ہیں) ناپاک بال ناخن کی مقدار کے برابر پانی میں گر پڑیں تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۲۰۷)

وضاحت ﴿۵﴾: اِنسانی جِلد یا اس کا چھلکا یا اس کا گوشت ناخن کے برابر پانی میں گر پڑے تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اگر کم ہو تو نہیں۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۰۷)

وضاحت ﴿۷﴾: مچھلی کا خُون پاک ہوتا ہے، کیونکہ وہ درحقیقت خُون نہیں، خُون خُشک ہونے سے سیاہ ہو جاتا ہے اور مچھلی کا خُون سفید ہو جاتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۰۷، ۲۰۸)

مسئلہ: کُتّا نجس العین نہیں، لہٰذا اس کی خرید و فروخت اور اِجارہ دُرُست ہے، کوئی آدمی اس کو مار ڈالے تو مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا، اس کی کھال کو رنگ کر کے جائے نماز اور ڈول بنانا جائز ہے، زِندہ کُتّا کنویں میں گرے اور مُنہ پانی تک نہ پہنچے اور زِندہ نِکال لیا جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا، اور اگر جسم کاٹے تو جب تک مُنہ کی تَری ان پر موجود نہ ہو وہ ناپاک شُمار ہوں گے، اس کے بالوں کی طہارت اور اس کے گوشت کی نجاست میں کوئی اِختلاف نہیں۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۰۸)

فصل ...... تَحرّی کا بیان:۔

وضاحت ۱: لُغت میں تَحرّی کے مَعانی یہ ہیں، قابلِ اِستِعمال کوطَلَب کرنا، دو چیزوں میں سے اَولیٰ کوطَلَب کرنا، تَحرّی الاَمر، قَصد کرنا، فَضِیلَت دینا، تَحرّی بالمَکان، ٹھہرنا۔ (مصباح اللغات، ص ۱۴۹)

وضاحت ۲: بابِ طَہارَت میں تَحرّی سے مُراد پاک اور ناپاک کی پہچان کے لئے پُوری کوشش اور ہمّت صَرف کرنا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۰)

مسئلہ: پاک اور ناپاک پانی کے بَرتن آپس میں مل گئے، اس طرح کہ پاک اور ناپاک برتنوں کی پہچان نہ رہے، تو اگر پاک پانی کے بَرتنوں کی تَعداد ناپاک پانی والے برتنوں سے زائد ہے تو وُضُواور غُسل کے لئے تَحرّی کی جائے گی اور اگر ناپاک پانی کے بَرتنوں کی تَعداد پاک پانی کے برتنوں سے زائد ہے تو تَحرّی نہ کی جائے گی، لیکن پانی پینے کے لئے دونوں صورتوں میں تَحرّی کی جائے گی، خواہ پاک برتنوں کی تعداد زیادہ ہو یا ناپاک برتنوں کی تعداد زیادہ ہو۔ (نور الایضاح و مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی، ص ۲۰)

وضاحت ۱: اگر پاک پانی کے برتنوں کی تعداد زیادہ ہو تو وُضُواور غُسل کے لئے تَحرّی کی جائے گی (یعنی جس شخص کو ایسی صُورَت درپیش ہو وہ خُوب غور وفِکر کرے گا، غور وفِکر کے بعد جن بَرتنوں کے مُتعلّق اس کا غالِب گُمان ہو کہ یہ پاک پانی والے بَرتن ہیں ان سے وُضُواور غُسل کرے)۔ (مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی، ص ۲۰)

اَنسب یہ ہے کہ سب پانی گرادے اور تَیَمُّم کرے۔ (الاشباہ والنظائر مع الحموی، ج ۱، ص ۱۳۶)

یہ بھی اَنسب ہے کہ دونوں قسم کے پانی کوملادے اور چَوپایوں کے پینے کے کام آئے۔ (مراقی الفلاح، ص ۲۰)

وضاحت ۲: اگر پاک پانی کے بَرتن ناپاک پانی کے برتنوں سے زیادہ نہ ہوں بلکہ دونوں قسم کے برتن تَعداد میں برابر ہوں یا ناپاک پانی کے بَرتن تعداد میں پاک پانی کے بَرتنوں سے زیادہ ہوں تو وُضُواور غُسل کے لئے تَحرّی نہیں کی جائے گی بلکہ ان کو ناپاک شُمار کیا جائے گا اور ان کی مَوجُودگی کے باوُجُود تَیَمُّم کا حُکم دیا جائے گا، ایسی صُورَت میں اگر آدمیوں کے پینے کے لئے اس پانی کی ضَرُورَت نہیں تو اس سارے پانی کو گرایا جاسکتا ہے، یا اسے چَوپایوں کے پینے کے لئے اِستِعمال کیا جاسکتا ہے۔

(مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی، ص ۲۰، الاشباہ والنظائر، ج ۱، ص ۱۳۶)

مسئلہ: تین آدمیوں نے پانی کے تین بَرتن پائے جن میں سے ایک برتن ناپاک ہے (اور دو پاک ہیں) ہر آدمی نے

تَحرِّی کر کے ایک ایک بَرتَن سے وُضُو کر لیا (یعنی تینوں آدمیوں نے تین مختلف بَرتنوں سے وُضُو کر لیا) ان میں سے ہر ایک اگر اپنی اپنی نماز مُنفَرِد طَور پر پڑھے تو سب کی نماز درست ہوگی۔ (مراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی، ص ۲۰)

وضاحت ۱: تین برتنوں اور تین آدمیوں کی قَید اِتفاقی ہے، یہ تعداد کوئی سی ہو سکتی ہے۔ (طحطاوی، ص ۲۰)

وضاحت ۲: ایسے آدمیوں کی آپس میں ایک دوسرے کی اِقتِداء دُرُست نہیں کیونکہ جس پانی سے ہر دوسرے نے وُضُو کیا وہ پہلے کے نَزدِیک ناپاک تھا تو ان میں کسی ایک کا امام بننا اس طرح ہوگا کہ گویا کہ مُقتدِیوں نے بے وضو امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ (طحطاوی، ص ۲۰)

مسئلہ: سَفر میں اس کے برتن ہم سَفرُوں کے برتنوں سے یا اس (کا کھانا) رُوٹی (وغیرہ) ان کے کھانوں سے مل گئے، اور ساتھی بھی پاس نہیں ہیں تو حالَتِ اِختیار میں بعض عُلَماء فرماتے ہیں کہ اسے تَحرِّی کی اِجازَت ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ اپنے ساتھیوں کے آنے کا اِنتِظار کرے لیکن جب حالَتِ اِضطِرار ہو تو اب تَحرِّی کرے (ساتھیوں کے وَاپَس آنے کا اِنتِظار نہ کرے)۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۰. الاشباہ والنظائر، ج ۱، ص ۱۳۶)

مسئلہ: پَاک کپڑے ناپاک کپڑوں میں مِل گئے، پَاک کپڑے ناپاک کپڑوں سے تعداد میں زیادہ ہوں یا کم دونوں صورتوں میں تَحرِّی کرے (تَحرِّی کے بعد جو کپڑا پاک قرار پائے اس سے نماز پڑھے) اگر تَحرِّی کے بعد ایک نماز ادا کر لی وہ دوسری نماز کے وَقت اس کی تَحرِّی میں دوسرا کپڑا پاک قرار پایا اور جس کپڑے سے پہلے نماز ادا کی تھی وہ نَاپاک قرار پایا تو اس کی دُوسری تَحرِّی دُرُست نہ ہوگی (یعنی اس کا اِعتِبار نہ ہوگا پہلی تَحرِّی کے وقت جو کپڑا پاک قرار پایا وہی پَاک شُمار ہوگا)۔ (نور الایضاح مع مراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی، ۲۰. الاشباہ والنظائر، ج ۱، ص ۱۳۶)

وضاحت: (یہی حکم برتن کے بارے میں ہے، یعنی) اگر تَحرِّی سے ایک برتن پَاک قَرار دیا، پھر دوبارہ تَحرِّی سے دُوسرا برتن پاک قرار دیا تو دوسری تَحرِّی کا اِعتِبار نہیں بلکہ پہلا بَرتَن پَاک شُمار ہوگا دوسری تَحرِّی سے اسے نَاپاک قَرار نہیں دیا جا سکتا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۰)

مسئلہ: قِبلَہ کی سمت مَعلُوم نہیں اور نہ ہی کوئی پاس موجود ہے جس سے پوچھ لے تو اب نماز پڑھنے کے لئے جِہتِ قِبلَہ مُتعَیَّن کرنے کے لئے تَحرِّی کرے، اگر ایک بار تَحرِّی کے بعد اس کی تَحرِّی اسی نماز میں، یا دوسری نماز میں تَبدِیل ہو تو تَحرِّی کے مُطابِق اپنے رُخ کو تَبدِیل کرتا رہے۔ (مراقی الفلاح وطحطاوی، ص ۲۰)

تَیَمُّم

مسئلہ: تَیَمُّم اُمتِ مُحمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کے خَصائص سے ہے، اس میں دو طرح سے رُخصت ہے۔

﴿۱﴾ مٹی کو جو بظاہر تَلویث کا باعث ہے، اللہ ربُّ العزّت نے (اپنے کرم سے) طہارت کا ذریعہ بنادیا۔

﴿۲﴾ تَیَمُّم میں تمام اعضائے غُسل اور وُضو پر مسح نہیں، بلکہ ان اعضاء کے ایک حصہ پر اِقتصار کیا گیا ہے (یعنی چہرے اور بازوؤں پر مسح کرلو مکمل طہارت حاصل ہوجائے گی)۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۶۰)

مسئلہ: تَیَمُّم کا لُغوی مَعنیٰ مُطلقاً قصد ہے (خواہ باعظمت شئ کا قصد ہو خواہ حقیر چیز کا قصد ہو) لیکن حج مُعظّم شئ کی جانب قصد کو کہتے ہیں، تَیَمُّم کا شرعی مفہوم یہ ہے "پاک کرنے والی مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا" قصد اور ارادہ اس کے لئے شرط ہے۔ (مراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی، ج ۶۰)

وضاحت: ناپاک زمین جب خشک ہوجائے (تو وہ پاک ہوجاتی ہے، لیکن چونکہ مُطہّر یعنی پاک کرنے والی نہیں اس لئے) اس سے تَیَمُّم جائز نہیں۔ (الطحطاوی، ص ۶۰)

مسئلہ: تَیَمُّم کا حکم اپنے اصل کے حکم کی مانند ہے، تَیَمُّم قائم مقام اور نائب ہے اس کا اصل پانی کے ساتھ طہارت یعنی وُضو اور غُسل ہے، یعنی اس کا دُنیوی حکم یہ ہے کہ جو عمل اس کے بغیر ناجائز تھا اس کی موجودگی میں جائز ہوجاتا ہے، اور اس کا آخرت سے تعلّق رکھنے والا حکم یہ ہے کہ وُضو اور غُسل کرنے کی طرح اس پر بھی ثواب ملے گا۔ (الطحطاوی، ص ۶۰)

مسئلہ: تَیَمُّم کے مقامات (چہرے اور دونوں ہاتھوں) کا مسح کے ساتھ پورا گھیرنا (یعنی ان کا کوئی حصہ مسح سے چھوٹنے نہ پائے) اس کا رکن ہے۔ (الطحطاوی، ص ۶۰)

مسئلہ: (بعض صُورتوں میں یہ فرض ہے جیسے) نمازکی اَدائیگی کے لئے یہ فرض ہے (بعض صُورتوں میں جیسے) بے وضو کے لئے مسجد میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے، اور ان صورتوں میں واجب، جن میں وضو واجب ہے۔ (الطحطاوی، ص ۶۰)

وضاحت: طوافِ کعبہ کے لئے باوُضو (باطہارت) ہونا واجب ہے۔ (نورالایضاح ومراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی، ص ۳۵)

فصل ...... تَیَمُّم کی شَرائِط :۔

وضاحت: وہ شیٔ جو کسی کی مَاہِیَّت میں دَاخِل نہ ہو لیکن اس کا وُجُود اس پر مَوقُوف ہو جیسے نماز کے لئے طَہارت، سَترِ عَورت وغیرہ کہ نماز کی مَاہِیَّت میں دَاخِل نہیں کیونکہ نماز کی مَاہِیَّت کے اَجزاء قِیام، رُکُوع، سُجُود، وغیرہ ہیں لیکن طَہارت اور سَترِ عَورت وغیرہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: **شَرطِ اَوّل، نِیَّت:۔**

وضاحت ﴿۱﴾: (تَیَمُّم کے دُرُست ہونے کے لئے نِیَّت شَرط ہے لیکن وُضُو اور غُسل اگر بغیر نیت طَہارت کے کرلے تو ہو جائیں گے حَدَث زَائِل ہو جائے گا) کیونکہ مٹی (کا اِستِعمال) تَلوِیث کا بَاعِث ہے، (شَرِیعَت نے بِوَقتِ ضَرُورَت اسے مُطَہِّر یعنی پاک کرنے والی قرار دیا ہے تو) اس کے مُطَہِّر ہونے کے لئے نِیَّت کی ضَرُورَت ہے، اسی لئے شَرِیعَت نے تَیَمُّم کے دُرُست ہونے کے لئے نِیَّت کو شَرط قرار دیا ہے، اور پَانی کو اللہ تعالیٰ نے مُطَہِّر تَخلِیق فرمایا ہے، (اس لئے اس کا اِستِعمال جس طرح سے بھی کیا جائے گا، یعنی طَہارت کی نِیَّت کے ساتھ یا نِیَّت کے بغیر وہ مُطَہِّر ہی ہوگا، اسی وجہ سے وُضُو اور غُسل کے دُرُست ہونے کے لئے نِیَّت شَرط نہیں)۔ (مراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی، ص ۶۰)

وضاحت ﴿۲﴾: وُضُو اور غُسل میں اگر طَہارت کی نِیَّت کرلے تو بَاعِثِ ثَواب ہے، اگر نِیَّت نہ کی تو ثَواب نہ ہوگا اگرچہ وُضُو اور غُسل ہو جائے گا۔

مسئلہ: نِیَّت کی شَرعی حَقِیقَت یہ ہے "کسی کام کے کرنے کا پُختہ دِلی اِرادہ"۔

(نور الایضاح ومراقی الفلاح علی ھامش الطحطاوی، ص ۶۰)

وضاحت: نیت کے درست ہونے کے لئے زُبان سے کہنا شَرط نہیں ہاں زُبان سے بھی کہہ لینا بہتر ہے تا کہ زُبان اور دِل کی مُوافَقَت ہو جائے۔

مسئلہ: تَیَمُّم کے لئے نِیَّت اس وقت شَرط ہے جب تَیَمُّم کرنے کی چیز پر ہاتھ مارے، اگر اس کے اَعضَائے تَیَمُّم پر غُبار مَوجُود ہے تو جب اَعضَاء کا ہاتھوں سے مسح کرنے لگے اس وقت نِیَّتِ تَیَمُّم شَرط ہے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۶۰)

مسئلہ: نِیَّت کے لئے مُسلمان ہونا شَرط ہے، کیونکہ نِیَّت سے فِعل ثَواب کا بَاعِث ہوتا ہے، کافر ثَواب سے مَحرُوم ہے۔ (فِعل کا بَاعِثِ ثَواب ہونا اِیمان سے مَشرُوط ہے، اسی لئے ہر کارِ خیر سے قَبل نِیَّت کے مُعتَبر ہونے کے لئے اِسلام شَرط ہے)۔

مسئلہ: جو تیمّم درجِ ذیل تین نیتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کیا جائے اس سے نماز پڑھنا درست ہے۔

﴿۱﴾ طہارت حاصل کرنے کی نیّت سے تیمّم کیا۔

﴿۲﴾ نماز کے مُباح کرنے کی نیّت سے تیمّم کیا۔

﴿۳﴾ وہ فعل جو عبادتِ مقصودہ ہو اور طہارت کے بغیر وہ دُرُست نہ ہو اس کی نیّت سے تیمّم کیا۔ (نور الایضاح)

وضاحت ﴿۱﴾: طہارت نماز کے لئے مشروع ہے، نماز کے دُرُست اور مُباح ہونے کے لئے یہ شرط ہے، تو طہارت حاصل کرنے کی نیّت سے تیمّم دَرحقیقت نماز کے مُباح کرنے کی نیت سے تیمّم ہوا۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۶۰)

وضاحت ﴿۲﴾: جس حدث سے طہارت حاصل کرنا مقصود ہے، نیّت میں اس کی تعیین تیمّم کے دُرُست ہونے کے لئے شرط نہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۶۰)

حتّٰی کہ کسی جُنبی نے وُضو کی نیّت سے تیمّم کیا تو وہ تیمّم جنابت سے بھی کفایت کرے گا۔ (الطحطاوی، ص ۶۰)

وضاحت ﴿۳﴾: اِستباحتِ نماز اور حُصُولِ طہارت کی نیّت دَرحقیقت رَفعِ حدث کی نیّت ہے، کیونکہ نہ نماز رَفعِ حدث کے بغیر دُرُست ہے اور نہ ہی رَفعِ حدث کے بغیر طہارت حاصل ہوتی ہے۔ (الطحطاوی، ص ۶۱)

وضاحت ﴿۴﴾: عبادتِ مقصودہ وہ عبادت ہوتی ہے جو کسی اور عبادت کے ضمن میں بطورِ تبعیّت واجب نہ ہوئی ہو، بلکہ اِبتداءً ہی سے وہ فعل اللہ تعالیٰ کے تقرّب کا باعث ہو، عبادتِ مقصودہ کی مثال نماز ہے، اور عبادت غیر مقصودہ کی مثال قرآنِ مجید کا چھونا ہے، قرآنِ مجید کا چھونا تلاوت کے تابع عبادت ہے، اپنی ذات کے اعتبار سے یہ عبادت نہیں، کیونکہ قرآنِ مجید کا صرف چھونا وہ فعل نہیں جو اللہ تعالیٰ کے تقرّب کا باعث ہو۔

(مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۶۱)

وضاحت ﴿۵﴾: عبادتِ مقصودہ جو طہارت کے بغیر دُرُست نہیں، اس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

نماز، نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت، جُنبی کے لئے قرآنِ مجید کی تلاوت، حَیض یا نفاس سے فراغت کے بعد تلاوتِ قرآنِ مجید۔ (مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی، ص ۶۱)

مُندرجہ بالا عبادات میں سے کسی ایک کے ادا کرنے کی نیّت سے تیمّم کر لیا تو اس سے نماز پڑھ سکتی ہے۔

وضاحت ۶: اگر کسی نے درجِ بالا تین نیتوں میں سے تیمم کے وقت کوئی نیت نہ کی بلکہ صرف تیمم کی نیت کرلی تو اس تیمم سے نماز ادا نہیں کرسکتا۔

(نور الایضاح ،مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی ،ص ۶۱)

وضاحت ۷: درجِ ذیل صورتوں میں کیے ہوئے تیمم سے نماز ادا کرنا دُرُست نہیں۔

﴿۱﴾ بے وُضُو نے تِلاوتِ قرآنِ مجید کی نیّت سے تیمم کیا۔

وضاحت: تلاوتِ قرآنِ مجید اگرچہ عِبادَتِ مَقْصُودَہ ہے لیکن اس کے دُرُست ہونے کے لئے حَدَثِ اَصْغَر سے طَہارت شَرط نہیں، اگر جُنُبی تِلاوتِ قرآنِ مجید کی نیّت سے تیمم کرے تو اس سے نماز درست ہے، کیونکہ تِلاوتِ قرآنِ مجید کے جائز ہونے کے لئے حَدَثِ اَکْبَر سے طہارت شرط ہے۔

﴿۲﴾ جُنُبی آدمی قرآنِ مجید چُھونے یا دُخُولِ مَسْجد کی نیّت سے تیمم کرے۔

وضاحت: یہ دونوں عَمَل اپنی ذات کے اِعْتِبار سے عِبادت نہیں، بلکہ دیگر عِبادَاتِ مَقْصُودَہ جیسے تِلاوتِ قرآنِ مجید اور نماز کی ادائیگی یا اِنْتِظار برائے نماز یا اِعْتِکاف کے تابِع ہونے کے باعث عِبادَت میں شامِل ہیں۔

﴿۳﴾ زِیارَتِ قُبُور، اَذان پڑھنے، اِقامَت کہنے، سَلام کہنے، سَلام کا جَواب دینے، کسی کو تعلیم دینے، اِسلام قبول کرنے کی نیّت سے تیمم کرے۔

وضاحت: یہ اَعْمالِ صَالِحَہ اگرچہ عِبادَتِ مَقْصُودَہ ہیں، لیکن یہ ایسے اَعْمال نہیں جن کے دُرُست ہونے کے لئے طَہارَت شَرط ہو، بغیر طَہارت بھی یہ اَعْمالِ صَالِحَہ بجالا سکتے ہیں، نیز اِسلام قبول کرنے سے قَبْل وہ نیّت کا اَہل نہیں اور تیمم بغیر نیّت کے دُرُست نہیں۔

﴿۴﴾ سَجدۂ شُکر ادا کرنے کی نیّت سے تیمم کرے۔

وضاحت: حضرت اِمامِ اَعْظَم اور حضرت اِمام اَبُو یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِما کے نزدیک یہ عِبادَتِ مَقْصُودَہ نہیں۔

(نور الایضاح ،مراقی الفلاح ،الطحطاوی ،ص ۶۱)

﴿۵﴾ (طَہارَت کے حُصُول کی نیّت نہ کی بلکہ) کسی کو تیمم کا طَرِیقہ سکھانے کی خَاطِر تیمم کیا تو اس سے نماز جائز نہیں، یہی اَصَح ہے۔

(البحر الرائق ،ج ۱،ص ۱۵۷)

دُوسری شرط......

تیمّم کو مُباح کرنے والے اعذار میں سے کسی کا موجود ہونا۔ جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

پہلا عُذر پانی سے ایک میل دُور ہونا۔

مسئلہ: آدمی اگر (وضو غسل کے لئے) کفایت کرنے والے مطہر پانی سے ایک میل دُور ہو تو اسے تیمّم کرکے نماز ادا کرنے کی اجازت ہے اگرچہ وہ شہر میں اقامت پذیر ہو۔ (نور الایضاح، مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۶۱، ۶۲)

وضاحت ۱: پانی کا معدوم ہونا تیمّم کے جواز کے لئے شرط ہے تو جہاں شرط پائی جائے گی تیمّم جائز ہوگا (اگرچہ شہر میں پائی جائے)۔ (شامی، ج ۱، ص ۲۳۳)

وضاحت ۲: شرعی میل چار ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے اور ہاتھ کی لمبائی چوبیس انگل ہے (اس حساب سے ایک ہاتھ دو بالشت اور ڈیڑھ فٹ بنتا ہے اور مستعمل انگریزی گز سے نصف ہے جو کہ تین فٹ کا ہوتا ہے، انگریزی گز سے شرعی میل دو ہزار گز کا ہوتا ہے، جب کہ انگریزی میل ۱۷۶۰ گز کا ہوتا ہے، اس طرح شرعی میل انگریزی میل سے ۲۴۰ انگریزی گز زائد ہوتا ہے، کیلو میٹروں کے حساب سے اس کی لمبائی 1.829 کلومیٹر ہے)۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

مسئلہ: پانی اگر میل سے کم دُور ہو تو تیمّم نہ کرے اگرچہ نماز کا وقت نکل جائے، اس صورت میں احوط یہ ہے کہ تیمّم سے وقت کے اندر نماز ادا کرے اور بعد میں (پانی حاصل ہو تو وضو کرے اور) نماز کا اعادہ کرے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۲)

مسئلہ: کنویں پر بھیڑ ہے، باری سے پانی حاصل کیا جاسکتا ہے، لیکن باری اُس وقت آئے گی جب نماز کا وقت نکل چکا ہوگا تو تیمّم کرکے نماز نہ پڑھے، بلکہ صبر کرے، پانی ملنے پر وضو سے نماز قضاء کرے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

مسئلہ: کسی جگہ بہت سے مسلمان جمع ہوگئے، ان سب کے پاس ستر ڈھانپنے کا صرف ایک کپڑا ہے جسے وہ باری باری پہن کر نماز پڑھ رہے ہیں تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس کی باری تک نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو اس حالت میں وہ صبر کرے، اپنی باری آنے پر کپڑا پہنے اور اگر وقتِ نماز ختم ہو چکا ہو تو نماز کی قضاء کرے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

مسئلہ: بہت سے آدمی ایک تنگ جگہ جمع ہو گئے، وہاں صرف تھوڑی سی جگہ ایسی ہے جہاں صرف ایک آدمی قیام کر کے نماز ادا کرسکتا ہے تو باری باری سب قیام کے ساتھ نماز ادا کریں، اگراس کی باری اس وقت آئے گی جب وقت ختم ہو چکا ہوگا پھر بھی انتظار کرے باری آنے پر اگر وقتِ نماز ختم ہو چکا ہو تو قضاء کرے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

مسئلہ: پاس ناپاک کپڑا ہے جسے پہن کر نماز ادا کرسکتا ہے اور اسے پاک کرنے کے لئے پانی موجود ہے تو اس پر لازم ہے کہ کپڑے کو پاک کرے پھر نماز ادا کرے اگرچہ نماز کا وقت نکل جائے (ایسی صورت میں نماز قضاء کرے)۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

مسئلہ: اگر غالب ظن ہو کہ پانی قریب یعنی میل یا اس سے کم فاصلہ پر مل جائے گا تو اسے تین سو سے چار سو گز تک تلاش کرنا فرض ہے، اور اگر پانی کے قریب ہونے کا ظنِ غالب نہ ہو تو تلاش کرنا فرض نہیں، بلکہ مستحب ہے اگر پانی مل سکنے کی کچھ امید ہو۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۷)

وضاحت ﴿۱﴾: آدمی اگر آبادی اور اس کے قریب اترے تو پانی ڈھونڈنا ہر حال میں واجب ہے، مسئلہ میں مندرج حکم اس شخص کے لئے ہے جو سفر کی حالت میں ہو۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۶)

وضاحت ﴿۲﴾: پانی کی تلاش میں خود بھی جاسکتا ہے اور اپنے کسی بھیجے ہوئے آدمی کے ذریعہ سے بھی تلاش کرا سکتا ہے، اگر کسی نے پانی کے ہونے یا نہ ہونے کی آکر اسے خبر دی تو یہ بھی کافی ہے۔(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۶)

وضاحت ﴿۳﴾: جب (وہ ایسی جگہ ہو جہاں) اس کے لئے پانی (کے پائے جانے یا نہ پائے جانے) کا حال ظاہر ہونا ناممکن ہو تو اس کے لئے پانی کی تلاش میں چلنا ضروری نہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۷)

وضاحت ﴿۴﴾: پانی کے ہونے کا ظنِ غالب اس کی علامات مثلاً سبزہ یا پرندوں کا ہونا یا کسی عادل کی اطلاع سے ہوسکتا ہے۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۷)

وضاحت ﴿۵﴾: اگر پانی ملنے کا ظنِ غالب نہ ہو بلکہ صرف شک ہو یا ظن ہو لیکن غالب نہ ہو تو پانی تلاش کرنا فرض نہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۷)

وضاحت ﴿۶﴾: اگر پانی ملنے کی کوئی امید نہ ہو تو نہ ڈھونڈھے (اس صورت میں ڈھونڈنا مستحب بھی نہیں) کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۷)

وضاحت ﴿۷﴾: پانی کا طلب کرنا اس پر شرعاً واجب تھا، اس نے نہ ڈھونڈا، بلکہ تیمم کر کے نماز پڑھ لی، پھر وہاں کسی آدمی سے پانی کے بارے میں پوچھا وہ خبر دے یا نہ دے، نماز کا اعادہ اس پر واجب ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۷)

دُوسرا عُذر ...... مَرض:

مسئلہ: پانی کا استعمال اگر ضرر رساں ہو تو تیمم کی اجازت ہے، اس طرح کہ پانی کے استعمال سے بیماری کے شدید ہو جانے یا لمبا ہو جانے (یعنی دیر سے ٹھیک ہونے) یا بیمار نہیں لیکن پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے کا ظن غالب ہو۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

وضاحت ﴿۱﴾: پانی خود اگر نقصان دہ ہو یا پانی کے استعمال کے لئے حرکت کرنا ضرر رساں ہو، دونوں صورتوں میں تیمم کی اجازت ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

وضاحت ﴿۲﴾: نقصان رساں ہونے کا وہم اور شک تیمم کے جائز ہونے کے لئے کافی نہیں، اس کے لئے ظن غالب درکار ہے، جو خود اپنے تجربہ یا کسی علامت یا کسی مسلمان حاذق حکیم یا ڈاکٹر کے بتانے سے حاصل ہوگا، ایسے حکیم یا ڈاکٹر کا ظاہری فسق میں مبتلا نہ ہونا ضروری ہے، ورنہ اس کی خبر کا اعتبار نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

مسئلہ: ایسا مریض جسے پانی کا استعمال نقصان دہ نہیں اور نہ ہی وضو کے لئے حرکت ضرر رساں ہے، لیکن وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں (جیسے فالج زدہ انسان) اور اس کے پاس کوئی ایسا نہیں جو اسے وضو کرائے تو اسے بھی تیمم سے نماز ادا کرنے کی اجازت ہے۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر مریض کے پاس ایسا آدمی موجود ہے جس پر مریض کی اطاعت لازم ہے جیسے غلام، اولاد، نوکر تو بالاتفاق مریض اس صورت میں تیمم نہ کرے گا بلکہ وضو کر کے نماز ادا کرے، اسی طرح اگر اس کے پاس ایسا آدمی موجود ہے جس سے وضو میں مدد حاصل کرے تو وہ مدد کرتا ہو اگرچہ اس کی بیوی ہو تو بھی ظاہر مذہب میں تیمم کی اجازت نہیں بلکہ وضو کر کے نماز ادا کرے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۳)

وضاحت ۲: اگر کوئی قبلہ رُو ہونے پر قادِر خُود نہ ہو یا وہ ناپاک بستر پر ہے، پاک بستر پر منتقل ہونے کی جسم میں قدرت نہیں تو اس کے مُتعلق بھی وہی حکم ہے جو وضاحت بالا میں مذکور ہے، یعنی اگر کوئی ایسا شخص مَوجُود ہو جو اسے قبلہ رُو کر دے یا پاک بستر پر منتقل کر دے تو اس پر لازم ہے کہ وہ قبلہ رُو ہو کر اور پاک بستر پر آ کر نماز ادا کرے، بشرطیکہ ایسا کرنے سے مَرَض میں شِدّت کا خَوف یا مَرَض کے لمبا ہونے کا خَوف نہ ہو۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۲)

وضاحت ۳: ایسا مَرِیض اگر مالی لحاظ سے اس بات کی اِستِطاعت رکھتا ہے کہ وُضُو کرانے (قبلہ رُو کرنے یا پاک بستر پر منتقل کرنے) پر کسی کو نوکر رکھ سکے تو اسے (نوکر رکھنا لازم ہے) تیمُّم (یا بغیر قبلہ رُو ہوئے یا ناپاک بستر پر نماز ادا کرنا) جائز نہیں جبکہ نوکر اتنی مزدوری لے جتنی عام نوکر لیتے ہیں، اگر عام مزدوری پر نوکر نہ مل سکے بلکہ وہ زیادہ مزدوری طلب کرے تو پھر تیمُّم کرنا (جس رُخ بن پڑے نماز ادا کرنا ناپاک بستر پر نماز ادا کرلینا) جائز ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۲)

مسئلہ: مُجنبی آدمی کو اگر غُسل سے سردی کے باعث ہلاک ہونے کا یا بیمار ہونے کا ظنِ غالِب ہو، اگرچہ وہ شہر میں موجود ہو تو اسے تیمُّم کی اِجازت ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۲)

وضاحت ۱: تندرُست بے وُضُو کو اگر وُضُو کرنا فِی الواقع سردی کے باعث نقصان دِہ ہو کہ اسے بیمار ہو جانے یا ہلاک ہو جانے کا ظنِ غالِب ہو تو اسے بھی تیمُّم کی اِجازت ہے (اگرچہ یہ صُورت اِنتہائی نادر ہے)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۲)

وضاحت ۲: سردی میں پانی گرم کرنے کے ذرائع اس کے پاس مَوجُود ہوں یا حمّام کی اُجرت اس کے پاس ہے، اگر دونوں نہیں تو غُسل کے بعد سردی سے بچنے کے لئے گرم کپڑے اس کے پاس مَوجُود ہوں یا ایسی جگہ اسے مُیَسّر ہے جس میں سردی سے بچاؤ ہو سکتا ہو، غرضیکہ کسی بھی طریقہ سے وہ غُسل پر قادِر ہو تو تیمُّم اس کے لئے مُباح نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۲)

وضاحت ۳: اگر گرم حمّام کا کرایہ اس کے پاس فِی الوقت موجود نہیں لیکن اس کی مِلکیت میں مال ہے تو اگر حمّام والا اُدھار اُجرت پر راضی ہو تو پھر غُسل کرنا ضَروری ہے، تیمُّم کی اِجازت نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۲)

تیسرا عُذر...... مُخالِف کا خوف:۔

مسئلہ: پانی قریب موجود ہے لیکن وہاں (یا اس کی راہ میں) دُشمن موجود ہے یا سانپ (یا کوئی مُوذِی جانور) یا آگ (وغیرہ) ہے یا وہاں کوئی ظالم اور فاسق موجود ہے جن کے باعث اسے اپنی جان کے نقصان کا ظن غالب ہے، یا وہاں اس کا قرض خواہ ہے اور ڈرتا ہے کہ اگر وہاں گیا تو وہ اسے قید کردے گا یا اسے اپنے مال کے تلف ہونے کا ظنِ غالب ہو اگرچہ وہ اس کے پاس بطورِ امانت ہو (اس کی ملکیت نہ ہو بلکہ اس کی حفاظت اس کے ذمہ ہو تو ان سب صُورتوں میں تیمّم کی اجازت ہے)۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۴)

وضاحت ۱: پانی کے پاس یا اس کی راہ میں فاسق مرد موجود ہے عورت یا اَمرد بچہ اگر وہاں جائیں تو اپنی عزت لٹنے کا خطرہ ہے تو انہیں تیمّم کی اجازت ہے۔ (ردالمحتار، ص ۲۳۴)

وضاحت ۲: اگر قرضدار کے پاس اتنی رقم موجود ہے جس سے وہ قرض ادا کرسکتا ہے تو اب اسے تیمّم کی اجازت نہیں، کیونکہ کہ کسی کے قرض کو روک لینا اور ادائیگی پر قدرت کے باوجود ادا نہ کرنا خود ظلم ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۴)

وضاحت ۳: کم از کم مال کی مقدار جس کے تلف ہونے کے خطرہ سے تیمّم دُرست ہو جاتا ہے وہ ایک درہم ہے، اس کے تلف ہونے کے خطرہ کی صُورت میں نماز توڑنا دُرست ہے تاکہ اس کی حفاظت کرسکے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۵)

وضاحت ۴: وضو سے مانع اگر بندوں کی جانب سے ہو اس کے لئے تیمّم جائز ہوگا (اور حکم یہ ہے کہ وقت میں تیمّم سے نماز ادا کرے) لیکن جب وہ مانع زائل ہو جائے تو نماز (اداشدہ) کا اعادہ کرے جیسے کہ کفار کے ہاتھوں میں مسلمان قیدی کہ اسے وُضو سے روکیں، اسی طرح قید خانہ کا قیدی (جسے نگراں وُضو کی اجازت نہ دے) اور اسی طرح وہ مسلمان جسے دُشمن کی جانب سے دھمکی دی گئی کہ اگر تو نے وُضو کیا تجھے قتل کردیا جائے گا۔

اگر خوف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو تو تیمّم جائز ہے اور نماز کا اعادہ خوف کے ختم ہونے کے بعد نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۵)

وضاحت ۵: دُشمن کی جانب سے خوف اگر اس کی دھمکی کے باعث پیدا ہو تو وہ بندوں کی جانب سے شمار ہوگا (ایسی صُورت میں تیمّم کی اجازت ہے لیکن خوف زائل ہونے کے بعد نماز کا اِعادہ واجب ہے) اور اگر دھمکی کے بغیر ہی اس کی جانب سے خوف ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے شمار ہوگا (یعنی ایسی صُورت میں تیمّم کے ساتھ نماز ادا کرے اور مانع (خوف) کے زائل ہونے کے بعد نماز کا اِعادہ اس پر واجب نہیں)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۵)

وضاحت ۶: مزدور اور نوکر کے پاس وُضُو وغُسل کے لئے پانی نہیں نِصف مِیل دُور اسے پانی مل سکتا ہے تو وہ تیمّم کے لئے مَعذُور شمار نہ ہوگا اگر مالک اسے پانی لا کر وُضُو کی اجازت نہ دے تو تیمّم کر کے (وقت میں نماز ادا کرے) لیکن بعد میں اِعادہ کرے، اگر اس نے اِعادہ نہ کیا اور یاد ہوتے ہوئے (کہ میرے ذِمّہ اس نماز کا اِعادہ ہے) اور نماز پڑھ لے (اور وہ صاحبِ ترتیب ہو) تو یہ دوسری پڑھی ہوئی نماز فاسد ہوگی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۵)

چوتھا عُذر ...... پیاس:-

مسئلہ: (پانی پاس موجود ہے لیکن) اسے خوف ہے (اگر وُضُو اور غُسل کے لئے اِستعمال کرلیا تو) پیاس کے باعث اپنے ساتھی، شریکِ قافلہ چوپائے، چوپایوں کے لئے رَکھوالی کے کُتّے، شکاری کُتّے کی جان چلی جائے گی، پیاس کے باعث اسے فی الحال مرنے کا خوف ہو یا دَورانِ سَفر آئندہ (جب کہ پتہ ہو کہ سَفر میں آئندہ پانی نہیں ملے گا) تو اسے تیمّم کی اجازت ہے۔ (عالمگیریہ، ج ۱، ص ۳۸)

وضاحت ۱: فی الحال قافلہ میں پانی وافر مقدار میں موجود ہے اور ساتھی بھی کم ہیں جن کے وُضُو، غُسل اور پینے کے لئے وہ پانی دَورانِ سَفر کفایت کرسکتا ہے لیکن یقین ہے کہ دَورانِ سَفر مزید ساتھی بعد میں ملیں گے اس وقت ساتھیوں کی تعداد اتنی کثیر ہو جائے گی کہ پانی کی مقدار صرف ان کے پینے کی ضَرُوریات پُورا کرنے کی صَلاحیّت رکھتی ہے، وُضُو اور غُسل کے لئے اِستعمال کریں گے، تو مزید پانی نہ ملنے کے باعث پیاس سے ہلاکت کا خوف ہو تو تیمّم کی ابھی سے اجازت ہے۔

وضاحت ۲: حُجّاج یا غیر حُجّاج کے سَفر میں ایک شخص کے پاس پانی کثیر مقدار میں موجود ہے، قافلہ میں ایسے غُربا موجود ہیں جنہیں اس پانی کی ضَرُورت ہے تو اب پانی کے مالک کے لئے تیمّم کی اجازت ہے اور جب ان

فُقراء کو پانی کی شَدِید حاجت ہوتو ان کی زِندگی بچانے کے لئے پانی کے مالک پر اس پانی کا خرچ کرنا واجب ہے، (اور خود تیَمُّم کرکے نمازیں ادا کرے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۵)

وضاحت ﴿۳﴾: اگر آٹا گوندھنے کے لئے پانی کی ضَرُورت ہو (اور پانی آٹا گوندھنے اور وُضُو میں سے کسی ایک کے لئے کِفایت کرتا ہو) تو اسے آٹا گوندھنے میں اِستِعمال کرے اور تیَمُّم سے نماز ادا کرے، لیکن پانی کی مِقدار اگر سالن پکانے اور وُضُو کرنے میں کسی ایک کے لئے کِفایت کرتی ہو تو اب تیَمُّم کی اِجازت نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۵)

مسئلہ: پیاس کے باعث کوئی شخص حالتِ اِضطِرار میں ہے کسی دُوسرے شخص کے پاس پانی موجود ہے، پانی کا مالک اس مُضطَر شخص کو پانی دینے سے اِنکار کرتا ہے، اور پیاس کے لئے اسے اس پانی کی ضَرُورت نہیں تو مُضطَر کے لئے جائز ہے کہ پانی اس سے زبردستی حاصل کرے، اگر ایسے نہ مل سکے تو لڑ کر بھی حاصل کرسکتا ہے، اس لڑائی میں اگر پانی کا مالک قتل ہوگیا تو قاتل پر قِصاص یا دِیت نہ ہوگا اور اگر وہ مُضطَر قتل ہوگیا تو پانی کے مالک پر قِصاص لازم ہوگا یا اس کے عاقِلہ پر دِیت ہوگی اور قاتل پر کفّارہ لازم ہوگا۔

(درمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۵، ۲۳۶)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر پانی کے مالک کو پیاس کے لئے اس پانی کی ضَرُورت ہوتو وہ دوسرے ضَرُورت مندوں سے مُقدَّم ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۶)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر اَجنَبی کو وُضُو کے لئے پانی دَرکار ہو اور مالک کو پیاس کے لئے اس کی ضَرُورت ہو تو اجنبی کو دینا مالِک پر ضَرُوری نہیں ہوگا اور نہ ہی اَجنَبی زبردستی اس سے چھیننے کا حق دار ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۶)

پانچواں عُذر ...... پانی نکالنے کا آلہ مَوجُود نہ ہونا:۔

مسئلہ: کنواں پاس ہے لیکن ڈول اور رَسّی موجود نہیں تو تیَمُّم کرنا جائز ہے۔ (نورالایضاح ومراقی الفلاح، ص ۲۳)

وضاحت ﴿۱﴾: ڈول اور رَسّی کا پاک ہونا شرط ہے اگر ناپاک ڈول اور رَسّی مُیَسَّر ہو تو تیَمُّم جائز ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: جب اس کے پاس ڈول (وغیرہ پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ) موجود نہیں، جس سے پانی نکال سکے تو کنویں کا ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے برابر ہے۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت ﴿۳﴾: ایسی صورت میں تیمّم کے جواز کی شرط یہ ہے کہ وہ پانی تک اپنا کوئی (پاک) کپڑا نہ پہنچا سکتا ہو، اگر وہ پانی تک کپڑا پہنچا کر اس کی تری سے تھوڑا پانی (جو وُضو کے لئے کفایت کرے) نکال سکتا ہو تو اس کے لئے تیمّم کرنا جائز نہیں۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت ﴿۴﴾: اگر کوئی شخص پانی کنویں میں سے نکال دیتا ہو لیکن وہ اس کی مزدوری وصول کرتا ہو اگر وہ مزدوری اتنی مانگتا ہے جتنی کہ عام طور پر ایسے کام کی مزدوری ہے (اور اس کے پاس مزدوری کے لئے رقم بھی موجود ہے) تو اب (پانی حاصل کر کے وضو کرنا ضروری ہے) تیمّم جائز نہیں، ورنہ جائز ہے اور اس سے اداشدہ نماز کا اعادہ اس پر نہیں۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۰)

وضاحت ﴿۵﴾: اس کے پاس کپڑا اتنا چھوٹا ہے کہ وہ پانی تک نہیں پہنچ سکتا تو اس کو لمبائی میں پھاڑنے سے اگر اس کی قیمت ایک دِرہم کم ہو جائے تو اس کے لئے تیمّم جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۶، منحۃ الخالق، ج ۱، ص ۱۵۰)

مسئلہ: تیمّم کو مُباح کرنے والا ہر ایک عُذر جب تک موجود ہے اس کا حکم بھی موجود ہے، اور جب وہ عُذر ختم ہو تو اس کا حکم بھی باطل ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۶)

وضاحت: ایک عُذر کے باعث تیمّم کیا، وہ عُذر موجود تھا کہ دوسرا عُذر بھی لاحق ہو گیا جب تک پہلا عُذر باقی ہے تیمّم باقی ہے، جب پہلا عُذر ختم ہوا تو تیمّم بھی باطل ہو گیا، اگرچہ دوسرا عُذر باقی ہے اب دوسرے عُذر کے باعث جو پہلے عُذر کی موجودگی میں لاحق ہوا کے لئے دوبارہ تیمّم کرنا ہوگا۔

مثال ﴿۱﴾: پانی کی عدم موجودگی کے باعث تیمّم کیا پھر (پانی کی عدم موجودگی کے دوران) بیمار ایسا ہو گیا (کہ تیمّم اس کے لئے مُباح ہو گیا) پھر بیماری کے دوران پانی دستیاب ہو گیا۔

حکم: پہلے تیمّم سے نماز ادا نہیں کر سکتا، تیمّم از سرِ نو کرے اور نماز ادا کرے۔

وضاحت: پہلے تیمّم کی اِباحت کا عُذر پانی کی عدم دستیابی ہے، اب جب کہ وہ عُذر ختم ہوا اس کا حکم (تیمّم کا دُرست ہونا) بھی باطل ہو گیا، دوسرے عُذر (بیماری) کے باعث نیا تیمّم کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۶)

مثال ﴿۲﴾: بیماری یا شدید سردی کے باعث پانی کی موجودگی میں تیمّم کیا، بیماری یا شدت کی سردی ابھی موجود ہے کہ پانی دستیاب نہ رہا پھر بیماری یا سردی ختم ہو گئی۔

حکم: نماز کی اَدائیگی کے لئے نیا تیمّم ضَروری ہے۔

وضاحت: پہلے تَیَمُّم کے لئے عُذر بیماری یا شدید سَردی تھی جس کے بَاعث وہ پانی کی موجودگی میں بھی اس کے اِستعمال پر قادِر نہ تھا، جب یہ عُذر ختم ہوا تو اب پانی کے اِستعمال پر اسے قُدرت حاصل ہوگئی اگرچہ پانی موجود نہیں (اس عُذر کے بَاعث نیا تیمّم اس پر لازم ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۷)

مسئلہ: صَحراؤں میں (جہاں دُور دُور تک پانی مُیسّر نہیں ہوتا) رَکھے ہوئے پانی اور پانی کے (چھوٹے) حَوضوں میں پانی ہونے کے باوُجُود تیمّم کرے (کیونکہ وہ مُسافروں کے پینے کے لئے وَقف ہوتے ہیں) ہاں اگر پانی اِتنی کَثیر مِقدار میں ہو کہ اس کی کَثرت سے یہ اِستدلال کیا جاسکے کہ (یہ صِرف پینے کے لئے نہیں، کیونکہ اگر صِرف پینے کے لئے وَقف ہوتا تو اِتنی کَثیر مِقدار میں نہ ہوتا بلکہ) وَاقِف نے اسے مُطلقاً اِستعمال کے لئے وَقف کیا ہے (خواہ کوئی پیئے یا وُضُو یا غُسل کے اِستعمال میں لائے تو اس وقت تیمّم کی اِجازت نہ ہوگی)۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۶۳)

چھٹا عُذر ...... نمازِ جَنازَہ یا عِید کے فَوت ہُونے کا خَوف:

مسئلہ: ایسی نماز جس کے فَوت ہونے پر اس کا کوئی خَلیفہ ہو (یعنی اس کا کوئی بَدل ادا یا قضاء کے طَور پر ہو) اس کے فَوت ہونے کے خَوف کے بَاعث تیمّم جَائز نہیں اور ایسی نماز جس کے فَوت ہونے پر اس کا کوئی خَلیفہ (بَدل) نہ ہو اس کے فَوت ہونے کے خَوف کے بَاعث تیمّم کرے، اگرچہ اس پر حالتِ جَنابت ہو۔

(مراقی الفلاح و طحطاوی، ص ۶۳)

وضاحت ﴿۱﴾: نمازِ جَنازہ اور نمازِ عید (۱) ایسی نمازیں ہیں جن کے فَوت ہونے پر ان کا بَدل نماز کی صورت میں کوئی نہیں، لہٰذا ان کے فَوت ہونے کے خَوف کے بَاعث تیمّم کی اِجازت ہے، نمازِ جُمعہ سمیت تمام وقتی نمازیں ایسی ہیں جن کے فَوت ہونے پر ان کا بَدل موجود ہے، نمازِ جُمعہ کا بَدل ظُہر ہے اور دوسری وقتی نمازوں کا بَدل قَضاء ہے، ان کے فَوت ہونے کے خَوف کے بَاعث تیمّم کی اِجازت نہیں۔ (۲)

---

(۱) ایسی نمازیں اور بھی ہیں جن کا ذکر اگلے صَفحات میں آتا ہے۔

(۲) اَحوط یہ ہے کہ ایسا شخص جس کی وقتی نماز فوت ہو رہی ہو پانی نہ ملنے کی صُورت میں وقت کے اندر تیمّم کرکے اپنی نماز ادا کرے اور جب وقت کے بعد پانی ملے تو وضو کرکے نماز قضاء کرے، خواہ اس نے جان بوجھ کر اتنی دیر کی ہو کہ اب وُضُو سے نماز ادا نہیں کرسکتا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۶)

وضاحت ۲: نمازِ جنازہ میں وُضُو کر کے شامل ہونے کی صُورت میں اگر ایک تکبیر بھی مل سکتی ہو تو وُضُو کرے، (امام کے ساتھ وہ تکبیر کہے اور باقی تکبیریں بعد میں کہہ لے تیمّم کی اِجازت نہیں، اسی طرح وضو کر کے نمازِ عید میں اِمام کے ساتھ شامل ہو سکتا ہو اگرچہ آخری قعدہ میں تو بھی وُضُو کرے، تیمّم کی اِجازت نہیں)۔

(مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی، ص ۶۳)

وضاحت ۳: مَیِّت کا وَلی اَقرب جسے اَوروں پر حَقِ تَقَدُّم حاصل ہے اسے چونکہ نماز کے فَوت ہونے کا خُوف نہیں (کیونکہ اگر اور نمازِ جَنازہ پڑھ بھی لیں تو اسے اِعادَہ کا حَق حاصل ہے) لہٰذا اسے تیمّم کر کے نمازِ جَنازہ پڑھنے کی اِجازت نہیں، ہاں کوئی ایسا شخص آجائے جسے اس کی نسبت زیادہ حَقِ تَقَدُّم ہو تو پھر اسے تیمّم کرنا جائز ہوگا۔

(مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۶۳)

وضاحت ۴: نمازِ جَنازہ فَوت ہونے کے خَوف کے بَاعِث تیمّم سے ادا کیا، پھر دوسرا جَنازہ آگیا تو کیا حکم ہے؟ اگر دو جَنازوں کے دَرمیان اتنا وَقفہ تھا کہ وہ وُضُو کر سکتا تھا تو اب دوسرے جَنازہ کے لئے نیا تیمّم کرے اور اگر اتنا وَقفہ نہ تھا تو پہلے تیمّم سے دُوسرا جَنازہ پڑھ لے، تیمّم کے اِعادَہ کی ضَرُورت نہیں۔

(الدر المختار و ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۲)

وضاحت ۵: نمازِ عید میں اگر خَوف ہو کہ وُضُو کرے گا تو اِمام جَماعت سے فَارِغ ہو جائے گا اور نماز اس سے فَوت ہو جائے گی تو اب تیمّم کرے اور نمازِ عید میں جَماعت کے ساتھ شَامِل ہو۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۴۲)

وضاحت ۶: عید کے دِن لوگ وَقتِ زَوال سے تھوڑی دیر قبل جمع ہوئے، اِمام باوُضُو نہیں اگر اِمام وُضُو میں مَشغُول ہو تو زَوال کا وَقت شُرُوع ہو جاتا ہے تو اب اِمام کے لئے اِجازت ہے کہ تیمّم کرے اور نمازِ عید پڑھائے، وَاضِح رہے کہ نمازِ عید اگرچہ اَگلے روز قَضاء کی جا سکتی ہے جس طرح کہ وَقتی نمازیں وَقت کے بعد قَضاء کی جا سکتی ہیں لیکن حضراتِ فُقہاء نے تیمّم کے حَق میں نمازِ عید کو ان وَقتی نمازوں کی مَانِند قَرار نہیں دیا جن کو وَقت کے بعد باوُضُو قَضاء کیا جا سکتا ہے، بلکہ نمازِ عید کی قَضاء ہونے کے خوف کے بَاعِث تیمّم کا حکم دیا ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۲)

وضاحت ۷: نمازِ عید میں بے وُضُو کی مُختلف صُورتوں کے اَحکام دَرجِ ذَیل ہیں۔

پہلی صورت: عید گاہ میں پہنچا تھا اور نماز کے آغاز سے قبل وُضو ٹوٹ گیا۔

حکم: وُضو کرکے اگر جماعت کا کچھ حصّہ بھی پانے کی امید ہو تو تیمُّم نہ کرے (بلکہ وُضو کرے نماز کا جتنا حصہ اِمام کی اِقتداء میں مِل سکے پڑھے، اِمام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقایا نماز پُوری کرے)۔

دوسری صورت: نمازِ عید میں شامل ہونے کے بعد وُضو ٹوٹ گیا۔

حکم ﴿۱﴾: اگر نماز کا وقت اِتنا تنگ ہے کہ وُضو کرنے کی صُورت میں زوالِ شمس کا خوف ہے تو اب (اِمام و مُقتدِی دونوں کے لئے) حکم یہ ہے کہ تیمُّم کرے اور نماز پوری کرے، واضح رہے کہ صحیح عُذر کی بناء پر تیمّم کرنے والے اِمام کی اِقتداء میں وُضو کرنے والے کی نماز درست ہے۔

حکم ﴿۲﴾: اگر نماز کا وقت تنگ نہ ہو (تو اِمام کے لئے تیمُّم کی اِجازت نہیں) اور مُقتدِی کو بھی تیمُّم کی اِجازت نہیں، کیونکہ وُضُو کے بعد نماز کو وہیں سے شروع کرے جہاں سے اس کا وُضو ٹوٹا تھا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۲)

وضاحت ﴿۸﴾: اس مسئلہ کی وَضاحت نمبر ۱ میں نمازِ جنازہ اور نمازِ عید دو ایسی نمازوں کا ذکر ہو گیا جن کے فَوت ہونے پر ان کا خلیفہ کوئی نہیں ان کے علاوہ اور بھی ایسی نمازیں ہیں جن کے فَوت ہونے پر ان کا خلیفہ کوئی نہیں، جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

﴿ا﴾ نمازِ کُسُوف، (سُورج گرہن کی نماز)

﴿ب﴾ نمازِ خُسُوف، (چاند گرہن کی نماز)

﴿ج﴾ نمازِ ظُہر، مَغرِب، عِشاء اور جُمُعہ کے بعد کی سُنّتیں جب ان کی ادائیگی میں اتنی دیر ہو گئی کہ اگر وُضُو میں مَشغُول ہو تو ان کا وَقت فَوت ہونے کا خوف ہو۔

﴿د﴾ نَوافِل اور مُستحبّ نمازیں، جیسے نمازِ چاشت (اور دیگر نَوافِل جن کا وقت مُعیّن ہے) اگر وُضو میں مَشغُول ہونے پر ان کے اَوقات ختم ہونے کا خطرہ ہو۔

﴿ہ﴾ نمازِ فَجر کی صرف پہلی سُنّتیں، وُضُو میں مَشغُول ہونے کی صُورت میں ان کے فَوت ہو جانے کا خوف ہو، (واضح رہے کہ وُضو کرنے کی صُورت میں فَجر کی پُوری نماز قضاء ہونے کا خوف ہو تو تیمُّم کی اِجازت نہیں، اگر صرف سُنّتیں قضاء ہونے کا خَوف ہو تو تیمُّم سے ان کو وقت کے اَندر ادا کرے)۔

صرف سُنَّتیں قضاء ہونے کی یہ صُورتیں ہوسکتی ہیں۔

کسی شخص نے اسے وُضُو کے لئے پانی دینے کا وَعدہ کررکھا ہے یا کسی کنویں سے پانی نکالنے کے لئے اس نے حکم دیا ہے، ان دوصُورتوں میں اسے ظَنِ غالب ہے کہ اگر پانی ملنے تک اِنتظار کیا تو وَقت اِتنا تنگ رہ جائے گا کہ وُضُو کے بعد صِرف فرض وَقت میں ادا کرنا ممکن ہوگا۔

ان تمام صورتوں میں تیَمُّم کے ساتھ دَرجِ بالا نمازوں کو ادا کرنے کی اِجازت ہے۔

(الدارلمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۲، ۲۴۳)

تیسری شَرط......پاک کرنے والی جِنسِ اَرض سے تیَمُّم کرنا:۔

مسئلہ: تیَمُّم تب دُرُست ہوگا جبکہ پاک کرنے والی جِنسِ اَرض سے کیا جائے۔

وضاحت ﴿۱﴾: زمین کسی نجاست کے باعث ناپاک ہوگئی تو جب وہ خُشک ہوجائے اوراس کا اَثر زائل ہوجائے تو وہ پاک ہوجائے گی لیکن اس سے تیَمُّم دُرُست نہیں، کیونکہ ایسی زَمین کا حکم مُستَعمل پانی کا سا ہوتا ہے، جو خُود تو پاک ہے لیکن اس سے وُضُو یا غُسل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۹)

وضاحت ﴿۲﴾: ہر وہ چیز جو جل کر خاکستر (راکھ) بن جائے، جیسے دَرخت، گھاس یا (پگھل جائے) ڈھل جائے اور نرم ہوجائے، جیسے لَوہا، پیتل، سُونا اور شیشہ وغیرہ وہ جِنسِ اَرض سے نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۹)

وضاحت ﴿۳﴾: مندرجہ ذَیل چیزیں جِنسِ اَرض سے ہیں ان سے تیَمُّم جائز ہے۔

- ☆ خاک جس میں فصل اُگانے کی صَلاحیّت ہو۔
- ☆ خاکِ شُور جس میں اُگانے کی صَلاحیّت نہ ہو۔ ☆ ریت
- ☆ پتّھر، اگرچہ دُھلا ہوا بےغُبار ہو یا باریک پِسا ہوا ہو۔ ☆ غُبار
- ☆ قبرستان کی زمین جس میں نجاست کا ظَن نہ ہو۔ ☆ جلی ہوئی مٹی۔
- ☆ مٹی کسی بھی رَنگ کی ہو، زَرد، سُرخ، سَفید، سَبز وغیرہ۔ ☆ پکی اینٹ۔
- ☆ مٹی سے بنے ہوئے بَرتَن یا ان کے ٹکڑے جبکہ ان پر رَوغَن نہ ہو۔ ☆ چُونا کا پتّھر۔

☆ اَن بُجھایا بُجھاہوا چُونا۔ ☆ سیمنٹ۔ ☆ دِیوار وغیرہ پر لگاہوا چُونا یا سیمنٹ۔

☆ یاقُوت۔ ☆ زُمُرّد ☆ زَبَرجَد۔

☆ فِیرُوزہ۔ ☆ عَقِیق۔ ☆ مُرجان۔

☆ سُرمہ۔ ☆ گَندھک۔ ☆ ہَڑتال۔

☆ مَعدِنی نمک۔ ☆ خاک۔

☆ جس میں خاک سے کم راکھ یا آٹا وغیرہ ملا ہو۔

☆ کپڑا، دھات یا حَیوان جس پر اتنا غُبار ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے اُنگلیوں کے نشان بن جائیں۔

☆ پتّھر کا کوئلہ۔ (فتاوی رضویہ، ص ۷۳۸۔۔۔۷۴۴ اختصاراً)

وضاحت ۴: مُندرجہ ذَیل اَشیاء جِنسِ اَرض سے نہیں، ان سے تیمّم جائز نہیں۔

☆ بَرف۔ ☆ کپڑا۔ ☆ نمدہ۔ ☆ دَرخت۔ ☆ گھاس۔

☆ لکڑی۔ ☆ نَباتات۔ ☆ پھل۔ ☆ غَلّہ، گندم، جَو، وغیرہ۔

☆ آٹا۔ ☆ سَتُّو۔

☆ دھاتیں جیسے سونا، چاندی، لوہا، قَلعی، سیسہ، تانبا، جَست، وغیرہ۔

☆ پانی سے بنا ہوا نمک۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۷۴۵۔۔۔۷۴۷ اختصاراً)

نوٹ: تفصیلات کے لئے فتاویٰ رضویہ کے مُتعلّقہ صَفَحات کا مُطالعہ کیا جائے۔

وضاحت ۵: تیمّم کے دُرُست ہونے کے لئے شَرط یہ ہے کہ جس چیز سے تیمّم کیا جائے وہ بوقتِ تیمّم جِنسِ اَرض سے ہو، شیشہ پر تیمّم جائز نہیں، اگرچہ اس کی اَصل ریت ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۴)

(مَعدِنی پتّھر جو شیشہ کی مانند شفاف ہوتا ہے اُس سے تیمّم دُرُست ہے)۔

مسئلہ: (جو چیزیں) جِنسِ اَرض (سے ہیں ان پر غُبار ہونا تیمّم کے دُرُست ہونے کے لئے شرط نہیں)، ان سے تیمّم دُرُست ہے اگرچہ ان پر غُبار نہ ہو۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۳۹)

وضاحت ﴿۱﴾: جنسِ ارض پر غُبار نہ تھا اس وجہ سے ضَرب کے وَقت اُنگلیوں کے دَرمیان غُبار داخل نہ ہوا تو اُنگلیوں کا خِلال کرنا واجب ہے، اس خِلال کے لئے الگ ضَرب کی ضَرُورت نہیں، اگر اس صورت میں خِلال نہ کیا تو تَیَمُّم نہ ہوگا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۹)

وضاحت ﴿۲﴾: کُھلی اَنگُوٹھی کے نیچے اگر ضَرب سے غُبار پہنچ جائے تو اس کو حَرکت دے کر نیچے مسح کرنا ضروری نہیں، ورنہ حَرکت دینا ضَرُوری ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۹)

مسئلہ: جنسِ اَرض اور غیرِ جنسِ اَرض آپس میں ملے ہوئے ہوں، اگر جنسِ اَرض غالِب ہے تو اس سے تَیَمُّم دُرُست ہے اور اگر جنسِ اَرض اور غیرِ جنسِ اَرض مُساوِی ہوں یا غیرِ جنسِ اَرض غالِب ہو تو تَیَمُّم جائز نہیں۔
(مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۶۴)

وضاحت ﴿۱﴾: زمین اپنی نَباتات سمیت جل گئی، اب مٹی میں نَباتات کی راکھ کا غَلَبہ ہو تو تیمم دُرُست نہیں، اگر راکھ کی مِقدار مٹی کی مِقدار سے کم ہو تو اس سے تَیَمُّم جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۱)

وضاحت ﴿۲﴾: زمین کی خاک بغیر جنسِ اَرض کی مِلاوَٹ کے جلی کہ رَنگت تَبدیل ہو کر (مثلاً) سیاہ ہو گئی تو تَیَمُّم اس پر دُرُست ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۱)

وضاحت ﴿۳﴾: مٹی میں سونے اور چاندی (کے ذَرّات) ملے ہوئے ہوں تو غالِب کا اِعتِبار ہوگا، یعنی اگر مٹی غالِب ہو تو تَیَمُّم جائز ہے ورنہ نہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۴۱)

چوتھی شرط ..... پُورے اَعضائے تَیَمُّم پر مسح کرنا:

مسئلہ: اَعضائے تَیَمُّم دو ہیں، چہرہ، دونوں ہاتھ کُہنیوں سَمیت۔ (مراقی الفلاح، ص ۶۴)

(مسح میں نِہایت اِحتِیاط کرے) چہرے کی جِلد اور بالوں کے اُوپر، داڑھی اور کنپٹی کی دَرمیانی جگہ، اَبرُوں کے نیچے اور آنکھوں سے اُوپر جگہ اور ناک کے نتھنوں کے دَرمیان جگہ اور اس کی دونوں کَروٹوں پر (اِحتِیاط سے) مسح کرے، ہاتھوں کے مسح میں انگشتری اور کَنگن (وغیرہ) اُتار کر مسح کرے یا ان کو حَرکت دے (کر ہاتھ پھیرے ان اَعضاء کے مسح میں) اگر ایک بال یا نتھنوں کے درمیان جگہ کی ایک کَروٹ بھی مسح سے رہ گئی تو تَیَمُّم نہ ہوگا۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۷)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر انگوٹھی اور عورت کا کنگن (وغیرہ) تنگ تھے جس کی وجہ سے ان کے نیچے غبار نہ پہنچا اور ان کو حرکت نہ دی تو تیمم نہ ہوا، ان کے حرکت دینے سے ان کے نیچے کی جگہ کا مسح ہو جائے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۷)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر ایسی جنسِ ارض سے تیمم کیا جس پر غبار نہ تھا تو اس صورت میں زیورات کھلے ہوں یا تنگ ان کے نیچے مسح کرنا لازم ہے۔

وضاحت ﴿۳﴾: کسی شخص کا بازو کٹا ہوا ہے اگر کہنی سے نیچے کچھ حصہ باقی ہے تو اس پر مسح کرے اور اگر کہنی سے اوپر کٹا ہو تو مسح واجب نہیں۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۲، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۷)

وضاحت ﴿۴﴾: بازو اگر کہنی کے جوڑ سے الگ ہوں تو بھی ان کے سروں کا مسح کرے، کیونکہ کہنی دو ہڈیوں کے دونوں سروں کے جوڑ کا نام ہے (اور کہنی مسح میں داخل ہے)۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۲، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۷)

وضاحت ﴿۵﴾: چہرے کے مسح کے استیعاب کے لئے چہرے کی ظاہری جلد، داڑھی، مونچھوں، ابروں کے بالوں اور داڑھی اور کنپٹیوں کی درمیانی جگہ کا احتیاط سے مسح کرے کہ کوئی جگہ رہنے نہ پائے۔

پانچویں شرط......

ہاتھوں سے تیمم کرنے کی صورت میں پورے ہاتھ یا ہاتھ کے اکثر حصہ سے مسح کرنا:۔

مسئلہ: تیمم اپنے ہاتھوں سے کرے یا کسی کو حکم دے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کرائے دونوں طرح سے درست ہے جو فعل ہاتھوں کے استعمال کے قائم مقام ہو سکے اس سے تیمم بھی جائز ہے، اگر ہاتھوں سے مسح کرے تو پورے ہاتھ یا ہاتھ کے اکثر حصہ کا مسح میں استعمال ہونا ضروری ہے، اگر ہاتھ کا اکثر حصہ مسح میں استعمال نہ کیا تو تیمم نہ ہوگا اگرچہ اعضائے تیمم کا پورے طور پر مسح کرلیا۔

(نور الایضاح، مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۶۵، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۷)

وضاحت ﴿۱﴾: کسی دوسرے سے تیمم کرانے کے مسائل ان شاء اللہ علیحدہ فصل میں بیان ہوں گے۔

وضاحت ﴿۲﴾: فعل جو ہاتھوں کے استعمال کے قائم مقام ہو سکتا ہے اس کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

اول: (اڑتے غبار میں کھڑا ہے) اگر سر کو اور ہاتھوں کو تیمم کی نیت سے حرکت دے تو تیمم درست ہے۔

(الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۵، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۷)

دوم: دِیوار (وغیرہ) گِری غُبار اُڑا، اپنے سر (اور ہاتھوں) کو تیمُّم کی نیّت سے غُبار میں داخل کرلیا تیمُّم ہوگیا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۸)

سوم: غُبار اُڑا، اس کے ہاتھوں اور چہرے پر پڑ گیا، اب اگر وہ تیمُّم کی نیت سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرے تو تیمُّم دُرُست ہے۔
(البحرالرائق، ج ۱، ص ۱۵۲)

چہارم: تیمُّم کی نیّت سے کوئی آدمی مٹی میں لَوٹا چہرے اور ہاتھوں پر مٹی پہنچ گئی، تیمُّم ہوگیا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۰)

پنجم: گھر میں جھاڑُو دیا غُبار چہرے اور ہاتھوں پر پڑ گیا، تیمُّم کی نیّت سے مسح کرلیا تیمُّم دُرُست ہوگیا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۰)

ششم: گندم پیمانہ سے ناپتا رہا ہے غُبار ہاتھوں اور چہرے پر پڑا، تیمُّم کی نیّت سے ہاتھ پھیر لیا تیمُّم ہوگیا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۰)

وضاحت ﴿۳﴾: کسی آدمی نے پُورا ہاتھ یا اس کا اَکثر حِصّہ یعنی تین اُنگلیاں تیمُّم میں اِستِعمال نہ کیں بلکہ دو اُنگلیوں (یا ایک انگلی) سے (اَعضائے تیمُّم پر) مسح کیا، اگرچہ تکرار سے مسح کیا یہاں تک کہ پُورے اَعضائے تیمُّم پر مسح کرلیا پھر بھی تیمُّم نہ ہوا۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۶۵)

وضاحت ﴿۴﴾: سَر کے مسح میں پورا ہاتھ یا اس کا اَکثر حِصّہ اِستِعمال کرنا ضَرُوری نہیں، اگر ایک یا دو اُنگلی سے سَر کے چَوتھائی حِصّہ کا مسح کرلیا اس طرح سے کہ بار بار نیا پانی لیا تو فرض ادا ہوجائے گا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۰، مراقی الفلاح، ص ۹۵)

چھٹی شَرط ...... تیَمُّم کرتے وَقت حَیض، نِفاس اور حَدَث سے خَالی ہونا:

مسئلہ: تیمُّم کرنے کے وَقت حَیض یا نِفاس کا خُون جاری تھا یا اس کو تیمُّم کرنے کے دَوران حَدَث لاحق ہو تو تیمُّم نہ ہوا۔
(مراقی الفلاح، ص ۴۸)

وضاحت: تیمُّم، وُضُو اور غُسل کا نائب ہے جو اَصل کا حکم ہے وہی نائب کا حکم ہے حَیض ونِفاس کی حالت میں کیے گئے وُضُو وغُسل کا اِعتِبار نہیں اور وُضُو وغُسل کے دَوران حَدَث لاحق ہوجائے تو یہ باطل ہیں، اسی طرح بحالتِ حَیض ونِفاس تیمُّم باطل ہے اور دَورانِ تیمُّم اگر حَدَث لاحق ہوجائے تو تیمُّم باطل ہے جیسے چہرے کا مسح کرلیا اور حَدَث لاحق ہوگیا تو یہ باطل ہوگیا تیمُّم کی تکمیل کے لئے دوبارہ چہرے کا مسح کرنا ہوگا۔

فَصل ......تَیَمُّم کے اَرکان:۔

وضاحت: کسی چیز سے تعلّق رکھنے والی وہ شیَ جواس کی مَاہیّت میں دَاخِل ہواس شیَ کا رُکن کہلاتی ہے جیسے رُکُوع، سُجُود وغیرہ نماز کے رُکن ہیں کہ یہ ایسے اُمُور ہیں جونماز سے تعلُّق رکھتے ہیں اوراس کی مَاہیّت میں دَاخِل ہیں۔

مسئلہ: تَیَمُّم کے دو رُکن ہیں۔

﴿۱﴾ دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا ﴿۲﴾ چہرے کا مسح کرنا۔

وضاحت ﴿۱﴾: نِیّت تَیَمُّم سے کوئی ایسا فِعل جس سے غُبارِ تَیَمُّم کے پورے اَعضاء کوپہنچ جائے مسح کے قائِم مقام شُمار ہوگا جیسے کسی نے غُبار میں اپنا سراور ہاتھ تَیَمُّم کی نِیّت سے کرلیے یاکوئی دِیوارگری غُبار اُڑا تَیَمُّم کی نِیّت سے اپنا سَر اور ہاتھ ہلالئے تو تَیَمُّم ہوجائے گا۔ (البحرالرائق، ج ۱، ص ۱۵۳)

وضاحت ﴿۲﴾: اِستِیعَاب مَسح کے دُرُست ہونے کی شَرط ہے، یعنی ان کا مسح تب دُرُست ہوگا یعنی تَیَمُّم کہلائے گا جبکہ ہر ہر جگہ کا مسح ہوجائے ورنہ تَیَمُّم نہ ہوگا۔

فَصل ......تَیَمُّم کی سُنّتیں:۔

سنت ﴿۱﴾: ہاتھوں سے ضَرب لگانا:۔

مسئلہ: ہاتھوں کی سیدھی جَانِب یاپُشت کی جَانِب جس طَرف سے بھی ضَرب لگائے گا سُنّت حَاصِل ہوجائے گی۔ (ردالمحتار، ص ۲۳۱)

سنت ﴿۲﴾: بوَقتِ ضَرب اُنگلیوں کا فراخ ہونا۔

وضاحت: غُبار والی جگہ پر فراخ رکھنا مَسنُون ہے تاکہ غُبار اُنگلیوں کی کَرُوٹوں تک پہنچ جائے، اگر غُبار والی جگہ نہ ہوتو کُھلا رکھنا سُنّت نہیں۔

سنت ﴿۳﴾: ضَرب کے ہاتھوں کا چہرے کی جَانِب کرنا۔

وضاحت: ہاتھوں کی جس جَانِب سے ضَرب لگائی اس کا چہرے کے سَامنے لانا سُنّت ہے، اس کی صَراحت کہیں نَظر سے

نہیں گذری لیکن یہ ظاہر ہے کہ چہرے کی جانب لانے کا مقصد اس پر غبار کی مقدار کا ملاحظہ کرنا ہے تاکہ زیادہ غبار کی صورت میں جھاڑ دیا جائے۔

سنت ﴿۴﴾: اس کے بعد اُن کی پشت چہرے کی جانب کرنا۔

سنت ﴿۵﴾: دونوں ہاتھوں کو جھاڑنا۔

وضاحت ﴿۱﴾: جھاڑنے کا مقصد ان سے غبار کو ہٹانا ہے ایک یا دو یا زیادہ مرتبہ جھاڑے یہاں تک کہ غبار ہاتھوں سے جھڑ جائے تاکہ (مسح کے بعد کثرتِ غبار سے) چہرے کی شکل بگڑ نہ جائے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۱)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر ایسی جگہ ضرب لگائی جہاں غبار نہیں تو اب جھاڑنا سنّت نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۱)

سنت ﴿۶﴾: بِسمِ اللہ شریف پڑھنا۔

وضاحت ﴿۱﴾: بِسمِ اللہ شریف پڑھنا ضرب کے وقت سنّت ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۱)

وضاحت ﴿۲﴾: بِسمِ اللہ کے وہی الفاظ مسنون ہیں جو وضو کی سنتوں میں مذکور ہیں، وہاں سے ملاحظہ فرمالیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۱)

سنت ﴿۷﴾: ترتیب۔

وضاحت: قرآنِ مجید میں جس ترتیب سے مذکور ہے اسی ترتیب سے تیمم کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۱)
یعنی پہلے چہرے کا مسح کرے پھر ہاتھوں کا مسح کرے۔

سنت ﴿۸﴾: پے بہ پے تیمم کرنا۔

وضاحت: پہلے عضو (چہرے) کے مسح کے بعد دوسرے عضو (ہاتھوں) کا مسح کرنے میں اِتنی دیر نہ لگائے اگر ان کو دھوتا تو پہلا عضو دوسرے کے دھونے سے قبل سوکھ جاتا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۳۱)

سنت ﴿۹﴾: چہرے کی دائیں طرف اور دائیں بازو سے مسح کی اِبتداء کرنا۔

سنت ﴿۱۰﴾: مٹی پر ضرب سے تیمم کرنا۔

وضاحت: اس طرح انگلیوں کے درمیان مٹی پہنچ جائے گی۔

سنت ﴿۱۱﴾: کیفیتِ مخصوصہ، جو مروی ہے، کے مطابق تیمم کرنا۔

سنت ﴿۱۲﴾: داڑھی کا خِلال کرنا۔

فصل ...... مُتفرِق مسائل :۔

مسئلہ: کسی کے پاس پانی نہیں لیکن اسے پانی ملنے کی قوی امید ہے، وقتِ مُستحب تک نماز مؤخر کرنا مُستحب ہے، اگر وہ نماز کو وقتِ مُستحب تک مؤخر نہ کرے بلکہ وقتِ مُستحب سے پہلے ہی ادا کر لے تو نماز اس کی دُرست ہوگی۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۲۴۹)

وضاحت ﴿۱﴾: جو شخص آبادی سے باہر مُسافر ہو اور اسے پانی ملنے کی امید نہ ہو تو اس کے لئے اوّل وقت میں نماز ادا کرنا مُستحب ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۲۴۹)

وضاحت ﴿۲﴾: یہ اجازت اس صُورت میں ہے جبکہ وہ پانی سے ایک مِیل شرعی یا اس سے زیادہ فاصلہ پر ہو۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۲۴۹)

مسئلہ: مُسافر کو یقین ہے کہ اگر نماز کو مؤخر کیا تو نماز کے آخر وقت میں پانی کے اِتنا قریب پہنچ جائے گا کہ مِیل سے کم فاصلہ رہ جائے لیکن وقت کے اندر وُضو کر کے نماز ادا نہ کر سکے گا تو اس کے لئے بہتر ہے کہ اوّل وقت میں تیمّم کے ساتھ نماز ادا کرے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۲۴۹)

مسئلہ: آبادی سے باہر کسی آدمی کے پاس اپنے کجاوہ وغیرہ سامان سفر میں پانی ہے لیکن وہ اسے بھول گیا اس نے تیمّم سے نماز ادا کر لی (تو اس کی نماز درست ہے) اس پر اِعادہ نہیں۔ (الدر المختار، ج ا، ص ۲۵۰)

وضاحت ﴿۱﴾: یہ حکم اس سے مختص ہے جو آبادی سے باہر ہو، اگر وہ آبادی میں یا اس سے قریب ہو تو اس پر پانی تلاش کرنا لازم ہے، اگر پانی تلاش کئے بغیر اس نے تیمّم سے نماز پڑھی تو نماز کا اِعادہ واجب ہے۔

(ردالمحتار، ص ۲۴۹)

وضاحت ﴿۲﴾: خیمے جو آبادی سے دُور لوگوں کی رہائش کے لئے نصب ہوں ان کا حکم آبادی کا سا ہے کیونکہ لوگ وہاں پانی کے بغیر نہیں رہ سکتے تو آبادی کی طرح ان میں پانی ملنے کا اِمکان غالب ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۲۴۹)

وضاحت ﴿۳﴾: اس رِعایت میں شرعی مُسافر اور شرعی مُقیم برابر ہیں۔

وضاحت ﴿۴﴾: یہ حکم اس صُورت میں ہے جب کہ پانی ایسی جگہ پڑا ہو جہاں پر عادتاً نسیان ہو سکتا ہے اگر پانی ایسی

جگہ موجود ہے جہاں پر عام طَور پر اس کی مَوجُودگی کے متعلق نسیان نہ ہوتا ہو تو پڑھی نماز کا اِعادہ واجب ہے اگر چہ وہ نماز پانی بُھول کر ہی تیَمُّم سے پڑھی ہو جیسے کہ پانی کا مَشکیزہ اس کے گلے میں ہو یا سَوارِی پر پانی اس کے سامنے پڑا ہو یا وہ جانور کو ہانک کر چلا رہا ہو اور پانی سَوارِی کے پیچھے اس کے سامنے لٹک رہا ہو۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۰)

وضاحت ۵: جن صُورتوں میں پانی کی مَوجُودگی کے بارے میں نسیان عام طَور پر ہو سکتا ہے ان سے چند یہ ہیں۔

(ا) جانور پر پانی لادا ہوا ہے اور وہ آگے آگے چل کر جانور کو چلا رہا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۰)

(ب) جانور پر سَوار ہے اور پانی کَجاوہ میں پیچھے ہے۔

یہی حکم ہو گا اس صورت میں جبکہ کوئی مَوٹر چلا رہا ہے یا اس کے ہمراہ ہے اور پانی پیچھے ٹرک کی باڈی یا کار کی ڈگی یا بس کی چھت پر ہو۔

(ج) سَوارِی کے پیچھے چل رہا ہے اور پانی نظروں سے اوجھل کَجاوہ میں آگے رکھا ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۰)

وضاحت ۶: اگر پانی ہونے کا عِلم تھا لیکن شک یا ظَن ہو کہ وہ تو صَرف ہو چکا ہے تیَمُّم کر کے نماز پڑھ لی، پھر پانی مل گیا تو نماز کا اِعادہ کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۰)

وضاحت ۷: مَسئلہ میں جو حکم بیان ہوا کہ اس پر اِعادہ نہیں، یہ اس صُورت میں ہے جب نماز سے فَراغت کے بعد پانی یاد آیا یا دیکھا خواہ پڑھی ہوئی نماز کا وَقت باقی ہو یا گذر چکا ہو، اگر دَورانِ نماز پانی کا مَوجُود ہونا یاد آیا تو نماز توڑ دے، وُضُو کر کے نماز نئے سرے سے ادا کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۰)

مسئلہ: درجِ ذیل صُورتوں میں نماز کا اِعادہ کرے۔

(ا) کپڑا پاس تھا، بُھول گیا، ننگے نماز پڑھی۔

(ب) ناپاک کپڑے سے نماز پڑھی اس کے پاس ایسی چیز موجود تھی جس سے نجاست دُور کر سکتا تھا۔

(ج) درہم برابر نجاست پاس رکھ کر اس نے نماز ادا کی۔

(۵) ناپاک پانی سے وُضُو (یا غُسل) کر کے نماز ادا کی۔

(۶) بے وُضُو تھا (یاد نہ رہا) نماز پڑھ لی، پھر بے وُضُو ہونا یاد آیا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۰)

وضاحت: اس مَسئلہ کا تَعلُّق اگرچہ تَیَمُّم سے نہیں لیکن ماقَبل مَسئلہ میں نِسیان کے بَاعث تَیَمُّم کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کے اِعادہ یا عدمِ اِعادہ کا حکم مذکور ہے، اس مُناسَبت سے اس کا ذکر یہاں کیا گیا۔

مسئلہ: پاس پانی نہیں لیکن سَاتھی کے پاس ہے اگر اسے ظَنِّ غَالب ہے کہ سَاتھی مَانگنے پر دے دے گا تو سَاتھی سے مانگ کر وُضُو کرنا وَاجب ہے اور اگر غَالِب ظَن یہ ہو کہ مانگنے کے بَاوُجُود نہ دے گا تو مانگنا وَاجب نہیں تَیَمُّم سے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۰)

وضاحت (۱): سَاتھی سے مُراد دوست نہیں بلکہ ہر وہ شخص ہے جو نماز کے وقت پَاس تھا (خواہ مُسافر نہ ہو)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت (۲): ساتھی سے پَانی مانگا، اس نے اِنکار کر دیا، اِنکار صَراحت کے ساتھ یا دَلَالَتاً ہو، مثلاً مانگنے پر اسے مَارنے کی کوشش کی یا اسے ضَائع کر دیا، بَہَرحَال تَیَمُّم کی اِجازت ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت (۳): قَافِلہ اگر بہت بڑا ہو کہ فَرداً فَرداً ہر آدمی سے مانگنا مشکل ہو تو اس میں بُلَند آواز سے طَلَب کرنا کافی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت (۴): خُود طَلَب کرے یا کسی کو بھیج کر طَلَب کرے بَرابر ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

مسئلہ: ساتھ والے آدمی کے پَاس پانی ہے مگر وہ قیمت لئے بغیر نہیں دیتا، اگر وہ مُرَوَّج قیمت یا مَعْمُولی زیادہ قیمت سے دیتا ہو اور رقم بھی اس کے پاس موجود ہو جو اس کی ضَرُورِیّات سے زَائِد ہو تو تَیَمُّم کی اِجازت نہیں (بلکہ پانی خَرید کر طَہارَت سے نماز ادا کرے) اور اگر غَبنِ فَاحش کے ساتھ وہ پانی فَروخت ہو یا وہ فروخت تو مُرَوَّج قیمت پر کرتا ہے لیکن اس کے پَاس ضَرُورِیّات سے زَائد رقم نہیں تو ان صُورتوں میں اسے تَیَمُّم کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اِجازَت ہے، (پانی خَرید کر طَہارَت کرنا ضَرُوری نہیں)۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت (۱): مُرَوَّج قیمت سے مُراد اس جگہ کی مُرَوَّج قیمت ہے جہاں وہ ہے، اگر اس جگہ کی مُرَوَّج قیمت مَعْلُوم نہ ہو تو اس سے قَرِیب تَرین جگہ کی مُرَوَّج قیمت مُراد ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر سفر میں رقم ہمراہ نہیں لیکن کسی اور جگہ مثلاً گھر میں اس کے پاس رقم موجود ہے اور پانی کو اُدھار خریدنا ممکن ہو تو اس طرح پانی خریدنا واجب ہے، (تیمم کی اجازت نہیں)۔

وضاحت ﴿۳﴾: سفر میں رقم ہمراہ نہیں لیکن کسی شخص سے اس کو رقم قرض مل سکتی ہے جس سے خرید کردہ وضو، غسل کر سکتا ہے تو اب قرض لینا واجب نہیں بلکہ اُدھار نہ مل سکنے کی صورت میں تیمم سے نماز ادا کرنا درست ہے، قرض اور اُدھار پانی خریدنے میں فرق یہ ہے کہ اُدھار کی صورت میں مدت مقرر ہوتی ہے جس کی فروخت کنندہ کو شرعاً پابندی کرنا ضروری ہے جبکہ قرض کی صورت میں اگرچہ مدت مقرر ہو لیکن قرض دینے والے پر اس کی پابندی شرعاً ضروری نہیں بلکہ وہ جب چاہے واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگر وہ واپسی کا مطالبہ کرے گا تو اس کے پاس دینے کو رقم نہ ہوگی اس لئے شریعت مطہرہ نے قرض لینا ضروری قرار نہیں دیا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت ﴿۴﴾: ضروریات سے مراد زادِ راہ (خورد و نوش) وغیرہ ہیں، قرض کی ادائیگی کے لئے رقم بھی ضروریات میں شمار ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت ﴿۵﴾: غَبنِ فاحش سے مراد مُرَوَّج قیمت سے دوگنا قیمت ہے۔

البحر الرائق کے حوالہ سے علامہ شامی نے اس قول کو ''اَولیٰ'' کہا، یا اس سے مراد ہے کہ جو کسی چیز کی اتنی زیادہ قیمت کہ قیمت لگانے والوں سے کوئی بھی اس چیز کی اتنی قیمت نہ لگائے، شرحِ مُنیہ کے حوالہ سے اس قول کو ''اَوفق'' کہا۔(۱)

مسئلہ: پیاس کی حالت میں پانی جس قیمت پر بھی ملے خریدنا واجب ہے تاکہ اپنی جان بچ سکے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۱)

وضاحت ﴿۱﴾: مناسبت کے باعث اس مسئلہ کو یہاں ذکر کیا گیا اگرچہ اس باب سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: پیاس میں پانی نہ خریدا اور وہ اس کو خرید سکتا تھا، پھر اس کے باعث مر گیا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ: (تیمم کے ساتھ) نماز میں مشغول ہے، ساتھی کے پاس پانی دیکھا، اگر ظنِ غالب ہو کہ مانگنے پر دے دے گا تو نماز کو توڑ کر پانی مانگے ورنہ نماز نہ توڑے۔ (الدر المختار. ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۲)

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، جلد ۱ صفحہ ۲۷ میں ہے۔

اِذَا ذُكِرَتْ رِوَايَةٌ فِي كِتَابٍ مُعْتَمَدٍ بِالْاَصَحِّ اَوِ الْاَوْلٰى اَوِ الْاَرْفَقِ اَوْ نَحْوِهَا فَلَهُ اَنْ يُفْتِيَ بِهَا وَبِمُخَالِفِهَا اَيْضًا اَيًّا شَاءَ

مسئلہ: کوئی شخص قید میں ہے، وہاں اسے طَہارَت کے لئے نہ پانی مُیَسَّر ہے نہ پاک مٹی، تو اس پر واجب ہے کہ اَوقاتِ نَماز میں نمازیوں سے مُشابہت اِختیار کرے۔ (الدرالمختار، ج ۱، ص ۲۵۲)

وضاحت ﴿۱﴾: یہ صورت اس شخص کو پیش آسکتی ہے جسے دُشمن نے ناپاک جگہ پر قید کر کے اس پر پانی بند کر دیا ہو، اور وہ کھود کر یا کھُرچ کر پاک مٹی حاصل کرنے پر قُدرت نہ رکھتا ہو یا اس طرح شدید بیمار ہو کہ پانی اور مٹی کے اِستعمال سے عاجز ہو۔ (الدرالمختار، ج ۱، ص ۲۵۲)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر زمین کھود کر یا دیوار وغیرہ کھُرچ کر مٹی حاصل کر کے تَیَمُّم کر سکتا ہو تو نماز ادا کرے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۲)

وضاحت ﴿۳﴾: نمازیوں سے مُشابہت اِختیار کرنے کا حکم نماز کے وَقت کے اِحترام کے لئے ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۲)

وضاحت ﴿۴﴾: مُشابہت کا انداز یہ ہوگا کہ نماز کی نِیّت نہ کرے، نہ قِراءَت کرے بے وُضو ہو یا جُنُبی رُکوع کی مانند جھکے اور سجدہ کے لئے اِشارہ کرے، سجدہ نہ کرے، کیونکہ اس طرح ناپاک زمین پر سر رکھنا پڑے گا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۳)

وضاحت ﴿۵﴾: چونکہ اس نے نمازیوں سے صِرف مُشابہت اِختیار کی اور نماز ادا نہیں کی لہٰذا جب پانی یا طَہُور مٹی پر قُدرت حاصل ہو نماز کا اِعادہ کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۳)

وضاحت ﴿۶﴾: صِرف مُشابہت اِختیار کرنے کا شَرعی حکم دیگر کئی ایک مَقامات پر بھی ہے، مثلاً رَمَضان میں عورت حَیض سے دِن کو فارِغ ہو تو اسے حکم ہے روزہ داروں سے مُشابہت اِختیار کرے کہ غُروبِ آفتاب تک کھانا پینا مَوقُوف رکھے، یا کسی نے سَفَر کے باعث روزہ اِفطار کیا تھا دن کو اِقامت اِختیار کر لی تو بَقِیّہ دِن روزہ داروں سے مُشابہت اِختیار کرنے حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۳)

مسئلہ: کسی نے طَہارَت کے لئے پانی مُباح کیا اور اس کے ضَرُورت مَندوں میں جُنُبی، حَیض سے فَراغت پانی والی عورت، بے وُضو اور مَیّت ہیں، تو بہتر یہ ہے کہ جُنُبی غُسل کرے، عورت اور بے وُضو تَیَمُّم کریں، مَیّت کو تَیَمُّم کرائیں اور جُنُبی جس نے غُسل کر کے طَہارَت حاصل کر لی ہے کی اِقتِداء میں نمازِ جنازہ ادا کریں، اگر پانی

صِرف وُضُو کے لئے کِفایَت کرتا ہو تو بے وُضُو طہارت کرے اور باقی تَیَمُّم اور اس کی اِقْتِداء میں نمازِ جنازہ ادا کریں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۳)

وضاحت: جَنابَتْ، حَدَثْ سے زِیادہ شَدید حالَت ہے اور عَورَت کو اگرچہ غُسْل کی حاجَت ہے لیکن وہ اِمامَت نہیں کرا سکتی، اس لئے جُنُبی کا غُسْل کرنا بہتر ہے، اگر غُسْل کے لئے کِفایت نہیں کرتا اور وُضُو کے لئے کِفایَت کرتا ہو تو بے وُضُو کو وُضُو کر لینا بہتر ہے، کیونکہ اس کی طَہارَت کی تکمیل ہو جائے گی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۳، ۲۵۴)

مسئلہ: پانی ایک شخص کی مِلکیَّت ہے اس کے دوسرے ساتھی ہیں سب کو طَہارَت کے لئے پانی کی ضَرُورَت ہے لیکن پانی صرف ایک شخص کی طَہارَت کے لئے کِفایَت کرتا ہے تو مالِک کو اپنی طَہارَت کے لئے اس کا اِسْتِعْمال کرنا بہتر ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۵۴)

مسئلہ: پانی چَند آدمیوں کی مُشتَرکہ مِلکیَّت ہے اور صِرف ایک شخص کو طَہارَت کے لئے کِفایَت کرتا ہے ان مالِکوں سے ایک کی وَفات ہو گئی تو اب سب کو چاہئے کہ اسے مَیِّت کے غُسْل میں صَرف کریں۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۴)

وضاحت ﴿۱﴾: ان اَفراد میں اگرچہ کوئی جُنُبی ہو پھر بھی وہ اپنی طَہارَت کے لئے اِسْتِعْمال نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کی مِلکیَّت میں مَیِّت کا حِصّہ ہے اگر کوئی اسے اِسْتِعْمال کرے گا تو مَیِّت کے حِصّہ میں تَصَرُّف کا مُرتَکِب ہو گا جو جائز نہیں، اس صُورَت میں جَنابَت کا بے وُضُوگی کی نِسبَت شَدید حَدَث ہونا مَیِّت کے حِصّہ میں تَصَرُّف کے لئے جَواز کا باعِث نہیں بن سکتا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۴)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر تَقْسِیم کے بعد کسی کا حِصّہ اس کی طَہارَت کے لئے کِفایت کرے تو اسے اِسْتِعْمال کرنا بہتر ہے جیسا کہ بالا مَسئَلہ میں مذکور ہے۔

وضاحت ﴿۳﴾: اس صُورَت میں پانی کا اِسْتِعْمال اگر سمیت مَیِّت کے سب کے لئے مُباح ہوتا تو جُنُبی کو غُسْل میں اِسْتِعْمال کرنا بہتر ہے تاکہ وہ باقی کی اِمامَت کرائے، کیونکہ جَنابَت شَدید حَدَث ہے، (یہ صورت بھی پہلے مذکور ہو چکی ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۴)

مسئلہ: پانی باپ اور بیٹے میں کسی ایک کو طہارت کے لئے کفایت کرتا ہے تو باپ کا استعمال کرنا بہتر ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۴)

مسئلہ: کسی کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے اُوپر اور پاؤں ٹخنوں سے اُوپر کٹے ہوئے ہیں، اگر اس کے لئے چہرے کا دُھونا ممکن ہے تو دھوئے ورنہ چہرے کا تیمم کرے اور اگر چہرہ زخمی ہو کہ نہ دُھو سکتا ہے نہ تیمم کر سکتا ہے تو بغیر طہارت کے نماز ادا کرلے اور تندرُست ہونے کے بعد اس پر اِعادہ نہیں۔

(الدر المختار مع ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۳)

مسئلہ: زمزم پاس ہے، اسے خود سفر میں پیاس کا خوف بھی نہیں، لیکن طہارت کے لئے اس کی ضرورت پیش آنے کا خدشہ ہے تو اسے بچانے اور اس کی موجودگی کے باوجود تیمم کے اس کے لئے جائز ہونے کا حیلہ یہ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی ایسی چیز ملادے جس سے وہ مائے مطلق نہ رہے، مثلاً شکر، چینی یا اس سے زائد گلاب وغیرہ کا عرق ملادے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۴)

فصل...... تیمم کرنے کا طریقہ:۔

مسئلہ: تیمم کرنے کے بارہ طریقے ہیں، تیمم ان سب طریقوں سے صحیح ہے اور سنّت سے منقول صرف ایک طریقہ ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلا طریقہ: دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے پہلے چہرے کا مسح کرے پھر بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا مسح کرے، اس ترتیب سے تیمم کرنا سنّت ہے۔

دوسرا طریقہ: پہلی ضرب میں دونوں ہتھیلیوں سے چہرہ کا مسح کرے، دوسری ضرب سے پہلے بائیں ہاتھ پھر دائیں کا مسح کرے۔

تیسرا طریقہ: پہلی ضرب میں دائیں ہتھیلی سے منہ کا مسح کرے، پھر بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا، بعدہٗ دوسری ضرب سے بائیں ہاتھ کا مسح کرے۔

چوتھا طریقہ: تیسرے طریقہ کا عکس، یعنی پہلی ضرب میں بائیں ہتھیلی سے چہرے اور دائیں ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کا مسح

کرے پھر دوسری ضَرب سے دائیں ہاتھ کا مَسح کرے۔

پانچواں طریقہ: پہلی ضَرب میں بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا مسح کرے، پھر دائیں ہتھیلی سے چہرہ کا مسح کرے، ازاں بعد دائیں ہاتھ کی دوسری ضَرب سے بائیں ہاتھ کا مسح کرے۔

چھٹا طریقہ: پہلی ضَرب میں بائیں ہتھیلی سے دائیں ہاتھ کا پھر دائیں ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کا مَسح کرے، پھر دُوسری ضَرب میں صِرف دائیں ہتھیلی سے چہرے کا مسح کرے۔

ساتواں طریقہ: پہلی ضَرب میں ہاتھوں کا مَسح دَرجِ بالا طَریقہ سے کرکے دُوسری ضَرب میں صِرف بائیں ہتھیلی سے چہرے کا مسح کرے۔

آٹھواں طریقہ: پہلی ضَرب میں دَرجِ بالا طَریقہ سے ہاتھوں کا مسح کرے پھر دوسری ضَرب میں دونوں ہتھیلیوں سے چہرے کا مسح کرے۔

نواں طریقہ: ضَربِ اوّل میں دائیں ہتھیلی سے بائیں ہاتھ کا، پھر بائیں ہتھیلی سے چہرے کا، پھر بائیں ہتھیلی کی دُوسری ضَرب سے دائیں ہاتھ کا مسح کرے۔

دسواں طریقہ: پہلے دائیں ہتھیلی کی ضَرب سے بائیں ہاتھ کا، پھر بائیں کی ضَرب سے دائیں ہاتھ کا، پھر دائیں ہتھیلی کی ضَرب سے چہرے کا مسح کرے۔

گیارہواں طریقہ: ہاتھوں کا مَسح دَرجِ بالا طَریقہ سے کرکے بائیں ہتھیلی کی ضَرب سے چہرے کا مَسح کرے۔

بارہواں طریقہ: دونوں ہاتھوں سے مُندَرجہ بالا طَریقہ پر مَسح کے بعد دُونوں ہتھیلیوں کی ضَرب سے چہرے کا مسح کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۶۹، ۷۷۰، بتغییر، مطبوعہ فیصل آباد)

مسئلہ: تیمّم کی کَیفیّت اِس طرح ہے کہ پہلے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان کو جھاڑے اور چہرے کا مسح اِس طرح کرے کہ اس کا کوئی چھوٹا حِصّہ بھی مَسح کے بغیر نہ رہ جائے، پھر دُوسری دَفعہ دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر انہیں جھاڑے اور ہتھیلیوں (کی پُشت) اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے، ہاتھوں کے مَسح کا اَحوط طَریق یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی (انگوٹھے کے علاوہ) چار اُنگلیوں سے دائیں ہاتھ کی پُشت پر اُنگلیوں کے سِروں

سے لے کر کہنی تک مسح کرے، پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے (جو ابھی مسح میں مُستعمل نہیں ہوئی، کیونکہ کہنی تک مسح کیا ہے) دائیں ہاتھ کے اندر کی جانب کا کلائی کے جوڑ تک مسح کرے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی اندر کی جانب کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پُشت پر پھیرے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا مسح اس طرح مکمل کرے۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۳)

وضاحت ۱: تیمم کی سُنتوں کی فصل کو مُلاحظہ فرمالیں، ضَرب، جھاڑنا، اور مسح وغیرہ تمام اُمُور میں سُنّت طریقہ کی رِعایت کریں۔

وضاحت ۲: ہتھیلیوں کے اندر کی جانب مسح کرنے کی ضَرُورت نہیں، زمین پر ان سے ضَرب ہی کِفایت کرتی ہے۔

(البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۳)

فصل......دُوسرے کو تیمم کرانے کا طَریقہ:۔

مسئلہ: کوئی شخص کسی دُوسرے سے کہے کہ مجھے تیمم کراؤ، اس نے تیمم کرادیا تو دُرُست ہے، بشرطیکہ تیمم کی فرمائش کرنے والے نے تیمم کی نیّت کی ہو۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۳)

وضاحت: بغیر ضَرُورت کے کسی سے تیمم کرانا مکروہ ہے، جس طرح کہ وُضو میں غیر سے اِستِعانت مکروہ ہے، تیمم میں کراہت بہ نسبت وُضو کے زیادہ ہے، کیونکہ دُوسرے سے اِستِعانت کے ساتھ تیمم کی صِحّت اور جَواز میں اِختِلاف ہے (اگرچہ صحیح قول جَواز اور صِحّت کا ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۶۶، مطبوعہ فیصل آباد)

البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۲، میں عدمِ جَواز کا قول ابن قاضی کی جانب منسوب ہے۔

مسئلہ: کسی نے دوسرے کو تیمم کرانے کا حکم دیا، مامُور جس کو حکم دیا گیا ہے کہ تیمم کرائے، نے فرمائش کرنے والے کی نیّت کے بعد زمین پر ہاتھ لگائے، پھر فرمائش کرنے والے کو حَدَث لاحق ہوگیا تو مامُور اس ضَرب سے اسے تیمم نہیں کراسکتا، اگر مامُور کو ضَرب کے بعد حَدَث لاحق ہوا تو وہ ضَرب اس کے حَدَث سے باطل نہ ہوگی (وہ تیمم کراسکتا ہے)۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۳)

وضاحت: اس صُورت میں آمر (فرمائش کرنے والے) کا اِعتِبار ہے، اسے دورانِ تیمم حَدَث لاحق ہوا تو ضَرب باطل ہو

جائے گی، مامور کا اعتبار نہیں، کیونکہ اس کی حیثیت آلہ کی ہے، (لہٰذا ضرب کے بعد اُسے حدث لاحق ہو تو اس کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وہ تیمم کرا سکتا ہے، اس کی ضرب باطل نہ ہوگی)۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۱۵۳)

مسئلہ: اگر دوسرے کو تیمم کرائے تو چہرے، دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ تینوں اعضاء کے لئے تین ضربیں زمین پر لگائے، یعنی ہر عضو کے لئے الگ الگ ضرب لگائے۔ (الدر المختار، رد المحتار، ج ۱، ص ۲۳۹)

وضاحت: جب مریض کے ہر ہاتھ کا مسح اپنے دونوں ہاتھوں سے کرے تو لازمی طور پر تیسری ضرب درکار ہوگی۔
(رد المحتار، ج ۱، ص ۲۳۹)

مسئلہ: دوسرے کو تیمم کرانے کی صورت میں تیمم کے درست ہونے کے لئے شرط ہے کہ اس کے حکم و فرمائش پر تیمم کرائے، وہ فرمائش صراحۃً ہو یا دلالۃً، اگر اس کی جانب سے کسی طرح کی فرمائش نہ پائی گئی بلکہ اس نے اپنے طور پر زمین پر ہاتھ مار کر اس کے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر دیا تیمم نہ ہوگا۔
(فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۶۶)

وضاحت ﴿۱﴾: صراحت کے ساتھ فرمائش کی چند صورتیں یہ ہیں۔

(ا) زید نے عمرو سے کہا مجھے تیمم کرادو، اس نے قبول کرلیا۔

(ب) عمرو نے زید سے کہا میں تجھے تیمم کرا دیتا ہوں یا پوچھا کیا میں تجھے تیمم کرادوں، زید نے کہا اچھا۔

ان دونوں صورتوں میں اگر عمرو نے تیمم کرا دیا اور زید نے تیمم کی نیت بھی کرلی تو تیمم درست ہوگا، اگر تیمم کراتے وقت زید نے نیت نہ کی تو بھی تیمم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۶۶، ۷۶۷)

بطورِ دلالت فرمائش کی مثال یہ ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: عمرو نے زید سے کہا، میں تجھے تیمم کرا دیتا ہوں، جواب میں اس نے سکوت اختیار کیا بعد میں عمرو نے جب زمین پر ہاتھ مارے تو زید نے تیمم کی نیت کرلی تو تیمم درست ہوگیا، اس صورت میں عمرو نے اپنی قولی صراحت سے اپنا فعل ضرب زید کی جانب سے قرار دیا، زید نے اپنے سکوت سے قبول کیا جو دلالۃً فرمائش ہے۔
(فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۶۷)

مسئلہ: زید نے عمرو سے تیمم کی فرمائش نہ کی اور نہ ہی عمرو نے زید کو تیمم کرانے کی پیشکش کی، (عمرو کو زید نے تیمم کرانے کا وکیل نہ بنایا) بلکہ عمرو نے خود اپنی مرضی سے جنسِ ارض پر ہاتھ مارے، ہاتھ مارتے وقت دل میں زید کو تیمم

کرانے کا اِرادہ کیا یا نہ کیا اور زید کو تیمم کرادیا، اگر بوقتِ ضَرب عمرو کے ہاتھ پر کافی مٹی لگ گئی تھی جو تیمم کے قابل ہے، اور تیمم کے وقت اسے جھاڑا لیکن جب زید کو تیمم کرانے لگا تو زید نے تیمم کی نیت کرلی تو تیمم دُرست ہے اور اگر ہاتھوں پر تیمم کے قابل مٹی نہ لگی یا لگی تو تھی لیکن اس نے مسنون طریقہ کے مطابق اسے جھاڑ دیا، تو تیمم دُرست نہ ہوا، اگرچہ عمرو نے جب تیمم کرایا تو زید نے نیت کرلی۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۶۶، ۷۶۷)

وضاحت: مسئلہ میں مذکورہ صورتوں میں تیمم اگرچہ ضرب کے ساتھ ہے، یعنی عمرو نے اپنے ہاتھوں کی ضربوں کے بعد زید کو تیمم کرایا لیکن فِی الحقیقت ایسا نہیں کیونکہ بوقتِ ضرب عمرو کے لئے زید کی فرمائش نہ صَراحۃً ثابت ہے نہ دَلالۃً، تو بوقتِ ضرب عمرو اگرچہ نیت کرے کہ زید کو تیمم کراؤں گا، مفید نہیں کیونکہ وہ اس وقت وکیل نہ تھا اور اگر زید اس وقت نیت کرے کہ عمرو مجھے تیمم کرانے کے لئے ضرب صادر کررہا ہے تو بھی مفید نہیں کیونکہ وہ اس وقت زید کا وکیل نہیں اور پرائے فعل پر نیت کا اعتبار نہیں۔

ان صورتوں میں عمرو کا تیمم کرانا زید کے حق میں ایسا ہوگا جیسے ضرب کے بغیر تراب حقیقی سے تیمم کرنا، ایسی صورت میں تراب اور اعضاء کو اتصال دیتے وقت نیت کی ضرورت ہے جو پائی گئی، نیز ایسی صورت میں مٹی کافی قابل تیمم ہونی چاہئے، لہٰذا اگر تیمم کراتے وقت عمرو کے ہاتھوں پر کافی مٹی ہے تو تیمم دُرست ہے اور اگر نہیں (خواہ بوقتِ ضرب مٹی کم لگی یا بعد میں مسنون طریقہ سے جھاڑ دی) تو تیمم نہ ہوگا۔

ان صورتوں میں بوقتِ مسح اعضاء عمرو، زید کا وکیل ہے، اور اس کی وکالت دَلالۃً ہے نہ کہ صَراحۃً، کیونکہ اس نے اپنے آلودہ ہاتھوں سے اُسے تیمم کرانا چاہا اس نے قبول کرلیا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۷۶۷)

فصل...... تیمم توڑنے والی چیزیں:۔

مسئلہ: تیمم کو وہ چیز توڑ دے گی جو اس کے اصل یعنی وضو اور غسل کو توڑ دے گی۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۵۴)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر بے وضو ہونے کی بناء پر تیمم کیا تو حدثِ (اصغر یا اکبر) اسے باطل کردے گا، کیونکہ حدثِ اکبر

(جنابت) سے وُضُو بھی باطل ہو جاتا ہے، جس طرح کہ وہ غُسل کو باطل کر دیتا ہے۔

وضاحت ۲: اگر تَیَمُّم جنابت کے لئے کیا، پھر اسے حَدَثِ اَصغر لاحق ہوا تو اب وہ صِرف بے وُضُو ہوا جُنُبی نہ ہوا (اب اس کے لئے صِرف بے وُضُو کے اَحکام ثابت ہوں گے، یعنی دُخُولِ مَسجِد، تلاوتِ قرآنِ مجید وغیرہ جائز ہیں، جنابت کے اَحکام اس پر لازم نہ ہوں گے) جنابت کے تَیَمُّم کا ناقِض جنابت ہے۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۵۵)

وضاحت ۳: جنابت کے لئے تَیَمُّم کیا تھا بے وضو ہو گیا اور تَیَمُّم کیا، پھر اسے صِرف اِتنا پانی ملا جس سے وہ صِرف ایک ایک بار اَعضاء کو دھو کر وُضُو کر سکتا ہے تو (پانی ملنے کے باعث اس کا جنابت کا تَیَمُّم باطل نہ ہوا) وہ صِرف وضو کرے۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۲۵۵)

اگر اس نے اَعضاء کو تین تین بار دھونا شُروع کر دیا جس کے باعث اس کا وُضُو نامکمل رہا تو پھر بھی اس وُضُو سے تَیَمُّم باطل ہو گیا (کیونکہ وُضُو کے لئے کافی پانی پر اس کو قُدرت حاصل ہوئی تھی ایک ایک بار اَعضاء کو دھوتا تو پانی کِفایت کرتا) اب نیا تَیَمُّم کرے (جو وُضُو کے قائم مَقام ہوگا)۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، ص ۶۸)

اگر جنابت کے تَیَمُّم کے بعد اور بے وُضُو ہونے سے قبل مَوزے پہنے تھے تو وُضُو کرتے وقت مَوزے اُتار کر پاؤں دھوئے اور مَوزے پہنے، پھر اگر اتنے پانی پر سے اس کا گذر ہو جو اس کے غُسل کے لئے کِفایت کرتا ہو تو اس کا جنابت کا تَیَمُّم باطل ہو گیا، اور وہ جُنُبی ہو گیا لہٰذا وہ غُسل کرے، اگر قُدرت کے باوُجُود وہ غُسل نہ کر سکا تو جنابت کے لئے نئے سرے سے تَیَمُّم کرے، پھر جب بے وُضُو ہو تو اس کے لئے تَیَمُّم نئے سرے سے کرے۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۲۲۵)

وضاحت ۴: جُنُبی ہو گیا تَیَمُّم نہ کیا تھا کہ حَدَث لاحق ہو گیا (یعنی بے وُضُو کرنے والی کوئی چیز اس سے صادِر ہو گئی) دونوں کے لئے تَیَمُّم کیا پھر اس نے اتنا پانی حاصل کر لیا جس سے وہ صِرف وُضُو کر سکتا ہے، غُسل کے لئے وہ پانی کافی نہیں تو اب وُضُو کرنا اس کے لئے ضَروری نہیں، بلکہ وہ عَبَث فِعل ہے، (کیونکہ اس نے جنابت کے لئے تَیَمُّم کیا تھا وہ اس وقت باطل ہو گا جب وہ اتنے پانی پر قادِر ہو جو غُسل کے لئے کِفایت کرے، صِرف وُضُو کے لئے کِفایت کرنے والے پانی سے وہ باطل نہ ہوگا، اس لئے اس پر اس صُورت میں وُضُو کرنا ضَروری نہیں بلکہ عَبَث ہے)۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۲۵۵)

مسئلہ: اِتنے پانی پر قُدرت، جو اس کی طَہارَت کے لئے کافی ہو، بشرطیکہ وہ پانی اس کے حَاجَات سے فَاضِل ہو، تَیَمُّم کو توڑ دیتا ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۵۵)

وضاحت ۱: پانی پر قُدرت اس طرح حَاصِل ہو سکتی ہے کہ یا تو وہ اس کا مَالِک بن جائے یا پانی کا مَالِک اس کے لئے پانی کے اِستعمال کو مُباح کر دے۔ تَمْلِیک اور اِبَاحت کی چند صُورتوں کے اَحکام دَرجِ ذَیل ہیں۔

(ا) پانی صرف ایک شخص کے وُضُو کے لئے کِفَایت کرتا ہے تَیَمُّم وَالوں کی ایک جَمَاعت کو ہِبَہ کر دیا اور انہوں نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو کسی کا تَیَمُّم بَاطِل نہ ہوگا، کیونکہ ہر شخص کی مِلکِیَّت میں اتنا پانی نہیں جو وُضُو کو کَافِی ہو، وہ پانی صِرف ایک شخص کی طَہارَت کو کِفَایَت کرتا ہے اور وہ ایک جَمَاعت کی مِلکِیَّت میں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۵)

(ب) پانی صِرف ایک شخص کو وُضُو کے لئے کِفَایت کرتا ہے، مَالِک نے کسی کو ہِبَہ نہ کیا بلکہ تَیَمُّم کرنے والی ایک جَمَاعت کے لئے اِستعمال کی اِجَازت دے دی، (یعنی طَہارَت کے لئے اس کو مُبَاح کر دیا) تو اب جَمَاعت کے ہر شخص کا تَیَمُّم بَاطِل ہو جائے گا، کیونکہ سب کے لئے اس کا اِستعمال مُبَاح ہے اور ان میں سے ہر ایک کی طَہارَت کے لئے اِنْفِرَادی طَور پر وہ پانی کِفَایت کرتا ہے۔

(ج) اگر تَیَمُّم سے نماز ادا کرنے والے کو بحَالَتِ نماز اتنا پانی بَطَورِ تَمْلِیک یا بطَورِ اِبَاحت مُیَسَّر آ گیا جس سے اس کی طَہارَت ہو سکتی ہے (اور وہ اس کے اِستعمال پر قَادِر بھی ہو) تو اس کا نماز اور تَیَمُّم دونوں بَاطِل ہو جائیں گے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۵)

(د) تَیَمُّم سے نماز ادا کرنے والے کو اگر بطَورِ تَمْلِیک یا بطَورِ اِبَاحت گدھے کا جُھوٹا اتنا مُیَسَّر آ گیا جو اس کی طَہارَت کو کِفَایت کرتا ہے تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نماز نہ توڑے، نماز ادا کر لینے کے بعد اس جُھوٹے پانی سے وُضُو کر کے نماز کا اِعَادہ کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۵)

وضاحت ۲: تَیَمُّم سے نماز ادا کر چکنے کے بعد وقت کے اندر اگر پانی مل گیا تو پڑھی ہوئی نماز ہو گئی، اس کا اِعَادہ نہ کرے، یہ اس صُورت میں ہے کہ تَیَمُّم کو مُبَاح کرنے والا عُذر بندوں کی جَانِب سے نہ ہوا گر وہ عُذر بندوں کی

وجہ سے پیدا ہوا ہے تو اس نماز کا اِعادہ وَاجب ہے (عُذر ختم ہونے کے بعد اگر وقت باقی ہو تو وقت کے اندر طَہارت سے نماز ادا کرے) اور اگر وقت گذر چکا ہو تو اس کی قضاء کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۵)

وضاحت ﴿۳﴾: اگر اسے حَدَث لاحِق ہے تو اتنے پانی کے اِستِعمال پر قُدرت جو وُضُو کے لئے کافی ہو اور اگر جَنابت ہو تو اتنے پانی کے اِستِعمال پر قُدرت جو اس کے غُسل کے لئے کافی ہو تیَمُّم کو باطِل کردے گا، اگر پانی صِرف بعض اَعضاء کے لئے کِفایت کرتا ہے یا وہ جُنُبی ہے اور پانی وُضُو کے لئے کِفایت کرتا ہے تو تیَمُّم باطِل نہ ہوگا، پیچھے گذر چکا کہ اس صُورت میں اُس کا اِستِعمال کرنا یعنی وُضُو کرنا بھی اس پر لازِم نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۵)

وضاحت ﴿۴﴾: تیَمُّم کرنے والا اگر اتنے پانی پر قادِر ہے جو اس کی طَہارت کے لئے کِفایت کرتا ہے لیکن اسے اس کی ضَرُورت ہے جیسے پیاس کی صُورت میں پینے کے لئے یا آٹا گوندھنے کے لئے یا اس کے جِسم پر یا کپڑوں پر نجاست ہے اور وہ اس پانی سے دُور ہوسکتی ہے یا اتنی دھوئی جاسکتی ہے کہ باقی دِرہَم کی مِقدار سے کم رہ جاتی ہے جس کی موجودگی میں نماز درست ہے تو پانی ان ضَرُورِیات میں اِستِعمال کرے اس کا تیَمُّم باطِل نہ ہوگا۔

وضاحت ﴿۵﴾: جَنابت کا غُسل کیا لیکن بدن کا کچھ حِصّہ پانی کی کمی کے باعِث دُھلنے سے رہ گیا جس کے باعِث اس نے تیَمُّم کیا پھر اسے حَدَث لاحِق ہوا اس کے لئے اس نے تیَمُّم کیا پھر اسے اِتنا پانی مُیَسَّر آگیا جو اس کے غُسل سے بَقِیَّہ حِصّہ کو دھونے کے لئے کِفایت کرتا ہے تو اب اس جگہ کو دھوئے اس کا تیَمُّم باطِل نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۶)

نوٹ: غُسل میں بَدَن کا کچھ حِصّہ دھلنے سے رہ جانے کی صُورت میں تیَمُّم کے مَسائل تفصیل کے مُقتَضِی ہیں، لہٰذا ان کو الگ فَصل میں لکھا جائے گا، اِنْ شَآءَ اللہُ تَعالٰی۔

مسئلہ: کسی نے تیَمُّم کیا پھر اَلعِیاذُ بِاللہ مُرتَد ہوگیا تو اِرتِداد سے تیَمُّم باطِل نہ ہوگا اگر بِتَوفیقِ اِیزدی دوبارہ اِیمان لے آئے تو اس کا تیَمُّم باقی ہے، اس تیَمُّم سے وہ اب نماز ادا کرسکتا ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۶)

مسئلہ: ہر وہ چیز جس کی موجودگی میں تیَمُّم جائز نہیں تیَمُّم کے بعد جب وہ چیز پائی گئی تو تیَمُّم باطِل ہوجائے گا، مثلاً

(صِحّت میں تَیَمُّم جائز نہیں) بیماری کے باعث تَیَمُّم کیا، بیماری کے بعد جب صِحّت ہوگئی تَیَمُّم باطل ہوگیا، سَردی کی شِدّت کے باعث تَیَمُّم کیا جب اس کی شِدّت کم ہوگئی تَیَمُّم باطل ہوگیا اگرچہ اس وقت اتنے پانی پر قُدرت نہ ہوئی جو تَیَمُّم کے لئے کِفایت کرتا ہو۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۶)

وضاحت ﴿۱﴾: ہر وہ چیز جو کسی عُذر کے باعث جائز ہو جب وہ عُذر ختم ہو جائے تو اس کا جواز ختم ہو جاتا ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۵۶)

وضاحت ﴿۲﴾: ایسی صورتوں میں تَیَمُّم کے باطل ہونے کے لئے یہ شَرط نہ ہوگی کہ اس وقت پانی پر قُدرت ہو (اگر عُذر کے ختم پر پانی پر قُدرت نہ ہو مثلاً بیماری یا سَردی کی شِدّت کے باعث تَیَمُّم کیا تھا جب تَندُرُست ہوا یا سَردی کی شِدّت ختم ہو تو پانی موجود نہ ہونے کے باعث پانی پر قُدرت نہ ہو تو بھی تَیَمُّم باطل ہو جائے گا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۶)

وضاحت ﴿۳﴾: پانی سے ایک مِیل کی دُوری کے باعث تَیَمُّم کیا تھا سَفَر اس نے جاری رکھا یہاں تک کہ پانی سے ایک مِیل سے کم فاصِلہ پر پہنچ گیا تو تَیَمُّم باطل ہو جائے گا۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۵۷)

مسئلہ: جس چیز کی مَوجُودگی تَیَمُّم کو مانِع نہ ہو تَیَمُّم کے بعد اگر وہ چیز پائی جائے تو تَیَمُّم باطل نہ ہوگا۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۵۷)

مسئلہ: اُونگھنے والا مُتَیَمِّم پانی پر سے گُذرا جو طَہارت کے لئے کافی تھا اس کا تَیَمُّم باطل نہ ہوگا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۷)

وضاحت ﴿۱﴾: اُونگھنا نیند کی وہ اِبتِدائی کَیفِیَّت ہے کہ اس کے قَرِیب کی جانے والی گُفتگو میں اَکثر اسے یاد رہے اور اَعضاء پر اس کی گِرِفت زائل نہ ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۷)

وضاحت ﴿۲﴾: اُونگھنے والا خواہ بیٹھنے کی چیز پر سُرِین جما کر بیٹھا ہو یا نہ دونوں صُورتوں میں ایک ہی حکم ہے کہ وُضُو نہیں ٹوٹتا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۷)

وضاحت ﴿۳﴾: تَیَمُّم جَنابت سے ہو یا حَدَث سے یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۷)

وضاحت ﴿۴﴾: تَیَمُّم نہ ٹوٹنے کی وجہ پانی کی مَوجُودگی کے بارے میں عِلم نہ ہونا ہے جس طرح کہ کوئی شخص جاگتے ہوئے نَہر کے کَنارے کے قَرِیب ہو اور اسے اس کا عِلم نہ ہو تو اس کے لئے تَیَمُّم سے نماز ادا کرنا دُرُست ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۷)

مسئلہ: سونے کی حالت میں پانی پر سے گزرا، اگر سُرین بیٹھنے کی جگہ پر جمے ہوئے ہیں تو تیمّم باطل نہ ہوگا اور اگر سُرین بیٹھنے کی جگہ پر جمے ہوئے نہ ہوں تو تیمّم باطل ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۷)

وضاحت: سُرین بیٹھنے کی جگہ پر جمے نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کا باطل ہونا پانی کے قریب ہونے کے باعث باطل نہ ہوگا بلکہ نیند کے باعث ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۷)

فصل ...... لُمعہ کے مسائل :۔

وضاحت: (لُمعہ، لام کے پیش، میم کے سکون، عین کی زبر کے ساتھ ہے، اس کا لغوی معنی ہے تر) گھاس (میں اس) کا خشک شدہ حصہ، لوگوں کی جماعت، تھوڑا سا گذارہ زندگی، کہا جاتا ہے، "مَعهُ لُمعَةٌ مِنَ العَيشِ" اس کے ساتھ تھوڑا سا گذارہ زندگی ہے جو اس کے لئے کفایت کر سکے، "لُمعَةٌ مِنَ الجَسَدِ" جسم کے رنگ کی چمک، اور بقول بعض ہر رنگ جو اصلی رنگ کے مخالف ہو، جسم کا وہ حصہ جو نہانے یا وضو کرنے میں خشک رہ جائے۔
(مصباح اللغات، ص ۷۹۱)

اور یہاں (یعنی مسائلِ تیمّم میں) مراد وہ حصۂ بدن ہے جو بعد جنابت سیلانِ آب سے رہ گیا۔
(فتاویٰ رضویہ، ج ۱، ص ۸۸۳)

مسئلہ: غسلِ (جنابت) کیا بدن پر خشک جگہ رہ گئی، وہاں پانی نہ پہنچا، چونکہ خشک بچ جانے کے باعث اس کا غسل مکمل نہ ہوا، اس کے لئے تیمّم کیا، پھر اسے حدث لاحق ہوا، (وضو ٹوٹ گیا) اس حدث کے لئے تیمّم کیا، پھر اسے پانی ملا تو اس کی پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں، ان کی تفصیل اور احکام ذیل میں درج ہیں۔

پہلی صورت: پانی اتنی وافر مقدار میں ہے کہ خشک جگہ دھونے اور وضو دونوں کے لئے کفایت کرتا ہے۔

حکم: خشک جگہ جو غسل سے رہ گئی تھی وہ بھی دھوئے اور وضو بھی کرے، وضو اور غسل دونوں کے لئے اس کا کیا ہوا تیمّم باطل ہو گیا، (غسل کی تکمیل وہ خشک جگہ دھلنے سے ہو جائے گی، لہٰذا وہ جگہ دھونے سے اس کا غسلِ جنابت مکمل ہو گیا اور بعد میں وضو کرنے سے حدث زائل ہو گیا)۔

دوسری صورت: پانی اتنی قلیل مقدار میں ہے کہ دونوں میں سے کسی کے لئے بھی کفایت نہیں کرتا (یعنی نہ اس سے مکمل طور پر وضو کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی غسل سے باقی رہی جگہ کو مکمل طور پر دھویا جا سکتا ہے)۔

حُکم: اس کا جَنابت اور حَدث کا تَیَمُّم باطِل نہ ہوا، (کیونکہ کافی پانی پر قُدرت نہ ہوئی) موجود پانی کو غُسل سے باقی رہی جگہ میں اِستِعمال کرے اور اس کا جِتنا حِصّہ بھی دھویا جاسکتا ہے دھوئے تا کہ جَنابت حَتَّی الْمَقْدُور کم ہو۔

تیسری صورت: مُیَسَّر پانی صِرف اتنا ہے کہ اس سے صرف غُسل سے رہی ہوئی جگہ کو دھوسکتا ہے (وُضُو کے لئے وہ پانی کِفایت نہیں کرتا)۔

حُکم: غُسل سے باقی ماندہ جگہ کو اس پانی سے دھوئے، (اس طرح اس کا غُسلِ جَنابت مکمل ہو جائے گا) اس کا حَدث کے لئے ہوا تَیَمُّم باقی رہے گا، باطِل نہ ہوگا۔

چوتھی صورت: ملنے والا پانی سے وُضُو کے لئے کافی ہے، اِتنا نہیں کہ اس سے غُسل سے باقی ماندہ جِسم کا حِصّہ دھویا جائے۔

حُکم: (اس کا حَدث کے لئے کیا ہوا تَیَمُّم باطل ہو گیا لہٰذا) وہ وُضُو کرے، غُسلِ جَنابت کے نامکمل رہ جانے کے باعث اس کا تَیَمُّم باطِل نہ ہوگا۔

پانچویں صورت: پانی اتنی مِقدار میں ہے کہ اس سے یا تو مکمل وُضُو کیا جاسکتا ہے یا باقی ماندہ جگہ کو مکمل دھویا جاسکتا ہے، دونوں میں سے ہر ایک کے لئے علٰیحدہ علٰیحدہ پانی کِفایت کرتا ہے دونوں کے لئے کِفایت نہیں کرتا۔

حُکم: غُسل کی باقی ماندہ جگہ کو دھوئے (اور اپنا غُسلِ جَنابت مکمل کرے) اس کا حَدث کے لئے کیا ہوا تَیَمُّم باطِل نہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۵۶)

وضاحت: یہ پانچ مُختلِف صُورتوں کے اَحکام اس وقت ہیں جب کہ لُمعہ کے باعث غُسل نامکمل رہ گیا اور اس وجہ سے تَیَمُّم کیا پھر حَدث لاحِق ہو گیا اور حَدث کے باعث تَیَمُّم کیا اور پھر پانی ملا۔

مسئلہ: غُسلِ (جَنابت) کیا لیکن غُسل مکمل نہ ہوسکا کچھ جگہ بَدَن کی دھونے سے رہ گئی اس کے باعث تَیَمُّم کیا پھر اس کو حَدث لاحِق ہو گیا حَدث کے لئے اس نے تَیَمُّم نہ کیا تھا کہ پانی مُیَسَّر آ گیا تو اس کی بھی پانچ صُورتیں ہیں، جن کے اَحکام ذَیل میں دَرج ہیں۔

پہلی صورت: پانی اتنی مِقدار میں ہے کہ وہ غُسل سے بَقِیّہ جگہ کو دھونے کے لئے کِفایت کرتی ہے اور وُضُو کے لئے بھی کافی ہے، یعنی دونوں ضَرُورتوں کو پورا کرسکتا ہے۔

حکم: غُسل سے بقیہ جگہ کو دھوئے اور وُضُو بھی مکمّل کرے۔

دوسری صورت: پانی اتنی قلیل مِقدار میں ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کے لئے بھی اِنفرادی طور پر کِفایت نہیں کرتا (یعنی اس سے مکمّل وُضُو کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی غُسل سے بقیہ جگہ کو دھویا جا سکتا ہے)۔

حکم: حَدَث کے لاحق ہونے کے باعِث تیمّم کرے، اگر چاہے تو پانی کے ساتھ غُسل سے بقیہ بَدَن کا حِصّہ جتنا ممکن ہو دھوئے اور اگر چاہے تو نہ دھوئے (لیکن دھونا بہتر ہے، کیونکہ اس سے بَدَن کے جُنُبی حصہ میں حَتَّی المَقدُور کمی ہوگی اگر چہ مکمل طور پر جَنابَت بَدَن سے دور نہ ہو سکے گی تَقلِیل جَنابَت حَتَّی المَقدُور مُستَحَب ہے)۔

تیسری صورت: پانی اتنی مِقدار میں ہے کہ لُمعَہ کو دھویا جا سکتا ہے لیکن وہ وضو کے لئے کِفایت نہیں کرتا۔

حکم: لُمعَہ کو دھوئے اور غُسل کی تکمیل کرے، حَدَث کے لئے تیمم کرے۔

چوتھی صورت: مُیَسّر پانی صرف اتنی مِقدار میں ہے کہ اس سے وضو کیا جا سکتا ہے، غُسل سے باقی ماندہ جسم کے دھونے کے لئے کافی نہیں۔

حکم: تیمّم کا غُسل باقی ہے (کیونکہ پانی اتنی مِقدار میں نہیں جو غُسل کے بقیہ حِصّہ کو دھو سکے) حَدَث کے لاحق ہونے کے باعِث وضو کرے۔

پانچویں صورت: پانی اِتنی مِقدار میں مُیَسّر آیا کہ اس سے یا تو غُسل سے باقی ماندہ حِصّہ کو دھویا جا سکتا ہے یا وُضُو کیا جا سکتا ہے، دونوں میں ہر ایک کے لئے اِنفرادی طور پر کِفایت کرتا ہے، دونوں کے اِستِعمال کے لئے اِجتماعی طور پر کِفایت نہیں کرتا۔

حکم: اس کا حَدَث کے لئے کیا ہوا تیمّم باطل ہو گیا (لہٰذا) وہ وُضُو کرے، غُسلِ جَنابَت کے نامکمل رہ جانے کے باعِث اس کا تیمّم باطل نہ ہوگا۔

☆☆☆☆☆

موزوں پر مسح

وضاحت ﴿۱﴾: موزے کو عربی زبان میں ''خُفّ'' کہتے ہیں، خِفّۃ کا معنی ہے ہلکا ہونا، موزے کو خُفّ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی موجودگی میں حکم کے اندر خِفّت (ہلکا پن) ہے، کیونکہ دھونے کی بجائے مسح کا حکم ہے، ظاہر ہے کہ دھونے کی نسبت مسح آسان ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۶۰)

وضاحت ﴿۲﴾: موزوں پر مسح اس اُمّت کے خصائص سے ہے، یعنی اس اُمّت سے قبل کسی اُمّت میں موزوں پر مسح کا حکم نہ تھا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱، الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۹)

وضاحت ﴿۳﴾: موزہ کا نام عربی زبان میں ''خُفّ'' شریعتِ اسلامیہ کے نزول سے قبل کا ہے، لغات کا واضع اللہ تعالیٰ ہے، اس کو اپنے علمِ ازلی کے باعث معلوم تھا کہ اس کے محبوب پاک ﷺ کی شریعتِ مطہرہ میں موزوں کی موجودگی میں حکم آسان ہوگا، اس لئے اس نے شریعتِ محمدیہ کے نزول سے قبل ہی اس کا نام یہ وضع فرمادیا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۴﴾: تیمم کا ثبوت کتاب اللہ سے ہے اور موزوں پر مسح کا ثبوت سنت سے ہے، نیز تیمم مکمل طہارت یعنی غسل اور وضو دونوں کا خلیفہ ہے، لیکن موزوں پر مسح صرف پاؤں دھونے کے قائم مقام ہے، اس لئے اس کے مسائل کو تیمم کے مسائل کے بعد بیان کیا جاتا ہے۔ (الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

مسئلہ: مسح کا لغوی معنی ہے ''کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا'' اور شرعی طور پر موزوں کے مسح سے مراد ہے مخصوص زمانہ میں مخصوص موزوں پر مخصوص جگہ میں تری پہنچانا۔ (الدرالمختار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۱﴾: تری کا پہنچانا ہاتھ کے ذریعہ سے ہو یا اس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے، دونوں طرح سے مسح ہوجائے گا، بشرطیکہ وہ مستعمل نہ ہو اگر وہ تری مستعمل ہوگی تو مسح درست نہ ہوگا۔

مثال ﴿۱﴾: وضو کیا اور ہاتھوں میں باقی تری سے موزوں کا مسح کیا درست ہے، کیونکہ ہاتھوں پر دھونے کے بعد جو پانی

مَوجُود ہوتا ہے وہ مُستَعمَل نہیں بلکہ مُستَعمَل وہ پانی ہے جو اَعضاء کے دھوتے وَقت ان پر بہہ کر جُدا ہوا ہو۔

مثال ﴿۲﴾: سر کا مَسح کیا پھر اسی تَری سے مَوزوں پر مَسح کرے تو مَوزوں پر مَسح نہ ہوا، کیونکہ سَر کا مَسح کرنے سے جو تَری ہاتھوں میں مَوجُود ہے وہ مُستَعمَل ہوگئی، اس کا مَزِید اِستعمال طَہارت کے حُصُول کے لئے جائز نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۲﴾: مَخصُوص زَمانہ سے مُراد مُقیم اور مُسافر کے لئے مَسح کی مُدّت ہے، یعنی مُقیم کے لئے ایک دن ایک رات (چوبیس گھنٹے) اور مُسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں (بہتر گھنٹے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۳﴾: مَخصُوص مَوزوں سے مُراد وہ مَوزے ہیں جن میں شَرعِی شَرائِط پائی جائیں، جن کی تفصیل آئندہ مذکور ہوگی۔ اِن شَاءَ اللہُ تَعالٰی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۴﴾: مَوزوں پر مَخصُوص جگہ سے مُراد ان کے اُوپر کی طَرف ہے نہ کہ نِچلی طَرف (اگر مَوزوں کے اُوپر مَسح نہ کرے گا تو مَسح مُعتَبَر نہ ہوگا، حتّٰی کہ اگر مَوزوں کی نِچلی طَرف یا ایڑیوں پر یا پِنڈلی پر مَوجُود مَوزوں کے حِصّوں پر مَسح کیا تو جائز نہ ہوگا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

مسئلہ: (عام حالات میں) مَوزوں پر مَسح کرنا جائز ہے اور مَوزے اُتار کر پاؤں دھونا اَفضَل ہے (خاص حالات میں یہ حکم بدل جاتا ہے بعض صُورتوں میں مسح دھونے سے اَفضَل ہو جاتا ہے اور بعض صُورتوں میں مسح کرنا واجِب ہو جاتا ہے، مثلاً) جہاں پاؤں دھونے کی صُورت میں تُہمت کا اَندیشہ ہو تو مسح اَفضَل ہوگا، جیسا کہ ایسی جگہ پہنچا جہاں رَوافِض یا خَوارِج رہتے ہوں جو مَوزوں پر مَسح کو جائز نہیں سمجھتے اگر یہ مَوزے اُتار کر پاؤں دھوئے گا تو دیکھنے والے اسے اُن ہی سے سمجھنے لگیں گے تو اس صُورت میں مَوزوں پر مسح کرنا اَفضَل ہے تا کہ کوئی مسلمان اس کے فعل کے باعِث غَلط فہمی میں مُبتلا نہ ہو جائے۔

مُندرجہ ذَیل صُورتوں میں مسح کرنا واجِب ہو جاتا ہے، اور پاؤں دھونا دُرُست نہیں۔

(ا) پاس صِرف اتنا پانی ہے کہ اگر مَوزے اُتار کر پاؤں دھوئے تو پانی وُضُو کے لئے کِفایت نہیں کرتا اور اگر مَوزوں کے اُوپر مسح کرلے تو پانی کِفایت کرتا ہے۔

(ب) نماز کا اِتنا کم وَقت باقی ہے کہ اگر مَوزے اُتار کر پاؤں دھوئے تو نماز کا وقت ختم ہونے کا اَندیشہ ہے اور اگر مسح کرلے تو نماز وَقت کے اَندر ادا کرسکتا ہے۔

(ج) وُقوفِ عَرَفات کا وَقت اِتنا کم باقی ہے کہ اگر مَوزے اُتارے اور پاؤں دھوئے تو اس کا وقت ختم ہو جانے کا غالِبْ ظَن ہے تو بھی حکم ہے کہ وُقُوفِ عَرفہ مسح کر کے کرلے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۴)

مسئلہ: رُخصت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک یہ رُخصت کا سَبَب موجود ہونے کے باوُجُود عَزِیمت پر عَمَل کرنا جائز ہے جیسا کہ سَفَر میں رَمَضانُ المُبارَک کا روزہ کہ سَفَر (جو کہ رُخصتِ اِفطار کا سَبَب ہے) میں اگر کوئی عَزِیمت پر عَمَل کرے یعنی روزہ رکھ لے تو یہ جائز ہے۔

دُوسری رُخصت کی قسم یہ ہے کہ رُخصت کا سَبَب موجود ہوتے ہوئے عَزِیمت پر عَمَل کرنا جائز نہیں، جیسے سَفَرِ شَرْعی میں نمازِ فرض میں قَصْر نہ کرنا بلکہ پُورا کرنا، سَفَرِ شَرْعی جو رُخصت (نمازِ قَصر) کا سَبَب ہے اس کے دَوران عَزِیمت پر عَمَل کرنا دُرُست نہیں۔

مَوزوں پر مسح دُوسری قسم کی رُخصت ہے کہ جب تک سَبَبِ رُخصت مَوجُود ہے جو کہ مَوزوں کا پہنا ہوا ہونا ہے اس وقت تک عَزِیمت پر عَمَل (پاؤں دھونا) دُرُست نہیں، لہٰذا اگر کوئی شَخص مَوزے پہنے ہوئے حالَت میں تکلُّف کے ساتھ پاؤں دھوئے تو وہ گُنہگار ہوگا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۴)

مسئلہ: مَوزوں پر مسح کا ثُبُوت سُنّتِ مَشْہُورہ بلکہ اِجماعِ اُمّت اور تَواتُر سے ثابت ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۵)

وضاحت ﴿۱﴾: رَوافِض اگرچہ اس کا اِنکار کرتے ہیں لیکن ان کے اِنکار کا کوئی اِعتِبار نہیں، نیز حضرت اِبنِ عَبّاس، حضرت اَبُوہُرَیرہ اور حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہم کا اس سے اِنکار اگرچہ مَرْوی ہے لیکن ان کا اپنے اس اِنکار سے رُجُوع ثابت ہے۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۵)

وضاحت ﴿۲﴾: طَبَقۂ صَحابہ میں اس کے راوِیُوں کی تعداد اَسّی (۸۰) ہے، عَشَرۂ مُبَشَّرہ بھی ان میں شامل ہیں۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۶)

مسئلہ: مَوزوں پر مسح کا جَواز حالَتِ حَدَث میں مَرد اور عَورت دونوں کے لئے ثابت ہے۔

فَصل......مُوزوں پر مسح دُرُست ہونے کی شرائط:۔

وضاحت: ذیل میں مُوزوں پر مسح دُرُست ہونے کی شرائط درج ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مَفقُود ہو تو مسح دُرُست نہ ہوگا۔

شرط ﴿۱﴾: پاؤں کا جتنا حِصّہ وُضُو میں دھونا فرض ہے اس کا مُوزوں سے ڈھکا ہوا ہونا یا اس کے پاؤں کو ڈھانپنے میں اِتنی کمی نہ ہونا جو مَسح کے جَواز کو مَانع ہو۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۱﴾: ٹخنوں سمیت دُونوں پاؤں کا پُورا دھونا وُضُو میں فَرض ہے۔

وضاحت ﴿۲﴾: پاؤں کی چُھوٹی تین اُنگلیوں کی مِقدار کے بَرابر پاؤں کا وہ حِصّہ جسے دھونا فَرض ہے اگر مُوزے سے ننگا رہ گیا تو مسح دُرُست نہ ہوگا۔ (نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۷۰)

اس بارے میں مُفصّل مَسائل آیندہ صَفحات میں آئیں گے، اِن شَآءَاللہُ تَعَالٰی۔

وضاحت ﴿۳﴾: دونوں مُوزوں میں اتنی مِقدار مُراد نہیں بلکہ ہر مُوزہ میں علٰیحدہ علٰیحدہ اِتنی مِقدار کا ننگا رہنا مَسح کو باطل کردے گا۔ (نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۷۰)

وضاحت ﴿۴﴾: اگر کسی شخص کا صرف ایک پاؤں ہو تو اس پر پہنے ہوئے مُوزے کا یہی حکم ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۵﴾: مُوزہ اگر پاؤں (مکمل طور پر نہیں ڈھانپتا، مثلاً اس کے) ٹخنے ننگے رہ جاتے ہیں، اگر مُوزوں کے ساتھ سِلے ہوئے کسی حِصّہ سے اس ننگے حِصّہ کو ڈھانپ لیا تو مَسح جائز ہے اور اگر ننگے حِصّہ کو ایسی چیز کے ساتھ ڈھانپا جو مُوزوں کے ساتھ سِلی ہوئی نہیں بلکہ اُن سے الگ ہے تو مسح جائز نہ ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۲)

ساتھ سِلے ہوئے حِصّہ کا ثَخین ہونا شَرط ہے جس طرح مُوزوں کا ثَخین ہونا شَرط ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۷۰)

وضاحت ﴿۶﴾: (مُوزے اَندرُونی والے ہیں، یعنی دو تہہ والے، ایک اُوپر والی تہہ اور ایک اس کے نیچے کی تہہ) اگر مُوزہ اوپر کی تہہ سے پھٹ گیا اور نیچے کی تہہ اُوپر والی تہہ سے مُتّصل ہے اور نچلی تہہ باقی ہے تو بھی مسح جائز ہے اگرچہ وہ تہہ پتلی ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۲)

وضاحت ﴿۷﴾: موزوں کو (تسمہ سے یا رسی سے) باندھا ہوا ہو، (بشرطیکہ ٹخنوں سمیت پاؤں کو ڈھانپا ہوا ہو) تو مسح ان پر جائز ہے، کیونکہ تسمہ یا رسی سے باندھا ہوا ہونا سلائی کے قائم مقام ہے اور بندش کے بعد موزہ پاؤں پر خود بخود قائم رہتا ہے جس طرح کہ سلے ہوئے ہونے کی صورت میں وہ پاؤں پر قائم رہتا ہے۔

وضاحت ﴿۸﴾: (تسمے وغیرہ سے باندھنے کی صورت میں) اگر قدم کا کچھ حصہ ننگا رہ جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو موزہ کی پھٹن کا حکم ہے۔ (ملاحظہ ہو وضاحت نمبر ۲، ۳، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۱)

وضاحت ﴿۹﴾: موزوں نے اطراف سے ٹخنوں کو ڈھانپا ہوا ہے لیکن کھلا ہونے کے باعث اگر اوپر سے دیکھا جائے تو ٹخنے ننگے نظر آتے ہیں، پھر بھی ان پر مسح درست ہے کیونکہ ڈھانپنے سے مراد اطراف سے ڈھانپنا ہے نہ کہ اوپر سے ڈھانپنا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۲)

شرط ﴿۲﴾: موزوں کے اس حصہ پر مسح ہونا جو پاؤں کے اوپر ہے۔

وضاحت ﴿۱﴾: مسح پاؤں پر سے سرایتِ حدث کو روکتا ہے، اگر مسح پاؤں کے ایسے حصہ پر کیا جس کے نیچے پاؤں نہ تھا، مثلاً موزے کھلے تھے اور پاؤں کو سر کا کر ایسے حصہ پر مسح کیا کہ پاؤں اس میں نہ تھا تو مسح نہ ہوا، اگر مسح سے پہلے قدم کو موزہ کے اس حصہ تک کر لیا جس پر مسح کیا تو مسح جائز ہے اور اگر مسح کے بعد قدم کو اس جگہ سے ہٹا لیا جس پر مسح کیا تھا تو مسح کا اعادہ لازم نہیں ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۲)

شرط ﴿۳﴾: موزوں کا ایسا ہونا کہ اس سے تین میل شرعی یا زائد مسافت طے کی جاسکے۔

وضاحت ﴿۱﴾: چلنے سے مراد درمیانی رفتار کے ساتھ چلنا ہے جو نہ انتہائی تیز ہو اور نہ حد درجہ کی سست ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۳)

وضاحت ﴿۲﴾: کتبِ فقہ میں مسافت ایک فرسخ تحریر ہے، جو تین میل شرعی کے برابر ہے، شرعی میل مروج میل سے زائد ہے، کیونکہ شرعی میل دو ہزار گز کے برابر ہوتا ہے جبکہ انگریزی میل (۱۷۶۰) گز کا ہوتا ہے، گویا شرعی میل انگریزی میل سے (۲۴۰) گز زائد ہے، میلوں کا رواج اب ختم ہو چکا ہے۔
(تفصیل تیمم کے باب میں مذکور ہو چکی ہے، وہاں ملاحظہ ہو)

وضاحت ﴿۳﴾: موزے اتنے مضبوط ہونے ضروری ہیں کہ ان کے ساتھ مذکورہ مسافت طے کی جاسکے، اگر ان

کے اُوپر جُوتے پہننے کے بعد مذکورہ مُسافت طے کی جاسکتی ہو تو اس کا اِعتبار نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۴)

وضاحت ۴: موزے اِستعمال کے باعث تلوؤں سے اتنے کمزور پڑ گئے کہ ان کو پہن کر اگر سفر کیا جائے تو تین اُنگلیوں کی مقدار پھٹ جائیں جو کہ مسح کی مانع مقدار ہے تو ان پر مسح درست نہ رہے گا، ایسی صُورت میں غلبۂ ظن پر عمل کرے، (یعنی اگر غلبۂ ظن ہو کہ مُسافتِ مذکورہ چلنے سے وہ پھٹ جائیں گے تو مسح نہ کرے ورنہ مسح کرسکتا ہے)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۴)

وضاحت ۵: اگر پاؤں پر کمزور کپڑا لپیٹ لیا تو اس پر مسح درست نہیں، کیونکہ اس سے مذکورہ بالا مُسافت طے نہیں ہوسکتی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۴)

وضاحت ۶: موزے اگر کسی ایسی چیز سے تیار کیے جائیں جس کو پہن کر چلا نہ جاسکے جیسے شیشہ، لکڑی، لوہا، تو ان پر مسح جائز نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۶۴)

شرط ۴: پاؤں دھونے کے بعد موزے پہنے گئے ہوں۔

مسئلہ: حَدَث کے بعد وُضُو کرنے سے قبل اگر صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لئے تو اس صُورت میں مسح اس وقت جائز ہوگا جب حَدَث لاحق ہونے سے قبل وُضُو مکمل کرلیا۔ (نورالایضاح مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۷۰)

مسئلہ: حَدَث کے بعد مکمل وُضُو کرنے سے قبل صرف پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اور وُضُو مکمل کرنے سے پہلے حَدَث لاحق ہوگیا تو اب موزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔ (مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۷۰)

وضاحت: موزے حَدَث کے سرایت کرنے کے مانع ہیں اس کے دافع نہیں، یعنی جب وُضُو ٹوٹا (حَدَث لاحق ہوا) اس سے پہلے طہارت (وضو) مکمل تھا اور موزے پہن رکھے تھے تو اب موزے حَدَث کو پاؤں تک سرایت کرنے سے روک دیں گے اور حَدَث موزوں کے اُوپر طاری ہوگا، جو مسح سے زائل ہوجائے گا اور اگر موزے پاؤں دھو کر پہنے تھے اور وُضُو مکمل نہ کیا تھا کہ حَدَث لاحق ہوگیا تو اب موزے اتارے بغیر چارہ نہیں، کیونکہ اس طرح موزوں کا پہننا پاؤں سے حَدَث کو دُور نہیں کرسکتا۔ (الطحطاوی، ص ۷۰)

مسئلہ: صاحبِ عُذر کے لئے مختلف حالتوں میں موزوں پر مسح کے جواز اور عدمِ جواز کے احکام درجِ ذیل ہیں۔

پہلی صورت: وُضُو کے دَوران مَوزے پہننے کے وقت تک عُذر مُنقطع تھا۔

حکم: اس کا حکم غیر مَعذُور تندرُست اَفراد جیسا ہے (یعنی مَوزوں کے مسح کی مُدت پُوری کریں، اِقامت کی صُورت میں ایک رات دِن اور سفر کی صُورت میں تین رات دِن)۔

وضاحت: اس صُورت میں مَوزے چونکہ طَہارتِ کامل کی حالت میں پہنے گئے، لہٰذا وہ حَدث کو قدموں تک سَرایت کرنے سے روکنے کا باعث ہوں گے۔

دوسری صورت: عُذر وُضُو کے دَوران اور مَوزے پہننے کے وقت موجود تھا۔

تیسری صورت: وُضُو کے دَوران عُذر مُنقطع تھا، لیکن مَوزے پہننے کے وقت موجود تھا۔

چوتھی صورت: وضو کے دوران عُذر موجود تھا لیکن مَوزے پہننے کے وقت وہ مَعذُور نہ تھا۔

حکم: ان تینوں صُورتوں میں جب تک نماز کا وقت باقی ہے جس عذر کے لئے وُضُو کیا تھا، مسح کر سکتا ہے اور جب وقت خارج ہو جائے (اور اگلی نماز کے لئے وُضُو کرے) تو مَوزے اتارلے اور باقی اَعضائے وُضُو کے ساتھ پاؤں بھی دھوئے۔

وضاحت: دَرج بالا تینوں صُورتوں میں وقت نماز گذرنے پر حَدثِ سابق دوبارہ پاؤں کے اوپر طاری ہو جائے گا، جس کے دُور کرنے کے لئے ان کو دھونے کے سوا چارہ نہیں۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۱)

مسئلہ: بے وُضُو نے (پاؤں دھوئے بغیر) مَوزے پہن لئے اور پانی میں داخل ہو گیا جس کے باعث اس کے پاؤں پانی سے تر ہو گئے اس کے بعد اس نے وُضُو مکمل کر لیا (جس میں پاؤں نہ دھوئے) تو اس کے لئے جائز ہے کہ پوری مُدت تک مسح کرے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۷۱)

وضاحت: بوقتِ حَدث وہ طَہارتِ تامّہ کے ساتھ تھا جو کہ مسح کے جائز ہونے کے لئے شرط ہے، یہ صُورت ایسے ہے جیسے کسی نے حَدث کے بعد پاؤں دھوئے اور مَوزے پہن لئے پھر باقی وُضُو حَدث سے قبل مکمل کر لیا۔

مسئلہ: کسی شخص کے ایک پاؤں یا دونوں پاؤں پر زخم یا شکستگی کے باعث جَبیرہ (ٹوٹی ہڈیوں کو دُرُست رکھنے کے لئے پھٹیاں یا زخم پر پٹیاں) ہیں، اس نے جَبیرہ پر مسح کرنے کے بعد دونوں پاؤں پر مَوزے پہن لئے تو ان پر مسح جائز ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۶۹)

وضاحت: جبیرہ پر مَسح دھونے کے حکم میں ہے، تو گویا اس نے پُوری طہارت کے بعد مُوزے پہنے اگرچہ یہ طہارت حقیقی نہیں بلکہ حکمی ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۷۰)

مسئلہ: کسی کے ایک پاؤں پر جبیرہ ہے، جس پر اس نے مسح کرلیا اور اس پر مُوزہ نہ پہنا بلکہ دُوسرے پاؤں پر مُوزہ پہنا تو اب مُوزے پر مَسح کرنا جائز نہیں، بلکہ وُضُو کے وقت موزے کو اُتار کر دھوئے اور جبیرہ والے پاؤں پر مَسح کرے۔ (الطحطاوی، ج ۱، ص ۷۰)

وضاحت: (پاؤں کا دھونا اور اُن پر مَسح کرنا دونوں جمع نہیں ہو سکتے، زیرِ نظر صُورت میں اگرچہ صورۃً دونوں پاؤں پر مَسح کیا لیکن دونوں پاؤں کے مَسح کی حیثیت مختلف ہے) جبیرہ پر مَسح دھونے کے حکم میں ہے، لہٰذا اس پر مَسح کرنا مُوزہ پر مَسح نہ ہوا بلکہ دھونا ہوا اور دُوسرے پاؤں پر مُوزہ کے اُوپر مَسح کیا اس طرح دھونا اور مُوزوں پر مَسح دونوں جمع ہو گئے جو دُرُست نہیں۔ (الطحطاوی، ص ۷۰)

مسئلہ: مُوزے طہارتِ تامّہ پر پہنے تھے، بعد میں حَدَث لاحِق ہو گیا مُوزوں پر مَسح سے قبل یا اُن پر مَسح کرنے کے بعد مُوزوں پر (ان کی حفاظت کے لئے) موٹے مُوزے پہن لئے تو اب ان موٹے مُوزوں پر مسح نہیں کرسکتا بلکہ اَصل مُوزوں پر مَسح کرے گا۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۰)

وضاحت: جو مُوزے طہارتِ تامّہ کے ساتھ پہنے تھے اور ان کے پہنے ہوئے حَدَث لاحِق ہوا تو مَسح کے حکم کے لئے وہ مُوزے مُقرّر ہو گئے، لہٰذا ان کے اُوپر اور مُوزے پہن کر مَسح نہیں کیا جاسکتا، پہلے مُوزوں پر مَسح کرنا ہی جائز ہوگا۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۰، ۲۷۱)

مسئلہ: وُضُو یا غُسل کیا، لیکن دھونے میں فرض اعضاء میں سے کچھ حصّہ دُھلنے سے رہ گیا اور مُوزے پہن لئے، اب بعد میں اگر حَدَث لاحِق ہو تو مَسح نہیں کرسکتا۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۱)

مسئلہ: تیمّم کیا اور بعد میں مُوزے پہن لئے، پھر پانی مُیَسّر آ گیا تو اب مُوزوں پر مَسح نہیں کرسکتا، بلکہ ان کا دھونا ضَرُوری ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۱)

وضاحت: پانی کے مُیَسّر آنے پر تیمّم باطل ہو گیا، تیمّم کی وجہ سے موجود پاؤں کی طہارت بھی دیگر اعضائے وُضُو کی طہارت کی مانند زائل ہو گئی، لہٰذا اب وُضُو کے ساتھ پاؤں بھی دھوئے۔

شرط ﴿۵﴾: ہر مُوزے کا پاؤں کی چھوٹی تین اُنگلیوں کی مِقدار کے برابر پھٹن سے خالی ہونا۔

(نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۷۰)

وضاحت ﴿۱﴾: ٹخنوں کے نیچے مُوزوں میں جہاں بھی اِتنی پھٹن ہوگی اس کا اِعتبار کیا جائے گا (یعنی وہ مَسح کی مانِع ہوگی) اگر چہ وہ قدموں کے نیچے ہو یا ایڑیوں پر ہو۔ (الطحطاوی، ص ۷۰)

وضاحت ﴿۲﴾: اُنگلیوں کی مِقدار سے مُراد پُوری انگلیاں ہیں، نہ صرف ان کے سرے یا پَورے۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۳﴾: اگر کسی شخص کی پاؤں کی اُنگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو پھر لمبائی چوڑائی میں اس کے مُماثل شخص کے قدم کی اُنگلیوں کی مِقدار کا اِعتبار کیا جائے گا۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۳)

مسئلہ: پھٹن جن اُنگلیوں کے اُوپر ہو تو انہی تین اُنگلیوں کا اِعتبار کیا جائے گا (ان کی مِقدار کا اِعتبار نہ ہوگا مثلاً انگوٹھے کے مَقام پر پھٹن ہو اس سے) انگوٹھا اور ساتھ والی اُنگلی ظاہر ہوگئی اگر چہ یہ پھٹن تین چھوٹی اُنگلیوں کی مِقدار سے زائد ہو اس سے کوئی نُقصان نہ ہوگا (یعنی مَسح دُرُست ہے)۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۷۰)

مسئلہ: ایسی پھٹن مانِع ہے جو اس طرح کُھلی ہو کہ اس کے نیچے سے قدم نظر آئے، اگر وہ پھٹن کُھلی نہ ہو بلکہ اس کے دونوں کَنارے ملے ہوئے ہوں اور چلنے کے وَقت وہ کُھل جاتی ہو تو بھی مَسح کی مانِع ہے، اِعتبار ایسی پھٹن کا ہے جو چلنے کی حالت میں کُھل جائے، اگر چہ وہ رُکے ہوئے ہونے کی صُورت میں کُھلی ہوئی نہ ہو، ایسی لمبی پھٹن جس میں پاؤں کی تین اُنگلیاں داخل ہوسکتی ہوں لیکن مُوزے کی سَختی کے باعث چلتے وقت (وہ کُھلتی نہیں اور) اس سے قدم کا کوئی حِصّہ نظر نہیں آتا تو وہ مَسح کو روکنے والی نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۷۰)

وضاحت ﴿۱﴾: ایسا مُوزوں جس میں بَقدرِ مُمانعت پھٹن تھی اگر اس کے اُوپر ایک اور مُوزہ پہن لیا جس سے وہ پھٹن ڈھانپی گئی تو اب اس اوپر والے مُوزہ پر مَسح کر سکتا ہے۔ (الدر المختار، ص ۲۷۳)

وضاحت ﴿۲﴾: مُوزہ دوہرا بنا ہوا اس طرح سے کہ نِچلی تہہ بھی چمڑے کی ہو یا نِچلی تہہ کپڑے کی ہو اور وہ مُوزے کے ساتھ سِلی ہوئی ہو اگر اُوپر والی تہہ پھٹ جائے اور نِچلی تہہ سَلامت رہے تو مَسح دُرُست ہے۔

(الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۳)

مسئلہ: ایک مُوزے کی مُختلِف مَقامات پر پھٹن کو جمع کیا جائے گا (اگر وہ مُجتمع مِقدار بقدرِ مانِع ہو تو مَسح دُرُست نہ ہوگا ورنہ درست ہوگا) دو مُوزُوں کی پھٹن کو جمع نہیں کیا جائے گا، یعنی اگر ہر مُوزہ کی پھٹن کو جمع کیا جائے تو بقدرِ مانِع نہ بنے اور اگر دونوں کی پھٹن کو جمع کیا جائے تو بقدرِ مانِع بن جائے تو بھی مسح درست ہے۔

(الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۳)

مسئلہ: ایسے مُوزے پر مَسح کیا جس میں تھوڑی سی پھٹن ہے (یعنی جو مَسح کو مانِع نہیں) تو اس صُورت میں اُن مَسح کے دُرُست ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ مَسح کی فرض مِقدار جو کہ تین اُنگلیوں کے برابر ہے مُوزہ پر ہو اس پھٹن کی وجہ سے پاؤں کے ظاہر حِصّہ پر نہ ہو۔

(الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۳)

وضاحت ﴿۱﴾: مسح مُوزُوں پر جائز ہے، پاؤں پر نہیں، اگر پھٹن پر مَسح کیا تو پاؤں پر مَسح ہوگا۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۳)

وضاحت ﴿۲﴾: پہلے مذکور ہو چکا کہ مَسح مُوزے پر ہوگا لیکن اس سے مُراد مُوزے کا وہ حِصّہ ہے جو پاؤں کے اُوپر ہو، اگر مُوزہ کُھلا ہو اور مَسح مُوزے کے اس حصہ پر کیا جس کے نیچے پاؤں نہیں تو مَسح نہ ہوگا۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۳)

مسئلہ: ایک مُوزہ کی پھٹن کو جمع کرنے سے اگر مَسح کی مانِع مِقدار جتنی ہو جائے تو جس طرح اب اس پر مَسح درست نہیں اس طرح آئندہ بھی اس کی مَوجُودگی میں دُرُست نہیں اور پہلے سے کیا ہوا مَسح بھی باطِل ہو جائے گا۔

(الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۷۳)

شرط ﴿۶﴾: مُوزے ایسی چیز سے بنے ہوئے ہوں جو مَضبُوط اور مَوٹی ہو اس طرح کہ بغیر باندھے وہ پاؤں پر رکے رہیں۔

(الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۲۶۹)

وضاحت: (مُوزُوں کا ایسا ہونا ضَرُوری ہے کہ ان سے سَفر طے کیا جا سکے) پَتلی چیز کے بنے ہوئے مُوزے مُسافَت قَطع کرنے کی صَلاحِیّت نہیں رکھتے۔

(نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۷۰)

شرط ﴿۷﴾: مُوزے پانی کو جِسم تک پہنچنے سے روکیں۔

وضاحت: بغیر دیر کے پانی کی تری پاؤں تک پہنچ جائے تو مَسح دُرُست نہ ہوگا، (ورنہ دیر کے بعد تو چمڑے کے مُوزُوں میں بھی پانی کی تری نُفُوذ کر کے پاؤں تک پہنچ جاتی ہے، اس کا اِعتبار نہیں)۔

فصل ..... موزوں پر مسح کی مدت :۔

مسئلہ: مُقیم ایک دِن ایک رات اور مُسافر تین دن تین راتوں تک مسح کرسکتا ہے، یہ مدّت حَدَث (بے وُضُو ہونے) کے آغاز سے شُروع ہوتی ہے۔

وضاحت ﴿۱﴾: اگر کسی کو نیند کے باعث حَدَث لاحق ہو تو اس کے لئے مسح کی مُدّت نیند کے آغاز سے شُروع ہوگی، جاگنے کے وقت سے نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۱)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر کوئی شخص پُوری مُدّتِ مسح سوتا رہا، پاگل رہا یا بے ہوش رہا (نیند، جنون، بے ہوشی حَدَث ہیں) تو اس کا مسح باطل ہوگیا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۱)

وضاحت ﴿۳﴾: اس حساب سے مُقیم زیادہ سے زیادہ چھ نمازیں موزوں پر مسح کے ساتھ ادا کرسکتا ہے، جیسے کسی نے طہارت کر کے موزے پہنے، پھر جب صُبح خُوب رُوشن ہوگئی تو اس کو حَدَث لاحق ہوا اس نے وہ نماز موزوں پر مسح سے ادا کی اس طرح اگلے روز فجر کی نماز، فجر کے طُلُوع ہونے کے بعد اس کے خُوب رُوشن ہونے سے قبل ادا کرلی۔

فصل ...... موزوں پر مسح کا فرض :۔

مسئلہ: طُول اور عرض میں ہاتھوں کی تین چھوٹی اُنگلیوں کی مقدار کے برابر ہر پاؤں پر مسح فرض ہے۔

وضاحت ﴿۱﴾: (فرض کی ادائگی کے لئے) انگلیوں کے ساتھ مسح کرنا شرط نہیں، صرف تین چھوٹی اُنگلیوں کی مقدار طُول اور عرض میں مسح ہوگیا تو فرض ادا ہوجائے گا، اس کی مُختلف صُورتیں ہوسکتی ہیں، چند ایک درج ذیل ہیں۔

اول: مسح کے مقام پر پانی پہنچ گیا تو فرض ادا ہوگیا۔

دوم: بارش کے قطرات مسح کے مقام پر بقدرِ فرض پہنچ گئے فرض ادا ہوگیا۔

سوم: تر گھاس میں چلا اور بقدرِ فرض موزہ پر تری پہنچ گئی خواہ گھاس بارش سے تر ہوئی ہو یا شبنم کی وجہ سے (یا کسی اور وجہ سے) تو فرض ادا ہوجائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۲﴾: طُول اور عَرض میں ہاتھوں کی چھوٹی تین اُنگلیوں کی مِقدار ہونا شَرط ہے، اگر کسی نے اس طرح مَسح کیا کہ تین اُنگلیاں کھڑی تھیں ان (کے پیٹ یا پُشت) کو مَوزوں پر نہ رکھا اور نہ ہی ان کو کھینچا تو بِالاِتِّفاق اس کا مسح نہ ہوا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۳﴾: اگر کسی نے ایک پاؤں کے مَوزہ پر دو اُنگلیوں کی مِقدار مَسح کیا اور دوسرے مَوزہ پر پانچ اُنگلیوں کی مِقدار مسح کیا تو فَرض اَدا نہ ہوا (کیونکہ ہر مَوزہ پر تین اُنگلیوں کی مِقدار مَسح ہونا فرض کی ادائیگی کے لئے ضَروری ہے اور ایک مَوزہ پر صَرف دو اُنگلیوں کی مِقدار مَسح ہوا اگرچہ دوسرے مَوزہ پر چار اُنگلیوں کی مِقدار مَسح ہوگیا)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۴﴾: (فَرض کی ادائیگی کے لئے پاؤں کے اُوپر مَوزہ پر مسح ہونا شَرط ہے) اگر کسی کا مَوزہ کُھلا ہے اور پاؤں سے زَائد ہے اگر اس نے پاؤں سے زَائد حِصّہ مَوزہ پر مسح کیا اور پاؤں کو آگے اس کے نیچے نہ لایا تو مَسح اگرچہ مَوزہ پر ہوا لیکن فَرض اَدا نہ ہوگا، کیونکہ پاؤں کے اُوپر مَوزہ پر مسح نہ ہوا، اگر پاؤں کو کِھسکا کر اس زَائد حِصّہ میں لے آیا پھر مسح کیا تو مسح ادا ہو جائے گا کیونکہ اب پاؤں کے اُوپر مَوزہ پر مسح ہوا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۵﴾: کسی کا قدم کٹا ہوا ہے، اگر اس کی پُشت کا اِتنا حِصّہ باقی ہے جتنی مِقدار مسح میں فَرض ہے تو مَسح کر سکتا ہے وَرنہ مسح نہیں کر سکتا، اگر کٹنے کے بعد ایڑی باقی ہو تو مَسح نہیں کر سکتا، اسی طرح اگر ٹَخنہ سے پاؤں کٹا ہو تو ٹَخنہ کا باقی حِصّہ دھونا ہوگا مسح نہیں کر سکتا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۳)

وضاحت ﴿۶﴾: کٹنے کے بعد پاؤں اِتنا باقی ہے کہ اس پر مَسح کرنا جائز نہیں بلکہ دھونا ضَروری ہے تو اب دُوسرے پاؤں پر اگرچہ وہ سالم ہو، مَسح نہیں کر سکتا بلکہ اسے دھونا ضَروری ہے اور اگر ایک پاؤں مکمل طَور پر ٹَخنوں سمیت کٹا ہوا ہے جس کے باعِث اس کا دھونا ساقِط ہے تو اب دُوسرے پاؤں کے مَوزہ پر مَسح کر سکتا ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۳)

وضاحت ﴿۷﴾: اگر کسی شخص نے ایک یا دو اُنگلیوں سے مَسح کیا اور ان کو...... مَوزہ پر رکھ کر اتنا کھینچا کہ تین اُنگلیوں کی مِقدار مَسح ہوگیا تو فرض اَدا نہ ہوا اگرچہ اس اُنگلی یا اُنگلیوں پر تَری مَوجُود ہو اور اگر انگوٹھا اور شہادت کی انگلی کھول کر، ان کے ساتھ بمعہ ہتھیلی کے اس حِصّہ کے جو ان دونوں کے دَرمیان ہے مَسح کیا یا ایک اُنگلی کے ساتھ تین

بار بار نیا پانی لے کر نئی جگہ پر مسح کیا تو مسح ہو جائے گا، اس طرح مسح تین انگلیوں کے ساتھ مسح کے قائم مقام ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۸﴾: اگر کسی نے انگلیوں کے سروں سے مسح کیا اور ان کی جڑوں کو موزوں سے جدا رکھا تو اگر انگلیاں رکھتے ہی بمقدارِ فرض موزہ تر ہو گیا یا انگلیوں پر پیچھے سے پانی کے قطرات آرہے ہوں تو مسح درست ہو گا ورنہ درست نہ ہو گا، اگرچہ صرف تری (قطروں کی صورت کے بغیر) انگلیوں پر موجود ہو الغرض اس صورت میں مسح کے درست ہونے کے لئے دو شرطوں میں سے ایک شرط کا پایا جانا شرط ہے۔

﴿۱﴾ بمقدارِ فرض موزہ کا تر ہونا۔ ﴿۲﴾ قطروں کا جاری رہنا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۹﴾: مسح کے لئے موزہ پر جب انگلیاں رکھی جائیں گی تو ان کی تری مستعمل ہو جائے گی، لہٰذا اس تری کو انگلیوں سے کھینچ کر فرض کی تکمیل کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا، ہاں ضرورت کی بنا پر سنت کی تکمیل کے لئے اس تری کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، کیونکہ (سنت اور) نفل کی ادائیگی کے لئے بعض امور کو گوارا کر لیا جاتا ہے جب کہ فرض کی ادائیگی میں ان سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا، سنت اور نفل کی ادائیگی میں صرفِ نظر کی وجہ ضرورت ہے کیونکہ اگر سنت کی ادائیگی میں بار بار نیا پانی لیا جائے تو اس سے تکرارِ مسح لازم آتا ہے جو مشروع نہیں، لہٰذا تکمیلِ سنت کی خاطر اس سے صرفِ نظر کر لیا گیا، جب کہ یہ ضرورت فرض کی ادائیگی میں پیش نہیں آتی اس لئے فرض مقدار کے مسح کی درستگی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ تری مستعمل نہ ہو۔

(درالمختار، ج ۱، ص ۲۷۲)

وضاحت ﴿۱۰﴾: موزے غصب کئے ہوں، چرائے ہوں یا چھین کر حاصل کئے ہوں اگر پہن کر مسح کر کے نماز ادا کرے گا تو مسح ہو جائے گا اور نماز ادا ہو جائے گی (لیکن چھیننے، چرانے اور غصب کا گناہ اپنی جگہ قائم رہے گا جب تک کہ وہ اصل مالک تک نہ پہنچائے گا، اصل مالک تک پہنچانا ضروری ہے)۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۳)

وضاحت ﴿۱۱﴾: کسی شخص کا چوری کے باعث پاؤں کاٹنا حد میں لازم تھا یا اس نے کسی کا پاؤں کاٹ دیا، قصاص میں اس کا پاؤں کاٹنا ضروری تھا، پاؤں کٹنے سے قبل وہ بھاگ گیا تا کہ اپنے پاؤں کو بچا لے تو اب وضو میں باقی اعضاء کی مانند اس کا دھونا فرض ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۳)

فصل......موزوں کے مسح کے نواقض:۔

مسئلہ جو چیز وُضو کی ناقض ہے وہ موزوں کے مسح بھی ناقض ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۷۵)

وضاحت: موزوں پر مسح وُضو کا بعض حصہ ہے، جب اَصل یعنی وُضو باطل ہو جاتا ہے، تو اس کا بَعض یعنی موزوں کا مسح بھی یقیناً باطل ہو جائے گا۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۷۵)

مسئلہ موزے کا اُتر جانا بھی مسح کو باطل کر دیتا ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۷۵)

وضاحت ﴿۱﴾: موزے کو اپنے فعل سے اُتار دینے یا موزے کے خُود بخُود اُترنے کا حکم برابر ہے، یعنی موزوں کا مسح باطل ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۵)

وضاحت ﴿۲﴾: موزے پر موجود مسح حدث کو قدم پر سرایت کرنے سے مانع تھا، جب وہ مانع اپنے مقام سے زائل ہو گیا تو حدث کو قدم پر طاری ہونے سے کوئی رُکاوٹ نہ رہی جب حدث قدموں پر طاری ہوا تو وہ مسح باطل ہو گیا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۵)

وضاحت ﴿۳﴾: اگر صرف ایک موزہ پاؤں سے اُترا، دوسرا موزہ پاؤں پر پہنا ہوا ہے تو بھی مسح باطل ہو گیا (اب دُوسرے موزے کو اُتار کر دونوں پاؤں کو دھونا ہو گا)۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۵)

وضاحت ﴿۴﴾: اس صُورت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ جس پاؤں سے موزہ اتارا گیا اس کے مسح کے ٹوٹ جانے کا حکم دیا جائے اور جس پاؤں پر موزہ باقی ہے اس کے مسح کے باقی رہنے کا حکم دیا جائے، کیونکہ موزوں کے مسح کے ٹوٹنے کے اَجزاء نہیں ہو سکتے، نیز لازم آئے گا کہ ایک پاؤں کو دھویا جائے اور دُوسرے پر مسح کیا جائے اور یہ دُرُست نہیں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۵)

مسئلہ مُدت کے گذر جانے پر مسح باطل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ سردی کے باعث پاؤں کے ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۵)

وضاحت ﴿۱﴾: مُقیم کے لئے موزوں پر مسح کی مُدت ایک دِن ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دِن تین راتیں ہیں۔

وضاحت ﴿۲﴾: موزے پہننے والے نے پُوری مسح کی مُدت میں مسح نہ کیا، پھر بھی حکم یہ ہے کہ مُدت کے اِختتام پر

مزید مسح نہیں کرسکتا، یعنی کسی نے طہارت کے ساتھ موزے پہنے تھے پھر حدث لاحق ہوگیا اور حدث کے بعد موزوں پر مسح کی مدت ختم ہوگئی اور اس نے مسح نہ کیا، اب مسح نہیں کرسکتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۵)

وضاحت ﴿۳﴾: موزوں پر مسح کی مدت ختم ہوچکی ہے لیکن سردی کے باعث خوف ہے کہ اگر موزے اتار کر پاؤں دھوئے گا تو سردی کی شدت کے باعث پاؤں ضائع ہوجائیں گے، تو موزے نہ اتارے بلکہ تمام موزوں پر یا ان پر سے اکثر حصہ پر مسح کرکے نمازیں ادا کرے جبکہ اس کا وضو باقی ہو، یہ اجازت ضرورت کی بنا پر ہے، اس صورت میں موزے جبیرہ کے حکم میں ہوجائیں گے، یعنی ان کے لئے مدت کی تعیین ختم ہوجائے گی، جب تک ضرورت باقی ہے مسح جائز ہوگا۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۷۵، ۲۷۶)

وضاحت ﴿۴﴾: موزوں پر مسح کی مدت ختم ہوگئی اور وضو بھی ٹوٹ گیا اور سردی کی شدت کے باعث پانی استعمال نہیں کرسکتا تو تیمم کرے۔

وضاحت ﴿۵﴾: نماز کی ادائیگی کے دوران مسح کی مدت ختم ہوگئی، پانی موجود نہیں کہ پاؤں دھوسکے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اب تیمم کرکے نماز از سرِ نو ادا کرے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۶)

مسئلہ: مسح کی مدت ختم ہوگئی یا پاؤں پر سے موزہ کو اتار لیا گیا اگر وضو باقی ہے تو اپنے پاؤں کو دھولے (تو اس کا وضو مکمل ہوگیا) مستحب یہ ہے کہ پورا وضو دوبارہ کرے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۷۶)

وضاحت ﴿۱﴾: پاؤں تک حدث کی سرایت کا مانع موزہ یا اس کے پہننے کی شرعی مدت تھی ان کے ختم ہونے سے حدث پاؤں تک سرایت کرگیا لہٰذا اب پاؤں کو دھونا تکمیل وضو کے لئے ضروری ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۶)

وضاحت ﴿۲﴾: وضو کو دوبارہ کرنے میں ایک تو (پے درپے وضو کرنے) کی رعایت ہے اور دوسرا امام مالک علیہ الرحمۃ کے اختلاف سے بچنا ہے، اس لئے مستحب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۶)

مسئلہ: موزہ کی شرعی حد سے پاؤں کے اکثر حصہ کا نکل جانا یا نکال لینا موزے کے اتر جانے کے حکم میں ہے، یعنی اس طرح مسح باطل ہوجاتا ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۲۷۶)

وضاحت ﴿۱﴾: موزہ کی شرعی حد اتنی ہے کہ اگر موزہ اس سے کم ہو تو مسح اس پر جائز نہ ہو اور وہ اتنا ہونا چاہئے کہ ٹخنوں کو ڈھانپ لے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۶)

وضاحت ﴿۲﴾: مُوزے کا وہ حِصّہ جو پِنڈلی پر ہوتا ہے وہ اس کی شَرعی حَد سے زائد ہے لہٰذا پاؤں اگر مُوزہ کی پِنڈلی کی جانِب نکل آئے تو گویا پاؤں مُوزے سے نکل آیا تو اس سے مَسح باطِل ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۶)

وضاحت ﴿۳﴾: مُوزے کی ایڑی کے مَقام سے پاؤں کی ایڑی کا اکثر حِصّہ مُوزے کی پِنڈلی میں آ گیا اور پھر واپس اپنی جگہ پر آ گیا، اگر ایڑی کو مُوزہ اُتارنے کی نیّت سے نِکالا تو مَسح باطِل ہو گیا اور اگر مُوزہ کُھلا ہونے کے باعث ایسا ہوا یا مُوزہ کُھلا تو نہ تھا لیکن وہ سُویا ہوا تھا کسی دُوسرے نے بحالتِ نیند ایسا کیا تو مسح باطِل نہ ہوگا۔

(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۷)

مسئلہ: مُوزہ اگر اس قدر پھٹ جائے کہ اس پھٹن کی مَوجُودگی میں اس پر مَسح دُرُست نہ ہو تو پہلے سے کیا ہوا مَسح باطِل ہو جائے گا۔ (الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۸)

مسئلہ: مَعذُور نے مُوزے پہن رکھے ہیں نَماز کے وَقت گذرنے کے ساتھ اس کا وُضُو ٹُوٹ جائے گا، اس طرح اس کے مُوزوں کا مَسح بھی باطِل ہو جائے گا، مَعذُور صِرف وَقت کے اندر مَسح کر سکتا ہے۔

(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۷۸)

مسئلہ: عمامہ، ٹوپی، بُرقع اور دَستانوں پر مَسح جائز نہیں۔ (نورالایضاح)

وضاحت: عمامہ پر مَسح کی صُورت میں اگر تَری عمامہ سے گُذر کر سَر کے فرض مَسح کی مِقدار تک پہنچ گئی تو سر کا مَسح اَدا ہو جائے گا۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۲)

﴿نجاستوں کا بیان﴾

وضاحت ﴿۱﴾: نَجاست طَہارت کی ضِد ہے۔ (ردالمحتار، ص ۳۰۸)

نَجاست عُرفِ شَرع میں مخصُوص گندگی کو کہتے ہیں جس کی جِنس نَماز کی مانِع ہے جیسے پیشاب، خُون اور شَراب۔ (المصباح المنیر، ج ۲، ص ۲۱۸)

وضاحت ﴿۲﴾: نَجس (نَ+ج+س) ہر قسم کی گندگی اور مَیل کُچیل کو کہتے ہیں، اَصل میں یہ مَصدر ہے، پھر یہ اِسم کے طَور پر مُستَعمل ہوتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۸)

وضاحت ﴿۳﴾: نَجِس (۱) نَ+جَ+س۔ (۲) نِ+جْ+س۔ (۳) نَ+جِ+س۔ (۴) نَ+جُ+س) صفت کا صیغہ ہے۔ (المنجد)

طاہر کی ضد ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۸)

وضاحت ﴿۴﴾: (نجس یا نجاست) لُغت کے اعتبار سے عام ہے، حقیقی اور حکمی دونوں اقسام کو عام ہے، عرف میں اس کا اطلاق صرف حقیقی نجاست پر ہوتا ہے، خُبث کا لفظ نجاستِ حقیقی کے ساتھ خاص ہے اور حَدَث کا لفظ نجاستِ حکمی سے مخصوص ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۸)

مسئلہ: (احادیثِ شریفہ میں) وارد ہے کہ قبر میں بندے سے سب سے پہلے طہارت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، عام عذاب قبر نجاست کے بارے میں توجہ نہ دینے اور اس سے نہ بچنے کے باعث ہوتا ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ص ۸۲)

وضاحت ﴿۱﴾: توجہ نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ اچھی طرح سے اس کو زائل نہ کرنا۔

(الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۸۲)

وضاحت ﴿۲﴾: نجاست سے نہ بچنے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے دامن کو لٹکادے اور وہ نجاست سے آلودہ ہوجائے۔ (الطحطاوی، ص ۸۲)

وضاحت ﴿۳﴾: احادیثِ مبارکہ میں پیشاب سے بچنے کی خصوصیت سے تاکید ہے۔ ارشادِ نبوی ہے۔

اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ.

پیشاب سے بچو، کیونکہ عام عذابِ قبر اس سے پرہیز نہ کرنے کے باعث ہوتا ہے۔

یہ بھی نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

اِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْ اَشْيَاءَ ثَلَاثَةٍ اَلْغِيْبَةُ وَالنَّمِيْمَةُ وَعَدَمُ الْاِسْتِنْزَاهِ مِنَ الْبَوْلِ

بلاشبہ تین چیزوں کے باعث عذابِ قبر ہوگا، غیبت، چغلی، پیشاب سے نہ بچنا۔

فصل...... نجاست کی اقسام:۔

مسئلہ: نجاست کی دو قسمیں ہیں، غلیظہ، خفیفہ۔ (نورالایضاح)

وضاحت (۱): نَجاسَتِ غَلیظَہ کوغَلیظَہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی صِرف قَلیل مِقدار بَدَن اور کپڑوں پر مُعاف ہے اور دوسری قِسم کوخَفِیفَہ کہنے کا باعث یہ ہے کہ اس کی نِسبتاً کثیر مِقدار مُعاف ہے۔

(مراقی الفلاح، ص ۸۲، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۲)

وضاحت (۲): نَجاسَتِ غَلیظَہ اور خَفِیفَہ کے پاک کرنے میں کوئی فرق نہیں، دونوں کے پاک کرنے کے طَریقے یکساں ہیں، ان میں (خَفِیفَہ کی) خِفّت، (غَلیظَہ کی) غِلظت کا کوئی فَرق نہیں۔ (مراقی الفلاح، ص ۸۲)

وضاحت (۳): نَجاسَتِ غَلِیظَہ یا نَجاسَتِ خَفِیفَہ پانی یا دیگر مائِع اَشیاء میں مِل جانے سے ان کو ناپاک کر دیتی ہے، اس لحاظ سے بھی دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ (مراقی الفلاح، ص ۸۲)

اس میں دِرہَم کی مِقدار یا چوتھے حِصّہ کا اِعتبار نہیں، ہاں نَجاسَتِ خَفِیفَہ اگر پانی میں گر پڑے تو (اس پانی کا حکم نَجاسَتِ خَفِیفَہ کا ہوگا) کپڑے اور بدن پر لگنے کی صُورت میں اس کے چوتھے حِصّہ کا اِعتبار ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۲)

وضاحت (۴): قَلیل پانی میں نَجاسَت کے گرنے کے مُتَّصِل پانی ناپاک نہیں ہوتا (بلکہ نَجاسَت کے اس میں مِلنے سے ناپاک ہوتا ہے) اگر کوئی شخص نَجاست کے گرنے سے مُتَّصِل بعد دُوسری جانِب سے پانی لے لے تو وہ ناپاک نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۶)

مسئلہ: مُندرجہ ذَیل اَشیاء نَجاسَتِ غَلیظَہ ہیں۔

اِنسان کا پاخانہ، نیز اِنسان کے جِسم سے نکلنے والی ہر وہ شئ جس کے باعِث وُضُو یا غُسل واجب ہو جائے، ہر اس جانُور کا پیشاب جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر چہ وہ اتنا کم عمر ہو کہ اس نے ابھی کچھ کھایا نہ ہو، اور ان کا لُعابِ دَہن، بہنے والا خُون، خَمر اور دوسری شَرابیں، گھریلو بَطخ اور مُرغی کی بِیٹ، پَرِندوں کے علاوہ باقی جانوروں کا پاخانہ، مینگنیاں، لِید، گوبر، مُردار کا گوشت، رَنگنے سے قَبل اس کی کھال، جانُوروں کی جگالی۔

(الدر المختار، ص ۳۱۸ — ۳۲۰، نور الایضاح، مراقی الفلاح، ص ۸۲، ۸۳)

وضاحت (۱): نبیِ کریم رؤف رَحیم ﷺ کا پیشابِ مُبارَک اور دیگر تمام فَضلاتِ مُبارکہ طاہر ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۸)

وضاحت ﴿۲﴾: اِنسان کے پاخانہ کے مقام سے خارج ہونے والی ہوا اگرچہ وُضُو کو توڑ دیتی ہے لیکن وہ ناپاک نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۸)

وضاحت ﴿۳﴾: چمگادڑ کا گوشت اگرچہ نہیں کھایا جاتا قانون کے مُطابِق اس کا پاخانہ اور پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہونا چاہئے لیکن اس کا پاخانہ اور پیشاب پاک ہیں، کیونکہ وہ ہوا میں پیشاب اور پاخانہ کرتے ہیں اس سے بچنا مُشکل ہے، ضَرُورت کی بِنا پر ان کی عَدمِ نَجاسَت کا حکم ہے، پرندے صرف بِیٹ کرتے ہیں، لیکن چمگادڑ بیٹ بھی کرتا ہے اور پیشاب بھی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۹)

وضاحت ﴿۴﴾: چُوہا اور بلّی حَرام جانور ہیں، لیکن چوہے کا پیشاب ضَرُورت کی بِنا پر پاک ہے کیونکہ اس سے بچنا مُشکل ہے، اسی طرح اس کی مینگنیاں اگر گندم وغیرہ غلّہ کے ساتھ پس جائیں اور ان کا اثر ظاہر نہ ہو تو بھی وہ آٹا پاک ہے، بِالکُل (بلّی کا پاخانہ ناپاک ہے) اس کا پیشاب اگر پانی یا دیگر مائع اَشیاء میں پڑے جب کہ وہ برتنوں میں ہوں تو ناپاک ہو جائیں گے لیکن مائع اَشیاء کے علاوہ باقی اَشیاء جیسے کپڑے وغیرہ میں اس کا پیشاب اگر لگ جائے تو ضَرُورت کی بِنا پر وہ پاک شُمار ہوں گی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۹. جدالممتار، ج ۱، ص ۱۷۷)

وضاحت ﴿۵﴾: تمام جانداروں کے اَجسام سے بہنے والا خُون نَجاسَتِ غلیظہ ہے لیکن بارہ خُون ایسے ہیں جو طاہر ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اول: شہید کے جِسم سے بہنے والا خُون جب تک اس کے جِسم کے اُوپر ہے پاک ہے، اگر کسی شخص نے شہید کو اٹھا کر نَماز پڑھی تو نَماز دُرُست ہے، لیکن اگر اس کا خُون نمازی کے کپڑے یا جِسم کو لگ گیا تو نَماز نہ ہوگی کیونکہ وہ اس جگہ سے زائل ہو گیا جہاں اس کی طہارت کا حکم تھا۔

(الدرالمختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۹)

دوم: ذِبح کے بعد گوشت میں باقی خُون وہ گوشت خواہ چربی والا ہو خواہ دُبلا ہو، اگر گوشت کاٹنے کے وَقت اس سے نکلے تو پاک ہے اور اگر بوقتِ ذِبح بہنے والا خُون گوشت پر لگ گیا تو وہ ناپاک ہے (گوشت کو دھو کر پاک کیا جائے)۔

(ردالمحتار، ص ۳۱۹. مراقی الفلاح، ص ۸۳)

اسی طرح ذِبح کے مقام پر بہنے والا خُون اگر باقی رہ جائے تو وہ بھی ناپاک ہے (دھو کر پاک کیا جائے)۔

(مراقی الفلاح، ص ۸۳. ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۹)

سوم: ذبح شُدہ جانور کی رگوں میں باقی ماندہ خُون۔

چہارم، پنجم، ششم: ذبح شُدہ جانور کے جگر، تلی، دِل میں باقی ماندہ خُون۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۹)

ہفتم: وہ خُون جو انسان اور دیگر حیوانات کے جسم میں سے ہے اور بہا نہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۹، الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۸۳)

ہشتم: مچھلی کا خُون، اگرچہ بڑی ہو اور اس سے خُون بہہ کر نکلے، مچھلی کا خُون دَرحقیقت خُون نہیں، کیونکہ خُون جب سُوکھتا ہے سیاہ ہو جاتا ہے اور مچھلی کا خُون سفید ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار، ص ۳۱۹، مراقی الفلاح، ص ۸۳)

نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم: جُوں، پسّو، مچھر اور کھٹمل کا خُون، ان چاروں سے خارج ہونے والا خُون اگرچہ کثیر ہو کوئی جان بُوجھ کر جسم اور کپڑے کو لگائے یا خُود لگ جائے پاک ہے، اگر کسی نے جُوں اپنے کپڑوں کے اندر مار دی تو کپڑا نجس نہ ہوگا، اگر کسی نے تیل وغیرہ کسی مائع میں اسے گرا دیا تو وہ ناپاک نہ ہوگا، کیونکہ جس جانور میں بہنے والا خون نہ ہو پانی میں اس کا مرجانا اسے ناپاک نہیں کر سکتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۰)

مندرجہ بالا خُون کی بارہ اقسام میں سے صرف پہلی قسم بہنے والا خُون ہے، دُوسرے خُون بہنے والے خُون نہیں، اگر وہ بہنے والے خُون ہوں تو ناپاک ہوں گے۔

وضاحت ﴿۶﴾: خمر وہ شراب ہے جو انگور کے رَس سے تیار کی جاتی ہے، اس طرح کہ اس کا رَس جوش کھا جاتا ہے، نچلا حصہ اُوپر کو آجاتا ہے، اور نشہ آور بن جاتا ہے، یہ حرام قطعی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اسے "رِجس" (ناپاک) قرار دیا ہے، یہ بالاتفاق نجاستِ غلیظہ ہے اور باقی نشہ آور شرابیں مُفتیٰ بہ قول کے مطابق نجاستِ غلیظہ ہیں۔ (مراقی الفلاح، ص ۸۲، جدالممتار، ج ۱، ص ۱۷۸)

وضاحت ﴿۷﴾: پرندوں (کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو اُڑتے نہیں، اس وجہ سے وہ) ہوا میں بیٹ نہیں کرتے جیسے پالتو بطخ اور مرغی ان کی بیٹ نجاستِ غلیظہ ہے، (دُوسری قسم) وہ جو ہوا میں بیٹ کرتے ہیں، اگر ان کا گوشت کھایا جاتا ہے (حلال ہیں) جیسے کبوتر، چڑیا تو ان کی بیٹ پاک ہے، اور اگر ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا (حرام ہیں) جیسے شکرا، باز، چیل تو ان کی بیٹ نجاستِ خفیفہ ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۰)

وضاحت ﴿۸﴾: وہ بَطخ جو ہَوا میں اُڑتی ہے اور لوگوں میں (پالتُو جانور کے طَور پر) نہیں رہتی (جسے مُرغابی کہا جاتا ہے) اس کا حکم کبُوتر کی مانِند ہے (اس کی بِیٹ پاک ہے)۔ (ردالمحتار، ص ۱۳۲۰، الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۸۳)

وضاحت ﴿۹﴾: اِنسانی جِسم سے نکلنے والی ہر وُہ شَی جس کے نکلنے کے باعِث وُضُو ٹُوٹ جاتا ہے وہ بھی نَجاسَتِ غَلِیظہ ہے، مثلاً بہنے والا خُون، مَنی، مَذِی، وَدِی، اِستِحاضَہ، حَیض، نِفاس، اور مُنہ بھر کر قے۔

(نورالایضاح، مراقی الفلاح، ص ۸۳)

وضاحت ﴿۱۰﴾: جن چیزوں کے نکلنے سے وُضُو نہیں ٹُوٹتا وہ پاک ہوتی ہیں، جیسے مُنہ بھر سے کم قے، وہ خُون جو زَخم سے صِرف ظاہِر ہو اور نہ بہے۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۸۳)

وضاحت ﴿۱۱﴾: شَراب کی قے قلیل یا کثیر نَجاسَتِ غَلِیظَہ ہے، (قلیل ہونے کی صُورت میں اس کی نَجاسَت کا یہ حکم شَراب کے باعِث ہے جو نَجاسَتِ غَلِیظَہ ہے)۔ (الطحطاوی، ص ۸۳)

وضاحت ﴿۱۲﴾: ہر جُگالی کا حکم اس جانور کے پاخانہ کا سا ہے، یعنی نَجاسَتِ غَلِیظَہ جیسے اُونٹ، گائے، بکری وغیرہ کی جُگالی۔

وضاحت ﴿۱۳﴾: ہر وہ جانور جس میں بہنے والا خُون موجود ہو اس کے مُردار کا گوشت اور رَنگنے سے قبل چَمڑا نَجاسَتِ غَلِیظَہ ہے اور جن جانوروں میں بہنے والا خُون نہ ہو اس کے مُردار کا گوشت پاک ہوتا ہے، جیسے جھینگر، بِچھو، اگرچہ ان کا کھانا جائز نہیں۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۸۳)

وضاحت ﴿۱۴﴾: ہر جانور کے پِتّے کا حکم اس کے پیشاب جیسا ہے۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۴۲)

مسئلہ: مندرجہ ذَیل چیزیں نَجاسَتِ خَفِیفَہ ہیں۔

گھوڑے اور ہر اس چوپائے کا پیشاب جس کا گوشت کھایا جاتا ہے ہر اس پرندے کی بِیٹ جس کا گوشت کھایا نہیں جاتا۔ (نورالایضاح، ص ۳۵، ۴۶، الدر المختار، ج ۱، ص ۳۲۲)

وضاحت ﴿۱﴾: گھوڑا حَلال جانور ہے لیکن جہاد کا ذَرِیعَہ ہونے کے باعِث اس کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۸۴)

وضاحت ﴿۲﴾: جن جانوروں کا گوشت حَلال ہے وہ گھریلو ہوں یا وَحشی جیسے بکری، ہِرن، ان کا پیشاب نَجاسَتِ خَفِیفَہ ہے، لیکن ان جانوروں کا پاخانہ جیسے گھوڑے، خَچَر، گدھے کی لِید، گائے کا گوبر، بکری کی مینگنیاں نَجاسَتِ غَلِیظَہ ہیں۔

(مراقی الفلاح، ص ۸۴)

وضاحت ﴿۳﴾: شکرا، چِیل (وغیرہ حَرام گوشت) پرندوں کی بِیٹ نَجاسَتِ خَفِیفَہ ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۸۴)

فصل ...... نَجاسَتِ غَلِیظَہ اور خَفِیفَہ کے اَحکام :۔

مسئلہ: نَجاسَتِ غَلِیظَہ (جسم یا کپڑے پر) ایک دِرہم کی مِقدار ہوتو اس کو دھونا واجِب ہے اس کے سمیت نماز ادا کرنے سے اگر چہ نماز کا فَرِیضَہ ذِمّہ سے ساقِط ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مَکرُوہ تَحرِیمی ہے (یعنی اَدا کردہ نماز واجِبُ الاِعادَہ ہے) اگر دِرہم کی مِقدار سے کم ہو اس کا دھونا مَسنُون ہے اور اس کے ساتھ نماز ادا کرنا مَکرُوہ تَنزِیہی ہے، اور اگر دِرہم کی مِقدار سے زائِد ہو تو یہ نماز کو باطِل کردے گی، لہٰذا اس کا دھو کر نماز ادا کرنا فرض ہے۔

(الدر المختار، ص ٣١٦، نور الایضاح مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ٨٤)

وضاحت ﴿١﴾: نماز با جماعت ادا کر رہا ہے، اسے عِلم ہے کہ میرے کپڑے پر دِرہم کی مِقدار نَجاسَتِ غَلِیظَہ ہے تو اسے نماز قَطع کر کے اس کا دھونا واجِب ہے اگر چہ جَماعت کے فَوت ہونے کا خدشہ ہو، کیونکہ جَماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا سُنّت ہے اور نَجاسَت کو دھونا واجِب ہے، واجِب کی اَدائیگی سُنّت سے مُقدّم ہے۔

(الطحطاوی، ص ٨٤)

وضاحت ﴿٢﴾: نماز با جماعت ادا کر رہا ہے، اسے عِلم ہے کہ کپڑوں پر دِرہم سے کم نَجاسَتِ غَلِیظَہ ہے، اگر اسے خَطرہ ہو کہ اگر نَجاسَت کو دھویا تو جَماعت جاتی رہے گی تو جَماعت کو تَرک نہ کرے اور اگر اسے مَعلُوم ہو کہ نَجاسَت دھونے کے بعد اسے جَماعت کے ساتھ نماز مُیَسّر آسکتی ہے تو اسے نَجاسَت دھو کر جَماعت میں شامِل ہونا اَفضَل ہے۔

(الطحطاوی، ص ٨٤)

وضاحت ﴿٣﴾: نماز ادا کر رہا ہے اور اسے معلوم ہے کہ اس کے بَدَن یا کپڑوں پر نَجاسَتِ غَلِیظَہ دِرہم کی مِقدار یا اس سے کم ہے لیکن اسے خَطرہ ہے کہ اگر نَجاسَت کو زائِل کرنے میں مَشغُول ہوا تو نماز کا وَقت ختم ہو جائے گا، تو اب نماز ادا کرے، (اس کے بعد نَجاسَت کو دھولے)۔

(الطحطاوی، ص ٨٤)

وضاحت ﴿٤﴾: نَجاسَت کو دھونے کا حُکم اس وَقت ہے جب کہ اسے دُھونے پر قُدرَت ہو، اگر قُدرَت نہ ہو تو اس سمیت نماز ادا کرے۔

(مراقی الفلاح، ص ٨٣)

مثلاً کسی کے اَعضائے سَتر پر نَجاسَت ہے، لیکن اسے ایسا ماحَول مُیَسّر نہیں کہ لوگوں کے سامنے اپنے

اَعْضائے سَتْر کو کھولے بغیر نَجاسَت دُور کر سکے جن کے سامنے اَعْضائے مذکورہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں تو وہ نَجاسَت سَمیت نماز اَدا کرے، اگر چہ نَجاسَت کثیر مِقْدار میں ہو۔ (الطحطاوی، ص ۸۱)

مسئلہ: نَجاسَتِ غَلیظَہ اگر جِرْم دار (جسم دار) ہے تو ایک دِرْہَم کے وَزْن کا اِعْتِبار ہے اور اگر جِرْم دار نہیں تو ایک دِرْہَم کی مَساحت (رَقْبہ) کا اِعْتِبار ہے، جو اُنگلیوں کے جوڑوں کے اندر ہاتھ کی ہتھیلی کی گہرائی کے برابر ہے۔

(نور الایضاح. مراقی الفلاح، ص ۸۴. الدر المختار، ج ۱، ص ۳۱۸)

وضاحت ۱: ہتھیلی کی گہرائی کی مِقْدار مَعْلُوم کرنے کا طَرِیقَہ یہ ہے کہ ہاتھ سے پانی کا چُلّو لے، پھر ہاتھ کو پھیلا دے (اس طرح کہ ہاتھ کی کوئی سمت دُوسری سمت سے اُونچی یا نیچی نہ ہو) اب جتنی سَطْح پر پانی باقی رہے گا وہ ہتھیلی کی گہرائی کی مِقْدار ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۸)

وضاحت ۲: کپڑا ایک ہے، ایک طَرَف نَجاسَت لگی، اس سے گذر کر دُوسری جانب ظاہر ہوگئی تو اب دُوسری جانب میں الگ نَجاسَت کا اِعْتِبار نہیں ہوگا (اگر نَجاسَت کی مِقْدار ایک دِرْہَم یا اس سے کم ہو تو اس کپڑے سمیت نماز پڑھنے سے فَرْضِ ذِمّہ سے اَدا ہو جائے گا) اور اگر کپڑا دو الگ الگ تہوں والا ہو تو دوسری جانب میں ظاہر ہونے والی نَجاسَت اِلگ شُمار ہوگی، (دونوں پَرتوں میں موجود نَجاسَت اگر دِرْہَم سے بڑھ گئی تو نماز کی دُرُستی کے مانِع ہوگی)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۷)

وضاحت ۳: نَجاسَتِ غَلیظَہ میں دِرْہَم کی مِقْدار کا مَساحَت میں اِعْتِبار نماز کے وَقْت ہوگا نہ اس وقت جبکہ نَجاسَت لگی۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ص ۳۱۷. البحر الرائق، منحۃ الخالق، ج ۱، ص ۲۳۹)

وضاحت ۴: کپڑے پر ناپاک گھی ایک دِرْہَم سے کم مِقْدار میں لگا، پھر نماز کے وَقْت تک پھیل کر دِرْہَم سے زائد ہوگیا تو یہ نماز کے مانِع ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۷. البحر الرائق، منحۃ الخالق، ج ۱، ص ۲۳۹)

مسئلہ: بچہ جس کا بَدَن یا کپڑے ناپاک ہیں، نمازی کی گود میں بیٹھا اور وہ اپنے آپ کو سنبھال سکتا ہے یا نَجاسَت سے آلُودہ کبُوتَر اس کے سر پر بیٹھا تو اس کی نماز دُرُست ہے اور اگر بچہ (اتنا کم عمر ہو یا کمزور ہو کہ وہ) اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا تو اس کی نماز دُرُست نہ ہوگی۔ (البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۴۰)

مسئلہ: نمازی نے کافِر مَیِّت کو اُٹھایا ہوا ہے (اس کو نہلایا گیا ہو یا نہ دونوں صُورَتوں میں) اس کی نماز دُرُست نہیں، اور اگر

مُسلمان کی مَیّت کو اُٹھایا ہوا ہے اس کو غُسل دیا جاچکا ہے تو نماز دُرُست ہے، اگر نَومَولُود ہو تو وہ ایسے بچہ کی مَیّت ہو جو پَیدائش کے وقت چلّایا ہو (یعنی زِندہ پَیدا ہوا ہو) اور اگر مَیّت کو غسل نہ دیا گیا ہو یا وہ ایسے بچہ کی مَیّت ہو جو وِلادت کے وقت چلّایا نہ ہو یعنی مُردہ پَیدا ہوا ہو تو نماز دُرُست نہ ہوگی۔ (البحرالرائق، ج ۱، ص ۲۴۰)

مسئلہ: نَجاسَتِ خَفِیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے جِس حِصّہ پر لگی یا بَدَن کے جس عُضو پر لگی اگر آلُودہ مَقام کپڑے کے اس حِصّہ یا بَدَن کے اس عُضو کے چَوتھائی سے کم ہے تو مُعاف ہے، (اگر ان کے چَوتھائی حِصّہ تک پہنچ جائے تو اب اس کو زائل کرنا ضَروری ہے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۱)

وضاحت ﴿۱﴾: کپڑے کے حِصّوں کی مثالیں دامن، آستین، گریبان۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۱)

وضاحت ﴿۲﴾: بَدَن کے اَعضاء جیسے ہاتھ، "رِجل" (ٹانگ) (۱) پورا ہاتھ ایک عُضو ہے، انگلیوں کے پَوروں سے لے کر بغل تک، پُورا رِجل ایک عُضو ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۲)

مسئلہ: نَجاسَتِ غَلِیظہ اور خَفِیفہ اگر مَخلُوط ہو جائیں تو غَلِیظہ رَاجح ہوگی، (مَخلُوط کا حکم غَلِیظہ کا سا ہوگا) اگر مَخلُوط نہ ہوں (بلکہ الگ الگ جِسم یا کپڑوں پر لگیں) تو اگر دونوں بَرابر ہوں یا غَلِیظہ زیادہ ہو تو پھر بھی غَلِیظہ رَاجح ہوگی، اگر غَلِیظہ کم اور خَفِیفہ زائد ہو تو خَفِیفہ رَاجح ہوگی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۱)

وضاحت ﴿۱﴾: نَجاسَتِ غَلِیظہ اور خَفِیفہ دونوں مَخلُوط ہو جائیں تو غَلِیظہ بہر حال رَاجح ہوگی، (اگر چہ وہ خَفِیفہ کے برابر یا اس سے کم ہو)۔

وضاحت ﴿۲﴾: نَجاسَتِ غَلِیظہ اگر پانی (جو کہ طاہر ہے) سے مَخلُوط ہو تو اسے بھی نَجاسَتِ غَلِیظہ بنا دیتی ہے۔

وضاحت ﴿۳﴾: نَجاسَتِ غَلِیظہ اور خَفِیفہ اگر الگ الگ مَقام پر لگی ہوں اور دونوں الگ الگ مِقدار میں اتنی نہ ہوں کہ نماز کی مَانِع ہو سکیں تو اگر غَلِیظہ زیادہ ہو یا خَفِیفہ کے بَرابر ہو تو غَلِیظہ رَاجح ہوگی یعنی اگر دُونُوں کا مَجمُوعہ دِرہَم کی مِقدار کے بَرابر ہو جائے تو نماز کے لئے مَانِع ہوں گی وَرنہ نہیں، اور اگر نَجاسَتِ خَفِیفہ، غَلِیظہ سے زائد ہو تو خَفِیفہ رَاجح ہوگی یعنی دُونُوں کا مَجمُوعہ اگر کپڑے کے حِصّہ یا بَدَن کے عُضو کے چَوتھائی تک پہنچ جائے تو نماز کے لئے مَانِع ہوں گی ورنہ نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۱)

(۱) رِجل کا معنی پاؤں ٹانگ ہے، "رِجلُ البَحرِ" کا معنی ہے جِھیل، کھاڑی، اس کی شکل ٹانگ جیسی ہوتی ہے۔

مسئلہ مچھلی کا خُون، خچر اور گدھے کا لُعابِ دہن، پیشاب کی چھینٹیں، جو سُوئی کے سِرے کے برابر ہوں پاک شمار ہوتی ہیں۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۳۲۲)

وضاحت ﴿۱﴾: مچھلی کا خُون پاک ہوتا ہے، کیونکہ یہ دَرحقیقت خُون نہیں، کیونکہ خُون کا خاصہ ہے کہ خشک ہونے کے بعد اس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے اور مچھلی کا خُون سفید ہو جاتا ہے، مچھلی چھوٹی ہو یا بڑی اس کے خُون کا یہی حکم ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۹)

وضاحت ﴿۲﴾: گدھے اور خچر کا لُعاب اور ان کا جُھوٹا پاک ہوتا ہے، ان کے جُھوٹے کی طہارت میں کوئی شک نہیں، ہاں ان کی طہُوریت مشکوک ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۲)

وضاحت ﴿۳﴾: پیشاب اپنا ہو یا غیر کا دونوں کا حکم یکساں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۲)

وضاحت ﴿۴﴾: قصّاب کے حق میں خُون کی چھینٹوں کا بھی یہی حکم ہے، یعنی اگر سُوئی کے سِرے کے برابر ہوں تو ضرُورت کی بنا پر ان کے پاک ہونے کا حکم ہے، قصّاب کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے یہ حکم نہیں، اگر ان کے بدن اور کپڑوں پر ایسی چھینٹیں گریں تو ان کے بدن اور کپڑے ناپاک ہو جائیں گے (بشرطیکہ دِرہم کی مقدار تک پہنچ جائیں)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۲)

وضاحت ﴿۵﴾: سُوئی کے ناکے والے سِرے کے برابر ہوں یا دوسرے سِرے کے برابر، دونوں کا حکم ایک جیسا ہے، اگر اس سے بڑی ہوں تو ناپاک شمار ہوں گی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۳)

وضاحت ﴿۶﴾: ان کا اَثر (بدن اور کپڑوں پر) دِکھائی دے یا نہ دونوں صُورتوں میں حکم یکساں ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۳)

وضاحت ﴿۷﴾: پیشاب کی چھینٹیں سُوئی کے سِرے کے برابر پانی میں پڑیں تو اس کا حکم بھی یہی ہے، (وہ ناپاک نہ ہوگا)۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۳)

وضاحت ﴿۸﴾: کپڑے پر پیشاب کی ایسی چھینٹیں پڑیں اگر وہ کپڑا پانی میں گر پڑے تو اس سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۳)

وضاحت ﴿۹﴾: پیشاب کی چھینٹیں جو سُوئی کے سِرے کے برابر ہوں، چونکہ ضرُورت کی بنا پر کالعدم شمار ہوتی ہیں، لہٰذا

اگر یہ جمع ہو کر دِرْہم کی مِقْدار یا اس سے زائد ہو جائیں تو ان سے کپڑا نجس نہ ہوگا۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۴)

مسئلہ: سڑک (اور راستے) کا کیچڑ، نجاستوں کے بُخارات، کھاد، گوبر کا غُبار اور (نجس چیز کے) غُسالہ (دھوون) کے برتنوں پر ایسے چھینٹے جن کے قطرات برتنوں پر ظاہر نہ ہوں مُعاف ہیں۔ (الدرالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۱﴾: چونکہ رستوں اور سڑکوں کے کیچڑ اگر چہ ان میں نجاست غالب ہو، مُعاف ہونے کا حکم ضَرُورت کی بنا پر ہے اس لئے یہ مُعافی صِرف اس شخص کے لئے ہے جس کی آمد و رفت رستوں اور سڑکوں پر ہو اور بدن اور کپڑوں میں لگی ہوئی کیچڑ میں نجاست نظر نہ آتی ہو، نیز قصداً اس نے اپنے بدن اور کپڑوں کو اس سے آلُودہ نہ کیا ہو، جو شخص ایسے رستوں اور سڑکوں پر نہ چلتا ہو اس کے حق میں یہ مُعافی نہیں، لہٰذا وہ ایسے کیچڑ آلُودہ کپڑوں میں نماز نہ پڑھے، کیونکہ اس کے لئے یہ ضَرُورت نہیں۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۴، ۳۲۵)

وضاحت ﴿۲﴾: ہوا نجاستوں پر سے گذری اور کپڑوں کو لگی تو کپڑے ناپاک نہ ہوئے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۳﴾: نجاستوں کے بُخارات کپڑوں (اور بدن) کو لگے تو ناپاک نہیں ہوئے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۴﴾: پانی سے اِستِنجاء کیا پانی کی تری بدن پر ابھی باقی ہے کہ ہوا خارج ہوئی بدن ناپاک نہ ہوگا اسی طرح اگر شلوار تر تھی کہ ہوا خارج ہوئی شلوار ناپاک نہ ہوگی۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۵﴾: کسی مکان میں گندگی جلائی گئی، بُخارات چھت پر جمع ہو گئے، کپڑوں کو ان کا پانی لگ گیا تو ناپاک نہ ہوئے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۶﴾: اصطبل میں گرمی تھی اس میں پانی کا برتن لٹکا ہوا تھا اس کے بُخارات پانی بن کر چھت سے ٹپکے اور اس برتن پر پڑے تو برتن کا پانی ناپاک نہ ہوا۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۷﴾: حمّام میں نجاسات جلائی گئیں، جن کے بُخارات سے دیواریں اور روشن دان بھیگ کر ٹپکنے لگے تو یہ ٹپکنے والا پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۸﴾: نوشادر جو نجاست کے دھوئیں کو جمع کر کے تیار کی جاتی ہے پاک ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۹﴾: شراب اور اس کے فضلات کے بُخارات سے تیار کردہ اسپرٹ نجس اور حرام ہے اس کی حُرمت کی وجہ

اس کا بُخارات سے تیّار ہونا نہیں بلکہ اس کا نشہ آوَر ہونا ہے۔ (جد الممتار، ج ۱، ص ۱۷۹)

وضاحت ﴿۱۰﴾: ناپاک چیز کا غُبار پانی پر پڑا، پانی ناپاک نہ ہوا اگر ناپاک مٹی پانی میں پڑ گئی تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۱۱﴾: غُسل کے دَوران مَیِّت کے جِسم کا غُسالَہ غاسِل پر پڑتا ہے جس سے بچنا ممکن نہیں ہوتا ہے، عُمُومِ بَلْویٰ کے بَاعِث وہ پاک شُمار ہوتا ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

وضاحت ﴿۱۲﴾: مَیِّت کے جِسم کا پہلی تین دَفعہ دھونے کا غُسالَہ اگر کسی جگہ جمع ہو جائے، اگر وہ کسی چیز کو لگ جائے تو اسے ناپاک کر دے گا، چوتھی دَفعہ کا غُسالَہ پاک ہوتا ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۵)

مسئلہ: عَورَت کے فَرج کی رُطُوبَت پاک ہے (لہٰذا کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو مُختار یہ ہے کہ ناپاک نہیں)۔

(الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۳۴۹)

وضاحت ﴿۱﴾: بچے کے جِسم پر رُطُوبَت بوقتِ وِلادَت (اگر اس کے ساتھ خُون کی آمیزِش نہ ہو) تو پاک ہے۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۳۴۹)

وضاحت ﴿۲﴾: انڈا (اگر تازہ ہو اور اس پر تَری ہو) اگر کپڑے کو لگ جائے یا پانی میں پڑ جائے تو پانی اور کپڑا ناپاک نہیں (اسی طرح اگر انڈے کو دھوئے بغیر اُبال لیا گیا تو پانی ناپاک نہ ہوگا) لیکن اسے سے وُضُو کرنا مَکرُوہ (تنزیہی ہے) کیونکہ اس میں اِختِلاف ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۴۹)

وضاحت ﴿۳﴾: فَرج کی رُطُوبَت کے ساتھ اگر مَذی یا مَنی ملی ہوئی ہو تو ناپاک ہے۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۴۹)

فصل ...... ناپاک اَشیاء کو پاک کرنے کے طَرِیقے:۔

وضاحت ﴿۱﴾: ناپاک اَشیاء کو پاک کرنے کے مُختلف طَرِیقے ہیں جو اپنے اپنے مَوقعوں پر اِستِعمال ہوتے ہیں، جیسے دھونا، پانی بہا دینا، پانی کا ایک جانب سے داخِل ہو کر دوسری جانب سے خارِج ہونا، اس طرح سے کہ اسے جاری شُمار کیا جائے، مَحَلِ نَجاست بُھول جانے کی صُورَت میں کپڑے (وغیرہ) کا کوئی سا کنارہ دھو دینا، صَیقَل شُدہ چیز کو پُونچھ دینا، چمڑے، فَرش، پچھنے لگنے کے مَقام، فَصد کے مَقام کو تین مُختلف کپڑوں سے پُونچھ دینا، زمین کا

خشک ہو جانا، موزے (اور جوتے وغیرہ) کو رگڑ لینا، منی کو کھرچ دینا، (ڈھیلا وغیرہ) سے استنجاء کر لینا، نمک اور لکڑی کو چھیل لینا، (حرام گوشت جانور کو) ذبح کر لینا، اس سے کھال پاک ہو جائے گی، (مردار کے) چمڑے کو رنگ لینا، ناپاک چیز کو آگ میں ڈال دینا تاکہ نجاست جل جائے، روئی کا دھنک لینا، (غلہ وغیرہ میں ناپاک حصہ کے متعین نہ ہونے کی صورت میں اس سے) بعض حصہ کو دھو لینا، فروخت کر دینا، ہبہ کر دینا یا کھا لینا، ذات کا تبدیل ہو کر کوئی دوسری چیز بن جانا (جیسے گدھے کا نمک اور نجاست کا راکھ بن جانا) کنویں سے معین مقدار پانی خارج کر دینا، کنویں کے پانی کا سوکھ جانا، کنویں سے جتنا پانی نکالنا واجب تھا اتنی مقدار زمین میں جذب ہو کر کم ہو جانا، شراب کا سرکہ بن جانا وغیرہ۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۷)

ان کی تفصیل مسائل کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

وضاحت (۲) ہر وہ چیز جو ناپاک ہو جائے پانی یا دیگر مائع کے استعمال کے بغیر کسی دوسرے طریقہ سے اس کی طہارت کا شرعاً حکم ہو جائے، اگر بعد میں اسے پانی لگ جائے تو اس کی نجاست کا حکم دوبارہ نہیں ہوگا، مثلاً موزے کو رگڑ کر پاک کر لیا گیا یا زمین خشک ہو گئی اور نجاست کا اثر زائل ہو گیا یا مردار کے چمڑے کی دباغت کر لی یا کنواں ناپاک تھا پانی خشک ہو گیا یا لوہے دھات یا شیشہ کی نجاست کو پونچھ کر پاک کر لیا اگر یہ چیزیں گیلی ہو جائیں تو نجاست عود نہیں کرے گی۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۳)

مسئلہ: نجاست حقیقیہ کو اپنے محل سے، اگرچہ برتن پر ہو یا کسی خوردنی چیز پر ہو، اس کا محل معلوم ہو یا معلوم نہ ہو، پانی مستعمل، غیر مستعمل اور ہر اس پاک مائع سے دور کرنا جائز ہے جو نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے سرکہ، گلاب کا عرق اور اگر نجاست کو زائل کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس مائع سے نجاست کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

وضاحت (۱) نجاست بدن یا کپڑے یا ایسی جگہ ہے کہ اس کو دھونے کے لئے لوگوں کے سامنے ستر کھولنا پڑتا ہے، تو اس سمیت نماز ادا کرے، ستر کھولنے کی اجازت نہیں، ستر کھولنا نجاست سمیت نماز ادا کرنے کی نسبت زیادہ برا ہے، لہٰذا اسی کے ساتھ نماز ادا کرے، کیونکہ ایسی صورت میں جبکہ کوئی شخص دو برائیوں میں مبتلا ہو تو اسے کم تر برائی کو اختیار کرنا چاہئے، ایسی صورت میں ستر کھولنا فسق ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۳۰۹)

وضاحت ﴿۲﴾: (پانی یا مائع سے دھونے سے وہ چیز پاک ہوگی جس میں پاک ہونے کی صلاحیت ہو، اگر کوئی چیز ایسی ہو جس میں دھونے کے ساتھ پاک ہونے کی صلاحیت ہی نہ ہو وہ دھونے سے پاک نہ ہوگی) جیسے گندم کو اگر شراب میں پکا دیا گیا ہو تو اب وہ کبھی پاک نہیں ہوسکتی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

وضاحت ﴿۳﴾: مائع یا پانی کا پاک ہونا ضروری ہے، اگر وہ پاک نہ ہو تو دوسری چیز کو پاک نہیں کرسکتا، اگر (جسم یا بدن پر) نجاستِ غلیظہ ہو تو حلال گوشت جانوروں کے پیشاب (جو کہ نجاستِ خفیفہ ہے) سے دھونے سے پاک نہ ہوگا، بلکہ اس محل سے نجاستِ غلیظہ کا حکم بھی ساقط نہ ہوگا، مثلاً کپڑے پر خون لگا ہے اگر حلال گوشت جانوروں کے پیشاب سے دھویا تو خون کی نجاست اس سے زائل نہ ہوگی بلکہ نجاست میں اضافہ ہوگا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

وضاحت ﴿۴﴾: دودھ اور تیل نجاست کو زائل نہیں کرسکتے، لہٰذا ان کے ساتھ دھونے سے ناپاک چیز پاک نہ ہوگی۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

وضاحت ﴿۵﴾: تھوک سے بھی نجاست زائل ہوسکتی ہے، چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

مثال ﴿۱﴾: بچے نے پستان پر قے کی، پھر دودھ پیا اس طرح کہ قے کا اثر زائل ہوگیا تو پستان پاک ہوگیا۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

مثال ﴿۲﴾: انگلی پر نجاست لگی تھی اس کو زبان سے صاف کرلیا یہاں تک کہ اس کا اثر زائل ہوگیا، تو انگلی پاک ہوگئی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

مثال ﴿۳﴾: شراب پی، پھر تھوک کو منہ میں بار بار گردش دی تو منہ پاک ہوگیا، بشرطیکہ تھوک سے شراب کا اثر زائل ہو جائے، اب نماز ادا کرسکتا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

مثال ﴿۴﴾: کپڑے پر نجاست کو زبان سے (نعوذ باللہ) چاٹا، یہاں تک کہ اس کا اثر جاتا رہا کپڑا پاک ہوگیا۔

(الفتاوی العالمگیریہ، ج ۱، ص ۲۰)

وضاحت ﴿۶﴾: بچے نے دودھ پیا پھر قے کی جس سے والدہ کے کپڑے آلودہ ہوگئے، تو جب تک وہ بہت زیادہ نہ ہو نماز کی مانع نہیں ہے، کیونکہ دودھ مکمل طور پر متغیر نہیں ہوتا، یہی صحیح ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۰۹)

مسئلہ: مَوزہ، جُوتا، چمڑے کا کوٹ (جبکہ نَجاسَت صاف طرف ہو بالوں کی جانب نہ ہو) وغیرہ پر جِرم دار نَجاسَت لگ جائے تو رَگڑنے کے ساتھ جس سے نَجاسَت کا اَثر زائل ہو، پاک ہو جائیں گے، اگر نَجاسَت جِرم دار نہ ہو تو دھونے کے بغیر پاک نہ ہوں گے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۳۱۰)

وضاحت ﴿۱﴾: بدن یا کپڑے پر نَجاسَت ہو تو رَگڑنے سے وہ پاک نہ ہوں گے، دھونا ضَروری ہے، ہاں مَنی لگی ہو رَگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۳۰۹)

جس کی تفصیل آئے گی۔ اِن شَاءَ اللّٰہُ تعالٰی۔

وضاحت ﴿۲﴾: مَوزے اور جُوتے پر نَجاسَت اُوپر لگے یا نیچے تر ہو یا خُشک رَگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۳۰۹)

وضاحت ﴿۳﴾: جِرم دار وہ نَجاسَت ہے جو سُوکھ جانے کے بعد دِکھائی دے، جیسے پاخانہ، خُون وغیرہ اور جو سُوکھنے کے بعد دِکھائی نہ دے وہ جِرم دار نہیں ہے جیسے شَراب، پیشاب وغیرہ۔

وضاحت ﴿۴﴾: غیر جِرم دار نَجاسَت اگر کسی طرح سے سُوکھنے کے بعد دِکھائی دینے لگے تو وہ جِرم دار کے حکم میں ہو جائے گی، جیسے مَوزوں پر پیشاب یا شَراب لگ گیا، رَیت یا راکھ پر چلا جس سے وہ رَیت یا راکھ مَوزے پر جَم گئی پھر اسے زمین سے رَگڑا کہ وہ رَیت یا راکھ گر پڑی تو مَوزے پاک ہو گئے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۳۱۰)

وضاحت ﴿۵﴾: جِرم دار نَجاسَت کو رَگڑنے سے اگر اس کا اَثر یعنی رَنگت بُو وغیرہ زائل ہو تو پاک ہو جائے گی ورنہ نہیں ہاں اگر اس کے اَثر کو زائل کرنا مُشکل ہو تو اچھی طرح رَگڑنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی اگرچہ اَثر زائل نہ ہو۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۳۱۰)

وضاحت ﴿۶﴾: مَوزے، جُوتے یا اس کی مانند چیزوں پر اگر غیر جِرم دار نَجاسَت لگ جائے تو پاک کرنے کے لئے دھونا شَرط ہے، پاک کرنے کا طَریقہ یہ ہے کہ تین بار دھویا جائے، ہر دَفعہ دھونے کے بعد اس کو رکھا جائے، یہاں تک کہ اس سے قَطرات مُنقطِع ہو جائیں اور تَری ختم ہو جائے، اس طرح تین دَفعہ دھونے سے وہ پاک ہوں گے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۳۱۰)

مسئلہ: ہر صَیقل شُدہ چیز جس میں مَسام نہ ہوں جیسے آئینہ، ناخُن، ہَڈّی، وہ برتن جس میں تیل لگا ہوا ہو (جس سے اس کے مَسام بند ہو چکے ہوں) چینی کے رَوغَنی برتن، ایسی لکڑی جس کو خَراد پر صَیقل کیا گیا ہو، (جیسے چارپائیوں کے رنگ دار پائے وغیرہ) چاندی وغیرہ دھاتوں کے برتے جن پر نقش ونگار نہ ہو، کو اس طرح پُونچھ لیا جائے جس سے نجاسَت کا اَثَر زائل ہو جائے تو پاک ہو جاتے ہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۰)

وضاحت ۱: صَحابۂ کِرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طَرِیق کار یہ تھا کہ اپنی تلواروں سے کُفّار کو قتل کرتے پھر انہیں پُونچھ کر ان کے سَمیت نمازیں ادا فرماتے تھے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۰)

وضاحت ۲: جس چیز میں مَسام نہ ہوں اس کے اَندر نجاسَت داخِل نہیں ہو سکتی اور جو نجاست اس کے اُوپر ہے وہ پُونچھ لینے سے زائل ہو جاتی ہے، لہٰذا ایسی چیز پُونچھ لینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۰)

وضاحت ۳: غیر مَسام دار چیز پر نجاسَت کی کوئی سی قسم لگے جِرْم دار ہو یا غیر جِرْم دار، تَر ہو یا خُشک، پُونچھ لینے سے وہ چیز پاک ہو جاتی ہے، اگر جِرْم دار ہو اور خُشک ہو چکی ہو تو اس کو کُھرچ دیا جائے اور اگر تَر ہو تو کپڑے وغیرہ سے پُونچھ لیا جائے اور اگر جِرْم دار یا غیر جِرْم دار ہو اور ابھی تک تَر ہو تو کپڑے سے اسے پُونچھ لیا جائے، وہ چیز پاک ہو جائے گی، وَاضِح رَہے کہ پاک ہونے کے لئے اس طرح پُونچھنا شَرط ہے جس سے نجاسَت کی ذات اور اس کا اَثَر (رنگ، بُو وغیرہ) زائل ہو جائے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۰)

مسئلہ: پچھنے لگوائے یا فَصد کرائی اور مَقامِ فَصد کا اِردگرد خُون سے لُتھڑ گیا اور پانی بہانے سے ضَرر کا اَندیشہ ہو تو تین بار تین پاک تَر کپڑوں سے پُونچھ لینے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی (ہر بار نیا کپڑا لے)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۰)

مسئلہ: زمین، کچی اینٹ، پکی اینٹ، جبکہ زمین پر اُن کا فرش لگا ہوا ہو، (یا چنائی کی گئی ہو) پَودے، گھاس چارہ خُشک ہو یا تر، جبکہ زمین میں کھڑے ہوں، پر لگی ہوئی نجاسَت جب سُوکھ جائے اور اس کا اَثَر (رنگ، بُو وغیرہ) زائل ہو جائے، تو پاک ہو جائیں گی۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۱)

وضاحت ۱: نجاسَت کا سُوکھنا اور اس کے اَثَر کا زائل ہونا کسی طرح سے ہو، دُھوپ سے، آگ سے یا ہَوا وغیرہ سے، مُندرجہ بالا چیزیں پاک ہو جائیں گی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۱)

وضاحت ﴿۲﴾: زَمین، فَرش اور دِیواروں کو جلدی پاک کرنے کا طَریقہ یہ ہے کہ ان پر اِتنا کثیر پانی ڈالا جائے جو نَجاست کو بہا کر لے جائے اور نَجاست کا اَثَر پانی میں دِکھائی نہ دے تو زمین اور نَجاست کو بَہا کر لے جانے والا پانی دُونُوں پاک ہو جائیں، پانی اس لئے کہ وہ جارِی ہو گیا اور جارِی پانی کا حکم یہ ہے کہ اگر اس میں نَجاسَت ہے اور اس کا اَثَر پانی میں ظاہِر نہ ہو تو وہ پاک ہی رہتا ہے، زَمین اور فَرش اس لئے کہ ان پر اب پاک پانی مَوجُود ہے، جس کی نَجاسَت کا حکم جارِی ہونے کے باعِث ختم ہو چکا ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۱)

وضاحت ﴿۳﴾: نجس زَمین پر بارِش ہوئی اگر وہ کثیر ہو کہ زَمین پر اس کا پانی جارِی ہو جائے، (اور زَمین پر سے نَجاسَت کا اثر زائل ہو جائے) تو زمین اور پانی دُونُوں پاک ہو گئے اور اگر قلیل ہو کہ اس کا پانی جارِی نہ ہو تو زَمین بَدَسْتُور نجس رہے گی قلیل بارِش کی صُورَت میں زَمین پر چلا تو پاؤں یا ان پر پہنے ہوئے مَوزے اور جُوتے ناپاک ہو گئے ان کو پاک کرے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۱)

وضاحت ﴿۴﴾: زَمین کے سُوکھ جانے کا مَطلَب یہ ہے کہ اس پر تَرِی باقی نہ رہے اس کا (اَندر سے مکمّل طور پر) خشک ہونا مُراد نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۱)

وضاحت ﴿۵﴾: کچّی یا پکّی اِینٹ (کی چنائی یا) زَمین پر ان کا فَرش لگا ہو تو ان کا حکم یہی ہے اگر وہ زَمین پر رَکھی ہوئی ہوں جمی ہوئی نہ ہوں تو دَھونا (یا کُھرچنا) ضَرُورِی ہے، اس کے بغیر وہ پاک نہ ہوں گی، کیونکہ خُشک ہونے اور نَجاسَت کا اَثَر زائل ہونے سے پاک ہونا صِرف زَمین کے بارے میں شَرِیعَت میں وارِد ہے، جمی ہوئی اور فَرش میں لگی ہوئی اِینٹ، عُرفاً زمین ہی شُمار ہوتی ہے، لہٰذا اس وَجہ سے ان کا حکم زَمین کا سا ہے اگر زَمین پر جمی ہوئی نہ ہو تو اس کا حکم زَمین کا سا نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۱)

وضاحت ﴿۶﴾: زَمین پر لگی اِینٹ ناپاک ہونے کے بعد شَرعاً پاک ہو گئی اگر اس کو اُکھیڑ لیا جائے تو وہ بَدَسْتُور پاک ہی رہے گی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۱)

وضاحت ﴿۷﴾: گھاس، پَودے، دَرَخت چارہ جب تک زَمین میں کھڑے ہیں وہ نَجاسَت کے خُشک ہونے اور اَثَر زائل ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں، کیونکہ یہ بھی زَمین کے حکم میں داخِل ہیں، لیکن اگر زَمین سے (کٹ کر یا

اُکھڑ کر) اِلگ ہوجائیں تو پاک کرنے کے لئے ان کو دُھونا پڑے گا، صرف نَجاسَت کا اثر زائل ہونے سے پاک نہیں ہوتے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۳۱۲)

وضاحت ﴿۸﴾: کنکریاں جو سطحِ زمین پر پڑی ہوتی ہیں وہ اس طرح پاک نہیں ہوتیں بلکہ ان کو دُھونا پڑے گا، لیکن جو کنکریاں زمین میں گڑی ہوں اس طرح کہ ان کا ایک سِرا دکھائی دیتا ہو وہ زمین کے حکم میں ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۲)

وضاحت ﴿۹﴾: دُھول اور غُبار جو سطحِ زمین پر پڑا ہوتا ہے وہ زمین کے حکم میں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۲)

وضاحت ﴿۱۰﴾: وہ پتھر جو نَجاسَت کو جذب کرتا ہو، وہ خشک ہونے اور نَجاسَت کا اثر زائل ہونے سے پاک ہو جاتا ہے اور جو پتھر چکنا ہو نَجاسَت جذب نہ کرتا ہو وہ دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۲)

مسئلہ: مَنی جس جگہ (کپڑے، بدن وغیرہ) پر لگی ہو اور وہ خشک ہو جائے اسے ہاتھ سے کُھرچ دیا جائے کہ ریزہ ریزہ ہو کر جھڑ جائے تو وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے، اگر کُھرچنے کے بعد اس کا اثر باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۲)

وضاحت ﴿۱﴾: مَنی آلُود (کپڑے وغیرہ) کو دُھویا، اثر باقی رہا، تب بھی پاک ہو گیا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۳)

وضاحت ﴿۲﴾: مَنی اگر تر ہو تو جس چیز پر ہے وہ دُھوئے بغیر پاک نہ ہوگی۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۳)

وضاحت ﴿۳﴾: عورت، مرد، بیماری کے باعث رقیق، غیر رقیق مَنی کا یہی حکم ہے۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۳۱۳)

وضاحت ﴿۴﴾: مَنی کپڑے پر ہو، نیا (ہو یا پرانا) یا تہہ دار ہو یا بدن پر لگی ہوئی ہو کُھرچنے سے پاک ہو سکتے ہیں۔

(الدر المختار، ج ۱، ص ۳۱۴)

وضاحت ﴿۵﴾: مَنی کو کپڑے یا بدن وغیرہ سے کُھرچ دیا اور وہ شرعاً پاک ہو گئے اور اگر وہ گیلے ہو جائیں تو نَجاسَت دوبارہ عَود نہیں کرتی۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۳۱۴)

مسئلہ: ناپاک تیل یا چربی سے اگر صابن بنا لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۵، ۳۱۶)

وضاحت ﴿۱﴾: مُردار کی چربی کا بھی یہی حکم ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۶)

وضاحت ﴿۲﴾: صابن بنانے کے برتن میں اگر کوئی آدمی یا کتا گر گیا اور (کافی دیر اس میں پڑا رہنے کے بعد) صابن بن گیا تو وہ بھی پاک ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۶)

وضاحت ﴿۳﴾: اس صورت میں طہارت کے حکم کی وجہ انقلابِ حقیقت اور عمومِ بلویٰ ہے، (نجس چیز کی حقیقت تبدیل ہو جائے اور نئی چیز بن جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے) جیسے شراب سِرکہ بن جائے، گدھا یا خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، پاخانہ جل کر راکھ ہو جائے یا کنویں میں پاخانہ گرا اور پڑے پڑے کیچڑ بن گیا، یہ سب پاک ہو جائیں گے، اور اگر کسی چیز کی حقیقت تبدیل نہ ہو بلکہ صرف اس کا ایک وصف تبدیل ہو جائے تو وہ چیز پاک نہ ہوگی، جیسے ناپاک دودھ پنیر بن جائے، ناپاک گندم کا آٹا بن جائے، ناپاک آٹے کی روٹی بن جائے تو وہ پاک نہ ہوں گے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۶، ۳۲۶)

وضاحت ﴿۴﴾: تنور میں ناپاک پانی کا چھینٹا لگا یا گیا یا بچے نے پیشاب کر دیا یا ناپاک گیلا کپڑا اس پر پھیرا گیا اور آگ سے نجاست کی تری زائل ہوگئی (تو تنور پاک ہو گیا) اس میں روٹی لگانے سے کوئی حرج نہیں۔
(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۵، ۳۱۶)

وضاحت ﴿۵﴾: بکری کی خون آلود سری کو آگ میں ڈالا گیا یہاں تک کہ اس کا خون جل گیا تو وہ پاک ہو جائے گی۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۵۹)

وضاحت ﴿۶﴾: ناپاک مٹی سے لوٹا یا ہنڈیا بنائی یا ناپاک پانی سے اینٹ تھاپی ان کو آگ میں پکا لیا تو وہ پاک ہو گئیں۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۵۹)

مسئلہ: کھلیان میں گدھے یا دوسرے جانور جیسے بیل وغیرہ گندم کو پاؤں سے روند رہے تھے کہ انہوں نے اس میں پیشاب یا لید اور گوبر کر دیا تو ان دانوں کو تقسیم کر لیا جائے یا اس کا کچھ حصہ دھو لیا جائے یا کھا لیا جائے یا فروخت کر دیا جائے یا ہبہ کر دیا جائے تو سارے (دونوں حصوں کے) دانے پاک ہو جائیں گے۔
(الدر المختار، ج ۱، ص ۳۲۸)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر نجس دانوں کی مقدار کسی طرح سے معلوم ہو تو کم از کم اتنی مقدار کو سارے دانوں سے الگ کرنا پاک ہونے کے لئے ضروری ہے، ورنہ کوئی حصہ بھی پاک نہ ہو سکے گا، (اور اگر نجس دانوں کی مقدار نا معلوم ہو اندازے سے کچھ حصہ الگ کر لے)۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۸)

وضاحت ﴿۲﴾: جب ان دانوں کے دو حصے کرلئے گئے تو دونوں جانب نجاست کا اِحتمال ہے، (اور نجاست کے اِحتمال سے چیز نجس نہیں ہوتی) لہٰذا دونوں حصے پاک شمار ہوں گے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۸)

وضاحت ﴿۳﴾: رُوئی کا تھوڑا سا حصہ ناپاک تھا اس کو دُھنوایا کہ دُھننے کے عمل سے اِحتمال ہے کہ ناپاک حصہ کی مقدار الگ ہوگئی تو رُوئی پاک ہوگئی اور اگر ساری یا نصف روئی ناپاک تھی تو دھننے سے پاک نہ ہوگی، (بلکہ اسے دھونا پڑے گا)۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۰)

مسئلہ: وہ نجاست کہ سُوکھ جانے کے بعد اس کی ذات یا اس کا اَثر نظر آئے کسی جگہ پر لگی ہو تو اس مقام سے اس کی ذات یا اَثر کو زائل کرنے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی، طہارت کے ذریعہ کے ایک دفعہ اِستعمال کے ساتھ زائل ہو یا تین سے زائد بار اِستعمال کرنے کی ضرورت ہو، اگر نجاست کا اَثر اس مقام پر پختہ ہو جائے، لیکن گرم پانی یا صابن وغیرہ کے اِستعمال سے زائل ہو سکتا ہو تو ان کا اِستعمال کرنا پاک ہونے کے لئے شرط نہیں (یعنی ان کے اِستعمال کے بغیر بھی جب تک طہارت کے ذریعہ کو اچھی طرح سے اِستعمال کرلیا جائے تو جگہ پاک ہو جائے گی) اس کے اَثر کا باقی رہنا طہارت میں نقص پیدا نہیں کرتا۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۸، ۳۲۹، جدالممتار، ج ۱، ص ۱۸۱)

وضاحت ﴿۱﴾: ایسی نجاست میں، نچوڑنا شرط نہیں، (جبکہ نجاست کی ذات اور اس کا اثر زائل ہو جائے وہ چیز پاک ہو جائے گی)۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۸)

وضاحت ﴿۲﴾: نجاست کی ذات اور اس کا اَثر اگر تین بار سے زائل نہ ہو تو طہارت کے ذریعہ کو تین سے زائد بار اِستعمال کرے، یہاں تک کہ وہ زائل ہو جائے، اگر نجاست کا اَثر زائل کرنا مُشکل ہو تو اس کو زائل کئے بغیر بھی وہ چیز پاک ہو جائے، (مُشکل کا مفہوم یہ ہے کہ زائل کرنے کے لئے طہارت کے ذریعہ مثلاً پانی کے علاوہ مزید کسی چیز جیسے صابن کے اِستعمال کی ضرورت ہو)۔

وضاحت ﴿۳﴾: طہارت کا ذریعہ (تمام اشیاء میں دھونا) موزہ میں رگڑنا، منی میں کُھرچنا، چمڑہ میں رنگنا، زمین میں خشک ہونا، تلوار وغیرہ میں پونچھ لینا ہے۔

وضاحت ﴿۴﴾: کپڑے یا بدن پر نجاست لگ جائے اس کی ذات اور اَثر زائل ہو تو وہ پاک شمار نہ ہوگا بلکہ ناپاک ہی

رہے گا جب تک کہ اسے دھونہ لیا جائے، (کپڑے اور بدن کو مٹی کے علاوہ دیگر نجاست سے پاک کرنے کا ذریعہ دھونا ہے)۔ (ردالمحتار، ج۱، ص ۳۲۹)

وضاحت ﴿۵﴾: نجاست کے اثر سے مراد اس کا رنگ، بُو اور مزہ ہے، نجاست کے مزہ کو زائل کرنا ضروری ہے جب تک یہ باقی ہے چیز پاک نہ ہوگی، کیونکہ اس کا باقی رہنا دلالت کرتا ہے کہ نجاست کی ذات موجود ہے، نجاست کے زائل ہونے کے بعد اگر بُو باقی رہے تو چیز پاک ہو جائے گی۔ (ردالمحتار، ج۱، ص ۳۲۹)

وضاحت ﴿۶﴾: سوکھنے کے بعد جس نجاست کی ذات یا اثر نظر نہ آئے اس کا حکم آگے آئے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

مسئلہ: ناپاک خضاب لگایا یا عورت نے ناپاک مہندی لگائی یا کپڑے کو ناپاک رنگ سے رنگا تو دھونے میں جب تک پانی رنگین آتا رہے گا پاک نہ ہوگا، جب رنگ کے بغیر صاف پانی آئے تو وہ پاک ہو جائے گا، رنگی ہوئی جگہ پر رنگ باقی رہا تو کوئی حرج نہیں۔ (ردالمحتار، ج۱، ص ۳۲۹)

وضاحت: پاک کرتے وقت صاف پانی گرنے لگا لیکن بعد میں وہ کپڑا گیلا ہوا جس سے اس کا رنگ دوسرے کپڑے کو لگ گیا یا بعد میں دھونے سے رنگ پانی میں ظاہر ہونے لگا تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (ردالمحتار، ج۱، ص ۳۲۹)

مسئلہ: نیل یا سُرمہ سے (جسم کے کسی حصہ مثلاً) ہاتھ کو گُودا دھونے سے وہ پاک ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج۱، ص ۳۳۰)

وضاحت: گودنے کے لئے جب سوئی چبھوئی نیل یا سُرمہ اس میں بھرا تو وہ خون کے ملنے کے باعث نجس ہو گیا، جب زخم ٹھیک ہوا تو وہ جگہ نیل یا سُرمہ کے رنگ کے باعث رنگین ہوگئی لیکن اس کا رنگ زائل کرنا جلد کو اُتارے یا زخم لگائے بغیر ممکن نہیں، جب نجاست کے اثر (رنگ) کو زائل کرنے کے لئے گرم پانی اور صابن کا استعمال ضروری نہیں تو اس صورت میں بھی اس کے اثر (رنگ) کو زائل کرنا ضروری نہیں۔ (ردالمحتار، ج۱، ص ۳۳۰)

مسئلہ: دودھ، شہد، گاڑھا شیرہ اگر ناپاک ہو جائیں تو ان کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی مقدار کے برابر ان میں پانی ڈال کر آگ پر پکایا جائے یہاں تک کہ اصل مقدار باقی رہ جائے تین بار ایسا کرنے سے پاک ہو جائیں گے، پتلے گھی اور تیل میں ان کی مقدار کے برابر پانی ڈال کر ہلایا جائے پھر گھی اور تیل کو الگ کر لیا جائے، (اوپر سے گھی اور تیل کو اُتار لیا جائے یا برتن کے نیچے سوراخ کر کے پانی کو نکال دیا جائے) تین بار ایسا کرنے سے

پاک ہو جائیں گے، اور جمے ہوئے گھی میں اتنی مقدار میں تین بار پانی ڈال کر آگ پر جوش دے کر ہلایا جائے پھر گھی کو الگ کر لیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۳۳۴)

وضاحت ﴿۱﴾: رُکنُ الائمہ صَبّاغی فرماتے ہیں کہ انہوں نے شہد کو اس طریقہ پر پاک کرنے کا تجربہ کیا تو اسے کڑوا پایا۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۳۳۴)

وضاحت ﴿۲﴾: جمے گھی کو مندرجہ ذیل طریقہ سے پاک کرنا اس صورت میں ضروری ہوگا جب ناپاک ہونے کے بعد منجمد ہو۔ (ردالمختار، ج ۱، ص ۳۳۴)

اگر جمے ہوئے گھی پر نجاست پڑ جائے تو نجاست اور اس کے اردگرد تھوڑا تھوڑا الگ کرنے سے پاک ہو جائے گا۔

وضاحت ﴿۳﴾: ناپاک گھی، تیل یا چربی ہاتھوں میں لگ جائے تو تین بار دھونے سے ہاتھ پاک ہو جائیں گے۔

(ردالمختار، ج ۱، ص ۳۲۹)

اگر اس کا اثر باقی رہ جائے تو طہارت میں کوئی نقصان نہیں۔ (الدر المختار، ج ۱، ص ۳۳۰)

وضاحت ﴿۴﴾: مُردار کی چربی عینِ نجاست ہے اگر ہاتھوں کو لگ جائے جب تک مکمل طور پر زائل نہ ہو ہاتھ پاک نہ ہوں گے۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۳۳۰)

وضاحت ﴿۵﴾: مُردار کی چربی کھال کو رنگ کرنے میں استعمال کرنا ناجائز نہیں، اگر استعمال کر لی تو دھونے سے چمڑا پاک ہو جائے گا۔ (الدر المختار، ردالمختار، ج ۱، ص ۳۳۰)

اس کو دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ نچوڑے جانے کے قابل ہے تو تین دفعہ دھو کر ہر بار مُبالغہ سے نچوڑے اور اگر نچوڑے جانے کے قابل نہ ہو تین دفعہ دھو کر ہر بار دھونے کے بعد اسے ڈال دے یہاں تک کہ اس سے پانی کے قطرات گرنا ختم ہو جائیں۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۹۰)

مسئلہ: دو برتن ہیں ایک کا پانی (یا دودھ، گھی وغیرہ) ناپاک ہے اور دوسرے کا پاک (ان کو اٹھا کر) اُوپر سے ان کے اندر کے پانی وغیرہ کو گرایا اس طرح کہ وہ ہوا ہی میں آپس میں مل گئے اور نیچے (رکھے ہوئے کسی برتن میں) گرے تو اب سارے کا سارا پانی ناپاک ہے، اسی طرح اگر دو ناپاک اور پاک برتنوں کا پانی زمین پر گرایا وہ آپس میں

مل گیا اور جاریٔ پانی کی طرح ہوگیا تو اب سارا پانی پاک ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۶)

وضاحت: گرانے کی صُورت میں اس احتیاط کی ضرورت ہے کہ نجس برتن کا پانی پہلے نہ گرے نیز پاک پانی اس طرح مُنقطع نہ ہو کہ ناپاک پانی جاریٔ ہے، اگر ایسا ہوا تو پانی پاک نہ ہوگا، پاک ہونے کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ نجاسُت کا اثر باقی نہ رہے، اگر نجاسُت کا اثر (رنگ، بُو، مزہ) باقی ہو تو سارا پانی ناپاک ہوجائے گا۔

مسئلہ: جس مقام پر نجاستِ غیر مرئیہ لگے اسے پاک کرنے کے لئے تین دفعہ دھونا واجب ہے اور سات دفعہ دھونا مُستحب ہے۔ (نور الایضاح مراقی الفلاح، ص ۸۷)

جو چیز نچوڑے جانے کی صلاحیت رکھتی ہے ہر دفعہ مُبالغہ کے ساتھ اتنا نچوڑے کہ مزید قطرے نہ نکلیں اور جو نچوڑے جانے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو اسے تین دفعہ دھوئے ہر دفعہ دھونے کے بعد اسے رکھے یہاں تک کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں، یہ سب تفصیل اس صُورت میں ہے جبکہ وہ چیز جس پر نجاست لگی ہے نجاست کو جذب کرے اگر جذب نہ کرے تو تین دفعہ دھو دیا جائے، تو وہ پاک ہوجائے گی ہر بار دھونے کے بعد اس کو رکھنا کہ قطرات ختم ہو جائیں شرط نہیں۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۱، ۳۳۲)

وضاحت ﴿۱﴾: نجاستِ غیر مرئیہ وہ ہے جو سُوکھ جانے کے بعد دکھائی نہ دیتی ہو، سُوکھنے سے پہلے تو ہر نجاسُت مرئیہ ہوتی ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۲۸)

وضاحت ﴿۲﴾: نجاستِ غیر مرئیہ سے طہارت میں دراصل غلبۂ ظن کا اعتبار ہے جس کا اندازہ تین دفعہ دھونا ہے کیونکہ اس سے غالباً چیز کے پاک ہونے کا غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے اور وسوسہ کا خاتمہ بھی ہو جاتا ہے اگر دھونے والا مُکلّف ہے تو اس کا غلبۂ ظن مُعتبر ہے اور اگر وہ مُکلّف نہیں جیسے وہ نابالغ بچہ ہے یا پاگل ہے تو اس چیز کے استعمال کرنے والے کے غلبۂ ظن کا اعتبار ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۱)

وضاحت ﴿۳﴾: نجاستِ غیر مرئیہ کو سات دفعہ دھونا مُستحب ہے لیکن اگر وہ نجاست کُتّے کی ہو (مثلاً اس کا پیشاب یا لُعابِ دہن ہو) تو ایک بار اس کو مٹی لگا کر دھونا بھی مُستحب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۱)

وضاحت ﴿۴﴾: جو چیز نچوڑے جانے کی صلاحیت رکھتی ہے، اس کی طہارت کے لئے تین بار دھونا اور ہر بار اس

طرح نچوڑنا کہ اس سے مزید قطرات نہ نکل سکیں شرط ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۵﴾: ایک شخص نے خوب نچوڑا کہ مزید قطرے نہ نکلے لیکن اگر دوسرا نچوڑے تو اس سے مزید قطرے نکل آئیں تو وہ چیز پہلے کے لئے پاک ٹھہرے گی، دوسرے کے لئے نہیں، پہلا شخص اس بات کا مکلف نہیں ہے کہ دوسرے کو نچوڑنے کے لئے فرمائش کرے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۶﴾: ناپاک نچوڑی جانے کی چیز پتلی اور کمزور ہے کہ اسے پوری قوت سے نچوڑنے کی صورت میں وہ پھٹ جائے گی تو نچوڑنے میں مبالغہ کرنا ضروری نہیں، وہ ان چیزوں کے حکم میں ہوجائے گی جو نچوڑے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتیں، یعنی اسے تین دفعہ دھوئے ہر بار دھونے کے بعد اسے رکھے یہاں تک کہ قطرات ٹپکنے ختم ہوجائیں تو وہ پاک ہوجائے گی۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۷﴾: جو چیزیں نچوڑے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتیں دو قسم کی ہیں۔

ایک وہ جن کو نچوڑنا ناممکن ہوتا ہے جیسے (مٹی کا برتن یا اس کی) ٹھیکری۔

دوسری قسم وہ جسے نچوڑنا مشکل ہوتا ہے جیسے (ٹاٹ) دری وغیرہ۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۸﴾: ناپاک چیزیں تین طرح کی ہیں۔

ایک وہ جو بالکل نجاست کو جذب نہیں کرتیں، جیسے پتھر، پیتل (اور دیگر دھاتیں) اور مٹی کے پرانے برتن۔

دوسری قسم وہ جو بہت کم نجاست کو جذب کرتی ہیں، جیسے بدن، موزہ اور جوتا وغیرہ۔

تیسری قسم وہ جو نجاست کو کثرت سے جذب کرتی ہیں (جیسے کپڑا، مٹی کے تازہ برتن، اینٹ وغیرہ)۔

قسم اول کی چیزیں اگر نجاست مرئیہ ہوں تو اس کے عین کو زائل کرنے سے پاک ہوجاتی ہیں اور اگر نجاست غیر مرئیہ ہو تو تین دفعہ دھولے وہ پاک ہوجائیں گی (ان میں یہ شرط نہیں کہ ہر دفعہ دھونے کے بعد رکھے یہاں تک کہ قطرات ٹپکنا ختم ہوجائیں یک بارگی تین دفعہ دھولے)۔

دوسری قسم کا حکم بھی پہلی قسم کی مانند ہے (لیکن بدن پر سے نجاست مرئیہ اور اس کے اثر کو زائل کردیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا بلکہ اسے دھونا ضروری ہے اور نجاست غیر مرئیہ میں تین بار دھونے سے) پانی نجاست کو باہر نکال دیتا ہے، لہذا ان کی طہارت کا حکم دیا جائے گا۔

تیسری قسم کی چیزیں اگر ان کا نچوڑنا ممکن ہو اور نجاستِ مرئیہ ہو تو اسے اتنا دھونا اور نچوڑنا کہ نجاست اور اس کا اثر زائل ہو جائے اسے پاک کر دے گا، اور اگر نجاستِ غیر مرئیہ ہو تو تین بار دھونا پاک کرے گا، اس طرح کہ ہر بار دھو کر مُبالغۃً سے نچوڑے یہاں تک کہ مزید قطرات نکلنے بند ہو جائیں، اگر ان کا نچوڑنا ناممکن یا مشکل ہو جیسے کھجور (کے پتوں) سے بنائی ہوئی چٹائی، اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے نجاست کو جذب نہیں کیا تو عینِ نجاست کو زائل کر دیا جائے یا بغیر نچوڑے تین بار دھو لیا جائے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے نجاست کو جذب کیا ہے جیسے مٹی کے نئے برتن ناپاک تیل سے رنگی ہوئی کھال اور نجاست کے جذب کرنے کے باعث پھولے ہوئے دانے تو ان کو پانی میں تین بار بھگویا جائے (اور دھویا جائے) ہر بار نکال کر ان کو رکھا جائے، یہاں تک کہ ان سے قطرات ٹپکنا ختم ہو جائیں، اس طرح یہ چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۹﴾: مٹی کے پرانے برتن اگر تر ہوں تو یہ ان چیزوں سے ہیں جو نجاست کو جذب نہیں کرتیں اگر خشک ہوں تو یہ مٹی کے نئے برتنوں کی مانند ہیں یعنی ان چیزوں سے ہیں جو نجاست کو جذب کرتی ہیں۔

(ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۱۰﴾: چٹائی، دری ناپاک ہو جائے تو اس پر اتنا پانی بہایا جائے کہ نجاست کے زائل ہونے کا ظن حاصل ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گی، پانی بہانا ہی نچوڑنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۱۱﴾: لوہے (اور دیگر کسی دھات) کو ناپاک پانی سے پانی چڑھایا ہو تو تین بار اسے پاک پانی سے پانی چڑھانے سے (اس کا ظاہر اور باطن) پاک ہو جائے گا، لہٰذا اگر اسے تین بار سے کم دفعہ پاک پانی سے پانی نہ چڑھایا گیا تو اسے نماز میں اٹھائے رکھنا ایسا ہوگا جیسے نجاست اٹھا رکھی ہو، لیکن اس طرح کے ناپاک لوہے وغیرہ کو اگر تین دفعہ دھو لیا جائے تو اس کا ظاہر پاک ہو جائے گا (اس کے اندر کے حصّہ میں اگرچہ نجاست باقی ہو گی) لہٰذا اس سے اگر تربوز وغیرہ کو کاٹا جائے یا وہ پانی میں گر پڑے تو وہ ناپاک نہ ہوں گے۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۳۲)

وضاحت ﴿۱۲﴾: نجاستِ غیر مرئیہ سے طہارت کے لئے کسی چیز کو دھویا اگر پہلی دفعہ کا دھوون کسی چیز کو لگا تو اسے

پاک کرنے کے لئے تین بار دھونا پڑے گا، اگر دوسری بار کا دھوون کسی چیز کو لگے تو اسے دو بار دھونا ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا دھوون لگے تو اسے ایک بار دھونا پڑے گا، اسی طرح اگر تین الگ برتنوں میں تین بار ناپاک چیز کو دھویا تو پہلی بار جس برتن میں دھویا اسے پاک کرنے کے لئے تین بار دھوئیں گے جس میں دوسری بار دھویا اسے دو بار دھوئیں گے اور جس میں تیسری بار دھویا، اسے ایک دفعہ دھونے سے وہ برتن پاک ہوجائے گا، اگر ایک برتن میں تین بار دھویا تو اسے ایک بار دھونا پڑے گا۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۳۳۳)

مسئلہ: نجاستِ غیر مرئیہ سے نجس ہونے والی چیز پر کثرت سے پانی ڈالا اس طرح کہ تین بار اس سے پانی نکلا اور اس کی جگہ نیا پانی آیا یا اس چیز پر پانی کو جاری کردیا تو پاک ہوجائے گی ، ایسی صورت میں نچوڑنے یا قطرات کے ختم ہونے یا تین بار دھونے کی شرط نہیں اور اگر بڑے (دَہ در دَہ) تالاب میں ایسی نجاست والے کپڑے کو دھویا تو تین بار ڈبونے سے وہ کپڑا پاک ہوجائے گا اگرچہ اسے نہ نچوڑا ہو۔

(الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۳۳۳)

مسئلہ: کستوری طاہر اور حلال ہے، دوا، غذا میں ضرورت کی بناء پر یا عدمِ ضرورت کی صورت میں کھائی جاسکتی ہے اور اسی طرح اس کا نافہ بھی پاک ہے، زَباد اور عنبر کا بھی یہی حکم ہے۔ (الدر المختار، ردالمحتار، ج ا، ص ۲۰۹)

وضاحت ﴿۱﴾: کستوری اصل میں خون ہوتا ہے جس میں تبدیلی ہوکر وہ خون سے کستوری بن جاتا ہے جس کے باعث وہ پاک ہوجاتا ہے (انقلابِ حقیقت سے نجاست پاک ہوجاتی ہے) جیسے کہ پاخانہ جل کر خاکستر بن جائے تو وہ پاک ہوجاتا ہے لیکن ہر پاک چیز کا کھانا حلال نہیں جیسے مٹی پاک ہے لیکن کھانا جائز نہیں، اس لئے حلال کی قید زائد کی گئی تاکہ اس کا حکم مکمل طور پر واضح ہوجائے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۲۰۹)

وضاحت ﴿۲﴾: کستوری مقوی قلب، زہروں، سُدّوں، انتڑیوں میں غلیظ ریاح خفقان اور سوداء کو نافع ہے۔

(ردالمحتار، ج ا، ص ۲۰۹)

وضاحت ﴿۳﴾: نافۂ مشک اس چمڑے کو کہتے ہیں جس میں وہ جمع ہوتی ہے، کستوری کا نافہ خشک ہو یا تر، ذبح شدہ ہرن کا ہو یا غیر ذبح ہرن کا، اس کی حالت یہ کہ پانی لگنے سے وہ فاسد ہوجائے (گل جائے) یا نہ ہر صورت میں پاک ہے۔ (ردالمحتار، ج ا، ص ۲۰۹)

وضاحت ﴿۴﴾: زَباد ایک قسم کی بلّی کا پسینہ ہوتا ہے لیکن اس میں تبدیلی ہو کر وہ خوشبو بن گیا لہٰذا وہ پاک ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۰۹)

وضاحت ﴿۵﴾: عنبر، سمندر میں چشمہ سے نکلتا ہے، ایک قول کے مطابق وہ سمندر کی نباتات سے ہے۔
(ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۰۹)

مسئلہ: ناپاک قلعی (یا کوئی دوسری دھات) کو پگھلانے سے پاک ہو جاتی ہے لیکن موم پگھلانے سے پاک نہیں ہوتی (موم کو پاک کرنے کے لئے جمے ہوئے گھی کو پاک کرنے کا طریقہ استعمال کیا جائے گا، جس کی تفصیل گذر چکی ہے)۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۴۱)

مسئلہ: گوشت کو اگر ناپاک چیز (مثلاً شراب) سے آگ پر پکایا گیا اور وہ پک گیا تو اب وہ پاک نہیں ہو سکتا۔
(مراقی الفلاح، ص ۸۶)

مسئلہ: ذبح شدہ مرغی کو پَر اتارنے کے لئے انتڑیاں نکالنے سے قبل اُبلتے ہوئے گرم پانی میں اتنا وقت رکھا گیا کہ اس کی انتڑیوں کی نجاست گوشت میں جذب ہو گئی یہ گوشت بھی پاک نہیں ہو سکتا، اگر پانی اُبل نہیں رہا تھا یا پانی تو اُبل رہا تھا لیکن صرف اتنا وقت اس میں رکھا گیا کہ حرارت جلد کی سطح تک پہنچی جس سے جلد کے مسام کھل گئے اور پَر آسانی سے اُتر گئے تو تین بار دھونے سے پاک ہو سکتا ہے۔
(مراقی الفلاح، الطحطاوی، ص ۸۶)

مسئلہ: ناپاک بستر یا مٹی پر لیٹا ہو یا سویا یا قدم رکھا، پسینہ یا قدم کی تری سے بستر یا مٹی گیلے ہو گئے اگر نجاست کا اثر بدن یا قدم پر ظاہر ہوا تو وہ ناپاک ہو گئے اگر نجاست کا اثر ان پر ظاہر نہ ہو تو وہ پاک ہیں۔
(نورالایضاح مراقی الفلاح، ص ۸۵)

وضاحت: اس کے اثر سے مراد رنگ، بُو اور مزہ ہے۔

مسئلہ: خشک پاک کپڑا گیلے ناپاک کپڑے میں لپیٹا، اس کی تری پاک کپڑے میں ظاہر ہو گئی لیکن وہ اتنا گیلا نہیں کہ نچوڑنے سے اس سے کچھ بہہ سکے اور قطرے نکلیں تو صحیح یہ ہے کہ وہ خشک کپڑا پاک ہے اسی طرح اگر پاک کپڑا ناپاک گیلے کپڑے پر یا ناپاک گیلی زمین پر بچھایا گیا نمی پاک کپڑے میں آ گئی لیکن اتنی نہیں نچوڑنے سے قطرے بہہ سکیں اور سوکھے پاک کپڑے پر نمی کی جگہ بھی نظر آتی ہو تو وہ ناپاک نہ ہوگا۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ص ۶۳)

وضاحت ﴿۱﴾: اگر نجاست کا اثر یعنی رنگ، بُو، مزہ کپڑے میں ظاہر ہو جائے تو ناپاک ہوگا۔
(الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۸۶)

وضاحت ﴿۲﴾: اگر ناپاک کپڑا عینِ نجاست مثلاً پیشاب، شراب وغیرہ سے گیلا ہو تو اس کی تری پاک کپڑے پر پہنچنے سے وہ ناپاک ہوگا (اور اگر ناپاک کپڑا کسی اور ناپاک چیز مثلاً ناپاک پانی سے تر ہو تو پھر اس میں شرط ہے کہ ناپاک کپڑے کی تری اتنی پاک کپڑے میں آئے کہ نچوڑنے سے قطرے نکلیں)۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۸۶)

مسئلہ: ناپاک زمین یا ناپاک چٹائی پر پاؤں رکھا، پاؤں ناپاک نہ ہوگا، اگر پاؤں خشک تھا اور چٹائی گیلی تھی، اگر پاؤں گیلا ہوگیا تو ناپاک ہوجائے گا صرف تری کا اعتبار نہیں۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۲)

مسئلہ: گوبر مٹی میں شامل کر کے چھت کو لیپا اور وہ خشک ہوگیا اگر گیلا رومال اس پر ڈالا تو وہ ناپاک نہ ہوگا۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۳)

مسئلہ: گدھے (یا کسی دوسرے جانور) نے پانی میں پیشاب کیا اس کے چھینٹے کسی آدمی کے کپڑوں پر پڑے تو ان کپڑوں کو پہن کر نماز ادا کرنا منع نہیں، اگرچہ وہ چھینٹے کثرت سے پڑیں، اگر یہ یقین ہے کہ یہ چھینٹے پیشاب کے ہیں تو ان سے نماز ادا کرنا درست نہیں، اسی طرح اگر پاخانہ پانی میں ڈالا اور اس سے چھینٹے اُڑ کر کپڑے کو لگے اگر نجاست کا اثر کپڑے پر ظاہر ہو تو کپڑا ناپاک ہے ورنہ نہیں، پانی جاری ہو یا غیر جاری۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۳، ۶۴)

مسئلہ: گھوڑے کے پاؤں پر نجاست تھی وہ پانی میں چلا، چھینٹے اڑ کر کپڑوں پر پڑے اگر نجاست کا اثر اُن میں موجود ہے تو کپڑا ناپاک ہے ورنہ نہیں۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۴)

پاؤں میں کیچڑ لگ گیا یا کیچڑ میں چلا، پاؤں نہ دھوئے اور نماز ادا کر لی تو نماز دُرست ہے، لیکن اگر نجاست کا اثر پاؤں میں ظاہر ہو تو دُرست نہیں، ہاں احتیاط کرنا بہتر ہے۔ (الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۴)

مسئلہ: پاک مٹی کو ناپاک پانی میں ڈالا جائے یا اس کا عکس پانی ناپاک مٹی میں ڈالا تو کیچڑ نجس ہے۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۴)

مسئلہ: ناپاک بھوسہ کیچڑ میں ڈالا، اگر بھوسہ کھڑا کھڑا ہو اس کی ذات دکھائی دیتی ہو اور کثرت سے ہو تو (کیچڑ) ناپاک ہے ورنہ نہیں اگر وہ خشک ہو جائے تو اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا۔
(الفتاوی العالم گیریہ، ج ۱، ص ۶۴)

☆☆☆☆☆